

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. 1915222 Accession No. 2910

Author 1-b

Title

This book should be returned on or before the date
last marked below.

بیت خالق کون کا فضل و کرم

کتاب جالبی عریضہ طائر و حیدر نادور و کجسپ و سچا افسانہ معادلات اور روزمرہ کا
تحریر فصاحت کا معیار سلاست کا مخزن قابل زیارت ہر پیر و جوان الموسوم بہ



جسکو طائر و کجسپ و حیدر نادور و کجسپ و سچا افسانہ معادلات اور روزمرہ کا
تحریر فصاحت کا معیار سلاست کا مخزن قابل زیارت ہر پیر و جوان الموسوم بہ

پیشکش کی گئی ہے



خداے پاک کی حمد رسول مقبول کی نعت آل اطہار کی منقبت اصحاب کبار کی
تعریف یہ چاروں ایسے مشکل کام ہیں کہ بڑے بڑے عالم فاضل حیران سرگرداں
رہے ان میں سے ایک کو بھی شتمہ بھرتہ ادا کر سکے نادان کے نادان رہے میں تو عورت
مافی ناقص العقل ہونے کے علاوہ بالکل آن پڑھ اگر شہید جانتی یا نام چار کو پڑھ
ہوں تو اس سے کیا ہوتا ہے چھوٹے منہ سے بڑی بات کیونکر کہوں کیا جان جو چہ
نہ رہوں میں کیا میری حقیقت کیا میری فکر کیا میری طبیعت کیا لیکن زینت کلام
اور درستی انجام کے لئے اہل اسلام کے یہی دو چار رہمارے ہیں یہی نجات
بخشش کے اشارے محنت رائگان نہیں ہوتی امید برآتی ہے کام اتر نہی
تسا بات تمام ہو جاتی ہے عید کو معبود کی بندگی خاد کو معبود کی یاد و خرد کو بزر

و اما اور شاہ پیمپیا اور بن چڑا پاچی اور اگن نہ اپنے گھروں سے کیجھے سکھائے
آتے ہیں نہ مان باپ سے تعلیم پاتے لیکن چاروں کے بتانے میں نہیں سے
کیمیں ہو رہتے ہیں جو کہ وہ کہتے ہیں انسان کی صحبت سے بے زبانوں کا
صاحب بن جانا اپنی توانائی اور اخلاقی کا جلوہ دکھانے آدمی کا تو درست کر دینا
اس کے نزدیک کوئی بات نہیں کچھ عاجز اس کی ذات نہیں وہ سب کی
بہتری چاہتا ہے اور سیدھے رستے سے دنیا پر لاتا ہے جس میں اینچ بیچ ہے
نہ پھیر پھار نہ گھوم گھام ہے نہ چڑھاؤ اتار خشکی میں اپنی ناؤ ڈبانے کا ہم کو
اختیار ہے کیونکہ ہر شخص اپنے فضل کا مختار ہے گوہیں عبادت ہی کے لئے
پیدا کیا مگر ذات اس کی بے نیاز ہے ہمیں نہ سمجھیں تو بحیاتی کی عمر دراز وہ قوی
بھی ہے قادر بھی عادل بھی ہے تاہر بھی جس طرف نظر کیجئے اس کی قدرت
کے ہزاروں کرشمے ہیں جس طرف آنکھ اٹھائیے اس کی طاقت کے لاکھوں
جلوے ہیں بچوں کی مامتا مان کے پیٹ میں ڈالی گوشت کے تو تھڑے
پلوانے کی یہ حکمت نکالی وہی کیڑے چاروں میں انسان کی قطار میں
آئے اور آدمیوں کے شمار میں۔ اگر حقیقت میں ہو اور عقل رسادینا کے بکھیر دین
سے الگ ہو کر آدمی ذرا غور کی نگاہ اور فکر کی نظر سے دیکھے تو مان کے
پیٹ سے (جو نئی دنیا میں اس کے لئے عبرت دلانے کو پہلی قید ہے)
بے فکری کے زمانے اور وہاں سے جوانی کے عالم پھر قبر سامنے آنے
کے وقت تک خود اسی پر کیا کیا نہیں گذر جاتا اور کیا کیا نہیں نظر آتا
عالم اپنے حادثوں سے حادث ہونے کی خبر دیتا ہے اور زمانہ نت نئے

نقلاب سے روز خبر لیتا ہے۔ ہر روز ایک نیا دن سامنے آتا ہے اور طرح طرح کے گرم و سرد دکھاتا ہے کبھی کالی ڈراؤنی کبھی تارون بھری سہاؤنی رات ہے کبھی مہتاب کی چاندنی چمکی ہے کبھی برسات کی ظلمات ہے کبھی غسل میت کبھی برات کے لئے نانا دھونا ہے کبھی شادی کا ہنسا کبھی ماتم مین رونا ہے کہیں بچہ پیدا ہوا ہے چھٹی چلا ہے کہیں سپٹ گرا ہے تو بڑنلا ہے وہی ایسا حاکم و قادر ہے کہ اگر چاہے تو نوینے کی سعاد کاٹنے کے اندر ہی طلب فرمائے اور چاہے تو نو سو برس بعد بلائے نہ وہاں چون و چرا کا محل نہ یہاں دم مارنے کی مجال۔ ہزاروں بے مان باپ کے بچے جنگل بیابان مین پال پوس کر اُسکی قدرت کا ملہ سنے یوں پر دان چڑھا دیے جن کے ذکر پر اپنے مان باپ کے چاہتے اور اکلوتے بچے دل کھول کھول کر ہنس لیے کوئی بھیڑیے کے بھٹ سے نکلا کوئی فرعون کے گھر سے کوئی بحرِ یہ صحیح سلامت آیا کوئی برسے کہیں شیرنی نے دو دھ پلایا شیر نے گود مین کھلایا صاحب تاب و توان ہوئے جنگل مین شیروان ہوئے بیوی اتا بنی میان دادا ہوا کہیں ریچھ نے پالانہ چھیڑا نہ چھو اتھنیاں کھلائی بن کر درختوں مین جھولنا جھلاتی پھر مین خدا کا دیا سر پر دکھاتی پھر مین حق یہ ہے کہ اُس کی قدرت کا اُوچھو رہن مین اگر وہ چاہے تو کوئی ہا نور موذی نہیں کوئی لگور نہیں چیتے کو چیتے یا کر دے اور سانپ کو یا رغا رزہ کو امرت کر دے اور دشمنی کو محبت دہی مارے وہی جلائے وہی بھیجے وہی بلائے نہ اپنے اختیار سے آتے ہیں نہ اپنی خوشی سے جاتے مین اُس کی قدرت مجبور کر کے لاتی ہے اور اُس کی رحمت آکر لے جاتی ہے

سر سے پانوں تک زمین سے آسمان تک مان کی گود سے آغوش قبر تک جو جو ہم نے پایا اسی کے تفصل اور تصدق سے ہاتھ آیا یہی فضل و کرم اُس کا کیا کم ہے کہ عدل مجسم سر تپا رحمت آدم کے فخر عالم کی زینت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اُس کے پیارے تھے حبیب تھے محبوب تھے قریب تھے انھیں کو ہمارا بھی نبی بنایا اپنی محبت میں ہمیں بھی شریک فرمایا جو اُس کا پیارا ہے وہی ہمارا پیارا ہے جو اُس کا پیغمبر ہے وہی ہمارا ہے اگر کسی اور نبی کی امت ہوتے تو نہ خیر الائم ہونے کا شرف پاتے نہ اس کی شفاعت کے ذریعہ سے جنت میں جاتے اُس کے ایک ایک لطف و عنایت پر لاکھوں جانیں قربان اور اُس کی ہر ایک عطا و نعمت پر کروڑوں زبانیں صدقے میرا تو ننھے ننہیں جو اُس کی ایک عطا و نعمت کا بھی شکر ادا کر سکوں جیسا مجھے نوانا عزت افزائی فرمائی سرفراز کیا آبرو بڑھائی اگر رویان رویان زبان ہو اور ہر رویان ہزاروں تسبیحیں روز پڑھے تو بھی اُس کا شکر ادا نہ ہو بالکل نہ ہو ذرا نہ ہو اے میری پیاری مہوطن بیویو (عریضہ طاہرہ) نیک زنون کا دلچسپ قصہ جو تمہارے سامنے ہدیے کے طور پر میں نے پیش کیا ہے اس یہ میرا مطلب نہیں کہ میں ایسی اور ویسی تالیف کے قابل اور تعریف کے لائق ہوں یا تمہاری نصیحت اور اپنی فضیلت منظور ہے یا پیرمغان بن کر سمجھانے کو بیٹھی ہوں بلکہ میری خاص غرض یہ ہے کہ میرے خاوند و مالک نے جیسا مجھے سرفراز اور کنیز نوازی فرمائی وہ تم پر بھی ظاہر ہوتا کہ یہ بھی اک قسم کا شکر میرے نامہ اعمال میں لکھا جائے اور خداوند عالم اس کے بدلے میں میرا

مرتبہ اور بڑھائے یہ میری ساری عمر کی اپنی قیمتی کمائی ہے جو انکسار و محبت کے ساتھ ہاتھ پھیلائے رہ چکا ہے تمہیں نذر دے رہی ہوں، ان تو دیوتا نہیں پتھر چاہتے اسکا چربہ دل پڑتا رہا ہو میرے غم پر بھینک اگر کچھ بھکر عمل کیا تو مجھ کو مل لے لیا تمہارے دل شاد کرنے کو میں نے یہ غم بالاپے تمہیں بلاؤں سے نکلنے کو اپنے تین مصیبت میں ڈالا ہے تمہاری گلو خلاصی کے لیے اپنا گلا پھنساتی ہوں تمہیں ٹھنڈا رکھنے کے لئے اپنا دل جلاتی ہوں جب کالیسا دو بہا اب کالیسا دیکھو آگ میں ٹوٹی پھوٹی پڑھی لکھی تھی لیکن نہ تصنیف کے قابل اور نہ تالیف کے لائق سچ کہوں یہ بوجھ مجھ سے نہ اٹھ سکتا خدا بھڑا کرے میرے استاد مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش کا جنھوں نے تمہارے درد سے میرے دل کو دکھایا اور یہ نسخہ لکھوایا انھیں کے تصدق سے مجھے غیرت آئی انھیں کی بدولت تم نے یہ دولت پائی انصاف اور قدر سے دیکھو اور پرکھو گی تو ان دور سالوں کو دو خزانے پاؤ گی جن کے گرے پڑے جو اہر دھجولی بسری باتیں بھی ادل میں رہ جانے سے مالا مال ہو جاؤ گی تمہاری محبت کی دھن میں شتم شتم میں نے یہ دونوں حصہ تو لکھ ڈالے لیکن دیباچے پر پہونچ کے اٹک گئی منزل کے قریب تھک گئی جو لکھا تھا ترتیب دیا جوڑ گا نہ کہ مرتب کیا چونکہ مضمون جوڑی کی مول چیز دیباچے کو جو دیکھتی ہوں بالکل کچھ نہیں الٹ پلٹ کر کہی دفعہ لکھا مگر پسند نہ آیا اونچا نہ کر سکی نزار زور لگایا آخر کو چپ نہ رہی استاد سے یہ دل کی بات کہی کہ لیجئے کتاب تو بن گئی مگر سر نہیں سرا سر عیب ہے سر نہیں تنگ سگ سے درست کر دیجیئے تصویر میں رنگ بھر دیجیئے انھوں نے طلب فرما کر قلم اٹھا کچھ کا کچھ بنایا

کی اطاعت شاگرد کو استاد کی تقلید فرض و واجب ہے اس لیے یہ بندی حق کی طالب عنوان پر الٰہی پاک کا نام ہے اپنے مطلب سے کام ہے اسی کی دی ہوئی زندگی نے وفا کی اسی نے صحت و طاقت عطا کی اسی کے صدقے سے میرا ارادہ پورا اور قصہ تمام ہوا بخیر انجام ہوا اسی کی دی ہوئی عقل نے رہبری کی اسی کی نیک توفیق نے جلوہ گرمی کی آنکھوں نے نیک راہ پر لگایا انھیں کے ذریعے سے علم آیا پھر علم کو عمل ملا اور درخت کو پھل لکھنے میں ہاتھوں نے کوتاہی نہ کی میرے کہنے کے بموجب ساتھ دیا اسی کی دی ہوئی مینائی اور دانائی سے کام لیا بات کہنے کے لئے زبان گویا کی اور سمجھنے کو فکر و سامع کو خزانہ خیال بنایا اور دل کو ٹکسال تصور و خیال سے کام لینے کو فرمایا ایک کو روزنہ ایک کو ہرکارہ بنایا ذہن کو مخبری کی خدمت سپرد فرمائی اور شوق کو رہبری کی طبیعت میں رنگ بھرنے کا مادہ دیا بنیاد و مانی سے افضل کیا جو خیال نے چربہ اتارا اُس نے رنگ بھر کر سنوارا گویائی میں ہر طرح کی قدرت دی اور کلام میں تاثیر کی لذت جو دل سے زبان پر آیا زمین سے آسمان پر آیا بات نے معراج پائی وہاں سے دل میں جا بیٹھی دوسری بزرگی ہاتھ آئی کہنے والے کو مرتبہ پیغمبر ملا اور اس کو خدا کا گھراہنی باتیں وہ آپ ہی جانتا ہے دوسرا کہ پچانتا ہے ذرا سے ہونٹ ہلانے میں کس کس کی مدد و کار ہے کون کون زور لگاتا ہے جب انسان ایک بات کہتا ہے بے جان پہچان اتون کا احسان ہوتا ہے جب کہیں سامن بندھنے کا سامان ہوتا ہے سچ ہے بے حکم تپا نہیں بلاتا اُس کی مرضی کے کوئی پھول نہیں کھلا وہی درخت کو پھل دیتا ہے وہی پھول کو بو وہی دہن میں زبان بنائے وہی

تقریر میں جا دو کہ میں سرو بے شمر ہے کہیں صنوبر بے بر چنار میں آگ بھڑکی دھاک رہا ہے سبزے کو نہال کر دیا لہک رہا ہے شبنم کو بے ثباتی کی خبر ویکر نرم دل کیا رو رہی ہے دنیا سے قیامت کا حال کہہ دیا جھپا جھپ تمام ہو رہی ہے روح اُسی کے حکم سے آتی ہے اور ہر ذی روح کی اُسی کی طلب پر جان جاتی ہے شہر وں میں اُسی کی صنعت نے دھوپ چھاؤں کا بچھونا بچھایا ہے اور جنگلون میں اُسی نے اپنی قدرت سے شجر کا فرش کرایا ہے کہیں دو ب سنر نخل پڑھنے زن کہیں سبز بن رشک چمن پھولوں کے پیر بے پھل کے بین مگر اُس کے دین سے پھولوں نہیں سماتے اہل دنیا انھیں پھولوں سے دنیا بھر کے مزے پاتے ہیں گولہ پھول نہیں فقط شہر میں گنبد بے درہن جو جھنگوں کے گھر ہیں بے راہ پائے یہ کدھر سے آتے ہیں کیونکر سما جاتے ہیں پھر ایک نہیں ہزاروں دس بیس نہیں اعلیٰ آسمان پیچو بہ سکارا بد قرار ہے اور زمین اُسی کی خزانہ دار آبر ابدار خانے کا مہتمم ہے اور رعد نوبت خانے کا منتظم آفتاب باورچی ہے اناج پکاتا ہے ماہتاب مشعلچی ہے روشنی دکھاتا ہے پانی سے ہر ایک چیز کو زندگی بخشی اور ہوا کو ہر جگہ جانے کی طاقت دی اُسی کے خوان کرم سے دوست دشمن و طفیفہ پاتا ہے اور اُسی کے باورچی خانے کا سارا عالم لکھوار کھلتا ہے وہی پتھر میں کیڑے کو رزق پہونچائے وہی پانی میں مچھلی کے بچے کو پیرنا سکھائے کہیں صنعت دکھائی ہے کہیں قدرت کہیں زور دکھایا ہے کہیں طاقت جانور وں میں نطق نہیں عطا فرمایا مگر انھیں میں سے ایک کو ہزار داستان کر دکھایا طوطی ہو یا بلبل تو تا ہو یا مینا پڑھانے سے گویا ہو جاتے ہیں۔ آدمی کی طرح باتیں بناتے ہیں۔

کچھ گھٹایا کچھ بڑھایا ابتدا کو خبر کیا اور ہر سے اُدھر کیا آنور کی بھرتی نکالی نقرون
 میں جان ڈالی طول کو کم کیا فضول کو قلم کیا کانٹے پھینک دیے بھول چن لئے
 جو کاٹا وہ چور کے ہاتھوں کی طرح کٹنے ہی کے قابل تھا جو بنایا وہ نور و ضیاء میں
 تصویر پر ماہ کامل۔ رنگ بھر کر زور دکھایا طبیعت سے باغ لگایا اب خطا کی جگہ
 صواب ہے اور چراغ کے مقام پر آفتاب وہ زمانہ کی بات چیت تھی میر و دانی
 بول چال ہے وہ جادو تھا یہ سحر حلال ہے پہلے اُلٹھی ہوئی عبارت تھی اب
 سنبھلی ہوئی سلسل فصاحت میں نے بگاڑا اُنھوں نے بنایا ساری گتھی کو
 سلجھایا نہ وہ اس طرح دیباچے میں محنت فرماتے میر ابگڑا کام بناتے نہ میری
 محنت ٹھکانے لگتی دل کی کئی کھلتی نہ وہ اپنا عزیز وقت میرے کہنے سے
 دیتے نہ چارغیرون میں مجھے عزت ملتی نہ تم سے ہاتھ ملانے کی نوبت آتی
 نہ دینے کے قابل یہ چیز ہوئی نہ دیجاتی سارے منصوبے زیرے کی طرح غنچہ دل
 میں رہ جاتے کسی کام نہ آتے ایک دن ایسا آتا کہ میرے ساتھ ان کا بھی
 خاتمہ ہو جاتا مجھے اپنے اور جلد جہان کے خدا سے امید ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم
 سے اس کو مقبولیت اور تاثیر کے دُہرے دُہرے خلعت عطا فرمائے گا اور
 حق ڈھونڈھنے والوں کو نفع پہنچائے گا اگر کوئی بات اچھی معلوم ہو دو عالمے خبر
 سے یاد کر لینا کتاب بہت بڑی ہے جھولی چوکی ہوں تو معاف کر دینا میں نے
 تم صاحبون کے دل لگنے اور جی نہ گھبرانے کے خیال سے اس کتاب کے
 دو حصے کر دیے پہلے کا تو نام تم سُن چکی ہو دوسرے کا لقب صحیفہ نادارہ ہے
 پہلے حصہ میں میری ابتداء عمر اور کنوارپنے کی باتیں ہیں جو اول سے آخر

تک طرح طرح کی خوبیوں اور نیکیوں سے بھری ہوئی، میں کسی حصے میں نہ مین نے
 تمہیں مخاطب بنایا ہے اور نہ خطاب کر کے سمجھایا ہے کہ بہن خبردار تم وہ کام نہ کرنا اور
 میری بہن میں قربان یہ بات ضرور کرنا ہاں راہین نیکی بدی مذاب ثواب خیر شر
 اونچ نیچ کی بخوبی دکھلا دی ہیں نہ تو میرا منہ نصیحت کرنے کے قابل تھا اور نہ کوئی
 نصیحت کے نام سے سنتا ہے کتاب کا نام دیکھ کر پیارا تا وہ نصیحت سے
 بگڑ جاتا میرے دل کی ایک آدھ خدا کی نیک بندی ایسی بھی ہو تین جو نصیحت
 کے مزے کو کڑوا کیلانا بتاتین ساری کتاب پڑھ جاتین میرا مقصود اصلی جو تھا
 کہ سب پڑھیں یا دیکھیں مین وہ فوت ہو جاتا اس لئے میں نے اپنے باغ
 میں کڑوے پھل کا درخت نہیں لگایا مزید ارشے کو تھے کے قابل نہیں بنایا دوسرے
 جس عمر کا حال ہے وہ خود اس قابل نہ تھی جو کوئی نصیحت کا نام لے اور کمزوری
 کے زمانے میں اپنے سرائتا بھاری کام لے دوسرے حصے میں بیاہ جانے اور
 تجربہ حاصل کر چکنے کے بعد البتہ میں نصیحت کر سکتی تھی لیکن وہاں بھی مصلحتاً میں نے
 وہ رویہ اختیار نہیں کیا فقط نام بدل دیا۔ پہلا عرصہ ہے جس سے انتہا کا چھٹاپا
 پایا جاتا ہے اور دوسرا صحیفہ ہے جو اپنا بڑا پا دکھاتا ہے۔ اس حصے میں پھول
 کھلنے کے روز سے پھل پانے کے دن اور پھر اولاد کے پروان چڑھانے تک
 کارتی ریزہ حال لکھا ہے اس کی بھی ویسی ہی حالت ہے اور قصہ کے پروے
 میں نصیحت سے سسرال جانے کا زمانہ اس میں مشکون کا پیش آنا طرح طرح کے غموں کا
 سامنا ایک ایک کارو کنا تھا مناسبت کی برائی نہ لینا دل پر آج نہ آنے دینا
 جی نہ جلانا غصہ نہ دکھانا عقل سے کام نہ لانا مصیبت کے پہاڑ ٹالنا ایک خوبی

کے ساتھ لکھا ہے جو سچ ہونے کے علاوہ مختصر و بامزا ہے خدائے امیری اس تالیف کو تصنیف کا مرتبہ دے اور تم سب کا دستور العمل کرے۔ آخر میری منہ بولی بنو! لو یہ نیا جوڑا اپنوں تمھارے کپڑے پرانے اور پہلے ہی نہیں ہو گئے بلکہ داغ دھبے پڑنے سے کچھ نجس بھی معلوم ہوتے ہیں انھیں گلّس پس کے اُترنے دو اور یہ پاک صاف اُجلی پوشاک بدلو اب میں تمھیں خدا کو سوچتی پہنچاؤں اور یہ دعا دیتی ہوں کہ انجام بخیر ہو نہ کسی سے دشمنی ہو نہ سیر زندگی امی جی سے گزار دو دولت پر لات نہ مارو بے کھٹکے بسر کرو راحت سے سفر کرو پھلو پھلو عیش اٹھاؤ عقلی میں جنت پاؤ سر پر سخت گھڑی نہ آئے اقتاد و منہ نہ دکھائے وہم سے میل جول نہ ہو زبان پر بڑا بول نہ ہو شان میں جفتے نہ پڑیں زبان سے پھول نہ چھڑیں آبرو کے ساتھ بات رہے پالا تمھارے ہاتھ رہے شوہروں کی اطاعت سے کام ہو مرتے دم زبان پر خدا کا نام ہو ایمان کی دولت ساتھ لے جاؤ اپنی جگہ نیکی کو دے جاؤ اللہ بس باقی ہوس تو رخصت کی آخری سنگی لو اور سرے سے میری کمائی سنو رباعی

لو کہتی ہے طاہرہ کمائی اپنی	دکھلاتی ہے آشفٹہ بیانی اپنی
وہ ہو کہ نہ ہو تم سے ملے یا نہ ملے	چھوڑے جاتی ہے یہ نشانی اپنی

پیاری بیبی بین تمھاری نئی لونڈی ایک غریب خاندان کی لڑکی ہوں میرا نام میری سنگی مان نے نادر جہان اور عرف طاہرہ مقرر کیا تھا عزت دینے والے بزرگوں نے جس کے ساتھ بیگم ملا کر طاہرہ بیگم اور نادر جہان بیگم کر دیا خدا بخشے میرے والد نے اولاد کی تمنائیں مدگوں انتظار کرنے کے بعد دوسرا عقد ایک سید بزرگ کی صاحبزادی سے کیا اُن کی پہلی بیوی ہماری دوسری مان بڑے مالدار گھرانے

کی تھیں خوب دان جہیز لائیں سارا گھر بھر دیا میری ماں امام ضامن کا پس لینے والے
 کی بیٹی محتاج گھر کی لڑکی تھیں تھوڑے دن تو اس دوسری شادی کی خبر ہماری
 پہلی امان جان کو بالکل نہ ہوئی اور اباجان نے راز چھپانے میں ان کی خاطر
 اور خیال سے کوشش بھی بڑی کی لیکن سال نہ پلٹنے پایا تھا کہ گل کھلا اور راز
 کھلا جس کا خاص سبب میں بچا اور قدیم تھی پھر تو بخش اور بے لطفی بڑھی آخر کو لڑائی
 بڑی سوت بڑی چون کی مشور ہے بڑی زمان سے سوتا پے کا دکھ نہ اٹھ سکا بلکہ
 میکے چلی گئیں لیکن میان کے منہ پر کچھ نہ کہا اسباب نے جانے میں راز کھلنے
 اور بات بڑھنے کا اندیشہ تھا اس سے وہ سارا اٹالا اپنے ساتھ نہ لے گئیں گھر
 جا کر روٹھ کر بیٹھ رہیں نہ اباجان کے بلوانے سے آئیں نہ جانے سے آخر کو وہ
 بھی رک رہے بگاڑ پڑا دونوں طرف دلوان میں غبار آیا مجھ ناشاد کو دو برس
 دنیا میں آئے گزرے تھے کہ تھو تھو دیا کی شدت ہوئی اور وہ ہمارے گھر میں
 بھی گھسی سب میں سے امان جان کو چین لیا وودست اور ایک قومی میں چھٹ
 گئیں تین پہر میں آنکھ بند ہو گئی دل میں رہی نہ کسی کی سنی نہ اپنی کی
 پورے دو عشرے دنیا میں نہ گزرے تھے کہ لہلہاتے باغ جنت میں پونچھیں
 دودھ چھٹنے کے ساتھ ہی ساتھ چھٹا اور ان کا سایہ ہمارے سر سے اٹھا اٹھیں
 جو انا مر گئی ملی ہم کو بے برگ پھیلتا ہوا پوڑا پیر تلم ہوا گلچمن پرستم ہوا
 ہم اٹھیں کے سایے سے نہال تھے اسے جدا ہوئے ہی بے حال چھوٹی امان جان
 کی دوری بڑی امان جان کی جدائی کا ایسا دہرا صدمہ نہ تھا کہ دو برس کی جان
 پر دشوار نہ گزرے یا اس کی نازک حالت پر سختی نہ پہنچے نہ کوئی خبر گیران تھا

نہ حال پرسان نہ آرٹ پلٹ تھی نہ دیکھ بھال نہ پاس تھا نہ خیال لاڈ پیار کو
کون کسے اور رکھ رکھاؤ کیا شو باپ کی محبت چھوٹے بچے سے اُس کے منہ نہ
لگنے اور عدم تعلق سے ایک تو یون مین کم ہوتی ہے قابل اولاد بیوی کا دانا
تو اس پر بھی طرہ ہے اولاد کو دیکھ کر اُس کی مان یا د آتی ہے خانہ بردی قطع امید
دل دکھاتی ہے ہم تو ہم ایسے ہی خیال و ملال سنے آبا جان کو بھی اس قدر افسردہ
اور پژمرده کر دیا کہ دل قابو سے نکل گیا مزاج چل گیا۔ دو دو تین تین پہر اپنے
یار دوستوں میں باہر رہنے لگے اُن کے ساتھ ہماری جدائی کا بھی غم سننے لگے
نہ ہمارے پیٹ بھرنے کا خیال تھا نہ فاقے کرنے کا ملال ہم نادان دوستوں
کے ہاتھ پڑ کر گنبد دھڑکا ہو گئے اچھو بہ اور خیر اتن نے ہم کو جس میڈھنکے پن
سے پالا وہ عبرت خیز کہانی ہے کھڑے کھٹولے پر پڑے اپنے ہاتھ پاؤں
کے جسنی جھنجھنے سے کھیلا کرتے تھے اور دنیا کی ابتدائی مصیبت جھیلا کرتے
تھے پستی اور چھی چھی کی شدت تھی اور میل کچیل کی کثرت ہزاروں کھیان
دھوپ میں اگر بدن پر سایہ کر دیتی تھیں کبھی سوتے وقت منہ ڈھانک
بیتی تھیں چار پائی کے باندھنے بدن پر بدھیان ڈالتے تھے نازک کھال
پر اپنا نقش جاکر جو حملہ کھاتے تھے ڈھیلی ادواسن کبھی جھولا جھلاتی تھی کبھی
پاؤں کی زنجیریں جاتی تھیں پتلی کے بدلے بھینتی تھی اور سر واپٹی تیکے تکیں
کبھی جھج جھج کر پھر مزاج پوچھتے تھے کبھی چپکے چپکے ٹپٹپٹ خبر دیتے تھے نہاچے پر
نہال ہونے کے بدلے کھلا سٹے تھے اور پٹپٹ کے عرض سوکھے جاتے تھے
پھر ہی نہ تھا بلکہ ہر روز دو چار مرتبہ اس اونچے پاؤں کے کھٹولے سے زمین پر

گر پڑتے تھے اُفتاد پر اُفتاد تھی اور چوٹ پر چوٹ دنیا جہان کے بچے بچول پان
ہوتے ہیں اُلٹ پُلٹ کی جاتی ہے یہاں گر پڑ کے ہم آپ اپنی اُلٹ پُلٹ
کر لیتے تھے کبھی اوس ہم کو نہلاتی تھی اور کبھی دھوپ چوٹ کے مقام سینکتی تھی
سال بھر اسی کس میرسی اور بے عنوانی سے ہماری زندگی بسر ہوئی اُٹھ اُٹھ
روز منہ پر پانی نہ پڑا طہارت کیسی پتے کے بدلے ہم کو کی کثرت تھی اور سودگی
کے بدلے غفلت جب دونوں میں کوئی اُدھر آنکلا ایک آدھ دھوکا اور
اپنی طرف سے وے کر چلا گیا دل داری کے بدلے دل آزاری تھی اور پیار
کے عوض مار چھوٹے بچے کھلونوں سے کھیلنے ہیں ہم اپنے گھر میں بوڑھوں
کے کھلونے تھے بونڈی اور ماما دونوں ہمارے نا بھج رکھوائے تھے جن کے
پیار اخلاص سے اچھی خاصی مار دھاڑ کی لذت و کیفیت نکلتی تھی گھرواری
سے دونوں میں جس کو فرصت ہوئی اور اتفاق سے ہم اس کے ہاتھ لگ گئے
پھر کیا تھا دھڑکی کے پٹے باز اور دھیلے کے لنگور کی طرح بچائے گئے خوب
خوب اُچھالے کدائے گئے کبھی اُن کے سر سے دو ہاتھ اونچے ہو جاتے تھے
اور کبھی اُن کے پیروں پر اپنا سر پاتے تھے کبھی دھوئی دال کی طرح مشوہوتا تھا
اور کبھی جامنوں کی طرح بگھارے جاتے تھے دل بھر کر ہاتھ پاؤں توڑے مڑے
ملا دلا کھڑے قدر سے اٹھا کر پلنگ پر بھینک دیا اگر بچول تھے تو ان دونوں کی
بازی کے لئے تھے جب سوکھ جانے سے کاٹا ہو گئے تو اور نظروں میں کھٹکنے
لگے جن کے لال تھے اُن کو ہمارا یہ رنگ دیکھنے کی پروا نہ تھی جن کی جان
تھے اُن کو ہمارے نیم جان ہونے کی اعتنا نہ تھی بے دروون کو ہمارا درد تھا

اور نافرمانوں کو ہمارا خیال کبھی بھوک سے جان بلب ہو جاتے تھے مگر ایک ٹکڑا سوکھی روٹی کا نہ ملتا تھا جسے چچو ڈکر ننھے سے کیچے کی آگ بجھاتے کبھی اس قدر ٹھونس دیا جاتا تھا کہ ننھوں سے نکل جاتا تھا ہینگ بگتے تھے دست آتے تھے ڈاک لگتی تھی پیٹ کے دروسے مرے جاتے تھے تھلیاں دھرنے تک تو خیریت تھی دانت نکلنے کے زمانے میں تو موت ہی کا سامنا تھا رنے گلنے کا وقت گیا یہ وہ جم چچر روگ تھا کہ جینے ہی کے لالے پڑ گئے اس ہنگام میں اباجان اسی قلق و اندوہ کی حالت میں گھر سے دل برداشتہ ہو کر حج کو چلے گئے اتنے جو کھڑے تڑے آکر ان کے دیکھنے اور پوچھنے کا ڈر تھا وہ بھی نہیں کے ساتھ ساتھ سدھارا پھر کیا تھا بی خیراتن اور اعجوبہ نے رہا سہا کام تمام کر ڈالا دھر تو دانت نکلنے کی تکلیفیں اور ایندائیں اُدھر ان دونوں کی بے غوری اور خوشی خواہانہ حرکتیں کئی بدی کر کے کچھ اس طرح ہمارے پیچھے پڑیں کہ ہمارے بھی خدا کے گھر چلنے کے سامان ہو گئے لیکن طلب تو تھی نہیں تیاری کیا کیے چھ مہینے اڑیاں رگرین گھریاں گھسین دل کی تقویت اور سہارا باقی نہ رہنے سے اور بھی پتلا حال تھا جب اباجان حج سے پھر کر چھ مہینے بعد گھر آئے اور مجھے دیکھا دیر تک گلے لگا کر روئے دوست احباب ملنے کو آئے مجھے گود میں لئے باہر نکلے ایک ایک نے کہا کہ ہائیں یہ اس لڑکی کا کیا حال ہو گیا پہچان نہیں پڑتی ہم تو برابر دوسرے تیسرے خیر و عافیت پوچھتے آتے تھے ہم سے ایک دن نہ کہا کہ لڑکی ماندی ہے جب آئے خیر سلا کی آوازنی آپ کے آدمی سخت نالایق اور انتہا کے بیودہ ہیں دیکھئے تو بیچارہ کی کی کیا حالت

کروا ڈالی دچار برس کے بچے کو بات بخوبی یاد رہتی ہے) اُن کے اس کہنے سے
 رحیم بخش نے جو کچھ کہا وہ مین اوپر لکھ چکی ہوں۔ رحیم بخش دادا جان کے وقت
 کا چلیا تھا اور کبھی جھوٹ نہ بولتا تھا اباجان کو اور زیادہ رنج ہوا یہ خبر سن کر کہا
 کہ افسوس دیکھیے کیا مشکل پڑی ہے ہم اٹھ پہر گھر مین ٹانگ توڑ کر ٹھہر سکتے
 اور وہ دونوں ہماری جان کے ساتھ ہیں اُن کی حرکتیں اُن کی جان کے ساتھ
 کیا کریں کیا نہ کریں ایک صاحب نے کہا کہ کسی عزیز کے پاس رکھ دیجیے
 میرا شہادت علی صاحب نے کہا کہ صاحب خدا کے واسطے اب غصے کو
 تھوک دیجیے اور اس بن مان کی بچی پر رحم کر کے ہم کو اجازت دیجیے کہ
 آپ کی سسرال جا کر کچھ صلح کی گفتگو کریں خانہ بربادی کا تو رنج آپ کو اس قدر
 ان بلاؤں کا ایسا ڈر اور باد جو دا اختیار اس کی آبادی کی فکر نہیں کرتے یہ کیا
 بات ہے وہ زمانہ گزر گیا سبب فساد مٹ گیا یقیناً اب اُن لوگوں کو بھی رنج
 نہ رہا ہو گا آپ کو چاہیے کہ خود جا کر اُنھیں لے آئیے ایسے مین جج کر کے آپ
 آئے بھی مین کچھ تبرکات ساتھ لیجیے اور ابھی ابھی چلیے یہ باتیں ہو رہی
 تھیں کہ نواب سبحان اللہ خان صاحب قادر جنگ (ہماری بڑی امان
 کے اباجان کی بیاری کی خبر بدائی پھر کیا پوچھنا تھا میر صاحب مجھے گوہن لیکر کھڑے
 ہو گئے اور کہا کہ لے جلدی سے پکڑے توہن آئیے ابھی چلین سبے ہان مین ہان ملائے
 کنی اور تبرک ایک قاب مین لگا کر رحیم بخش کو دیا اباجان کالی عبا اور کھڑا تھا
 ہوئے فی الحقیقت اس سے بہتر وقت میل ملاپ کا اور نہ ملتا۔ اونی ہم وہاں
 پہنچے پہلے خبر ہوئی پھر پردا بجا کو سب اندر گئے نواب صاحب باہر تھے لیکن

اس وقت اتفاق سے زنانہ تھا ابا جان نواب صاحب کو تسلیم کر کے بیٹھ گئے مزاج پوچھا دعا پڑھی امام ضامن باندھا تبرک رحیم بخش نے سامنے لاکر کسی پر رکھ دیا نواب صاحب نے مجھے دیکھا نہ تھا میرا صاحب سے پوچھا کہ یہ کس کا بچہ ہے میرا صاحب نے کہا کہ حضور کی نواسی ہے دیکھنے کو آئی ہے انھوں نے ہاتھ پھیلانے میں جھک کر ان پر گر پڑی اس محبت کا انداز دیکھ کر خزانے ان کے دل میں نیکی ڈالی سینے پر بٹھائے دیر تک پیار کیا کیے ابا جان نے کہا بھی کہ حضور کے دشمنوں کا مزاج ناساز ہے پہلو میں بٹھا کر باتیں کیجیے سینے سے اتار دیجیے نواب صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ نواب دولہا تمہارے سر کی قسم اس کے بٹھالینے سے میرے دل میں طاقت آگئی اور ماندگی جاتی رہی کیونکہ بھی تم اسے چھوڑ جاؤ گے؟ ابا جان نے سر جھکا کر کہا کہ حضور یہ کیا فرماتے ہیں شوق سے رہنے دیجیے میں جانتا ہوں اس کے دن پھرے قسمت راہ پر آئی جو یہ سبب پیدا ہوا میرا شہامت علی صاحب نے وقت پایا ابا جان کی خانہ بربادی کی تاب نہ لانا حج کو جانا مکان کا خالی رہنا میرا دکھ پردہ سہنا جو جو یاد آیا سب کہہ سنایا نانا جان نے اٹھ کر داماد کو گلے سے اور تبرک کو انکھوں سے لگایا روٹی اور زمرہ نوش فرمایا پھر رنجیدہ ہوئے کچھ سوچ کر آبدیدہ ہوئے اور زیادہ مجھ پر آیا دوبارہ کلجے سے لگایا یہ چوتھے سال کے خاتمے کا زمانہ تھا جو خداوند عالم نے میری تکلیفوں کو راحت سے بدلاتھوڑی ایذاؤں کی لذت سے زبان آشنا ہوئی تھی کہ آرام کے سامان ہو گئے نواب صاحب کو فوراً خدا کی قدرت سے فرحت جو ہوئی تو ابا جان سے پھر فرمایا کہ بھئی میں اسے یوں نہ لون گا

میری فرزند میمن دو اباجان نے کہا کہ آپ کی کینری میں دینا فخر ہے فرزند کیسی
 نواب صاحب نے دانتون سے زبان دبا کر کہا کہ توبہ توبہ اس کی خدمت سعادت
 بلکہ سبب نجات ہے یہ کیا کہا بھی نواب دوٹھایہ سیدانی ہے اباجان چسپ
 ہو رہے نواب صاحب نے کہا کہ میر شہامت علی صاحب خدا جانتا ہے اس کے
 بدن کی خوشبو سے دل کو طاقت اور دماغ کو قوت پہنچتی ہے میں جو خیال کرتا
 ہوں تو آدھا مرض اپنے میں باقی نہیں پاتا اس وقت اس کا آنا میرے حق میں
 اکیر ہو گیا جو جو اس کے پھول سے جسم کی نگہ میرے دماغ میں آتی ہے
 روح باغ باغ ہوتی جاتی ہے یہ لڑکی بڑی خوش نصیب معلوم ہوتی ہے
 اس کا پیڑا بول عورتوں کے بہت ہی اچھا ہے وہاں کہ معظّمہ کے تبرک
 نے اُن کو صحت دے کر طاقت پہنچائی میری تقدیر راہ پر آنے سے نانا باوا کے
 دل میں یہ بات آئی الغرض مجھے لیکر نواب صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور اباجان
 کو جانے پر آمادہ دیکھ کر رخصت کیا دیوان خانے سے مجلس امین جا کر میری
 بڑی امان کا نام عصمت آرا بیگم لیکر پکارا وہ مرلیض باپ کی آواز سن کر
 بے اختیار دوڑی ہوئی آئین اور اُن کے چلتے پھرنے پر ایک اچھٹا سا ہوا
 کہ ابھی تو دشمنوں سے اٹھانے جاتا تھا نانا باوا نے فرمایا کہ ترد نہ کرو خدا میں
 سب طرح کی قدرت ہے لو اس بچی کو گود میں لویں میری صحت کا نسخہ اور
 یہی میرے مرض کی دوا ہے وہ بھی انجان تھیں میری بھولی صورت سادی
 وضع ستا ہوا چہرہ اُپلے ہاتھ پاؤں دیکھ کر ادھر یہ کس کی بچی ہے کتنی ہوئیں
 ہاتھ پھیلا کر گود میں لینے کو بڑھیں میں ہنسا کر اُن کی گود میں جانے کو بھلی اس

لک پر بے اختیار ہو کر انھوں نے دل کھول کر مجھے پیار کیا یہ پہلی ملاقات امان ہوئی
 سے مجھے بخوبی یاد ہے اور پھر نواب صاحب کا یہ فرمانا کہ عصمت آرا یہ تو
 ہو ہو تمھاری لڑکی معلوم ہوتی ہے آج تک دل پر لکھا ہوا ہے الغرض بیگم صاحب
 مجھے لے کر اپنی امان کے پاس گئیں رئیسوں میں بیگم کا خطاب بے سید ہوئے
 رواج پا گیا تھا جس کی دیکھا دیکھی اب سیکڑوں محتاج گھر دن میں شخانیان او
 مغلانیان بھی بیگمیں بن بیٹھیں پہلے عمو یا بیگم سید زادی ہی کو کہتے تھے یہاں
 معنوں سے خانم اور بیگم کے کچھ بحث نہیں ہے اس تقریر سے میرا یہ مطلب
 ہے کہ ہماری طرہی امان بیدانی نہ تھیں خلاصہ یہ کہ امان جان نے یہ کہہ کر
 ہمیں نانی جان کی گود میں دے دیا کہ دیکھیے یہ بہشت کا پھول دنیا کی ناساز
 ہوا سے کیسا کھٹلایا ہوا ہے (نانی جان) عصمت اب یہ کس کی بچی ہے کیا کچھ ملندی
 تھی (وہ) جی ہاں کچھ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے (نانی جان) ای ہوجھی اور
 تیج گئی یا اس کی انگلیٹ ہی کچھ ضعیف ہے چھوٹی موٹی ہو رہی ہے دیکھو ہاتھ
 کے سائے سے مڑھائی جاتی ہے ابھی تک اُن کو یہ معلوم ہی نہیں کہ مین اُن کی
 اکھوتی بچی کی سوت کی بیٹی ہوں ورنہ وہ اور ایسے محبت کے کلمے کہتیں خیر ہم
 گودیوں میں رہنے لگے رئیس کا گھراؤ لاؤ کی تناسار اگھر بچے کا بھوکا صبح سے رات
 کے بارہ بج گئے اور ہمیں گودیوں کی معراج سے اپنے بستر پر آنے کی نوبت
 نہیں آتی پانچ چھ روز اسی طرح سے گزرے ایک دن نواب صاحب گھر میں
 آئے اور مجھے گود میں لیکر پیار کیا پھر بیوی بیٹی سے خطاب کر کے کہا کہ دنیا عالم اسباب
 ہے اور زمانے کو ہر گھڑی انقلاب جو خدا چاہے وہ ہوتا ہے انسان اور اسکا ارادہ

لاکھ مضبوط ہو پھر بودا ہے دنیا غم کا گھر ہے نہ امیر کو اس سے نجات ہے نہ غریب کو مفر ہے نہ رنج کو بقا نہ خوشی کو ثبات نہ موت پر قابو نہ قیضہ میں حیات نہ ہزاروں حسرتیں خاک میں مل جاتی ہیں اور سیکڑوں امیدیں برآتی ہیں ہر بات تقدیر سے تعلق رکھتی ہے اور تقدیر قادر مطلق کے دست قدرت میں ہے ہزار لکھا پڑھا آئی ہو خط قسمت نہیں پڑھ سکتا کیا معلوم کل کیا ہوگا اچھا یا بُرا ہم ہزار اپنی بہتری چاہیں اگر خدا کو منظور ہے تو ہوگی ورنہ لاکھ سرٹپکا کر پین کچھ نہ ہوگا نہ کسی کی بُرائی چاہے بُرائی ہوتی ہے نہ کسی کی دشمنی سے کچھ بگڑتا ہے صرف اپنی سمجھ کا قصور ہے جو ہم اس کے خلاف تصور کریں بے حکم خدا اور اُس کی مشیت کے ایک پتہ نین ہل سکتا انسان تو ایک بھاری چیز ہے کیا معلوم کس کے دل میں کیا ہو اور کس قصد سے اُس نے کوئی کام کیا ہے ہر شخص اپنی سمجھ کے موافق اُس کا نتیجہ نکالتا ہے حالانکہ بجا چند سے وہ نتیجہ بالکل غلط اور وہ خیال سر اسر مٹھرتا ہے جس سے اپنی جگہ پر ندامت ہوتی ہے اور یہ کہتا پڑتا ہے کہ چار روز او جھبر کر جلتے تو اچھے رہتے افسوس رنج بھی اٹھایا بنی بنائی بات بھی بگاڑی اور اب پچھتا رہے ہیں ایسی ہی کچھ کیفیت اس سچی کی بھی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ ساری دنیا اس کو معصوم کہے گی اور جب معصوم ہے تو بے خطا ہے جب بیخطا ہے تو اس سے ہر بغض ہر مذہب و ملت میں حرام ہوگا اب رہا یہ خیال کہ جس کی وجہ سے یہ لڑکی پیدا ہوئی جو اس کے دنیا میں آنے کا باعث اور اُسکی دوسری مان کے دل جلانے کا سبب ہوا وہ تو ضرور ہی خطا دار ہے نہ ایسا کرتا نہ ایسا ہوتا میرے نزدیک یہ خیال نہیں بلکہ وہ ہم ہے اور کیا عجب ہے جو تم بھی ایسا ہی سمجھتی ہو

جس کو خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ جب کھانا پینا مرضِ صحت موت زلیست اُس کے قبضہ قدرت میں ہے تو اولاد سی شے یا اُس کے اسباب کی درستی اور سامان کیوں کسی کے ہاتھ میں دے گا ہم نے تمہارے یہاں اولاد ہونے میں کوئی کوتاہی کی؟ یا تمہاری ماں نے کچھ اٹھا رکھا؟ نواب دوٹھانے غفلت کی؟ کہو نہیں پھر کیوں نہ ہوئی یہی کہو گی ناکہ خدا کی مرضی اور جہان ہوئی یہی کہا جائے گا ناکہ اس کی دین پھر جیسا اور جگہ خیال ہوتا ہے ویسا ہی ہر شخص کو اپنے ہاں بھی خیال کر لینا چاہیے اس کے خلاف عقل کے خلاف بلکہ حکمِ خدا کے خلاف ہو گا اگر میری خوشی چاہتی ہو اور میری اطاعت واجب جانتی ہو میری صحت منظور ہے ماندگی میں رنج کے درپے نہیں ہوتو عصمت آراکان کھول کر سُنو کہ۔ ”یہ لڑکی نواب دوٹھانے کی ہے جس کو میں نے اپنی فرزندگی میں لیا ہے اب تمہاری عقل و فراست اور جو میرے ساتھ محبت ہے اُس کا مقتضایہ ہے کہ تم اس کو اپنے پیٹ کی لڑکی سمجھو اور جو کچھ پیٹ میں ہے اُسے نکال ڈالو سیدانی سمجھ کے اس کی خدمت سعادت جانو میرا کہا تو خداوند عالم نے دوسری بیوی سے نواب دوٹھانے کی تقدیر میں اولاد لکھ دی تھی اس وجہ سے انھیں مجبور ہو کر عقد کرنا پڑا جو امرِ شرفی تھے تڑپڑ واقع ہوئے اُن کا نیا رشتہ جوڑنا تمہارا ساتھ چھوڑنا اس معصوم کا پیرا ہونا اُن سیدانی کا جان کھونا خواب تھا یا خیال نہ اُن کو آتے کوئی روک سکتا تھا نہ جاتے روک سکا۔ فرض کرو کہ وہ زندہ رہتیں اور نواب دوٹھانے خوشامد و آمد کر کے مجھے سمجھاتے اور میری سچی سے تم کو لے جلتے تو کیا تم نہ جانتیں اور اپنا گھر

خاک میں ملائین ایمان کی تو یہ بات ہے کہ کچھ چار اہم ہوتا اور چار ناچار نواب دولہا بے خطا وہ بیچارہ جنت کو سدھارین یہ معصوم بن مان کی بچی ہے جو طرح طرح کی تکلیف اور ایذا اٹھا کے خدا کا کر کے چار برس کی ہوئی ہے پورا پانچواں سال تم کو یہاں آئے ہوئے کو ہے اس درمیان میں بیسیوں مرتبہ نواب دولہا نے تنخواہ کے روپے اور کپڑے تمہارے لیے بھیجے جو میں نے بوجہات نہیں لیے اور نہ تمہارے غم و غصے کی وجہ سے ان کا ذکر تم سے کیا چونکہ وہ سب روپیہ نواب دولہا پاس رکھا رہا انھیں حج کو جانا پڑا اُس روز بھی وہ کہتے تھے کہ وہ امانت منگو ایسیجی میں نے پھر ٹال دیا ان کی نیکیاں خوبیاں خیال پاس مروت محبت دیکھو اور اپنی بیرخی طوطا چشتی پر نظر کرو ہماری تین بیبیاں تھیں چوتھی مرتبہ تمہارے سامنے عقدا کیا چار میں سے ایک نہ سامنے سے ٹل گئی نہ گھر سے نکل گئی رنج ہوا ایک دوسرے سے جلا ہمارے سامنے نہ گلا ہوا نہ شکوہ نہ کسی کو کچھ کہنے سننے کا ہوا پڑا اگر کہو کہ روپے کی وجہ یا نوابی کے سبب سے تو نواب دولہا کے ہاں بھی خدا نہ کرے کچھ خاک نہیں اڑتی تھی پچاس روپے مہینہ جو پہلے دن اُس نے کما تھا وہ آج تک تمہارے نام سے جمع ہے ہم نے تھیں پچاس روپے مہینہ کب دیا اوّل تو چلے آنے کی تم نے نئی حرکت کی پھر بیٹھ رہنے کی دوسری جبارت چونکہ نازک امر تھا اور ہمارا تمہارا رشتہ نہایت مضبوط اس وجہ سے ہمیں کوئی موقع کہنے سننے اور سمجھانے کا نہ ملا جب اس بچی کی مان نے انتقال کیا اور خبرائی دوسرا خوش ہوتا مجھے نہایت رنج ہوا اور دل میں آیا کہ تھیں سوار کر کے بھج دوں تمہاری مان سے ذکر کیا انھوں نے

وہ بیرخ ہو کر منع کیا کہ مجھے دوبارہ فہمائش کی جرأت نہ ہونی گو میرے خلاف گذرا لیکن صبر کر کے چپ ہو رہا آج اس بچی کی بُری حالت دیکھ کر مجھے اپنے اوپر لعنت کرنے کو جی چاہتا ہے کہ نہ مین اُس وقت تمھاری مان کے بگڑنے سے طرح دیتا نہ تمھارا جانا نہ کتنا نہ اس کا یہ حال ہوتا افسوس کرتا ہوں اور میری لاعلمی سے خدا خوب واقف ہے اگر میری یہ خطا بخش دے تو کچھ دور نہیں ہمارے امان جان نے یہ سُکر سکوت کیا اور سوا سکوت کے چارہ ہی کیا تھا نواب صاحب کی یہ تقریر ایسی نہ تھی کہ کوئی اس کا جواب دے سکے سوا نانی جان کے اُنھوں نے ایک مرتبہ آنکھیں بدل کر اور ماتھے پر بل ڈال کر کہا کہ چہ خوش ع بازار ہم گئے تھے اک چوٹ مول لائے کیا خوب یہ میری بچی کی ناشاد سوت کی جہی ہے تیل تو اکا لامٹھ نوج درگور خدا اس کی صورت آگے نہ کہنے پائی تھیں کہ نواب صاحب نے منہ بند کیا اور کہا کہ ہاں ہے تو سہی لیکن غصمت کی مری مٹی سوت کی نہ جیتی جاگتی تمھاری سہمت کی بھر تم بدزبانی اور ہر ہر کھو کھو کرنے والی کون بس خبردار اب میرے سامنے کوئی کلمہ ان بیگناہوں کی نسبت نہ کہنا ورنہ مجھے برا کوئی نہیں نانی جان کچھ کہا چاہتی تھیں کیونکہ دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر نواب صاحب کا ہاتھ اپنے چلنے والے منہ پر سے ہٹایا تھا لیکن امان جان انھیں ساتھ لے کر ٹل گئیں نواب صاحب ٹھہرے رہے پھر امان جان کو بلا کر میرا ہاتھ اُن کے ہاتھ مین دے کر باہر گئے محل والیوں نے اپنی بیوی مالک گھر والی کی جو مرضی نہ پائی نگاہ پھری اور تیوری چڑھی دیکھ کر طرح طرح سے مجھے ستانا اور ڈرانا شروع کیا ایک جلتی

نگلی دکھا کر کہتی تھی کہ یہاں جو بچہ موتا ہے آگ سے داغا جاتا ہے۔ دوسری
دو دو انگلیاں اٹھا کر اشارہ کرتی تھی کہ رونے والے کی یون آنکھیں
پھوڑی جاتی ہیں ایک ترکاری بنانے میں چھری دکھا کر سناٹی تھی کہ اسی طرح
تجھ کو بھی قیمہ تختہ (ٹکڑے ٹکڑے) کر دیں گی۔ دوسری مصالحہ پیسنے میں گھور کر
دھمکتی تھی کہ بٹے ہی سے منہ کچل ڈالا جائے گا یہاں آئی تو ہونزدہ جاتی نہیں
معلوم ہوتا تھا ایک دوسری سے کہتی تھی میں رات کو گلانہ دبا دوں مگر سوتی
کی سوتی رہ جائے ایک کہتی تھی کہ تمھاری بلا گلا دبا لے گا لی بی خود گلا گھونٹ
دین گی خدا کرے کسی رات کو اس کی آواز نکلتی ہوں سے چون کرے
ایک دور سے جواب دیتی تھی کہ ہوا آئے تو میں اسے حوالے کر دوں
دوسری پہلو سے بول اٹھتی تھی کہ کیوں جو جو سے کیوں نہ کہہ دو وہ تو بہت
تختوں ہی کے نیچے ڈٹا بیٹھا رہتا ہے میرا سن ہی کیا تھا یہ باتیں ایسی نہ
تھیں جو مجھے چین سے پلنے دیتیں اور کھا یا پیا انگ لگتا رونا آتا تھا مگر
رو نہ سکتی تھی آنکھیں پھوڑے جانے کا ڈر لگتا تھا مجھے سے دل پر وہ صدمہ
تھا کہ خدا کی پناہ آمان جان کی تاکید کہ اکیلا نہ چھوڑو اور وہاں جو پاس
رہتا ہے جان کھائے لیتا ہے غلی گھونسہ آتین کا سانپ ظاہر میں کھلاتا ہے
اور دل ہی دل میں چکیاں لے رہا ہے جدا ہوتی ہوں تو جو جو کا ڈر مارے
ڈالتا ہے چار برس کی جان اور اس کے دشمن اتنے شیطان اٹھ سات
دن میں برس دن کے بیمار سے بدتر ہو گئی یا اس سے ایک ایک
کے منہ کو تکتی تھی اور مایوس ہو کر گردن جھکالیتی تھی کھانے کے وقت جتنی

دیر تک امان جان کے پاس رہتی تھی زندون میں تھی کھانا کھا چکی اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھی دہمو کے گھونٹے پھر اس قدر کھائے کہ بھوک الگ اڑ گئی اور نیند جدا ورد کے مارے رات رات بھر پلک نہیں چپکی سارا بدن نیلا ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ گرنا گدوایا ہے جس کی گود میں جاتی وہ چنگیان لے لیکر کھال چھیلے ڈالتا تھا وہ گتے کے سے ناخن اور بید روی کے ہاتھ جب چٹکی لی خون چھلک آیا جب ناخن چھو یا زخم پڑ گیا پھر کبھی کبھی ایسا ہی ہو جاتا۔

نہیں بلکہ باری باری جس نے لیا یہی سلوک کیا جدھر جاتی تھی یہی دعوت تھی اگر ذرا بھی بسوری منہ ٹیڑھا ترچھا ہوا آنسو آنکھ میں آئے اور غضب کا سامنا چو طرف سے بلوہ ہو گیا طح طرح کے ڈرمو جو دایک کمتی تھی ذرا مجھے دینا میں منہ سیدھا کر دوں ایک چھری دکھا کر حلال کرنے کو بسم اللہ کر کے بڑھی ایک رسی دکھا کر پھانسی لگانے کے اشارے کرنے لگی جو تھا لہو کا پیاسا جو تھا جان کا دشمن کس سے کمتی کہ میرا یہ حال ہے خدا کے لیے ان نادانوں سے پچھا چھڑاؤ میری مدد کرو گھر میں اس سے بڑھ کر ایذا سہی تکلیف اٹھائی مگر یہ دشمنی تو نہ تھی یہاں تو ان کا بیر حال غیر کیے دیتا ہے بارے مرمر کے آٹھ دن اور کٹے جمعے کو پندرھویں دن بعد نماز ابا جان پھر آئے اور کسی نہ کسی طرح ان بلاؤں کو بھی خبر ہو گئی پھر کیا تھا ایک نے ٹوکا دیا کہ اری رط کی اپنی زندگی چاہتی ہے تو گھر چلی جا دوسری نے کہا کہ رورو کر آنکھیں پھوڑ ہم تیری سفارش کر دین گے تیسری بولی کہ رو بھی سکتی ہے مجال پڑی ہے انگلیاں نہ بھوک دی جائیں گی۔ چوتھی بولی نہ روئے

تو مچون کا پانی ڈال دو پانچوین پیاز کی گٹھی لے کر ملتی ہوئی دوڑی کہ لکھون
 میں عرق چھوڑ دے ایک بیچ میں آکر بولی کہ اے جانے بھی دو اب وہ
 اپنے باپ کے ساتھ چلی جائے گی تم خفانہ ہو اس وقت ایک ماما نے کہا
 کہ ارے تو بہ کرو تو بہ کیوں بیچاری بچی کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے لاؤ مجھے
 دو میں جا کر باہر بیو بچا دوں یہ سنتے ہی جو گود میں لئے تھی بے تحاشا مجھے
 پھینک کر نہستی ہوئی اس سے جا کر لپٹ گئی اور کہا کہ بوا رحمت تمہیں کیا
 پڑی ہے نہ جانو نہ بوجھو خواہ مخواہ پھٹے میں پاؤں دیتی ہو اپنی نوکری کے
 پیچھے پڑی ہو کیا؟ وہ بیچاری پہلے تو سناٹے میں آگئی پھر کچھ سوچ سمجھ کر مجھے
 گود میں یہ کہہ کے اٹھا کر چلی کہ اب تم نوکری سے میں چھڑوا دینا ہم تو
 لئے جاتے ہیں چنچل نے کہا لیے تو جاتی ہو اس کے کان کھول دو کہ پھر
 یہاں آنے کا نام نہ لے نہیں بارہی ڈالی جائے گی میں سمی اس کے
 لپٹی تھی یہاں تک کہ باہر بیو بچی ابا جان کو سلام کر کے کہا کہ آپ کی
 بچی ہڑک گئی گھر چھٹنے کا استدر غم ہے کہ گھلی جاتی ہے دیکھئے تو کہ پندرہ روز
 میں کیا حال ہو گیا ابا جان نے جو پھر کر دیکھا آبدیدہ ہوئے اور آہ کر کے
 میری طرف ہاتھ پھیلانے میں ایسی بے غیرت سزا یافتہ تھوڑی تھی کہ بے ماما
 کے اشارے کے گود سے اتر جاتی ہاں یاں سے پہلے اس کی طرف دیکھا
 جب رحمت نے پیار سے کہا کہ جاؤ جاؤ ڈرو نہیں تمہارے ابا جان میں تب
 میں نے ہاتھ بڑھائے ابا جان نے لیکر مجھے زانو پر بٹھا لیا دیر تک غور سے
 دیکھا کہے نواب صاحب کرے میں تھے جب باہر آئے تو مجھے دیکھ کر محبت

سے چمکا کر میرا نام لیکر کہا کہ اہا اس وقت اپنے ابا کی گود میں بیٹھی ہو تو مجھے اُن کی
 محبت پر اعتماد تھا اور آواز پہچانتی تھی لیکن ساتھ ہی اس کے یہ کھٹکنا بھی تو لگتا تھا
 کہ اُن کی گود میں گئی اور اُنھوں نے پھر گھر میں پہنچا دیا جہاں پھر اُن خیلوں کا
 سامنا ہے نہ اُن کی صورت دیکھوں گی نہ گود میں جانا پڑے گا اس وجہ سے میں
 نے اُن سے نہ آنکھ ملائی نہ نگاہ چار کی دل کو تنہا کر لیا اُن کی طرف سے مُنہ
 پھیرے بیٹھی رہی اُنھوں نے ہزار ہزار پیار سے پکارا مگر ڈر کے مارے مجھے
 جرات نہ پڑی کہ آدھڑ رخ کروں اس دن کی سیر دیتی مجھے آج تک یاد ہے
 سمجھ آنے کے بعد تو اُن اس کج خلقی کا ملال رہا ابا جان نے کہا کہ اس وقت
 یہ کچھ ڈری ہوئی سی ہے کلیجہ برابر دھڑک رہا ہے اور اُلٹی پلٹی سانسین لے
 رہی ہے شاید محل میں کسی نے تنہی دگی سے اس کو ڈرا دیا رنواب صاحب
 بھلا بھائی میرے گھر میں ڈرانے والا کون (ابا جان) اور حضور یہی لوٹیاں بانیاں
 اور کون نہیں میں سے کسی نے کچھ کہا ہے بچا تو بچا ڈر گیا۔ نواب صاحب چپ
 ہو رہے مگر اس بات کا اُنکے دل میں خیال رہا جب ابا جان چلنے لگے تو نواب صاحب
 نے چاہا کہ بہلا پھسلا کر مجھے ابا جان کی گود سے لے لین دم دلاسا دیا پیٹھ پر ہاتھ
 پھیرا لالچ دے کر چیزیں دکھائیں میں نے ہرگز ابا جان کا بازو اور گردن نہ چھوٹی
 جب سامنے آتے تھے تو میں آنکھیں بند کر لیتی تھی مجبور ہو کر نانا جان بیٹھ رہے
 ابا جان رخصت ہو آئے گھر میں پہنچتے ہی بی خیراتن اور انجوبہ کا سامنا تھا جو
 دور سے دیکھ کر چو لھے پاس سے راکھ اور خاک میں ہاتھ بھرے ہوئے بیکر وٹین
 ناک اور آنسو تھڑے ہوئے منہ سے خوب میرے منہ کو پیار کر کے بھرا پھر پوچھ رہے تھے

مرچون بھرے ہاتھ گال پر گر پڑے اور اپنے مصالح دار کپڑوں میں لیکر خوشبودار سینے سے لگایا پھر باری باری دونوں نے میری حالت پر آنسو ٹپکائے اور رونی صورت پر غم کھائے اباجان سے کہا کہ میان خدا کے لئے اب میری کچی کو وہاں نہ چھوڑ آئیے گا دیکھئے تو تھوڑے ہی دنوں میں کیا حال ہو گیا اتوار کے دن صبح کو اباجان نے کہا کہ اچو بہ آج ذرا طاہرہ کو نہ لادینا انھوں نے دوپہر کو جب مجھے نہلانے کو بٹھایا کرتا اتار اتو سارا بدن نیلا دیکھ کر وہ اُسی طرح مجھے چوکی پر بٹھیا چھوڑ کر باہر کمرے میں گئیں اور اباجان کو لا کر میری پٹھیا کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ دیکھئے سوتا پے کی یہ جلن ہوتی ہے میری پچی کے بدن پر ہزاروں نیلے نشان ہیں خدا کرے وہ ہاتھ ٹوٹیں بازو نشل ہوں انگلیاں جھڑپڑیں جن سے اس معصوم کو مارا ہے آئے خداے برحق تجھے سب طرح کی قدرت ہے میں بھی اس کے دھڑے اڑنے اور مار پڑنے کی خبر سنوں وہ مارنے والی جندم میں جائے یہ باتیں بوا اچو بہ کر رہی تھیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی آواز آئی اباجان باہر گئے کہ یہ کون آیا کس کی سواری ہے اور بوا میرے سرین گنگھی کرنے لگیں دروازے کی طرف میری پٹھیا تھی اور دالان کی طرف منہ مجھے نہیں معلوم ہوا کہ کون آیا بوا اچو بہ نے جھک کر میرے کان میں کہا کہ تمہارے نانا باوا آئے ہیں میں نے چاہا کہ جلدی جلدی منہ دھو کر آنکھیں کھولوں اور اُن کو سلام کروں کہ وہ قریب آگئے اور اتفاق سے نگاہ پٹھیا پر پڑی نیلے نشان دیکھ کر ہاتھیں لگ کر وہ اُسی جگہ ٹھٹک رہے اور اسے یہ داغ کیسے ہیں کہ اباجان کی طرف مخاطب ہوئے میں سلام کر کے پھر چوکی پر بیٹھ رہی اور اباجان نے اُن سے میرے داغوں کی نسبت اپنی لاعلمی جتا کر کالوں پر

ہاتھ رکھا ہوا عجوبہ پٹ سے بول اٹھیں کہ حضور آپ ہی کے ہاں سے یہ سوغات
 لائی ہیں نہیں معلوم کون بیدر و کمبخت ماری عورت تھی جس نے میری بچی کا چہرہ
 بدن نیلا کر دیا خدا کرے اُس کے ہاتھ ٹوٹیں نانا جان یہ سکرٹاٹے میں آگئے اور
 دیر تک عجوبہ کے اس بیدھر ملک کہ بیٹھنے پر کھڑے رہے ابا جان نے کہا کہ آپ
 تشریف لائیے یہ عورت انتہا کی منہ پھٹ اور احمق ہے عمر گزری مگر بات کرنے
 کا طریقہ نہ آیا اب قاعدے سے تو ایسی نابلد ہے جیسے ابھی پکڑ کر جنگل سے آئی
 ہے آدمیوں میں رہی نہیں نہ سمجھانے کا اثر ہوتا ہے نہ صحبت کا خدا معلوم
 اس کی خلقت کیسی ہے میں نے ایسا بے کیناٹے آدمی بھی نہیں دیکھا جو منہ
 میں آیا بے تکان کہ ڈالتی ہے نانا جان یہ غرر عذرت منکر و لان کی طرف
 بڑھے تو سہی مگر یہ کہتے ہوئے کہ کبھی اس لڑکی سے بھی پوچھا کچھ کسی کو بتاتی ہے
 (ابا جان) جناب نہ مجھ کو وہاں کسی پر شک ہے نہ شبہ نہ میں نے پوچھا نانا جان
 نہیں کبھی ضرور پوچھو دیکھو تو کیا کہتی ہے مجھے شاید نہ کہے ورنہ میں خود پوچھتا
 اگر کسی نے اس پر زیادتی یا بدسلوکی کی ہو تو اس کا عجب کیا ہر وقت تو میں آنکھیں
 میں رکھتا تھا شاید کسی ماما اکیل یا کسی چھو کرمی چھا کرمی نے خوشامد کے مارے
 اپنی حماقت اور سفاقت سے عصمت کے خوش کرنے کو ایسا کیا ہو مجھے بھی کچھ
 خیال گذرتا ہے اس سے کچھ بھی پتا چلے پھر تو میں کل حال دریافت کر لوں گا۔
 (ابا جان) جی نہیں بھلا ان چیار یوں کو یہ دماغ کمان کہ وہ بیوی کے خیال اور
 سوتا پے کے ملال سے بچے کو تاکر بدلائیں اور ایذا دین یہ بھی اُس وقت احتمال
 نہ تھا کہ جب کسی کی اشتعالک ہوتی یا کچھ اشارہ ملتا یہ بات تو ہے نہیں نہ آپ

خدا نہ کردہ ایسے نہ امان جان نا خدا ترس رہیں آپ کی صاحبزادی وہ میرے نزدیک بچوں کے لئے اُن کی حقیقی ماں سے بھی زیادہ محبت کرنے والی ہیں اور میری وجہ سے تو اور زیادہ مری مٹی سوت کا ملال کیا پھر یہ کیونکر گمان ہو کہ کسی نے کہا اور بے کسے اُنھوں نے ایسا ظلم کیا کہیں کھیل کو دین گرمی ہے چوٹ لگ گئی (نانا جان) بھئی نواب دو لحاتم نہیں جانتے یہ عورتیں بس کی گانٹھ ہیں اور اندر اس کے پھل بس ظاہر ہی ظاہر دیکھو یہ بانٹیں ہو رہی تھیں کہ میں نہادھو کر وہاں پہنچی نانا جان نے سٹھائی اور کھلونے میرے آگے رکھ دئے اور پیار سے مخمخ چوم کر کہا کہ ظاہر سچ بتاؤ تمھارے بدن پر یہ نشان کیسے ہیں کیا کسی لونڈی باندی نے تمھیں مارا ابا جان کی زبان سے بین انکار سن چکی تھی کیونکر اقرار کرتی کہا کہ جی نہیں کوئی مارنے کیوں لگا سب کو دین لئے لئے پھرتے تھے اُنھوں نے قسم دے کر پوچھا اُس وقت مجھے کچھ چارہ نہ ہوا اور مجبور ہو کر کہا کہ آپ بوارحمت سے پوچھ لیجئے گا اگر میں جھوٹ کہتی ہوں تو حال کھل جائیگا اُنھوں نے میرا یہ کہنا سچ جان کر کہا کہ لو یہ مٹھائی کھاؤ ہم تمھارے لیے لائے ہیں میں نے سلام کر کے اُن کے ہاتھ سے ٹوکری لے لی تھوڑی دیر بعد نانا جان سدھارے میں اس سوچ میں پڑی کہ کہیں ایسا تو نہ ہو کہ یہ جا کر رحمت سے پوچھیں اور وہ اس خیال سے کہ شاید اُنھیں معلوم ہو گیا سب حال کہہ دے اس خلیجان نے یہاں تک زور باندھا کہ تمام دن میں گرم صدم رہی رات کو سونے لیٹی نیند نہ آئی دن تو جون توں کٹ بھی گیا رات کو عجب حال تھا کروٹیں بدلا کی اور ٹھنڈی سانسین لیا کی بار بار وہی خیال آتا تھا اور وہی دہم سنا تھا اگر ایسا ہو تو سب کے سب بڑی بلا میں پھینکے اور نانا جان اپنی محبت اور میری سگینا ہی پر خیال کر کے ایک ایک کو ادھ مواتی پر ڈھکیں گے

انہیں بہت غصہ آیا ہوا ہے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکر یہ راز نہ کھلے اس ادھیڑ میں
 میں ایسی محو ہوئی کہ باباجان کے پہلو میں ہونے اور اُنکے جاگنے کا بالکل خیال نہ رہا بھرائی
 ہوئی آواز ڈرے ہوئے لہجے میں ایک ایک کا نام لیکر خدا سے اُسکی سفارش کرنے لگی کہ چنچل
 کو بچانا چھل بل کو بچانا رنگیلی جھیلی پر کوئی آفت نہ لانا باباجان سمجھے کہ خواب میں
 برائی ہے اٹھ کر مجھے دیکھنے لگے دیکھا تو ٹٹھا سے دیدے کھلے ہیں اسوقت وہ متعجب
 ہو کر بولے کہ طاہرہ یہ کن کن کی خیر سنارہی ہو خیر تو ہے اب مجھے حواس آئے
 اور گھبرا کر دل سے کہنے لگی کہ کبھی بتاؤ کیا تدبیر کریں جتنا چھپاتے ہیں اتنا اور ظاہر
 ہونا جاتا ہے اتنی ہی بات کہہ کر باباجان پر صدمہ تھا اس ندیان کا کیا علاج یہ کہہ کر
 میں تو جواب کی فکر میں غلطان پہچان ہوئی اور باباجان تسبیح تمام کر کے پھر میرے
 کھٹولے کی طرف جھکے اپنے سر کی قسم دیکر کہا کہ طاہرہ دیکھو خبردار کبھی جھوٹ نہ
 بولنا جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے جھوٹے پر خدا لعنت کرتا ہے اُسکے علاوہ منہ سے
 بولنے لگتی ہے جس سے لوگ پہچان کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں
 اگر تم کو وہاں کسی نے ایذا پہنچائی ہو ہم سے صاف صاف کہہ دو تمہارے سر کی قسم
 ہے ہم کہیں گے سنیں اب مجھے سوا حال کہہ دینے کے چارہ نہ ہوا اور ب کیفیت
 بیان کر دی (باباجان) پر یوں تم رحمت کی گود سے جب میرے پاس آئی تھیں کیا
 اسوقت بھی کسی نے کچھ کہا تھا؟ (میں) جی ہاں اسوقت بھی جو جو اور ہٹوے سے
 ڈرایا تھا اور بے ملکہ تیا تھا چٹکیوں سے خبر لی تھی اور زبان سے دعوت کی تھی
 (باباجان) اے جو جھجھ تمہارا دل دھڑکتا تھا میں تو اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ کسی نے
 ڈرایا ہے لیکن تم ڈرتی کیوں ہو اور کبھی کہا ہو نہ ار کوئی کے خبردار اب جو جو پوچھو سے

نہ ڈرنا بالکل جھوٹ ہے اچھا تم بھی یونٹریوں کے نام لے لیکر کیا کہہ رہی تھیں
 دین (اسوقت نانا باوا نے نہیں دی تھی اور اسی بات کو پوچھا تھا میں نے رحمت کا نام
 لے دیا تھا اس وقت یہ وہم ہوا کہ کہیں وہ رحمت سے نہ پوچھیں اور وہ کہہ دیں یہوب
 پر مار پڑے گی جن جن نے مجھے ایذا پہنچائی اور دشمنی کی تھی ان کے بچنے اور محفوظ
 رہنے کی خدمت سے دعا کر رہی تھی اسکا بالکل خیال نہ کیا کہ اپنے بھی آرام نہیں کیا بیستہ
 منہ سے نکل گیا صبح سے دل ہی دل میں لے رہی اسوقت آپے سے باہر ہو جانے سے
 حال کھل گیا راجا جان (قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے نانا جان جو اسقدر اصرار
 کرتے ہیں کچھ سن گئے ہوں اگر ایسا ہے تو مجھوری ہے اور اگر ابھی تک انھیں
 نہیں معلوم ہوا تو کل میں جا کر انکے دل سے بالکل نکال دوں گا اول تو رحمت ایسی نادان
 نہیں کہ بے سمجھے بوجھے وہ یہ بات کہہے بوڑھی عورت بال دھوپ میں نہیں سفید
 کئے جانتی کہ اس کہنے سے سارا گھر دشمن ہو جائیگا دوسرے راجا جان کو یہ دوسری کہان
 کہ وہ فرض کر کے رحمت کو بلائیں اور پوچھیں ایک تو یاد ہی نہ رہے گارات گئی بات
 گئی تکیے سے سر اٹھاتے ہی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں ایک سر نہر ارسودا
 اور اگر یاد بھی آیا تو جب تک وہ پوچھیں پوچھیں میں پہلے ہی جا کر انکے ذہن نشین
 کروں گا کہ وہ سارے گھر کو بیگناہ سمجھ جائیں اور پھر کسی سے نہ پوچھیں نہ کسی پر
 کچھ آئے گی نہ مار پڑے گی بس رات بہت آئی اب آرام کرو صبح سویرے جا کر
 ان کے دل سے میں اس بات کو نکال آؤں گا اتنا بہ مصلحت اور کمزور نہ کروں گا کہ
 میں نے بھی پوچھا اور بہت اصرار سے پوچھا مگر اس نے کچھ کسی کی شکایت نہیں کی
 ہاں یہ کہا کہ چوٹ کے نشان ہیں کہیں کھیل کود میں گرمی ہوگی بچے بعض وقت

بے تحاشا دوڑتے ہیں ادھر بیرون چلے اور پیٹ سے پاؤں نکالے کوئی کمان تک خیال رکھے بندہ بشر ذرا نگاہ ادھر سے اُدھر ہو گئی ہے یہ گر گر اڑی ہے کسی کی اس میں خطا کیا بچوں کا اس عمر میں گرنا چوٹ چپیٹ اٹھانا اک قسم کی ورزش ہے تم خاطر جمع رکھو نہ اس بات میں جھوٹ بولنا ہے نہ پھر اُن کے دل میں کسی کی طرف سے شبہ رہ سکتا ہے چوٹ کا نام بھی لئے جاؤں گا اور پھر اُس کو چھپا بھی دوں گا نہ کسی کی لے دے ہوگی نہ مار پیٹ نہ روزی جائیگی نہ رزق یہ بہت اچھی اُن کے بچاؤ کی تدبیر ہے اندیشہ نہ کرو اور وہم کو دل میں جگہ نہ دو وہم بہت بُری چیز ہے صبح سے اس وقت تک تم نے اُس کو روکا نہیں بڑھتا چلا گیا اب اس تدبیر سے اسے گھٹاؤ اور اطمینان سے پڑ کے سو رہو اگر تمھاری وجہ سے کسی کا بال بیکا ہو تو میرا ذمہ ہاں خدا ہی کو انتقام لینا منظور ہو تو اُسکا بندوبست میرے اسکان سے باہر ہے اُن کی اس نشئی سے میں مطمئن ہوئی پھر کوئی وہم و دوسوہ میرے پاس نہ آیا تھوڑی دیر میں نیند آگئی صبح کو جب تک ابا جان سب کاموں سے فرصت کر کے نانا جان کے پاس جائیں جائیں وہاں اندھیرے ننھ اس راز کھلنے کے غیب سے سامان ہو گئے نانا جان بیدار ہو کر چوکی پر تشریف لے گئے اور رحمت نے سارے گھر کو جگایا سب کی سب اٹھ کر بادرچی خانے والے دالان میں جمع ہوئیں نانا جان افیون کھانے کی وجہ سے ذرا دیر تک چوکی پر بیٹھے تھے قبض کی شکایت رہتی تھی اندر باہر دونوں جگہ اُن کے چوکی پر جانے کے مقام سب سے جدا تھے بادرچی خانہ سے ملا ہی ہوا ایک پاتھانہ تھا جس میں اور سب آیا جایا کرتے تھے

آگے پیچھے اٹھکر اور کام کاج پانکھانہ پشاپ سے فرصت کر کے سب کی سب ہی باورچی خانے میں اکٹھا تھیں نانا باوا کے چوکی پر بونے کا ایک کو حال معلوم نہ تھا بیٹھے ہی میرا ذکر نکالا ایک نے ڈینگ کی لی ایک نے شیخی بگھاری ایک نے اپنے پتھر دل کی تعریف کی اور میرے دھان پان بونے کی مذمت کی ایک نے اپنی تیز عقل اور بے لگام زبان کی بات دہرائی ایک بولی کہ دیکھو میں نے ناخون دناخن ابھی تانے نہیں کاٹے ایک نے اسی کے چنگی لیکر کہا کہ تم سے ہمارے بڑے ہوں جب کی سزا ایک منکر بولی کہ میں نے رونے سے بھی ڈرا دیا تھا وہ بھتیجی اور بودی ماروی کہ یہاں آنے کا جھوٹا نام نہ لے گی نواب صاحب چوکی پر بیٹھے میری سانا روہن میں پھنسنے کی کیفیت سنا کیے اور دل ہی دل میں تاؤ ویچ کھایا کیے وہ سب یہ باتیں کر رہی تھیں کہ ناز پڑھکر بوار حمت بھی وہاں آنکلیں اور سب کو سر جوڑے میرا رونا روتے دیکھکر کہا کہ وہی لوگو آج چوتھا پانچواں دن اس بچی کو گھر گئے ہوا مگر اسکا ذکر موجود ہے بس ہو چکا کمان تک دون کی لوگی اور باتیں بگھارو گی جب سنو وہی کہانی جب دیکھو وہی کھسکے سپر کیا بڑا مرض ہے کوئی سن لے تو ساری قلعی کھل جائے ایک بات کامینوں گھولوار ہے گا پھر کیا اچھی بات ہے جسے کہہ رہی ہو تمہاری عقلوں پر تھپڑ گئے کیا چنچل نے کہا کہ سنے گا کون اور سنے گا تو کیا ہوگا بڑی بیگم صاحب اسکی صورت دیکھے سے جلتی تھیں نہ کبھی منہ لگایا نہ بات کی نہ خبر پوچھی دور سے بیٹھی ہوئی ہماری سب باتیں دیکھتی تھیں اور سکراتی تھیں فقط نواب صاحب کی وجہ سے ٹانگے ٹانگے پھرنا پڑتا تھا ہمارے گوڈا کڑے میں چڑھائے رہنے سے ان کی آنکھوں میں خون اترتا تھا اگر ان کے خلاف ہوتا تو منع نہ کرتیں سیر کیوں

دیکھتیں چھوٹی بیگم ایک دن کو ٹھہرے اتر رہی تھیں اور میں اُسے اناج والی کو ٹھہری میں ٹھونک رہی تھی دیکھتی ہوئی کمال کر چلی گئیں (دبوارِ رحمت) اسی عورت خدا سے ڈر بڑی بیگم صاحب کو تو میں نہیں کہتی ہاں چھوٹی بیگم صاحب کی طرف سے تو میں بڑی چیز اٹھانے کو موجود ہوں اُن کے دل میں رتی ریزے برابر ملانے تھا سو دفعہ مجھے کہا کہ رحمت ذرا طاہرہ بیگم کا خیال رکھنا، یہیں نہ ہو یہ سب کی سب خیلانِ دیوانیان بیڈھنگی ہیں کمین اُسکو اذیت نہ پہنچے مجھے جب کاموں سے فرصت ہوتی تھی گھڑی دو گھڑی گو دین لے لیتی تھی (چیل) تم آپ خیالِ اطمینان ہوگی ہماری بلا ہو (رحمت) اسی ہے مجھے لڑنا نہیں آتا میں تمہارے لئے کہتی ہوں مجھے کیا اب ان باتوں کا پرچا اچھا نہیں تمہیں اختیار ہے تم جانو تمہارا کام مجھے کیا پڑی ہے بڑوں کی بڑی بات نہ کوئی بڑی بیگم صاحب کے گانے چھوٹی بیگم صاحب سے پوچھے گا تمہارا درو سا ہو جائے گا مجھے بڑا ڈر حضور کا ہے کہ وہ اس بچی کے ساتھ بہت محبت کرتے ہیں میرے سامنے اُنھوں نے ایک پنوار اکبر بیوی بیٹی کو سمجھایا تھا یہ لکڑی رحمت تو چلی گئیں اور وہ سب بھی اپنے اپنے کام سے لگیں۔ نواب صاحب باہر نکلے اور اُن سب کی طرف غیظ و غضب کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے افسردہ اور چین چین دیوان خانے میں گئے سب کی سب ایسی بیخوداؤں مجھ تھیں کہ نواب صاحب کے نکلنے اور غصے سے دیکھنے کی مطلق خبر نہیں ہوئی وہ باہر جا کر کپڑے پہن کر سوار ہوئے اور تھوڑے سے دن چڑھے ہمارے ہاں پہنچے آبا جان باہر تھے بیدھے گھر میں چلے آئے اور دروازے ہی سے میرا نام لیکر پکارا حقیقی نواسی سے زیادہ وہ مجھے محبت کرتے تھے مگر کہ جو دیکھتی ہوں تو نانا جان

مین جلدی سے اٹھ کر سلام کیا انھوں نے مجھے گلے سے لگا کر تاپایا اور میرے سارے بدن کے نشان دیکھے پھر آبدیدہ ہو کر کہا کہ کیوں طاہرہ بیوی ہم نے تم سے کیسا کیا پوچھا قسم تک دی مگر تم نے اُن بلاؤں کے ظلم کا ہم سے ذکر تک نہ کیا دیکھو خود بخود ہم پر سارا حال گھل گیا نواب دولہا کمان میں خیراتن نے کہا کہ وہ تو آپ کے یہاں جانے کو تھے مرزا شجاعت علی صاحب آگے باہر کمرے میں مین فرمایا کہ جلدی بلاؤ میرا نام لو ہنوز وہ جانے نہ پائی تھیں کہ اباجان خود آگئے اُنکی صورت دیکھتے ہی نانا باوا چھین مار مار کر رونے لگے وہ بیچارے ناواقف کلاں گاہ ہو کر رہ گئے مجھے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے خیراتن سے اشارہ کیا سب چپ کچھ معلوم ہو تو بتائیں کچھ دیر تو وہ سناٹے میں آکر اُن کو دیکھا کئے پھر کہا کہ حضرت خدا کے لئے جلدی بتائیے کیا ہوا اب مجھ میں تاب ضبط نہیں بڑی وقت سے انھوں نے فرمایا کہ نواب دولہا ہمارا قصور بخشو ہمارے ہی سبب تمھاری بیگناہ بچی پر بڑی بڑی شتمیں اور تکلیفیں ہوئیں آج میں چوکی پر تھا اپنے کانوں سے ان چڑیلوں کی باتیں سنیں جو فخر بہ بیان ہو رہی تھیں خوب ہوا کہ یہ بچی یہاں چلی آئی اور تم نے اس کے دل کی بات سمجھ لی جس پر طرح طرح کی سختیاں ہوں اور بلاؤں میں گھر جانے وہ بچا کیونکر نہ ڈرے۔ یہ کہہ کر پورا حال اُن کی بات چیت کا ذکر ایا اباجان تو حیرت میں آگئے کہ اب ان کے غم و غصہ ٹالنے کی کیا تدبیر کروں جو میں چاہتا تھا وہی بات ہوئی اور وہ یہ کہہ کر اٹھے کہ آج میں اس بیگناہ کا بدلے لوں دل ٹھنڈا کر لوں تو کل تم اسکو سوار کر کے ضرور بھیج دینا (اباجان) بہت خوب بہت بتر کہتے اُن کے پیچھے پیچھے ڈیوڑھی میں گئے مین سمجھی سدھارے آئے پھر کیا دیکھتی ہوں

کہ دونوں صاحب چلے آتے ہیں بیچ انگنائی مین پہونچکر مجھے فرمایا کہ طاہر چلو ہم اپنے ساتھ ہی تمہیں لیتے چلیں ڈرنا نہیں کیا مجال جو آب تمہیں کوئی ٹیڑھی نگاہ سے بھی دیکھ سکے پھر ابا جان کی طرف مڑ کر کہا کہ نواب دولہا تمہیں کس جانا تو نہیں ہے (وہ جی نہیں آپ فرمائیں) کہا کہ تم بھی چلو اس وقت کی سیر قابل دیکھنے ہی کے ہے چلو گے نار ابا جان بہت اچھا مگر دن) اپ اپنے اگر مگر کو مین چھوڑ کر چلیے وہاں ان کا کام نہیں صبح سے میری نگاہ مین دنیا اندھیر ہے کلیجہ جل رہا ہے دل سلگ رہا ہے گو اس بار مین ابا جان کچھ کہنے کو تھے لیکن اُن کی آمادگی اور خُشگی کی وجہ سے یہ سمجھ چپ ہو رہے کہ بروقت دیکھا جائے گا ابھی سے کہہ کر کیوں غصہ دلائیے اور بات بڑھائیے غصے کا قاعدہ ہے کہ سمجھانے اور روکنے سے اور بڑھتا ہے جب ہم سب وہاں پہونچے تو ابا جان نے مجھے گود مین لے لیا اور دروازے کے قریب جا کر چاکہ آلود دیا پردے کے پاس رکے نانا جان نے کہا کہ کیوں کیا ہے اندر چلو وہاں تم سے چھپنے والا ہی کون ہے وہ سر جھکائے ساتھ ہوئے دالان سے جیسے ہی بڑی امان نے دیکھا وہ توند امت و خفت سے سر بزا تو ہو گئیں کیونکہ نانا جان اُن کو قائل کر چکے تھے اور دوسرے اب کچھ سوچی سمجھی بھی تمہیں وہ غصہ بھی نہیں رہا تھا نانی جان روئی و روئی کر کے کمرے مین چلی گئیں نانا باوا جیسے دالان مین پہونچے بڑی ہیپ آواز سے اما جانی کا نام لیکر پکارتے اور کہا کہ جلد ادھر آؤ وہ نہایت ادب سے سر نہوٹرائے ہاتھ جوڑے باپ کے قریب آئیں فرمایا نواب دولہا کے قدم پر گر و اور ابا جان سے کہا کہ انکی

میٹھ پر ہاتھ رکھو خطا معاف کر دو دونوں طرف گو عذر و انکار تھا مگر کوئی چارہ نہ ہوا ان کی غیظ بھری نگاہ اور تھرائی ہوئی آواز نے دوطرفہ وہ عملہ دخل کیا کہ ناچار کہا مانتا ہی پڑا جب قدموں سے سر اٹھا کر وہ روتی ہوئی پھر اپنی جگہ چلیں اس وقت مجھے گود سے لے کر اپنے آگے کھڑا کیا اور کہا کہ جاتی کہاں ہو اس کے بھی پیروں پڑویہ سنتے ہی مجھ کو خفقان ہوا کہ لیجئے وہاں تک تو ادب قاعدہ تھا یہ بیقاعدہ بات کیسی مین نے گھبرا کر اپنے تین زمین پر گر دیا اور دونوں پاؤں پیٹ کے نیچے چھپا لئے اُنکو بھی کچھ لحاظ سا آیا پلیٹین تو سہی مگر قریب آکر ٹھٹھا گئیں دوسری دفعہ نانا جان نے نہایت ڈٹائی صدارے کہا کہ کیا تم نے نہیں سنا عصمت اپنی نجات چاہتی ہو تو جلدی کر وہ بیچاری پاس بیٹھ کر میرے پاؤں ڈھونڈنے لگیں مین اُنکے گرنے سے پہلے خود ہی قدموں پر گر پڑی اور اُنکے پیروں سے منہ مل کر رونا شروع کیا چونکہ نانا جان برابر اشارہ کیے جاتے تھے وہ وقت کی منتظر تھیں جیسے ہی مین اُنکے قدم پر گر کے چکوں پہکون روتی ہوئی اُٹھی اور چاہا کہ ہاتھ پھیلا کر ابا جان کے پاس چلی جاؤں کہ انھیں قابو ملا اور جھک کر اپنا سر میرے پاؤں پر رکھ دیا مین تڑپی بیلائی لیکن نانا باوا مجھے سنبھالے رہے اور دوسرے ہاتھ سے اُنکے سر کو زور دیکر خوب ہی میرے پیردن سے رگڑا نانی امان سٹی اور دد ہائی دیتی کرے سے باہر نکل پڑیں اور ہاے ستم ہے اندھیر ہے ظلم ہے قیامت ہے کہا کین نانا باوا نے کچھ سماعت نہ کی اُنھوں نے کوئی پہلو لڑائی کا اٹھانہ رکھا اور حد سے زیادہ بدزبانی کی لیکن نانا باوا نے سنی کو اُن سنی کر دیا بالکل اعتنا نہ فرمایا جب دیر تک مین روتی یہاں تک کہ کھلی بندھ گئی تو امان جان

سے کہا کہ لو اسکو سینے سے لگا کر چپ کرو اور یہاں بیٹھ کر تماشہ دیکھو پھر رحمت کو آواز دی وہ تھراتی ہوئی سامنے آئیں کہا کریاں سنگو آؤ وہ جلدی جلدی تین چار کریاں لائیں ایک پر انکے اشارے سے امان جان مجھے لیکر بیٹھیں اور ایک پر ابا جان ایک کرسی پر خود بیٹھ کر عدالت پر تلے گھر بھر کی عورتیں جو ترے پر موجود تھیں ایک ایک کو اپنے پاس بلا کر میرے نشان دکھا کر ایمان و قسم کی رو سے پوچھا سب کی سب مگر گئیں اور جھوٹی جھوٹی دیہے گھٹنوں کی قسمیں کھالیں اسوقت نانا جان رحمت کی طرف پھرے اور کہا کہ بی رحمت اب تمھاری باری ہے تم کو جو کچھ معلوم ہے صاف صاف کو پہلے تو بوا رحمت کنمنائیں غلبیں جھانکیں کیونکہ دریا میں رہنا اور مگر مجھ سے بیکستین تو کیا کہتیں پھر یہ بھی ڈر لگا تھا کہ ان میں کچھ تو بونڈیاں ہیں اور کچھ پرانے لوگ اور یہ بھی خیال کہ سب کے سب ایک حال میں ہیں اور پھر ایک منہ ایک زبان ایسا نہ ہو کہ میری بات نیچی رہے اور جھوٹی پڑوں بہت سوچ سمجھ کر کہا کہ حضور مجھ سے نہ پوچھیے میں نگوڑی ماری انکے ساتھ ساتھ کمان پھرتی تھی جو کچھ جانتی ہوں گی چولھے سے نکلی بھاڑ میں گئی (دھر سے اُدھر اُدھر ہے اُدھر مجھے کسی کی کیا خبر نواب صاحب اچھا دیر میری طرف اشارہ کر کے) اس کے بدن پڑنا میں رحمت جی ہاں حضور ضرور ہیں (نواب صاحب) پھر کا ہے کہ میں رحمت مجھے کیا معلوم (نواب صاحب) تمہیں نہیں معلوم رحمت جی نہیں عرض تو کرتی ہوں میں کہیں یہ لوگ کہیں کام سے مہلت ملی اپنے گھونسلے میں گھس گئی (نواب صاحب) اچھا آج صبح کو یہ سب باورچی خانے میں اکٹھا بیٹھی کیا باتیں کر رہی تھیں یہ سن کر بی رحمت شہ ہوئیں اور سمجھیں کہ یہ خود سن چلے میں اب چھپا ناؤ ڈالنا بموقع ہوا

بولین کہ حضور نہ کمون تو باپ گنا کھائے اور کمون تو مان ماری جائے (نواب صاحب ایمان مقدم ہے جو سچ ہو وہ کہو) رحمت حضور پھر آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں انھیں سے دوبارہ خود نہ پوچھ لیجئے۔ نواب صاحب اچھا کہہ کر پھر اُدھر مڑے اور سُکر اگر فرمایا کہ ہاں جی بتاؤ تو آج تم سب کس کا ذکر کر رہی تھیں جو رحمت نے سمجھایا اور تم نے اُس کا گلا دیا یا آپ تو سب سوزنیوں کی طرح تھوٹن لٹکا دیے اور کہا کہ جی ہاں حضور خطا تو ہوئی (نواب صاحب) پھر قسم کیوں کھائی اچھا تم سے کسی نے کہا تھا (وہ سب) جی نہیں (نواب صاحب) پھر یہ کیا تھا (وہ سب) بڑی بیگم صاحب کی خوشی کے لئے (نواب صاحب) اُن کے خوش ہونے کا حال تم پر کیونکر کھلا (وہ سب) حضور ایک بات سے کھلا مسیون باتیں میں (نواب صاحب) تم سے اُنھوں نے فمائش تو نہیں کی تھی کہ تم ایسے ایسے ظلم کرنا (وہ سب) جی نہیں (نواب صاحب) نہیں اگر کی ہو تو صاف صاف کدوا اُنھوں نے دوبارہ پھر قسم کھائی ایک دفعہ تو جھوٹی قسم کھا ہی چکی تھیں مگر اپنے ہی دیدے گھٹنوں کی اب کی خدا و رسول کی قسم کھانا تھا کہ نواب صاحب اُسے جھوٹ سمجھ کر تھرائے ابھی تک تو ہنس ہنس کر رو بکاری کر رہے تھے اب کانپتے ہوئے کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے میں سمجھی کہ مارینگے مگر اُنھوں نے بڑا صبر کیا غصہ کو روک کر فرمایا بس تمھاری یہی سزا ہے کہ ابھی ابھی ہمارے گھر سے نکل جاؤ سات آدمی تصور دار تھے ساتوں کو ساتھ چلے جانے کا حکم دے کے بیوی کی طرف پھرے اور کہا کہ سنا بیگم صاحب اگر تیری ریزے برابر آپ کو غیرت ہوگی تو اب مجھے منہ نہ دکھائیے گا اور نہ میرے مکانوں سے کہیں اور جائیے گا اسے بہت اچھی طرح سن لیجئے اگر ان میں سے ایک بات بھی

سیری رضی کے خلاف ہوئی تو پھر سیری بھی بُرائیوں کی کوئی حد نہ ہوگی یہ کہہ کر
 امان جان کو بلایا اور کہا کہ میں نے صرف تمھاری وجہ سے یہ شوق رکھ محل سے
 کہیں نہ جانا، لگا دی کہ تم روتے روتے اپنی جان دیدو گی ورنہ مجھے ہرگز ہرگز
 اُن کا رہنا گوارا نہیں تم اسی وقت ان کو جان والی حویلی میں بھیج دو اور یہ
 ساتوں بلائیں بھی انھیں کے ساتھ کرو و تا کہ اپنی سہیلیوں میں ہلین اور تم بھی
 اگر ظاہر بظاہر ہلین تو عمر بھر صورت نہ دیکھوں گا اور یہ بھی سن لو کہ اس بچی کی
 ماما گیری بلکہ کینزی کرنا پڑے گی اگر اس کے ساتھ کسی نے پھر بیر کیا تو یہی اُس کا
 بھی حال ہوگا امان جان چپ چاپ کھڑی ہوئی سنا کہ کچھ جواب نہیں دیا
 بعد اُس کے نانا باوا ابا جان کی طرف مخاطب ہوئے اور بیوی بیٹی کے سمجھانے
 کی ساری کیفیت بیان کر کے کہا کہ باوصف تاکید اور سیری خلاف مرضی
 ہونے کے بیگم نے بڑی دلیری کی اور مطلق خدا کا خوف نہ کیا میں قسمیہ کہتا
 ہوں کہ اگر خلاف تہذیب نہ ہوتا تو میں سب کو معقول سزا دیتا نواب دولہا جس
 دن سے میں نے طاہرہ کے بدن پر نیلے نشان دیکھے ہیں میرے دل و جگر میں
 داغ و ناسور پڑ گئے کھانا پینا راحت سے سونا چھٹ گیا میں نہیں کہہ سکتا
 جس کرب سے میں نے یہ دس پانچ دن کاٹے ہیں خیر الحمد للہ کہ جھوٹ سچ
 کھل گیا میں نے اپنے کانوں سے یہ بھی سنا کہ اگر دس پانچ دن اور گزر جائیں
 تو ہم طاہرہ کا کام ہی تمام کر دیں گے کو بیچ کر سکھا ڈالیں اور ڈر اڈر کر مار ڈالیں
 خیال تو کرو اس دشمنی کی کوئی حد بھی ہے اللہ رے بغض و عداوت ابا جان
 جی ہاں بعض امر ایسے ہی حیرت خیز واقعہ ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی

دنانا جان) ہائین بھئی نواب دولہا یہ کیا کہتے ہو وجہ تو صاف صاف ظاہر ہے یہ ساری بے عنوانی میگم صاحب کی وجہ سے ہوئی وہی اسکی بانی اور وہی اسکا سبب ہیں نہ وہ میری نفیحت کے جواب میں ایسی بیرخی دکھاتین نہ میری خلاف مرضی چلتین نہ یہ نوبت آتی ہے نیم بیضہ چو سلطان تتم روادار دہ زند لشکر یا نش ہزار مرغ بیخ (ابا جان) جی ہاں بجا ہے لیکن اب آپ اس ذکر کو موقوف کریں تو بہتر ہے بے اسکے آپ کا غم غلط نہ ہوگا (دنانا جان) اسی بھائی یہ غم کیا غلط ہوگا ادھر میں نے ظاہرہ کی صورت دیکھی اور زخم دل ہر اہو گیا جگر کا ناسور رسنے لگا مر کے بھی یہ غم ساتھ لے جاؤں گا ابا جان یہ سمجھ کر چپ ہو رہے کہ اس ذکر کو قطع کرنا چاہیے ٹالنے کے لیے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں فرمایا کہ دو عملے کو موقوف کیجیے اور خیراتن و اعجو بہ کو یہاں بلا لیجیے کہ گھر کا کام کاج دیکھیں جب تک نئے نوکر رکھے جائیں دو تین آدمی رحمت سمیت ہیں یہ وہ ملکر نباہ لیں گے کھانا باہر باورچی پکائے گا پانچ آدمی بہت ہیں یہ کہہ کر رحمت کو بلا کر حکم دیا کہ نواب دولہا کے یاں سے دونوں عورتوں کو سوار کر لائے رسول بخش سے کہو ابھی جائے اندر کے دروازے میں قفل لگا دے اسباب اچھی طرح سے بند کر کے باہر پہرہ چوکی بٹھا دے ایک سپاہی ہمارے یہاں سے وہاں جا کر رات کو رہا کرے اور صبح کو دروی بولا کرے حکم کی دیر تھی دونوں آگین تھوڑے دن بعد وہ مکان کرایے پر دیا گیا اور نوکر چاکر سب نانانا جان کے ہاں آگئے کاٹ کباڑ بلا بد ترک کر رہی خانے میں پھینک کر اور رب چیزیں قفل پٹیرے سے رکھ دھر دی گئیں انکھوں کے سامنے سے ساہوگر شاہر نانانا باوانے رحمت سے فرمایا کہ اگر نتھاری دانست میں کچھ پامائیں بلیقہ مند

بھلی مائیں غریب نیک نوکری کے قابل ہوں تو جلد تلاش کرو رحمت نے کہا کہ
 میں تو سہی مگر زمانے کا رنگ دیکھ کر جی ڈرتا ہے کہ کہیں کچھ دنوں رہ کر پیٹ سے
 پائون نہ نکالیں آج تو فاقے کے ماری منو بلائی ہو رہی ہیں کوئی کسی کے
 دل میں تو بیٹھا نہیں ظاہر دیکھا جاتا ہے ایسا نہ ہو جب پیٹ میں روٹی پڑے
 تو کایلوں کی سوچھے خدار کھجے محل کا واسطہ بھر پڑا گھر گراڑا بہت کچھ کسی نے ہاتھ چالاک
 کی لیجیے حضور میں تو کہیں کی نہ رہی سر پر بال بھی نہیں میں نئے نئے پنہاں تو ہبک
 دھبک کے کام بھی کرینگے اور ڈھنگ سے بھی رہیں گی آگے چل کر کچھ دن رہ کر
 آپے سے نہ گزر جائیں دھین دھو کر اتار دیاں کی نوکر نانا جان، بی رحمت
 تم تو بڑی سمجھدار نکلیں ہمارے ہاں کے آدمیوں میں یوں چھپی ہوئی بھین جیسے
 کوڑے کرکٹ میں نگ یا سٹی میں سونا میں تمہارے مطلب کو سمجھا اچھا تم انکو بواؤ
 ضمانت نہ کرنا تمہارا پائون درمیان سے نکال ڈالیں گے بس تمہاری معرفت
 سے تمہاری پسند کے آدمی نوکر رکھنے سے یہ مال ہے کہ تم خود اچھی ہو ریجھو جو جھ
 کی آدمی ہو اچھوٹن سے ملتی ہو گی جنہیں لاؤ گی سمجھ کے لاؤ گی ہزار بڑے موٹے
 مگر ان بردن سے پھر اچھے ہونگے۔ تم نے ہماری لونڈیوں کی بد نفسی اور بے عقلی دیکھی
 جن کی بڑی صحبت کے اثر سے سوا تمہارے اور کوئی نہیں بچا رحمت بہت چہچہا
 خدا آپ کو بیاسو برس سلامت رکھے میں اسی بات کو دہرتی تھی کہ بے ٹھوڑھکانوں
 کو ٹھکانے سے لگاؤں اور اپنا لگا بندھا ٹھکانا چھڑاؤں تو ٹی باغھ گل جند پڑے
 لیکن بلاؤں کس کے ہاتھوں دن بھر کے لیے حضور لونڈی کو رخصت دین گھر تک
 جاؤں جن کماروں پر جاؤں گی انھیں پر ان لوگوں کو بھیج دوں گی دانا جان (تو

اچھا آج ہی جاؤ اور ہاں کوئی اُستانی ہون تو اُن کو بھی ٹھہرانا بلکہ لیتی آنا (رحمت)
 حضور آج نہیں اب کل پر رکھیے نانا جان چپ ہو رہے دوسرے دن رحمت
 منہ اندھیرے گھر کے کمار دن پر سوار ہو گئیں اور سہ پہر تک پانچ عورتیں بھین
 جن میں چار ادھیڑ اور ایک جوان تھی قریب شام بوا رحمت بھی آگئیں اور نانا جان
 سے کہا کہ حضور کے اقبال سے میرے نزدیک تو یہ لوگ بڑے نیکیجت غریب
 ملنسار تھی اور عزت دار ہیں اگر ایسی ہی رہیں نانا جان نے بکواسا سے آئیں
 نام پوچھے حالت دیکھی طرز و صورت دیکھ کر کوکر رکھ لیا نانا جان بڑے خدا ترس
 اور غریب دوست تھے تین روپیہ مہینہ اور کھانا سب کا مقرر کیا رحمت کا ایک روپیہ
 اور بڑھا دیا اور فرمایا کہ بھئی رحمت یہ سب کی سب نیکیجتیں صیل زادیان معلوم
 ہوتی ہیں تمھاری نیک مزاجی کے علاوہ عقل و نظر کا بھی حال کھل گیا میں جگہ
 گئی ہوگی جب جا کے یہ پانچ عورتیں تمھیں چھین ہاں اُستانی کوئی نہیں ملین
 (رحمت) جی گئی تو تمھی دیر اٹھیں کے ہاں ہوئی گر نانا جان ہا میں بھی کیا کہنے
 کو تمھیں کیوں رک گئیں (رحمت) کیا عرض کروں (نانا جان) کچھ تو کہو (رحمت)
 حضور وہ راضی تو ہیں مگر نوکری نہیں کرنے کہتیں (نانا جان) کیا اپنے گھر سے
 کچھ آسودہ ہیں اگر یہ ہے تو یہاں رہیں گی کیوں بے نفع کے خواہ مخواہ کی رحمت
 اٹھانا کیا معنی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ پھر راضی کیونکر میں (رحمت) حضور کا مطلب
 یہ ہے کہ اپنا کھاؤں پیوں اور بڑھاؤں اُن کی لڑکی کو یہ انکی بات ایسی تھی
 جسے سُکر میں چپ ہو رہی اور کہا کہ آپ کا اقرار کا ہے کو یہ تو انکار ہے نہ حضور
 اس بات کو منظور کرئیے نہ یہیل منڈھے چڑھے گی اُنھوں نے کہا کہ بوا سمجھو تو سہی

میں ایسی خدمت ہی کیا کروں گی جس کے لیے روٹی کپڑا لگون الدرد رکھے توڑوں
 کے امیر کی لڑکی گھڑی دو گھڑی کھیلنے کی طرح میرے پاس بھی آ بیٹھے گی اُس میں
 ایک آدھ حرف ٹوٹا مارا بتا دوں گی کسی دن یہ بھی نہ ہوگا کیسا پڑھنا لکھنا دہان
 کے لاڈ پیار ایسے گھنیرے ہوں گے کہ آٹھ آٹھ دن چھاؤں سے چاندنی میں نکفنے
 کی نوبت نہ آئیگی اور اگر روبرو مجھ سے کہنے کے اُن کے ہاں کا ایسا رویہ
 نہ ہو تو بھی میری کیا شامت ہے کہ مزدوری بیکار کلمہ بتاؤں یا قرآن مجید پڑھاؤں
 خد نے دو چار ہنر میرے ہاتھ میں دیدیے ہیں روٹی کپڑے کی محتاجی نہیں
 تن پیٹ ڈھکتا پلتا چلا جاتا ہے زیادہ لے کے کرنا ہی کیا ہے تنہا ہی رکھ چھوڑ
 قارون کے بالکے بننے سے کیا حاصل چھینا چھٹی نوچ کھسوٹ کر کے جا بھٹا کرنا
 دھنی کی کھوپڑی میں پانی پینا مجھے تو نہ ہو سکے گا اُس کے علاوہ میری آنکھ میں
 مروت ہے ہاتھ پھیلا نے اور مانگنے سے جان ہی پرنتی ہے دم ہی نکلا جاتا ہے
 دوسرے نوکری کر کے پڑھانا اپنی حکومت خاک میں ملاتا ہے بیقاعدہ بات
 کرنا آتی نہیں جب میں نوکر ٹھہری تو جیسے نواب صاحب کی نوکر ویسے ہی اُس
 بچی کی نوکر ایک گھر کے چھوٹے بڑے رتبے میں یکساں ہوتے ہیں بندہ بشر کسی
 وقت دکان گوشہ گوشمالی کا موقع ہوا اور ہم میں کہ دل ہی دل میں ڈر رہے
 ہیں انگلی تاک نہیں چھو سکتے پیار مولار دم دلا سے سے کام نکال رہے ہیں اور
 وہاں بھانویں نہیں بڑی کا دھڑکا موقوفی کا خطرہ مزاج پر سی کا کھٹکا لگا ہوا ہے
 کہ ذرا سے میں خطا وار نہ ہو جائیں نوکری پر نہ بن جائے روٹی کا سہارا نہ جاتا رہے
 نابیوی تاب مجھے بقیہ صور اپنا دل قید میں پھنسانا منظور نہیں ہاں اس طرح سے حاضر ہونا

پڑھنے سے نابینا مگر اپنی محنت بچونگی نہیں۔" بیچاری اسودہ واسودہ تو خاک
 نہیں مل دل کی بڑی غتی بین بین چلتے چلتے کہہ آئی ہوں کہ آپ کے کہنے کے بموجب
 حضور راہنی ہو جائیں اور میں بلواؤں تو چلی آئیے گا نا انھوں نے وعدہ کر لیا ہے
 اور میں انھیں جھوٹا بھی نہیں جانتی مگر جب یہاں آجائیں تو میان (اطمینان) ہو
 رانا جان) بھئی رحمت تم انھیں سواری بھیج کر بھی بلواؤ میں انھیں کی خوشی کروں گا
 دینے کے ہزار محل موقع ہیں ایک تنخواہ کا نام نہ ہو گا نہ سہی بوارحمت نے اسوقت
 ڈبوڑھی پر جا کر ٹھیک پتے نشان سے آدمی اور کہا بھیج کر انھیں بلوایا وہ بیچاری
 سی بھی آدمی تعین وعدے کے بموجب بے عذر چلی آئیں ہم اور بڑی امان چوہر پر
 بیٹھے سڑکی پھلیان چھیل رہے تھے کہ انکی ڈولی آئی اور بوارحمت نے خبر دی
 امان جان گئیں اور انکو لائیں میں نے بھی کھڑے ہو کر جھاک کے سلام کیا وہ بوڑھے
 کہہ کر بیٹھ گئیں جتنی دیر تاک امان جان سے باتیں کیں میری طرف پھر پھر کر دیکھا پھر
 مسکرا کر امان جان سے کہا کہ بیگم صاحب ایسی ہی لڑکی میں خد سے مانگتی تھی اس کے
 صدقے جاؤں میری دماغن لی کیا کریم درجیم ہے ہونہار بردا کے چکنے چکنے پات
 یہ سن اور یہ تمیز و سلیقہ میں نے جتنی دیر آپ سے باتیں کیں مڑ مڑ کر کئی مرتبہ اس بچی
 کی طرف دیکھا مگر اسکو کام ہی میں مصروف پایا رغبت اور سبیلی کا کام چھپا نہیں
 رہتا ماشاء اللہ جی لگا کر کام کرتی ہے میرا یہ سن ہونے آیا کیا کیا کچھ اس نگاہ سے
 نہیں دیکھ ڈالا ہزاروں جوان اور بوڑھی عورتیں سیکڑوں لڑکیاں نظر سے گزر گئیں
 لیکن یہ ڈھنگ ہی اور ہے کیا اچھا اٹھان اٹھایا ہے خدا اسکو میری مرضی کے
 کے موافق پر دان پڑھائے یہ تو عجب چیز معلوم ہوتی ہے امان جان نے کہا کہ

جی ہاں اُس کی قدرت ہے ماثار اللہ اب پانچویں مین ہے اور بے اسکے کہ کسی نے کچھ تعلیم و ملتقین کی ہو دین دنیا کی بیسیوں باتیں دیکھ کر سیکھ لیں اللہ رکھے ذہن ایسا ہے کہ دیکھنا نہ سنا نماز بالکل یاد ہے مجھے قسم لیجیے جو ایک حرف کسی نے بتایا ہو وضو تو ایک ہی روز مین سیکھ لیا تھا کوئی گھر مین سینے کو بیٹھا اور سوئی پر دنے کے بہانے سے لیکر خود سینے لگی کاغذ کی اچکینیں لگ کر رکھے پوتے مین گڑیوں کا مکان بنایا ہے اُن کے بچوں کو سبق پڑھایا جاتا ہے ایک چنگے کو زرسون ہی اچھا جوڑ اسی کر بچھایا اور بسم اللہ کی ہے ایک بات ہو تو کمون سب بڑھ کر غیرت اور بھولا پائے دنیا کی نیکیاں اسکی خیم گھٹی مین پڑی ہوئی ہین جو جیے گا دیکھ لیگا کہ سارے لکھنؤ مین یہ لڑکی ایک ہوگی دیکھیے چہرے کا بھگتا مین ہزار طرح کے بناؤ دیتا ہے جی چاہتا ہے کلبجے مین رکھ لیجیے ہاں طاہرہ بیگم ذرا آسانی جی کو نماز تو سناؤ مین نے سُنے سنا ئے سورے اذان اقامت شہد رکوع سجود سمیت سنا ئے آسانی جی نے میرا منہ چوما پیشانی پر بوسہ دیا گلے سے لگا کر فرمایا کہ جی ہاں بیوی ہم نے بھی تو دیکھتے کے ساتھ ہی کہہ دیا تھا کہ یہ لڑکی بڑی چیز ہے امان جان نے آسانی جی کی نورانی صورت پاکیزہ خصلت تجربہ سلیقہ تمیز عقل قیادہ شناسی نقوڑی دیر مین خوب پرکھ لی پھر باہر کھلو ابھیجا ابا جان اور نانا بادا آئے اوٹ کے ادھر آسانی جی جا بیٹھیں دیر تک باتیں ہوئیں امان جان بیچ مین پیام پہونچانے والی تھیں جب معلوم ہوا کہ اُن کا فاطمہ بیگم نام ہے اور سیدانی مین تو نانا جان نے فرمایا کہ پھر کیا ہے دراصل یہ لڑکی آپ ہی کی ہے ہلوگ تو خدا سنگداز مین آپ کی خدمت اور زیارت کا طاہرہ اور عصمت کو ثواب لوٹنا مبارک آپکے

قدم مبارک ہمارے گھر میں آنا بڑی برکت کا سبب بنیں ہم ہر حال میں آپ کی خوشی اور مرضی کے پابند رہیں گے آپ اسکو اپنا بچا جھک کر ٹپھائیے اُستانی جی نے کہلوا یا آپ خود اللہ رکھے نیک اور قدردان میں جب تو ایسی باتیں کرتے ہیں میں آنکھوں سے اس بچی کی خدمت کو موجود ہوں جو کچھ آتا ہے اس میں دریغ اور کمی نہ کروں گی پردے کے جھگڑے سے اُستانی جی کا رہنا کوٹھے پر ٹھہرا ہاتھوں ہاتھ سب سامان دست ہوا ہفتے کو دوسرے دن بل گوندھن اور بسم اللہ کی دوسری تقریب ہوئی وہی بی خیر اتن اور اعجاز چارہی دن میں اُنکے فیض صحبت اور تعلیم کی برکت سے آدمی بن گئیں پندرہویں روز تیسرے ہفتے کو ہم نے قرآن مجید اور اعمال نامہ تحفہ آخرت زاد سفر شروع کیا ایک مہینے کے بعد مجھے ہمہ تن مستعد پا کر اُستانی جی نے اوقات کی بھی پابندی کرادی صبح کو بعد نماز چھوٹی چھوٹی دعائیں درود در راہ نجات پڑھ کر سجدہ کیا زیارت پڑھی جانماز لپٹی آمنت پڑھ کر قرآن شریف اور تحفہ آخرت کا سبق لیا یاد کر کے پھر سرے سے وہاں تک پڑھ کر اس کے بعد سختی لیکر نام ہند سے جی سے بنائے رقعہ لکھا املاح لیکر مشق کی پھر کھانا کھایا تھوڑی دیر لیٹ رہی کچی گھڑی کے بعد اٹھ کر حساب کے قاعدے سکھے امتحان دیا ہماری سمجھ کے موافق ہم سے سوال ہوئے جواب دے سکے تو داہ واہ نہیں بیوی نے ہندی کی چندی کر کے سمجھا دیا آگے چھوڑ پیچھے دو ٹہنیں کی پھر مکے مسائل کی کتاب کھلی دوسبق اسوقت ہوئے دو بجتے بجتے اُنھیں ازبر کر کے نماز کو لگتی بعد نماز قرآن مجید کا پارہ پڑھا پھر حالی کاڑھی پھر سینا پرونا لے بیٹھی کچھ کترا کچھ بیونتا چکن کی چیزوں میں قسم قسم کی بوٹیاں پھول پتیان بنائیں ریشم سوت کا کام کیا

موتی گتی پیچی پھندا بجنیہ زنجیرہ دھوم وغیرہ کے نمونے کاٹھے کبھی زردوزی کا ایک آدھ ٹانکا بھرا کبھی جالی لوٹ پر آڑی ترچھی میلین پھول ڈالے دوپٹے اچکنین ٹوپیاں کرتے چھوٹے کپڑے سی پرد کر رکھ چھوڑے تھے گنڈے دار کام کیا جاتا تھا آج کرتے میں کچھ بنایا کل انگر کھے میں کاٹھا پرسون اوگی میں زردوزی بنائی کبھی کٹاؤ کا کام کیا کبھی دھوم کا نادر پاٹ چندیری ملل محمودی تنزیب ادھی کریم قلندر اصحن رادھا نگری اگر نگاہ کپڑے اس زمانے میں تھے ہی منگوار کھے تھے چار بجے آسانی جی اپنے کھانے کے سامان میں مصروف ہوئیں اور بھوکھٹی ملی اسوقت بھی نہ اچھل کود تھی نہ المل ملل نہ ہم نے کو دیکھ مارے نہ زغنہ میں بھریں نہ کھلناڑاں کیا مغرب کے وقت تک گریٹیاں کھلیں لیکن وہاں بھی ایسی قسم کی باتیں کیں جن سے عقل کی تیزی ہو کبھی پھلیاں بھجوائیں کبھی شادی بیاہ کا حساب کتاب لکھوایا کبھی چنگنون سے سوال کئے کبھی گڑیوں سے رنگنے جو کھنے کی بحث کی کبھی کھانے پکانے ریندھنے کی زبانی ترکیبیں بیان کیں اسی میں کبھی نماز مغرب کا وقت آگیا اور کبھی کچھ دن رہا کہ ہم دوبارہ امان جان پاس کھڑے کھڑے ہو آئے کوئی دن ایسا بھی ہوا کہ فقط منہ اندھیرے سلام کو جانا ہوا نہ کھانے کے وقت جاسکے نہ کچھ دن رہے مہلت ملی اگدن آسانی جی نے فرمایا کہ جمعہ کو کوئی کام نہیں ہوتا سویرے سے نہادھو کر فرصت کر لیا کرو۔ ایک بجے نماز پڑھ کر اس دن نہ کھلایا کھایا کرو تو بہت نارب ہے سب ہنرون میں یہ ہنرمند رہے آج میں بیگم صاحب سے اجازت لے لوں میں نے کہا کہ ان سے پوچھنے پھنے کی کیا ضرورت ہے ایسا نہ کہ وہ میری تکلیف اور ایذا

کے خیال سے اب تب میں المجاہدین اور میں اس با مزاجی سے محروم رہ جاؤں
اُستانی جی مسکا کر چپ ہو رہیں پھر فرمایا کہ اچھا تمہاری خوشی نہیں ہے نہ کہو نگی جمعہ
جو عموگا لڑکے بالوں کے کھیلنے کا دن ہے اور چھ روز برابر جسے یاد کیا کرتے ہیں
اُسے بھی ہم نے اپنے لئے ایک بہت سخت کام کو تجویز کر لیا دو روز باقی تھے
ہم نے ہلدی ہلدی نا نا جان سے کہہ کے چھوٹی چھوٹی اٹھ دس تیلیاں کر چھپی چچہ
تفکیر سیتی لگن کر اسی ماہی تو اسکو اگر قلعی کر آیا جمعہ کو لسم اللہ کر دی جو کام مڑ بٹھا تھا
اپنا وقت آپ نکال لیتا تھا اب جمعہ کے علاوہ آٹھ ہی دس دن بعد ہم نے
ایک وقت روز اُستانی جی کی تکلیف بچائی اور محنت بٹائی مہینہ میں روز
کے اندر دو نوں وقت ہمارے ہی ہاتھ کا کھانا اُستانی جی کھانے لگیں ایک
دن میں نے کئی طرح کے کھانے پکائے تھے اُستانی جی نے انکے لے جا کر کہا کہ
اپنی والدہ کے نام پر ہاتھ اٹھا دو (فاتحہ پڑھ دو) اُس روز تک ہم کو ترکیب نیاز
کی نہیں معلوم تھی میں چپ ہو رہی انھوں نے قرینے سے پہچان کر ترکیب بتائی
فاتحہ دے کر اُس کی نسبت اُستانی جی سے باتیں کر کے اپنا اطمینان کیا ہمیشہ
سے میرا معمول تھا کہ جوئی بات سنتی تھی اُس کی اُت گت پوچھ لیتی تھی اچھا چھ
کھانے پکنا تو آٹھویں روز پیر منظر تھے اُس دن سے ہر روز چن سو روں کا پڑھ کر کشت
اپنے اوپر فرض کر لیا رات کو ہر روز نماز اور کھانے اور سبق دیکھنے کے بعد سے
سونے کے وقت تک طرح طرح کی نصیحت اور عبرت سے بھری ہوئی نقلیں اور
کہانیاں کہا کرتی تھیں ایک دن ایک خواب کا تذکرہ کیا جو کسی طرح نے دیکھا تھا
اور وہ اُس کی تعبیر کے واسطے ہماری اُستانی جی کے والد ماجد پاس آئی اُنھوں نے

فرمایا کہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں تم درمیان مغربین دو رکعت نماز پڑھ دیا کرو۔
 انشاء اللہ پھر اپنے والدین کی بہت اچھی طرح زیارت کرو گی اس لڑکی نے
 ایسا ہی کیا بلاناغہ نماز پڑھی یا لگا تار مان باپ کو بڑے حالوں سے دیکھتی تھی
 یا اگر مولوی صاحب کے قدموں پر گر پڑی اور سیکڑوں دعائیں دین اس بچاری
 نے اپنے مان باپ کو تفر و مصیبت کی حالت میں ہاتھ پھیلائے دیکھا تھا کہ
 ایک ایک سے گھگھیا اور گر گر کر کچھ مانگ رہے ہیں اور دونوں یاس ہراس
 کے پتلے ہیں چہرہ زون سے یابوسی اور حسرت ٹپک رہی ہے اپنی لڑکی کو دیکھ کر دھڑ
 بھی آئے اور آنکھ بھون سے اشارہ کر کے باہر بڑر کچھ مانگا پھر و انت نکال کر
 ہاتھ بڑھا دیئے یہ آن دونوں کو پہچان کر سوتے سوتے چنچ مار کر اچھل پڑی
 جب نماز کی برکت اور مس ہدیے کے سبب سے خدائے پاک نے اُن پر رحم فرمایا
 اور میر صاحب سے عرض کیا تب اُنھوں نے نماز پڑھے جانے کی تاکید کی اور فرمایا کہ
 جو کچھ ہو سکے صدقہ خیرات بھی کر دیتا میں نے اُستانی جی سے اس نماز کی ترکیب
 پوچھی اور اسی دن سے اس نماز کو اپنے اوپر واجب کر لیا آپ لوگ دیکھتے جاتے
 ہیں کہ میرے کام کس قدر بڑھ رہے ہیں اور پُرانا دن جتنا اور دن کے لیے اُتنا
 ہی میرے واسطے بھی ہے لیکن میری ہمت اور ارادے کی طرح خدا نے اس کو بھی
 بڑھا دیا تھا آپ اپنے دل میں یہ نہ خیال کریں کہ ایک بولی ہزار کام کیونکر ہوتے ہو گئے
 ہم لوگوں کے متوجہ کرنے کو لکھ دیے ہو گئے یا اپنی رسوخیت جانے کو ہوتی بات
 نہیں ہے میں نے اس کتاب لکھنے میں اور اقراروں کے ساتھ یہ بھی عہد کیا ہے
 کہ جھوٹ نہ بولوں گی برس دن تک تو وہی معمولی چھوٹے چھوٹے مشغلے رہے

برس دن کے بعد میری عمر کے ساتھ اُستانی بیوی نے میرے کام بھی بڑھانا شروع
 کیے ہر مہینے اک نہ اک نیا کام ضرور ہی سکھاتی تھیں آخر کو بڑھتے بڑھتے ان گنتی
 ہو گئے جس کام کا سکھانا منظور ہوتا تھا پہلے اسکی اچھائی بیان کر کے تعریف سے
 تمہید اٹھاتی تھیں پھر اُس کا سامان درست کر کے میری مہلت کے وقت اُسے
 خود لے بیٹھتی تھیں نہ ہونے کی وجہ سے وہ خواہ مخواہ اچھا معلوم ہوتا تھا
 اور میں خود عرض کرتی تھی کہ اُستانی جی یہ بھی کام ہمیں بتا دیجیے اسی صورت سے
 آٹھ برس کی عمر تک اُنھوں نے مجھ کو دنیا بھر کے ہزار درپیشوں میں کامل کر دیا اور
 طرہ یہ تھا کہ کوئی کام میں نے پیر دوپہر نہ سیکھا نہ کیا بلکہ ہر روز تھوڑا تھوڑا یہ بھی
 کیا رہ بھی ہوتے ہوتے برس چھ مہینے میں خوب اُسپر ہاتھ بھی صاف ہو گیا اور کوئی
 نہ کوئی چیز پڑی ملی زیادہ معروف ہو جانے میں وقت بھی برباد ہوتا ہے اور بوجھ
 پڑنے سے دل اُچٹ جاتا ہے اور بچے ہوئے جی اور اچھی ہوئی طبیعت کا کوئی کام
 کیون نہ ہو بے کینڈے ہو جاتا ہے تیرے اُلتا جانے کے احتمال سے اُنھوں نے
 یہ عمدہ طریقہ میرے لئے نکالا تھا بسم اللہ کی مبارک تقریب سے میرے بھنے
 مان گون ہوئے ان کے سب کام اُستانی جی کے صدقے سے میں نے آپ ہی کئے
 کسی کو جھوٹوں ہاتھ نہیں لگانے دیا بن مان کی بچی اور اسکی اس قدر اللہ امین
 ہو یہ اسکی بندہ نوازی تھی ہر برس سالگرہ کے علاوہ ایک نہ ایک اور بھی خوشی
 کی تقریب مانا جان اپنی محبت اور امارت کی وجہ سے ٹھہرا دیتے تھے اور کیا
 عجب ہے جو اسی کے پردے میں میری گھر داری اور سلیقہ شعاری کا امتحان
 لینا بھی منظور ہوتا ہوا اور یہ بھی مقصود ہو کہ چھوٹا بڑا سہل مشکل کوئی کام ایسا باقی

نہ رہ جائے جو اُسکو نہ آجائے اور نئے ہونے کی وجہ سے بار نہ پڑے رمضان مبارک
 میں نواب صاحب نے عرف میرا سلیقہ اور گھڑا پا دیکھنے کو ایک سال پانچ سو
 آدمی کی دعوت کر دی ظاہر میں تو یہ کوئی ایسی شکل بات نہیں معلوم ہوتی
 ہزاروں کا سامان معافی میا ہو سکتا ہے سیکڑوں کیسے مگر اُسکے ضمن میں جو جھکلیں
 اور قابل خیال کرنے کے باریک باتیں ہیں وہ ایسی ہیں کہ اُنکے لکھنے سے بات
 بڑھ جانے کا اندیشہ ہے مگر خلاصہ یہ ہے کہ ایک تو شخص کی طبیعت اور عادت جدا جدا
 ہوتی ہے روزہ رکھ کر تو مزاج بالکل طعنے شاہ کا سا ہو جاتا ہے ذرا سی بات بُری
 معلوم ہوتی ہے کوئی نمک پانی سے روزہ کھولتا ہے کوئی خالی نمک سے
 کوئی خرما یا چھوڑے سے روزہ کھولتے ہی کھانا کھانے کا عادی ہے کوئی گرم
 مزاج ہے کوئی سرد مزاج کسی کو برف ضرور ہے کسی کو آبِ شورہ کوئی پکوان اور
 چٹپٹی چیز دن پر رغبت کرتا ہے کہ سیٹھا پھیکا منہ کھلے کوئی بٹھاس پرل کرتا ہے
 یہی نمک مرچ ہے کوئی کھاتا ہے کوئی نہیں کھاتا ہے کسی کو ترشی بھاتی ہے
 کسی کا مٹھاس سے جی متلانا ہے کوئی روزے کی حرارت سے ٹھنڈی چیزیں
 کھاتا ہے کوئی شربت اور فالودے کو ہاتھ نہیں لگاتا الغرض سو نہ دھی ٹھنڈی
 میٹھی سلوائی چٹپٹی ٹھٹھی گرم سرد میوہ ترکاری پکوان برف آبِ شورہ پانی دانہ
 یہ وہ اخیرہ وغیرہ اُنم غم غرض دنیا بھر کی چیزیں افطاری میں چاہئیں تاکہ بوقت
 خواہش و رغبت یہ آواز کان میں نہ آئے کہ اے ہے کالی مرچ نہیں ہے سب
 بڑھ کر جو لحاظ کرنے کی بات ہے وہ یہ کہ سب سامان اور وہی ایک ترخان جو شہر
 ہو سب کے آگے ہو چاہے اُسے بھلے چاہے نہ بھلے چاہے کھائے چاہے نہ کھائے

ایک کی خاطر سے سب کی خاطر کرنا پڑتی ہے اور ایک کے خیال سے سب کا خیال
مقدم ہوتا ہے جس کا حاصل اور نتیجہ یہ ہوا کہ جو چیز ہو پانسو جگہ ہو ایک دسترخوان پر
ایک ہی سامان بھی ہونا چاہیے ورنہ سو عیسویوں سے بھرا وہ دسترخوان ہو جائے گا
اگر سیکڑوں چیزیں دسترخوان پر ایک آدمی کے سامنے چنی یا لگائی جائیں تو یہ بھی
خیال ہے کہ فقط تاک اور کالی مرچ لینے کو پیسے ڈولی جانا پڑے گا جہاں تک
ہو سکے قریب ہی ہو یہ نہیں کہ روزہ کھولتے ہی اٹھا بیٹھی کرنا پڑے اس لئے
میں نے اپنی عقل و فکر کے موافق جتنی چیزیں اس دن افطاری کے واسطے
میرے ذہن میں تھیں اور جن کی فصل تھی وہ ایک پر تکلف کشتی کے اندر جہیں
کچھ اوپر دو سو تشریان تھیں ایک جگہ لگا دیں اور تشریان بہت چھوٹی چھوٹی
منگائیں اور چیزوں کے علاوہ کپنی ڈلی الاچی کی منی منی ڈبیان بھی رکھ دیں
انھیں میں سے ایک ڈبیا کے اندر افیم بھی تھی اسی کے قریب ایک چھوٹے سے
سے شمع دان میں بچھلی کی شمع روشن ڈبیا پر افیون لکھا ہوا عساف اسی روشنی میں
پڑھا جاتا تھا بہت لوگ افیون پیتے اور کھاتے ہیں مگر ایسے وضع دار ہیں کہ باوصف
عادی ہونے کے اس کو عیب جان کر مانگنے میں عار کرتے ہیں جو کھاتے تھے انھوں
نے کھائی جو نہیں کھاتے تھے انھوں نے منسی میں اڑائی ایک کا حال دوسرے پر
نہیں کھلا نہ صاحب خانہ کو معلوم ہوا اتنی بڑی دقت کی تو دعوت اور نانا جان
چار پانچ روز قبل مجھے حکم دیا کہ پندرہویں کو جمعے کے دن ہم نے دعوت کی ہے اور
کوئی پانسو آدمی ہیں اسی دن انشاء اللہ تم روزہ بھی رکھاؤ اور تکلف سے سامان
دعوت ہو میں نے بہت اچھا کہہ کر اسی وقت سے تیاری شروع کر دی فردنالی چیزیں

منگائیں کئی ہزار شتریان جمع کیں دس تنھان مار کیں کے منگائے اُن کے دودھ سترخان
 بنائے دودھ ٹی دن رہے سے دونوں بڑے دالانوں میں اندر باہر وہی دسترخوان
 بچھائے اور مردانہ کر کے مین قنات میں چلی آئی پھر کشتیان چنوا کر باہر جو آئیں
 پچاس ساٹھ کشتی باہر جا چکی تھی جو مجھے خیال آیا کہ لو میری بھول کو دیکھو دیگ میں
 پانی چڑھوا دیا کیتلیان سب نکلو الین چائے کے ڈبے پاس رکھ لیے پالیون
 کے سامنے نہ ہونے سے چائے بھیجنا رہ گئی یہ کہہ کر ادھر تو مین نے کھولتے
 ہوئے پانی میں چائے ڈالی اور رحمت سے پیالیاں لانے کو کہا اور ادھر چائے
 کی مانگ ہوئی میرا دل اسوقت ایسا خوش ہوا جکی انتہا نہیں فوراً دودھ ملائی
 نقد شکر یکٹ شیر مال کشتیوں میں لگا کر پیالیاں کے ساتھ باہر بھیجا اتنے میں
 چائے نے دم کھایا کیتلیان بھر کر بھیجوا میں ادھر سے تو خد منگیا کشتیان لے چلے
 اور وہاں سے ابا جان نے پکار کر پوچھا کہ رسول بخش ذرا دریافت تو کرو کہ چائے
 بھی بنی ہے؟ اُس نے کہا حضور لے تو آتا ہوں نانا جان چوتھے پر بیٹھے تھے
 اُسے بلا کر کشتی پوش اٹھا کر دیکھا اور نہسکر فرمایا کہ لے جاؤ الحمد للہ کسی چیز کی کمی نہیں
 گو پہلے روزے کا دن تھا لیکن دل و دماغ میرے کہنے میں رہے نہ میں گم صم
 تھی نہ گپ چپ آدمیوں نے بھی خوب ہی دل توڑ کے کام کئے روزہ کھولنے اور
 نماز پڑھنے کے بعد کھانا جانے کا لگا لگا جن نشانوں میں دسترخوان پر افطاری کی
 کشتیان رکھی تھیں اب وہاں کھانا چنا جانے لگا آدمیوں سے کہہ دیا تھا کہ ہر آدمی
 کا حصہ اُن نشانوں کے اندر رہے جو چو طرف سے حار بانہہ کر ایک چھوٹے سے
 دسترخوان کی شکل پر ہے جتنے برتن کھانوں کے ایک روزہ دار کے لئے تجویز کئے تھے

وہ جتنے کپڑے پر آئے اتنے جگہ میں نے پکارنگ بنا کر چھاپے سے ایک میل چو طرف
 چھاپ دی تھی اور اسی حلقے کے اندر برتن رکھنے کے چھوٹے بڑے نشان تھے کچھ
 کہنے سننے کی ضرورت نہ پڑی جو نشان خالی رہا اس نے آنکھ دکھا کر اپنا حصہ آپ
 مانگ لیا درمیان میں ادھر ادھر جو مقام خالی تھے اس میں سفید کپڑے پر طرح طرح
 کے مختلف رنگوں کے پھول بوٹے بنے ہوئے تھے بہت باغ و بہار دسترخوان تھا
 جو سہرا مہمان روزہ دار کے پاؤں پاس تھا بچوں نے سچیل میں یہ فقرہ اسپر بڑے
 موٹے قلم سے لکھ دیا تھا کہ (نوشجان شیر نادر) یہ دسترخوان شادی بیاہوں میں دیکھنے
 کے لئے منگوا یا جاتا تھا جو کھا کر اٹھا نہایت شکر گزار تھا جب زمانہ ہوا اور میں نانا جان
 کے سامنے گئی بے اختیار دوڑ کر مجھے گلے سے لگایا اور ہاتھ چومے فرمایا کہ شاہی خاندان
 کے لوگ اور چند خوش خور اک دماغ دار رئیس تو ایسے خوش گئے ہیں کہ جسکی
 انتہا نہیں اور انھیں کے خیال سے میں نے تم سے زیادہ اہتمام و تکلف کے لئے
 کہا بھی تھا غریب بیچارے تو ہر نو اے پر رال ٹیکاتے اور دسترخوان دیکھ کر باغ و باغ
 ہوئے جاتے تھے میں نے انکے اقبال اور خوش منیتی و سیرجمنی وغیرہ کی تعریف شروع
 کی تھی کہ امان جان کا لادانا اور انگلیٹھی لئے ہوئے میرے پاس آئیں کا لادانا اتانا
 ماتھے پر نظر گذر کا ٹیکا لگایا میں نے کاغذ حساب اور ہزار روپیہ جو خرچ سے بچے
 تھے نانا جان کے آگے رکھ دیے انھوں نے کاغذ اٹھا لیا اور امان جان سے
 دو ہزار روپیہ اور منگا کر ان روپوں میں ملائے اور شہ درے والے باغ سمیت بکھو
 عنایت فرمائے پھر ایک سونے کی مہر جس کے ناک میں فخر النساء لکھا تھا مجھے مرحمت
 فرمائی اور یہ خطاب عنایت کیا ابا جان نے کہا کہ حضور یہ تو اسکی خدمتوں کا صلہ اور محنت

کی مزدوری ہوئی جاتی ہے نانا جان نے ایک نہ مانی اور فرمایا کہ بھڑا
 نہ انعام اکرام آج میری بچی نے روزہ رکھا ہے اُسکی خوشی میں دیتا
 دل کی خوشی کرتا ہوں مزدوری تو خدا سے ملے گی میں نے سو
 کے آدمیوں کو بانٹے اتنے میں اُستانی جی کے آنے کی خبر ہوئی پردہ ۲
 صاحب سلامت کے بعد فرمایا کہ اُستانی جی حق تو یہ ہے کہ آپنے
 زبان نہیں جو آپ کی تعریف ہو سکے جسقدر آپنے اس بچی کی نسبت
 کی ہوگی اُس کا اندازہ ہمارے تصور سے نہیں ہو سکتا سبحان اللہ کیا حیر
 کیا طرز تربیت ہے اُستانی جی نے نہایت دھیمی آواز سے کہا کہ آج مجھے محبوب نہ فرامین ہونے
 کیا کیا جو باتیں ہوئیں سب شدنی تھیں منظور خدا یوں میں تھا دنیا پر ہر شخص تھوڑے
 دن کے لئے آتا ہے اور نیکی بدی ایسے دو دوست دشمن ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ ساتھ
 سایے کی طرح موجود رہتے ہیں نیکی سے ربط بڑھانا اور بدی کو سمجھ نہ لگانا ہر شخص
 کی اختیاری بات ہے اُنکھ کا عقل سمجھ خدا کے دیے ہوئے اُسکے پاس ہیں تو
 حق و باطل خیر و شر نیکی بدی میں بخوبی تمیز و امتیاز کر سکتا ہے ڈھیل دے دینے
 کی تو مست ہی اور ہے کوئی بد نصیب دنیا چھوڑنے کے بعد بُرائی سے یاد کیا جاتا ہو
 اور کوئی خوش نصیب نیکی سے جانا تو اک دن ضرور ہے بدی ساتھ چھوڑ کر خود ہی
 پیچھے رہ جاتی ہے رہی نیکی اُسکی یاد بہت کم آتی ہے خداوند عالم کو بُرا قادر و توانا
 ہے مگر اُسکی یہ عادت نہیں کہ کسی کے مرنے کے بعد اُسی صورت شکل سیرت خصلت
 کا دوسرا آدمی پیدا کر دے اکثر ماؤں کی صورت سیرت لڑکیوں میں ہوتی ہے جبکہ
 دیدار سے کبھی کبھی ان مرنے والوں کی یاد آ جاتی ہے چونکہ میں تن تنہا ہوں اور

م کو میری خوب میرت خصلت ہنر سلیقہ دوسرے کو عطا کرنا منظور ہوا سلتے
 سچے یہ سامان کر دئے اُسکے فضل و کرم سے آسانی بھی ایسی ہو گئی جس کے
 ازبان قاصر ہے مین کیا ہوں اگر لقمان و بقراط بھی چاہتے اور دوسرے
 نہ ہوتا تو ہزار برس مین بھی یہ بات حاصل نہوتی جو چار برس مین
 بظاہرہ سلیم ماشار التذ (حفت نظر) میری کل اچھی باتوں کی پوری
 بے پنجہ مین نے مجھے دیکھنا ہے اور بعد میرے پھر مجھے دیکھنا چاہئے
 برہ سلیم کی زیارت کرینگے اس بات کا بھی مین نے بڑا لحاظ رکھا ہے کہ میری کسی
 بد عادت اور بُری خصلت کا اس پر اظہار نہو حالانکہ اس مین بُری بات سیکھنے اور
 قبول کرنے کا مادہ ہی نہیں ہے اس پر بھی مین نے بُری احتیاط سے کام لیا ہے
 خدا اسے پروان چڑھائے اور عمر طبعی کو پہونچائے اور ابھی کیا ہے یہ زمانہ تو بچپن
 کی کمزور عقل کا ہے کچھ دن اور گذرین پھر خدا کے صدمے سے اسکی عقل کی روانی
 اور فکر کی تیزی دیکھے گا تا م زمانے کے (دکے بالے نازون کے پالے کہلاتے ہیں
 آپ کی سچی مہر و ن کی پالی ہے یہ کام جو اس اکیلی بچی نے مرد امر دی اور سماند بھائی
 سے انجام کو پہونچایا ہے حقیقت مین لایق داد ہے اور پھر پہلے روزے کا دن اسکی
 بساط اٹھکی عمر اسکی عقل سے کہیں بڑا ہے لیکن ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ اس سے
 ہزار درجے بڑھکاوہی بچی کام کرے گی (دنا نا جان) وہ کونسا کام؟ (دُستانی جی) نواب صاحب
 وہ اس کے بیاہ جانے کے دن سے آخر عمر تک کا کام ہے لمبا چوڑا تو اسقدر مادہ نازک
 اتنا کہ اک ذرا مین اُسکے بگڑ جانے اور خراب ہونے کا کھٹکا جسکے نگئی ہو پوائی وہ
 کیا جانے پیر پرائی نیا پانی نیا دانہ نئی دنیا نیا زمانہ عالم نزالا سابقہ انوکھا رشتہ بودا

ساتھ مضبوط اک اک خوردہ گیر ایک ایک نکتہ چین نازک مزاجیوں کی گرم بازاری
گھر کی جھڑکیوں کی آؤ بھگت امتحانوں کا زور و نرمی سی بات پر گرفت کبھی داتا کلکل
کبھی سانس کبھی چھڑ چھاڑ کبھی جلا پا کوئی بنی بنائی کو ٹھیک بنائے گا کوئی سیدھی
سادہ کو آڑی تر چھی سائے کا تاننا اک دنگی ہوگی اور جلا نا ہنسی کوئی پھیلیمان
کھلائے گا کوئی پیاز کے سے جھلکے او دھیرے گا پتا مار اسون پچی مٹھوسی اور گھٹور
ہو گئی جواب دیا کلمے دراز اور منتنے باز کھلائی بڑوں کی تلینڈو چھوٹوں کی کھلونا
بھاری بھر کم بنی چھاتی کی پتھر سے پیل پیل کر کے ٹھپی دو بھر سے سانس نندوں کی
دشمنی جولاے کا تیر شیر و شکر ہونا پٹریھی کھیر نا اھیلوں کی دھاک میان ہوم کی ناک
آئے گئے بھوک بنائیں اپنے بیگانے ہوئی بڑا کھڑو اٹھیں سائیں سانس کے خوف
سے گا بھنی گا بھ ڈالے نندوں کے ڈر سے پیٹ میں غم پائے وہی ہو جاو گی پیاری
اور راج دلاری تھی تھوڑی دیر میں بھونڈ پیری اور آفت کی ماری ہے
کبھی چاہ اور چھاپا ہو رہا ہے کو تو ہے کبھی نام دھرا جاتا ہے بوڑھی ڈھٹو ہے ایک
ایک جزبہ ہو رہا ہے ایک ایک تن تھن جو ہے اُس کا آٹا کاتا ہے نیارا گ ناتا ہے
ایک پیلے ڈالتا ہے دل کا غبار نکالتا ہے ایک بھلی چنگی کو دیوانی باولی بناتا ہے
اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا کھانا پینا اوڑھنا پہنا تراش خراش وضع طرح راہ
رویہ ادب قائمہ شرم لحاظ بات چیت چال چلن نشست برخاست سہنا بولنا
ہر اک پر جدا جدا اعتراض کی نظر میں پڑنا ہے ماندگی دکھی ایڑیاں رگڑنا پر کھوں کو
پنونا چرکے پر چرکے کھانا تھوڑا تھوڑا ہو کر رہ جانا کڑوی چیز کو شربت کے گھونٹ
کی طرح پینا بد مزگی سے جینا ہر وقت کا ملال آپس اپنی صدا خیال دل پر چوٹ سہنا

اپنے تین لئے رہنا دشمنوں کو دوست بنانا آپسے سے باہر نہ ہو جانا آن بان سے بکرتا
دونوں میں گھر کرنا تلخیوں کا ذائقہ چکھنا اپنی بات کا رکھنا عزت کا بچا ناجی نہ چرانا
بیدل نہ ہونا آبرو نہ کھونا زبان کو لگام دینا دل کو تھام لینا ان کی ہنسا سر نہ دھنا کھوٹے
کھرے کا پرکھنا اپنی حقیقت پر دھیان رکھنا آفتوں کا ٹالنا گرتے پہاڑ کو سنبھالنا
سب کی سن لینا سمجھ کر جواب دینا برابری کا دعویٰ نہ کرنا مقابلے پر سامنے نہ ٹھہرنا
بچوں کی رکھیا اپنا رکھ رکھا وچوٹ چھیٹ سے بچا دیکھی میں بگڑی ہوا کا تھانا
آگ باروت کا سامنا ہر صبح کا دکھ ہر شام کا کھڑاگ ہر روز کی کھلی ہر وقت
کی کھٹ کھٹ ہر گھڑی کی ٹوٹو میں میں ہر ساعت کی دردِ پیٹ پیٹ یہ اک
ایسا کھٹن اور شکل کام ہے کہ بہت بڑی دل پر ٹھن جاتی ہے زندگی سے ہاتھ
دھونا پڑتا ہے جان پر بن جاتی ہے خدا ہی بڑا یا رنگائے تو دریا سے مقصد کا
کنارہ ہاتھ آئے نہیں تو ہزاروں نادین اسی کی خشکی میں ڈوب گئیں یہ ایسا
بے کنارے کا دریا ہے جس سے ملکر آبرو بچا نا بڑی سرتی اچوک چونکال پرانی
کھوپڑی والے کا کام ہے ہزاروں نے گھٹ گھٹ کر لال سی جان دے دی
ہے سیکڑوں پھوٹ پھٹک کر الگ ہو گئے ہزاروں دھڑکن اور خفقان کا
روگ لگا کر سوکھ سوکھ کر کٹا ہونے ہزاروں نے ہاتھ پاؤں مارے مقابلہ کیا
سچ پوچھیے تو یہ ہوں یا اور میرے نزدیک سب کے سب اپنے آپ دشمن تھے
نہ عقل کو صرف کیا نہ نیک بھل پائے سمجھا رو ہی ہے جو اس کام کو خوبی اور
خوش اسلوبی سے انجام کو پہنچائے سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے نہ بات
جائے نہ سات چھوٹے جس طرح ظاہر میں صورت شکل رنگت انگلیٹ ایک

کی دوسرے سے جدا ہے اسی طرح باطن میں طبیعت مزاج خصلت عادت
 بھی کسی کی کسی سے نہیں ملتی اور اگر ملتی ہے تو لاکھوں کروڑوں میں ایک لاکھ
 کی جس کا وجود مثل عدم کے ہے ایک آفتاب مشرق سے آکر مغرب کے ماہتاب
 کو لے گیا اب جب تک دونوں کا مزاج ایک نہوگا موافقت نہوگی سہل یہ ہے
 کہ صبر کیا رنج سہا دل پر قابو طبیعت پر زور تھا دونوں کو بدل کر دوسری کی
 مرضی اور خوشی پر چلنے لگے سو یہ بات بھی انھیں سے ممکن ہے جن میں ذرا اظہور
 سمجھ ہے اچھی صحبت اٹھائی ہے غیرت دار نیکبخت مرنے بھرنے والی ہیں کچھ
 تعلیم پائی ہے دوسری میں کمان نئی نویلی ہونے کی وجہ سے ہفتہ عشرہ تک
 صبر کیا بڑی شرم کی جمعہ جمعہ آٹھ دن التذلل و خیر سلاہتے کے دن بیجاابی کا
 سبق پڑھنے بیٹھ گئیں خدا سے ڈرین تو نرمی و آشتی سے ابتدا کی نہیں گر کشتن
 روز اول پر خیال کر کے گھونگھٹ ہی کے اندر سے زبان باہر نکال دی چوتھے
 ہی گال کاٹا اور چھوٹے ہی ڈنگ مارا میرے نزدیک سب سے بہتر اور عمدہ
 طریقہ یہ ہے کہ ہر عورت بدنئی دنیا پہونچنے کے اپنی اور شوہر کی اچھی بری باتوں
 پر لحاظ کرے اگر اس کے مزاج میں غیرت حمیت مروءت نیکی خوبی اور ایسی ہی
 اچھی اچھی باتیں زیادہ ہوں تو اس پر واجب ہے کہ اپنے نفس کو مارے اور
 اس کی خوشی کرے چاہے اس پر جبر ہو چاہے ظلم اور اگر خود نیکیوں کی پوٹ ہو
 جیسے ہماری طاہرہ اسی کی طرح طبیعت میں راستی ہو شر اور فساد جھگڑا و قضیہ نہ
 جانتی ہو حق پر نظر ہو اور حق پر ہو تو اس کو لازم ہے کہ جس طرح سے ہو عقل کے
 زور ہمت کے سہارے سے دل کو ابھارے اور خداوند عالم سے مدد لیکر شوہر

کی اصلاح مزاج اور درستی افعال کا بیڑا اٹھائے جب تک وہ راہ پر نہ آئے چھپا نہ چھوڑے ہاتھ نہ اٹھائے ہمت نہ ہارے بڑی حکمت اور دانائی کی بات یہ ہے کہ اپنا دل نہ جلائے اور دوسرے کو راہ پر لے آئے زندگی میں یہ زمانہ عورت کے لئے کالا جہل خانہ (جیل خانہ) ہے جہن کوئی با مشقت قید ہے اور کوئی مشقت نا اتفاقی کی مصیبت اس قید کی حالت میں ہتکڑی اور بیڑی ہو جاتی ہے خدا پناہ میں رکھے اور سب کی لڑکیوں کو عقل سلیم و توفیق نیک عطا فرمائے کہ وہ اس قید کو جو صرف چند روزہ ہے اور مختلف میعاد رکھتی ہے ہنس بول کر سیل جو ل سے کاٹ دیں قید خانے کو عشرت خانہ اور شفقت کو راحت سے بدل لیں۔

دانا جان، واہ واہ آستانی جی صاحب بھان الدیہ ساری تقریر آپ کی اب زور اور انگشت شہادت سے لوح دل پر لکھنے کے قابل ہے اللہ اکبر و غفلین اور ہزار معنی کیا مطلب غیر ماشا اللہ آپ کی تقریر ہوتی ہے میں نے تو بڑے بڑے عالم فاضل اور یو یو کو کو و غلط کتے سنا مگر نہ یہ اثر زبان میں اور خوبی بیان میں دیکھی نہ ایسا سلسلہ بے اختیار دل چاہتا ہے کہ تمام زمانے کی بن بیاہی لڑکیوں کو جمع کر کے آپ سے یہ باتیں سنوا دوں اگر ایک بات پر بھی انھوں نے عمل کیا تو دنیا کی کھکھیروں اور زمانے کے کھکھیروں سے نجات پا لیں سنا آستانی جی آپ ضرور عورتوں میں وعظ کہا کیجئے (آستانی جی) اور حضور بھلا میں اور وعظ چھوٹا منہ بڑی بات ہاں اگر خدا نے چاہا میری طاہرہ وعظ کہے گی اور اس پر ماشا اللہ بیاہی ہوگی جو آن آدمی کے منہ سے نیک بات نکل کر سننے والوں کے دلوں میں ٹپھ جاتی ہے اور کسی قلندر اماندہ کے تیر کی

طرح کبھی اسکا نشانہ خطا ہی نہیں کرتا میں بوڑھی عورت مرنے کے قریب میری تقریر سے میرا ہلتا ہوا سر بالکل مخالف جو برابر میرا کمانہ ماننے کے نسبت اشارے کیے جاتے ہیں سفید بال نامہ اعمال نیکون سے سادہ ہونے کی بلندی پر چڑھے گا وہی دے رہے ہیں ہاتھ پاؤں کی تھر تھری گناہ کاری کا اچھا خاصہ ثبوت ہے نہیں معلوم ان چاروں سے ملکر کیا کچھ کیا ہے جو ابھی سے یہ حال ہے ہمارا بدن کسی مجرم کی طرح بید کے مانند تھرا رہا ہے بے دانتوں کا کلمہ یا سامنہ ایک لفظ کو بھی ڈھل کر نہیں نکلنے دیتا کاپتی تھر تھرتی آواز میرے خوف زدہ اور خطا دار ہونے کے علاوہ ہانکے پکارے کہہ رہی ہے کہ پہلے ہوئے ہاتھ کے لہرتے تیر کی طرح میں کام کی نہیں ہمیشہ بیکار ہی جاؤں گی آزمائی ہوئی بات ہے کہ بوڑھے زاہد سے جوان صالح کا کتنا زیادہ موثر ہوتا ہے کمان شکشام جوانی کی جھک اور کمان کا فور صبح پیری کی بھبھک جو ان جب جوانوں کو نصیحت کر لگا اور مثال میں خود شاہد حال بنکر ان کے سامنے آئے گا تو ممکن نہیں کہ ہنوں پر اسکی صلاحیت و نصیحت کا اثر نہ پڑے اور بوڑھے کی باتیں گوہ وہ کیسی ہی سچ کیون نہ ہوں مگر سب نوجوان شکر چنگیوں میں اڑائیں گے اور طعن سے کہیں گے کہ خود قبر میں پاؤں ٹکائے ہیں نا جی ایک ایک کو نصیحت فرما رہے ہیں نہیں معلوم ان حضرت نے ہمارے سن میں کیا کیا کچھ کیا ہوگا چل چلاؤ کا وقت قریب ہے اس سے یہ خدا کی یاد ہو رہی ہے (نانا جان) بہت صحیح نہایت درست آپ کی جو بات ہے لا جواب جو دعویٰ ہے با دلیل لیکن ہماری طاہرہ آج تو اس قابل نہیں اس کا سن ہی کیا ہے جب خدا وہ دن

لائے گالائے گا ہم تو آج چاہتے ہیں (اُستانی جی) آج نہ سہی کل سہی ہم تو چراغ سحری ہیں وقت آیا اور کچھ بقتنی دیر ٹمٹماتے ہیں ٹمٹماتے ہیں ہاں انشاء اللہ آپ ایک دن اسکی وعظ سنیں گے اور خوش ہونگے آپ کی مراد پوری ہونے کا زمانہ بہت جلد آئے گا اُس وقت ہم کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا (نانا جان) سیر (تو دل چاہتا تھا کہ آپ بھی سنیں اور لکھنؤ میں میرا مکان اسی وعظ کے تصدق سے مشہور ہوا آپ کی اگر یہی خوشی ہے تو پہلے طاہرہ بیگم سے کچھ پھوایے گا اس کے بعد آپ فرمائیے گا (اُستانی جی) نواب صاحب ابھی موقع نہیں ہے ورنہ میں آپ کا حکم سرانگھون سے قبول کرتی نانا جان خاموش ہو رہی ہے اور اُستانی جی کو ٹھہر گئیں دوسرے دن سبق کے بعد اُستانی صاحب نے فرمایا کہ طاہرہ بیگم تم قرآن شریف حفظ کرنا شروع کرو اور دنیا کے سب کام چھوڑ دو مجھے تو اُنکے حکم سے کبھی انکار تھا ہی نہیں فوراً طاق پر سے قرآن مجید اٹھالائی اور سنانا شروع کیا سورہ بقرہ سورہ یسین سورہ رحمن سورہ رد سورہ واقعہ سورہ جمعہ سورہ مزمل سورہ تغابن سورہ عنکبوت سورہ روم سورہ دخان سورہ نون سورہ جن اور اُنکے ماسوا کل چھوٹے چھوٹے سورے پھر سورہ مجادلہ اٹھائیں پھر پارے سے عمیتا لکون تک تین پارے اسکے علاوہ چھوٹی بڑی جابجا کی آیتیں پھر ہر پارے کا سرا ایک دو رکوع تک سب ملا کر قریب تہائی کے تو مجھ کو قرآن شریف یاد ہی تھا اور یہ سب اپنی خوشی سے یاد کیا تھا جس سورہ کی نماز یا کسی عمل یا وظیفہ کے لیے ضرورت ہوئی اور اُسکو یاد کیا شب قدر کی ضرورت سے کچھ یاد کیا تھا کچھ سورے اُنکے فضائل اور منافع دیکھ کر حفظ کئے تھے

جن کی بالکل اُستانی جی کو خبر نہ تھی آج کلام اللہ گردان کر جو میں پورا سورہ بقرہ لکھ لیا تو اُستانی جی نے سر سے پاٹون تک میری بلالین لین اور دیر تک چھانی سے لگائے
 بین پر بھر صبح پر بھر شام میں نے قرآن پاک یاد کرنے کا وقت مقرر کیا فضل خدا اور
 اُن معظّمہ کی دعا سے تین مہینے میں تکملہ لکھ کر اللہ کے سورہ آل عمران سے سورہ سومون
 قرآن لکھ اٹھا مہینوں پارے کے آخر تک میں نے حفظ کر لیا بقرہ عید کے مہینے سے پھر
 انیسویں پارے وقال الذین لایرجون سے قال فما خطبکم ایہا المرسلون تا یسین
 پارے تک صفر کے آخر تک یاد کئے قد سمع اللہ سورہ مجادلہ سے توجو مجاؤ ازہری تھا
 اسے اُسے ملا کر پھر سرے سے لگا لگایا اور بارہ وفات سے مدار کے مہینے تک تین
 مہینے برابر دونوں وقت بلاناغہ ایک ایک پارہ روز پڑھا اسی زمانے میں
 اُستانی جی نے جا بجا سے اُتساب ہا قرآن شریف پڑھوا کر سنا پھر اُن کے فرمانے
 کے بموجب پندرہ دن میں عم نیساکلون سے اتم تک دو پارے روز کے حساب سے
 پڑھ کر سنائے بیچ میں وہ ٹوکتی بھی جاتی تھیں تاکہ یہ اُنک جائے یاد کرنے سے بھول
 جائے لیکن میری یاد میں فتور نہ پڑا اور جس جگہ سے چھوڑتی تھی باتیں تمام کر کے
 وہیں سے پھر یوں شروع کر دیتی تھی جیسے اُسی جگہ سے ابتداء کی ہے رو میں روانی
 کے ساتھ پڑھے جانے کی اور بات ہے اور ٹھہر کر پھر پڑھنے کی دوسری بات یہ
 بہت بار یک مضمون تھا سپر اُستانی جی کی توجہ سے مجھ کو یہ قدرت حاصل ہوئی اور
 بہت اچھا ملکہ ہو گیا ماہ رجب کے مبارک مہینے میں رکوع سجود معانقہ سکتہ منزل
 وقف آیتوں کی تفصیل شان نزول نصف ربع ثلث سوروں کے نام دعا سے
 ختم قرآن وغیرہ وغیرہ کو ازبر کر کے کلیتہ حفظ قرآن شریف سے فراغت پائی اور

سال کے اندر خداوند عالم نے مجھ کو حافظہ کرا دیا وہ لقب عنایت کیا جو آج تک میرے شہر میں کسی دوسری عورت کو میرے عہد میں نہیں حاصل ہوا تھا شعبان میں عید کے دن اُستانی جی صاحبہ مجھے ساتھ لے کر کوٹھے سے نیچے اتریں اور بابا جان سے کہا کہ یسین گنج میں جناب حافظ مولوی محمد یوسف علی صاحب کا مکان ہے کسی کو بھیج کر اُن کو بلوا بھیجئے (بابا جان) میں خود نہ چلا جاؤں؟ (اُستانی جی) ہاں مناسب تو یہی ہے میں نے مصلحتاً نہیں کہا تھا کہ آپ کو تکلیف ہوگی (بابا جان) جی ہاں تہذیبِ ادب تو کوئی آپ سے سیکھ لے خدا آپ کی عمر میں روز افزون کرتے دے ہمارے گھر میں آپ کے ہم قدم سے بڑی رونق اور زینت ہے ہاں اُستانی صاحب یہ تو فرمائیے کہ میں اُن سے جا کر کہوں کیا اور تکلیف و رحمت دونوں کو غرض سے آپ کا نام لون اور کون بلایا ہے (اُستانی جی) میرا نام کیا کام دیگا یہ فرمائیے گا کہ ایک عورت نے قرآن مجید یاد کیا ہے آپ کو سنانا منظور ہے تو آپ کا کام ہے ذرا کراے سن جائیے کہیں غلط نہ پڑھتی ہو (بابا جان) تو دیر تک اُنکو ٹھہرنا پڑیگا (اُستانی جی) جی اور کیا (بابا جان) تو میں شام کی دعوت کو بھی کہہ آؤں اور سہ پہر سے بلاؤں یا سواری لیتا جاؤں اپنے ساتھ لاؤں (اُستانی جی) جیسا مناسب سمجھئے غرض کہ بابا جان شاہ بازار سے دو بجے یا سین گنج سدھارے اور اُستانی جی نے نانا جان کو باہر سے بلوا کر کہا کہ میں نے حافظ سید یوسف علی شاہ صاحب کو بلوایا ہے آپ بھی کہیں سوار نہ ہو جائیے گا (نانا جان) کون حافظ یوسف علی صاحب مولانا حافظ ہادی علی صاحب کے بھائی تو نہیں (اُستانی جی) جی ہاں (نانا جان) اہا اُن مرحوم سے تو ہم سے نہایت ہی رسم و راہ اور میل و محبت تھی خدا بخشنے بڑے

لمنار اور طلیق تھے بہت لطف و عنایت فرماتے تھے ایک دن بیچ برابر آتے تھے ان حضرت سے البتہ وہ ربط و خصوصیت نہیں لیکن تاہم شناسائی بخوبی ہے کئی مرتبہ اُن کے ساتھ تشریف لائے جب ہم خاص بازار میں اور وہ مینا بازار میں رہتے تھے جیسے ہمارے اُن کے مکان کھدے انزع سلطنت ہو اب تین تفرقہ ہو گئے ہمارا ادھر آنا ہوا اُن کا ادھر جانا پہلے ددر کی وجہ سے آمد رفت کم ہوئی اور اب تو قطع تعلق کے ساتھ امید بھی منقطع ہو گئی وہ دین کی جنت میں ہم دنیا کے دوزخ میں تین بھی اُن کی خاطر سے مدرسے کے امتحانوں اور تقسیم انعام میں برابر شریک ہوا کیا دو دنوں صاحب نہایت مقدس اور متبرک ہیں خدا اُن کو جنت میں عزت اور ان کی عمر میں برکت دے عجب با خدا اور پارسا لوگ ہیں اور کیونکر نہ ہوں مولوی سید کمال الدین صاحب اللہم اغفر کیسے متقی زاہد برابر بزرگ و دیندار تھے اُستانی جی صاحب آپ ان حضرات کو کب سے جانتی ہیں اُستانی جی نے سکوت کیا نا نا جان نے دوسری مرتبہ پھر کہا اُس وقت مجبور ہو کر فرمایا کہ نواب صاحب کیا عرض کروں میں کم نصیب انھیں کے خاندان کی بدنام کرنے والی ہوں جن سے آپ سے ساتھ قرآن درمیان بہت ملاقات تھی وہ میرے والد مرحوم تھے میں بیکمال مولوی کمال الدین صاحب مرحوم کی پوتی اور حافظ یوسف علی صاحب کی بھتیجی ہوں (نانا جان) افسوس آج تک آپ نے اپنی کیفیت ہم پر ظاہر نہ کی والد اکبر آپ اُس گھرانے کی ہیں جن کے صدقے میں نیک باتوں کا رواج ہوا یا ہم سے کچھ آپ کی خدمت نہ ہوئی اور کچھ قدر نہ کی (اُستانی جی) نواب صاحب یہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے تو

میرے ساتھ ایسا سلوک کیا جو کوئی نہ کرتا میری عزت قدر خاطر مارات پاس
 لحاظ جیسا اس گھر میں ہوا ہے دوسری جگہ ممکن ہی نہ تھا آپ ہی کی وجہ سے میں نے
 طاہرہ بیگم کو پڑھایا ثواب پایا اب ایک ایسا سلسلہ دنیا پر چھوڑ جاؤنگی جس سے
 ہزاروں نیکیوں کی توقع ہے ہزار اولاد میں اس کے خاک قدیم پر سے نشان کی
 تھیں انسان کو اگر اولاد کی تمنا اور آرزو ہے تو بقائے نام و نشان کے لئے اور
 کسی طرح کی توقع نہیں اور جو اسکے خلاف سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں جہاں تک میرا
 تجربہ ہے نام ہو یا نشان اگر کسی سعادتمند کے ذریعے سے باقی رہا تو وہ نام و نشان
 ہے ورنہ اور طرح کے نام رہنے سے تو مٹ جاتا ہی بہتر دنیا میں جو راحت
 اپنے گھر یا اپنی نیک اولاد سے ملنا چاہیے تھی وہ آپ کے گھر اور اس نیک سیر
 سے ملی بلکہ وہاں سے وہ چند مرنے کے بعد جو اس خوش نہاد بچی کی ذات
 ہے اچھے راحت پہونچے گی وہ دنیا کی راحت سے کمین زیادہ اور ضروری ہے
 کہ مائے اس کا باعث سوا آپ کے اور کون ہے نہ آپ میری ضد اور
 ہٹ مانتے نہ اپنی کسر شان گوارا کرتے نہ مجھے یہ روز خوش نصیب ہوتے
 میرا رویاں رویاں آپ کو دے دیتا ہے اور دنیا سے میں آپ کی شکر گزار جاؤنگی
 آج میں نے چھوٹے چچا کو جس لئے بلایا ہے وہ یہ بات ہے کہ اشار اللہ جہنم ہو
 طاہرہ بیگم سلمہا نے قرآن شریف حفظ کیا ہے میں چاہتی ہوں کہ وہ بھی سن لیں
 بندہ بشر شاید میرے بتانے میں کوئی غلطی رہ گئی ہو یا خامی ہو آج زمانے بھر کے
 حافظوں میں جیسے چچا جان میں دوسرا نہیں اُن کا ایک سورہ بھی سن لینا اور چچا
 سے بطور امتحان پوچھ لے لینا میرے بہت بڑے اطمینان کا سبب ہو جائے گا کسی

آدمی کی تحریر یا کلام کو دوسرا غلط پڑھتا ہے تو اس کو کیسا ملال ہوتا ہے اور سننے والے اس کو بے مادہ لے بھٹکو کہہ دیتے ہیں یہ تو کلام خدا ہے موقوف سکتہ یا زیر زیر پیش کی غلطی کا لحاظ سب پر طرہ اختلاف قرأت ہے نیکی برباد کنہ لازم کی مثل ایسی ہی جگہ صادق آتی ہے انھیں مشکون کے خیال سے میں نے اُنکو تکلیف دی ہے وہ شکل مقام جگہ جگہ سے سُکر میرا اطمینان فرما دینگے نانا جان یہ تقریر سُکر نائے میں آگئے اور دیر تک سکوت کر کے فرمایا کہ ہائیں یہ آپ نے قرآن حمید کب یاد کر دیا ہم نے تو اسکا چرچا بھی نہیں سنا اُستانی جی ۱۱۱ حضور پر چڑھا تو بُری بات کا زیادہ ہوتا ہے جس کا ڈھنڈورا پیٹنے والا شیطان ہے یہ تو بیکار بات تھی اور چھپا کے کی گئی تھی کیونکر ظاہر ہوتی اگر یہ ضرورت نہوتی تو آج بھی آپ نہ سنتے (نانا جان) حق تو یہ ہے کہ آپ کی خلقت دنیا والوں سے جداگانہ ہے یہ ذکر تھا کہ اباجان کی سواری آئی (نانا جان) کو بھی نواب دو لہا حافظ جی صاحب آئے (دہ) جی ہاں تشریف لائے نانا جان اُنکو لینے گئے میان امان جان نے جلدی جلدی مسد جھاڑی پردہ کیا کمرے میں گئیں کہ اتنے میں مولوی صاحب تشریف لائے اُستانی جی اور میں امان جان سمیت کمرے میں تھی سند پر مولوی صاحب بیٹھے اور اُنکے برابر نانا جان سامنے دار کو اباجان مزاج پرسی اور عدم ملاقات کے افسوس میں چند باتوں کے بعد جو اس وقت کے مناسب تھیں نانا جان نے اباجان کی طرف کچھ اشارہ کر کے فرمایا وہ اٹھ کر کمرے کے دروازے کے پاس گئے اور کہا کہ اُستانی جی صاحب جناب مولوی صاحب کو زیادہ تکلیف وقت ضائع کرنے کی نہ دیجیے جس بات کے لیے آپ نے بلوایا ہے وہ ارشاد فرمائیے

اُستانی جی کے حکم سے مین نے کہا کہ اوٹ باہر رکھو ادیکھے تو بیوی باہر آئیں
جلدی سے اوٹ رکھا گیا بیوی مجھے بیکر اس کی آرٹین ٹھہیں اباجان نے میرا
پردہ کرنا مناسب جان کر نانا جان سے کچھ کان مین کہا انھوں نے ہنس کر فرمایا کہ
کہ ہاں یہ تو تم نے میرے دل کی بات کہی پھر بسم اللہ کرو اباجان اوٹ کے
پاس آئے اور کہا کہ طاہرہ بیگم تو پردے کے باہر آؤ مجھے پہلے پہل کی وجہ سے بہت
شرم آئی مگر عدول حکم کی مجال نہ تھی فوراً باہر آئی ادب سے جھکا کر جناب
مولوی صاحب کو تسلیم کی انھوں نے عمر دراز کمکر ہاتھ پھیلا دیے نانا جان
کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ نیچے کون ہے انھوں نے کہا کہ میری نواسی ہے
اسی کو اُستانی صاحب نے قرآن پاک یاد کرایا ہے اباجان تو حیرت مین آگئے
کیونکہ انھوں نے اُس وقت تک سنا نہ تھا اور مولوی صاحب کو اس قدر
فرحت دستر ہوئی کہ جس کی انتہاء تھی بے اختیار میری پیشانی پر بوسہ دیکر
ٹھٹھکی ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا کہ ماشاء اللہ بڑی ذہین اور غیرت والا بچی معلوم
ہوتی ہے کلام الہی کس نے یاد کرایا ہے نانا جان بخیاں افشائے راز خاموش
تھے کہ اوٹ سے اُستانی جی نے بندگی کر کے کہا کہ آپ کی کنیز نے مولوی صاحب
نے جواب سلام دیکر نانا جان سے فرمایا کہ یہ کون صاحب مین انھوں نے
پھر مصلحتاً سکوت کیا اُستانی جی نے کہا جی مین ہوں امۃ الفاطمہ رسولی صلی اللہ علیہ وسلم
ہائیں فاطمہ بیگم (اُستانی جی) جی ہاں مولوی صاحب تم یہاں کہاں -
(اُستانی جی) کیا عرض کروں اس بچی کی خدمت خداوند عالم نے میرے نام
لکھ دی تھی اس سے یہاں ہوں اور آج سے نہیں بلکہ کئی برس سے مولوی صاحب

تانا ویر سر جھکائے رہے اور پھر کہا تو یہ کہا کہ نواب صاحب یہ میری حقیقی بھتیجی
 بڑے بھائی صاحب مرحوم کی صاحبزادی ہیں یہ اور میں ہم عمرو ہم مکتب رہا
 شاید کوئی دو ڈیڑھ برس کا عمر میں تفاوت ہو تو ہو ایک گھر میں پرورش پائی ایک جگہ
 پڑھ لکھ کر بڑے ہوئے جب ان کی شادی ہو گئی تو ایک دن یہ ہمسائی کے ہاں
 تھیں اور میں ان کے دیکھنے کو گیا جب گھر میں نہ پایا تو میں نے اتنا کہا کہ
 میان تو گھر میں ہیں نہیں بے ان کی اجازت دوسرے گھر میں جانے کے کیا
 معنی یہ میرا کلمہ انھوں نے اُدھر سے آتے وقت کھڑکی میں سے سنا سوت
 تو مجبور تھیں سامنا ہو گیا کیا کرتیں الدری غیرت اس کے بعد سے جو انھوں نے
 منہ چھپایا اور مجھے پردہ کیا تو آج پتیس چھتیس برس کے بعد میں نے آواز سنی
 ہے صورت دیکھنا کیسا لڑکی مری میان کا انتقال ہو بیماری سے غیر حال
 رہا تکلیفیں اٹھائیں بھگدڑ کے ادھر تک بارہا میں گیا اور ان بندہ خدانے
 میرا سامنا کیا غرض معذرت خواہ در آمد کسی کو نہ مانا جب گیا یہی جواب سنا
 کہ میں کیا کروں میری آنکھ چار نہیں ہوتی بھگدڑ سے تو کچھ حالت ہی نہیں
 معلوم آج نواب صاحب کے طفیل سے یہ دن دیکھا نہیں معلوم کیا تھا جو
 مجھے آواز بھی سنائی نواب صاحب آسانی جی کی اس غیرت داری کا تذکرہ
 منکر تصویر ہو گئے اور ابا جان سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ باہر چلو مجھے فرمایا ظاہر
 تم آتوں جی کو پڑوے سے باہر لاؤ یہ کہہ کر وہ باہر سدھارے میں اوٹ میں جا کر
 بیوی کے قدموں پر گر پڑی وہ کانپ کر بولیں کہ اے ہے بیٹا مجھے گنہگار نہ کرو پھر
 سر اٹھا کر چھاتی سے لگا کر پیار کیا اور کہا کہ یہ تو میں پہلے ہی سمجھ چکی تھی چلو یہ کہہ کر

باہر آئیں اور اپنے چچا جان کو سلام کر کے بیٹھ گئیں انھوں نے دیر تک گریہ شادی کیا اور کئی مرتبہ اُن کو سر سے پاؤں تک دیکھا اس کے بعد کچھ اگلے پچھلے مرتبے اپنے اور اپنے خاندان کے یاد کر کے اور دل ہی دل میں اُستانی جی کو یہاں نوکر خیال کر کے اس قدر طول ہوئے کہ پیشانی پر شکن ڈر گئی اور چہرے سے آثار رنج و ملال کے ظاہر ہوئے اُستانی جی فوراً اُن کے اصل مطلب کو پا گئیں اور چین چین کی سطر دن سے مطلب کی چند باتیں پڑھ کر اُن کے دلی ملال اور نئے خیال نکالنے کی یوں تقریر شروع کی: ”میں یہاں کسی طرح سے نہیں رہ سکتی تھی اگر نواب صاحب میری بات نہ مانتے اور کہا نہ مانتے جب بوا رحمت نے اس سچی کے پڑھانے اور میرے یہاں آنے کی نسبت کہا تو میں نے کھڑا توڑ کر اُنکے ہاتھ پر رکھ دیا اور صاف جواب دیا کہ بوا تو کڑی تجر کو نکر ونگی اگر صرف خدمت لینا چاہیں تو میں حاضر ہوں آپ نواب صاحب کی انسانیت اور نیک نفسی دیکھیے کہ نہ تو انھوں نے اپنی بہ نامی کا خیال فرمایا نہ اس جو اصیاف سے کچھ بیدل اور آزر دہ ہوئے بلکہ نہایت خوشی سے میرا کہا مانا اور اپنے وعدے پر آج تک قائم بھی رہے پانچ برس کے قریب مجھے یہاں رہتے گذرے نہ کبھی انھوں نے جیلے بہانے سے لینے دینے کا نام لیا نہ انکی صاحبزادی نے کبھی ذکر کیا میں نے ایسے باوضع عقلمند پابند قول بیسن دیکھے نہ منے جیسے چھوٹے ویسے بڑے سب کے سب آفتاب دوسرا ہوتا اس وقت رفع دفع کر دیتا اور پھر کسی جیلے حوالے سے اپنا مطلب نکالتا انتہا کی دانشمندی فرمائی کہ انھوں نے میری سنی سنائی باتوں پر قیاس سے یہ خیال کیا کہ اشارے کنا پے جیلے بہانے اور دھوکے سے بھی اگر کچھ اس سے کہا جائے گا تو یہ ہاتھ سے نکل جائیگی اور

نہ ملے گی پھر کیونکہ جو بات ضائع ہو اور لطف میں بے لطفی پیدا ہو
 ماشاء اللہ مبینہ میں سیکڑوں روپے محتاج و ساکین کو بٹ جاتے ہیں
 غریب ہی سمجھ کر مجھے کبھی دینے کا قصد کرتے یا اس بہانے سے
 دیتے کہ لو یہ دس روپے ہیں جو تمہارے نزدیک واجب الرحم اور قابل رعایت
 ہوں انہیں بھجوا دو سچ تو یہ ہے کہ آدمی کا پہچانا ہی بہت مشکل کام ہے مولوی صاحب
 یا تو افسردہ بیٹھے ہوئے تھے یا اس تقریر کے اصل مطلب پر پہنچتے ہی اُنکے چہرے سے
 بشارت و خوشی ظاہر ہونے لگی پہلے میں اُستانی جی کی اس تقریر کو بالکل سمجھی
 تھی مگر جب ایک وقت میں مولوی صاحب کے چہرہ مبارک کی وہ رنگتیں دیکھیں
 تب مجھے یہ عقیدہ کھلا کہ اُستانی جی نے اس وجہ سے یہ باتیں کہیں چونکہ اباجان اور
 ناناباؤ کو بھی میرے قرآن شریف سننے کی بڑی آرزو تھی اس وجہ سے تھوڑی دیر بٹھہر کر
 بیوی پھر اوٹ میں چلی گئیں اور وہ دونوں صاحب محل میں بلائے گئے آج بیوی
 نے اپنے ہاتھ کا سیاہا جوڑا مجھے پہنایا تھا چھوٹے چھوٹے پانچون کا پانچا نہ اودے
 دھاری دار فلند رے کا اس میں شالیان کی گوٹ اور محمودی کا کرتا نیو کا دو ٹیپہ سر پر
 قصایہ بندھا ہوا اسی حیثیت سے میں مولوی صاحب کے سامنے قبلہ رو بیٹھی اور رحل
 وکلام التمان کے آگے بڑھا کر آغوشِ بالند کے بائیں سرے پر چھپ کر پارہ اتم ایک بلع تک
 پڑھا مولوی صاحب آنکھ بند کیے سنا کیے میرا رگنا تھا کہ اُنھوں نے فریادیں کی
 تار باندھا قرآن پاک ہاتھ میں لیکر کبھی سورہ مریم کی پانچویں آیت سے سُکر سورہ نسا
 کے دوسرے رکوع سے شروع کر لیا کبھی سورہ توبہ سنتے سنتے سورہ آل عمران میں
 پوچھ بیٹھے دو تین رکوع پڑھے کہ سورہ رعد کا امتحان لیا وہ ناتمام تھا کیا پارہ دو سنتے

پڑھنے کا حکم دیا ادھر انھوں نے سورہ حج میں رکوع دوم سے پڑھنے کو کہا اور ادھر
 میں نے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَمْبُذُ اللَّهَ عَلَى حَرْفٍ فَإِذَا أَصَابَهُ خَيْرٌ مِّنْهُ إِطَّاعَ وَآوَىٰ
 أَصَابَهُ فَقَتَلَتْ عَلَىٰ قَوْمِهِمْ خَيْرٌ لِّدُنْيَاكَ وَآخِرَةٍ ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ سے
 چمٹے سنت سجدے تک پڑھا بیچ میں آیتوں کی تفریق اور تحقیق بھی ہوتی گئی اور
 وقف لازم بنی جبریل جائز مجوز مطلق مرض کو پوچھا پھر موزر یروبالا کو پھر وقف
 ق۔ صلے۔ صل۔ سم۔ لا۔ سم سکتہ۔ وقفہ معانقہ۔ لا۔ قلاقلے۔ ک۔ ہ۔ ے۔ نب
 وغیرہ سورہ اور منزل و حزب قاریوں کے نام رکوع سجود پوچھ کر حروف نقطہ و اعراب
 کی تعداد پوچھ بیٹھے پھر اٹا قرآن مجید اسی طرح سے سنا پھر فرمایا کہ اُولَکَ مِیْن
 وَاوْظَاہِرْ کَرِکَے پڑھا جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کیوں میں نے کہا الف
 پر پیش اُس کا بھائی موجود ہے فرمایا پھر لکھا کیوں جاتا ہے میں نے عرض کیا کہ بسم الخط
 ہے فرمایا کہ بسم اللہ سے لغفور الرحیم تاکت پڑھو میں نے پڑھ کر سنایا فرمایا کہ یہاں تو
 (رے) کے بعد (یے) ہے اور رے کے نیچے زیر بھی ہے پھر تم نے مجھ پر (رے) یے
 زیر (رے) کیوں نہ پڑھا میں نے عرض کیا کہ یہ بصورت الف ہو گئی اس لئے کہ
 ماقبل اس کے جو رے تھی اُس پر زیر ہے جیسے اس کے بعد مر سنا ہے مولوی صاحب
 نے مُسْکَرِ قرآن مجید گردانا اور نانا جان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ نواب صاحب
 فخر اور شکر کا مقام ہے کہ خداوند عالم نے اوصاف حمیدہ سے مستصف آپ کو
 نواسی مرحمت فرمائی میں نے اس وقت اس کے امتحان میں کوئی دقیقہ اٹھا
 نہیں رکھا لیکن ماشاء اللہ اس کے ذہن اور حافظہ خدا داد نے کہیں کوتاہی نہ کی
 اگر محنت کی طرف خیال کروں تو اس کی عمر ہی کیا ہے شاید کوئی نو برس کا سن ہو۔

اس میں کیا محنت کی ہوگی ہم کو اس طرح سے قرآن شریف پانچ برس میں یاد ہوا تھا اگر اس پر قیاس کیا جائے تو چار برس کے سن سے پڑھنے کا حساب ٹھیک بیٹھتا ہے حالانکہ وہ سن اس قابل نہیں بسم اللہ بھی نہ ہوئی ہوگی (نانا جان) جی نہیں پانچویں میں تھی جب تو پڑھنے بیٹھی ہے (مولوی صاحب) لیجئے اس حساب سے اگر نو برس کی عمر ہو تو چار برس ہوئے پڑھا کتنے زمانے میں اور یاد کس مدت میں کیا (نانا جان) اے جناب اگلے سال تک تو یاد نہ تھا تین چار برس اُدھر کیسے (مولوی صاحب) سبحان اللہ اب اس کو سواتا بیدربانی اور امداد بزدانی کے کیا کہا جائے (نانا جان) ہاں یہ تو بجا ہے مگر ہماری اُستانی صاحبہ نے بھی اپنی ساری لیاقت اس کی تعلیم و تربیت میں صرف کر ڈالی اور حضرت اپنے اپنے پڑھانے کا دستور اور انداز ہے یہ بات بھی آپ کے خاندان پر ختم ہے اسی وجہ سے اُستانی صاحبہ کا اشار اللہ طرز تعلیم ہی جہاں گاہ ہے آٹھ نو برس کی بچی پر رفتہ رفتہ پہاڑ کا بوجھ رکھ دیا کا مدائی زردوزی کپڑا کاٹا چھٹا سینا پر دنا پکھارنا بیہنا رکھا بداری رنگریزی رنگ سازی نقاشی سوت کا تنابراب کاٹھنا لچکا پٹھانا جالی لوٹ کا کام نماز روزہ پڑھنا لکھنا اشار اللہ ان سب میں طاہرہ کو مہارت حاصل ہے آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کس کس نفاست اور تازگی صفائی اور عمدگی سے اس نے یہ کاریگریاں کی ہیں یہ فرما کر رحمت کو پکارا اور وہ صندوق منگو کر حسین میری دستکاری کی چیزیں تھیں اس کے پہلے قرآن مجید کا زردوزی محلی غلاف نکالا جس کے حاشیے پر چوڑے میں نے جوہل میں نے بنائی تھی اس میں یہ تین تھیں بَلْ هُوَ قَرَّانٌ عَجِيْبٌ فِي كُؤُجٍ مَّخْوَطٍ لَا يَمْسُهَا إِلَّا الْمَطْقَرُونَ وَالْكَافِرُونَ

وَالسَّارَاتِ فَاجْلِدْهُ وَأَكْلٌ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا مَاعْتَهُ أَوْ رَا لِرَجَالٍ قَوَّامُونَ
 عَلَى النِّسَاءِ أَوْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ أَوْ كُلُّ
 مَنْ عَلَيْهَا فَإِنْ وَيَبْقَى وَحْدَهُ رَبَّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَرَأَى
 اللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ أَوْرَأَتِ الشَّيْطَانِ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ
 جناب مولوی صاحب ان آیتوں کے معنی اور محل تصرف پر دیر تک غور فرمایا کہ پھر
 مسکرا کر کہا کہ طاہرہ بیوی تم نے ان کے معنی بھی سمجھے ہیں نے عرض کیا کہ جی میرے پاس
 ایک قرآن مجید با ترجمہ ہے اُسی سے لفظی معنی معلوم ہو جاتے ہیں مولوی صاحب نے
 جز دان کو چوم چاٹ کر نانا جان کو دیا انھوں نے کامدانی کا دوپٹہ اٹھا دیا طاہرہ میں
 تو وہ تاروں سے کڑھایا ہوا معلوم ہوتا تھا مگر بغور دیکھنے سے اس کی صنعت کھلتی
 تھی یہی ہوا کہ جب قریب سے مولوی صاحب نے دیکھا تب اس کے بیل بوٹے
 کے جو ہر کھلے بے اختیار ہنسے اور فرمایا کہ نواب صاحب ذرا اس فقرے کو
 دیکھیے (بیوی) انچل کو تو اٹھاؤ دیکھو زمین پر لوٹ رہا ہے یہ کیسا انداز دوپٹہ
 اوڑھنے کا ہے) واہ واہ واہ ارے اس کے بعد دوسری بیل میں یہ عبارت تو ملاحظہ
 فرمائیے۔ ”اچھا کپڑا پہنکر اترانے کے بدلے خدا کا شکر کرنا چاہیے کیونکہ جو کچھ ہے
 اُسی کی عنایت ہے۔“ طاہرہ سبحان اللہ یہ تو بتاؤ؟ کہ تمھاری مرضی کے موافق
 چھاپے کیونکر میسر آئے (مین) میں نے خود کھودے ہیں (مولوی صاحب) یہ پُہر
 بھی طرہ ہے چھاپے کھودنا تو نہایت مشکل کام ہے (مین) جی ہاں پہلے میں بھی
 ایسا ہی جانتی تھی ایک دن میرا نقش علی صاحب کی لڑکی کو ماما کھلاتی ہوئی نکل
 آئی میں کوٹھے پر سے اتر رہی تھی ماما نے اُس سے سلام کرایا میں گو دین لیکر اسے

پیار کرنے لگی اُس کے پاس چھوٹی سی لکڑی کا ٹکرہ تھا جس پر انھوں نے کھربا
 لگا کر نقش بنا دیا تھا دوسرے رخ پر تیل کی چکناٹی معلوم ہوئی مین نے بھی انھیں
 کے معرفت اپنی مرضی کے موافق نمونے دے کر پندرہ بیس ٹکڑے کٹوا سکا۔ اُنے
 اور تیل مین بھگو دیے جب تیل پی چکے تو ایک نکال کر کھربا لگائی پھر حرف بنائے
 اور انھیں کے ہانے تھاپی اور اڑا سکا اگر اُسے کھود لیا دو چار بگڑے ہاتھ جمنائے گا
 بننا شروع ہوئے اب تو اوزار بھی بن گئے اور میرے دل کا ڈر بھی نکل گیا
 (مولوی صاحب) طاہرہ بیگم تمھارے ذہن عالی اور عقل سلیم کا وصف و شوار
 ہے خدا تمھیں نظر بد سے بچائے یہ میری انتہا کی خوش نصیبی تھی کہ ایسے ایسے
 با خدا اور مقادس پاک دل بزرگوں کی زبان مبارک سے طح طح کی دعا میں میرے
 حصے میں آتی تھیں جن کی تاثیر کے جلوں سے میرے ہنر اور عقل اور ذہن میں
 پون ددنی اور رات چو گئی ترقی اور تیزی ہوتی گئی تھوڑی دیر جناب مولوی صاحب
 اور پٹھرے تھے کہ مغرب کا وقت آگیا جانے کا ارادہ کیا اباجان نے نہ مانا مسجد
 میں نماز جماعت ہوئی عشا کی نماز کے بعد اباجان گھر میں تشریف لائے اور فرمایا
 کہ طاہرہ بیگم آج ہم بھی مولوی صاحب کے ساتھ باہر کھانا کھائیں گے باہر کھانا
 بھیج کر تم سب بھی کھا لینا ہمارا انتظار نہ کرنا کھانے کے بعد بھی مولوی صاحب
 کو ٹھہرایا اور جی بھر کر سب نے اُن کی زیارت کی ہر شب جمعہ کو اُنے کا وعدہ ہوا
 اور مولوی صاحب اپنے گھر صدارے اباجان گھر میں آئے آج امان جان
 نے انتہا سے زیادہ بچہ ہو کر اور مجھے مہر کر کے اُستانی صاحب کو کھانا کھلایا تھا باہر
 سے آنے والوں کی آہٹ پا کر اُستانی جی کو ٹھے پر گئیں خیر ان شمع لیے ساتھ ساتھ

تھیں میں آنا فانا اس غرض سے ٹھہر گئی کہ مولوی صاحب کے دوبارہ آنے کا حال پوچھ لوں تو چلوں ابا جان آئے ہیں میں ان سے بوجھ چکی ہوں کہ زینہ پر دھماکا ہوا باورچی خانے کے لوگ دوڑے عجوبہ میرے لئے کھڑی تھیں وہ دوڑیں میں ابا جان کی طرف دیکھ رہی ہوں اور یہ منکر کہ مولوی صاحب انشراحہ جمعرات کو آیا کرینگے دل ہی دل میں خوش ہو رہی ہوں کہ ہی ہی آسانی جی گرین ”یوا عجوبہ“ کی صدا میرے کان میں پہونچی یقین ماننا کہ میرا دل اڑ گیا اور ہاتھ پاؤں کا ست نکل گیا عرق عرق ہو گئی مگر اسی حالت میں گرتی پڑتی زینے تک پہونچی دیکھتی کیا ہوں کہ پلنگڑی پر لوگوں نے لٹا دیا ہے اور وہ بیہوش ہیں بدن پر کہیں چوٹ چسپٹ نہ معلوم ہوئی تب مجھے اور زیادہ ترود ہوا دل بھرا یا بے اختیار ڈبڈبائی آنکھیں لیکر ان پر جھکی سینے پر ہتھ رکھا شمع سر کے پاس لے جا کر ایک ایک بال پچور کر دیکھا کہ شاید سر میں ضرب آئی ہو لیکن نہ تو کہیں زخم تھا نہ گوڑا نہ درم یہ دیکھتے ہی میں بے قابو ہو گئی حواس جاتے رہے دل میں ایک سنسناہٹ ہوئی نہ کسی اور خیال و دلال سے بلکہ اس اندیشہ سے کہ مبادا کوئی صدمہ دل پر پہونچا ہو اور اس کی وجہ سے دشمنوں کی یہ حالت ہو گئی ہو جلدی جلدی ہو شیار ہونے اور غش برطرف کرنے کی معمولی تدبیریں کیں مگر کچھ اثر ان کا ظاہر نہ ہوا اس وقت حکیم مسحا صاحب کے بلانے کو امان جان سے کھلو ابھیجا اور میں نے یہ خیال فضل کیوڑا بید مشک پلایا خس اور کیوڑے کا عطر لگھایا چکنی مٹی کا ڈھیلا بھگو کر ناک کے پاس رکھا دو آدمیوں نے تلوے سہلائے دو پٹے کے انچل سے ہوا دی پنکھا جھلاٹھنڈے

پانی کے بار بار چھنیٹے دیے بارے خدا خدا کر کے آنکھ کھولی آدھی گھڑی سے زیادہ ان سب باتوں میں نہ گزری ہوگی جو ماشار التودہ ہوشیار ہو گئیں لیکن مجھ پر کیا سب یہی کہتے تھے کہ نہ معلوم کون گھنٹے گزر گئے امان جان انکی پیٹھ کی طرف ابھین اٹھا کر میو میائی کھلائی گرم سہتا سہتا دو دھتھوڑی سی پھٹکی ڈال کر پلا یا پھر صیلاح ہوئی کہ اب اُن کو کوٹھے پر نہ لے جائیں دو پہر رات گزرے صبح کو شب بخیر دیکھا جائے گا ترخ کو ایک کمرہ تھا اور اسی سے ملی ہوئی بوار رحمت کی کھینچی خالی پڑا تھا جلدی جلدی جھاڑ بہا کر سنبے لکڑا انکی راحت کے سامان وہاں مہیا کر دیے اور پلنگ پر لے جا کر لٹا دیا جب وہاں سے کھٹولی اٹھی اور بوا اچو یہ بوتلیں کھڑکیاں لینے گئیں تو انھوں نے خون کا تھا لاشع کی روشنی میں دیکھا درمیوی صاحبزادی“ جلدی ادھر آؤ کہہ کر مجھے پکارا میں جو گئی تو وہ لہو کا ڈبر ابھرا دیکھا کاٹو تو لہو نہیں ہر یہ کس کا خون کہہ کر میں زرد ہو گئی امان جان آئیں انھوں نے دیکھا دم بخود گھڑی تھیں کہ پانچوں پر نگاہ پڑی ایلو ہائیں یہ کیا ہوا کہہ کر وہ اپنے پانچے دیکھنے لگیں میں نے مڑ کر دیکھا تو ساری گوٹ لٹھری ہوئی تھی اور لٹختے کے لٹختے جھے تھے اب سب کے سب وہیں جمع ہو گئے خون کی جگہ گھیرے کھڑے ہیں کہ میں جلدی سے اٹھ کر کمرے میں گئی اُستانی جی کی پیٹھ کی طرف جا کر مڑ کر روشنے سے دیکھا تو بائیں جانب زخم پایا میرا قیاس صحیح نکلا جلدی سے ہاتھ رکھ کر خون بند کیا گو اب اُس تیزی سے نہیں بہتا تھا پھر بھی بخوبی رس رہا تھا کچھ دیر تو ٹوٹی ہی چلی ہوگی اشار سے بوار رحمت کو بلایا اور آگ منگا کر لٹیم جلا کر بھرا خون نہ رکا کڑا گھر بھی اکسیر ہے لیکن سارے گھر میں وہ آدھا بھی نہ ملا جو کچھ کام نکلتا آخر کو بان میں کر رکھ دیا

اُس سے خون کا آنا بند ہوا اب میری جان میں جان آئی دم ٹھہرا اور اُستانی جی کو غفلت سی آگئی جاگ کر وہ رات کاٹی حسب معمول چار گھڑی رات رہے اُستانی جی اُٹھیں میں دوسرے پلنگ پر بیٹھی تھی انھوں نے مجھ کو سوتا سمجھ کر اُٹھنے کا قصد کیا میں اُٹھ کھڑی ہوئی اور جلدی سے بازو بکڑ کر چوکی پر لے گئی بوا عجوبہ آہٹ پا کر اُٹھیں اور گرم پانی لا کر رکھ دیا مجھے اُن کی نیت کا حال معلوم تھا کوٹھے پر سے بنجی منگا کر جوڑا نکالا جب چوکی پر سے آئیں تو پہلے کا سا ضعف نہ تھا میں نے کہا کہ آپ کے دشمنوں کے بڑی چوٹ لگی یہ کپڑے سب نجس ہیں کہا میری کچی کچھ ایسی تدریس کر دو کہ میری نماز نہ جائے ذرا سا پانی منگا دو تو میں پنڈرا غوطہ کر ڈالوں اس امر میں کچھ کہنا سننا محض بیکار تھا چوٹھے پر سے بوا عجوبہ اور اماں پانی کا گھڑا اُٹھا لائیں بوا رحمت کی صحیحی میں انھوں نے بدن پاک کیا کپڑے بدلے اتنی دیر میں نماز کا بھی وقت آ گیا میں وضو کرنے لگی اور وہ سجادے پر تشریف لے گئیں بوا عجوبہ اُن کے پاس رہیں سارے گھر کو اماں نے جگایا بد نماز ہر ایک اُن کی خبر پوچھنے کو آیا صبح وشام حریرہ اور سختی دینا شروع کیا آنولے کامرہ ورتی نیم برشت اٹھا انا شیریں مکھن دو دھ قلیہ تورمہ روے کے افلاطونی پھلکے اور ایسی ہی ایسی ہلکی اور خون پیدا کرنے والی چیزیں زبردستی کھلا کھلا کر پندرہ بیس دن میں اُنکو اس قابل کر لیا کہ بے سہارے خود چلنے پھرنے لگیں اور ذری ظہور طاقت آگئی مولوی صاحب دیکھ گئے ننھے گھر جا کر ایک معجون بھیجی کہ سوتے وقت تو لہ بھر سونے کے ورق میں لپیٹ کر کھلا دی جایا کرے رفتہ رفتہ فضل خدا شامل حال ہوا اور میرے اطمینان کو ترقی ہوئی دور درمینے میں باقی تھے کہ وہ پھر کوٹھے پر گئیں

اور وہیں غسلِ صحت بھی ہوا مولوی صاحب نے دو جلدیں اور ایک قلمدان مع
 جزو دان مجھے عنایت کیا تو یہ سب بیوی کے غسلِ صحت کے دن مجھے ملکر دنی چوکنی
 خوشی کا سبب ہو گیا قلمدان صندل کا اور کتاب اخلاقِ محسنی اور انوارِ اسماعیلی تھی
 یہ کتابیں مولوی صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے لکھنی نقبین بیوی دیکھ کر بہت
 خوش ہوئیں گلستانِ توین پڑھ چکی تھی اخلاقِ محسنی مولوی صاحب شروع کرادی
 جو ہر روز میں آبا جان سے پڑھتی تھی اور انوارِ اسماعیلی اپنی جگہ پر دیکھتی تھی کہیں کہیں
 اُستانی جی اور آبا جان سے پڑھنے کی ضرورت ہوتی تھی گو کہ اُستانی جی کی اگلی
 حالت بدل گئی تھی اور خدا نہ کرے وہ نقابست نہ تھی طح طح سے اُن کی
 اُلٹ پلٹ کی گئی لیکن باوجود ان سب باتوں کے میں جو دیکھتی ہوں تو اُن کی
 وہ خوش خلقی ملساری ایک ایک کی واداری محبت سے پیش آنا خاطرِ کرنا پان دینا
 بٹھا پانچوٹی چوٹی کی خیر خبر پوچھنا بالکل باقی نہیں نہ آتے سے عرض نہ جانتے
 سے کام کبھی آنکھ بند مراقبہ میں کبھی چپٹ بھی نہیں پڑھ ہی میں کبھی حالِ رنخ
 و قبر پڑھ کر کا پیتی ہیں کبھی قیامت کے ذکر پر روتی ہیں اگر کوئی آنکھ لٹا ہے تو اس
 اسی قسم کی باتیں کرتی ہیں کہ وہ گھبرا کر اٹھ جاتا ہے روز کے ایک حال پڑھتا ہے
 سو اسیرے اور کون تھا جو روز موت کی گمانی اور قیامت کا حال دل دے کے
 توجہ سے سنتا رفتہ رفتہ لوگ کم آنے لگے ایک دن میں نے کہا کہ آپ کا مزاج
 نصیب دشمنان کچھ سست و سہا ہے فرمایا کہ نہیں تو میں نے کہا پھر کیا باعث جو
 آپ کی اگلی حالت میں کچھ فرق ہو گیا ہے یا بھی تو ایسا معلوم ہوتا ہے فرمایا نہیں تھا
 کہنا بجا ہے "میری طبیعت بالکل بدل گئی۔ اہل دنیا اور دنیا سے دل نیریز ہو گیا"

نہ کسی سے ملنے کو جی چاہتا ہے نہ بات کرنے کو اس کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب زمانہ کوچ کا بہت قریب ہے خداوند عالم بڑا سبب الاسباب ہے جب انسان کی موت آنے کو ہوتی ہے تو چند روز قبل مرنے کے اس کے دل کو دنیا کی طرف سے پھیر دیتا ہے کہ جتنے تعلق ہیں اُن سے نفرت ہو جائے اور سختی سے دم توڑ توڑ کر پھٹک پھٹک کے نہ مرے چونکہ وہ دنیا سے مانوس ہوتا ہے اور دفعۃً اُس کے چھوٹنے سے جدائی کے صدمے کی برداشت نہیں کر سکتا ایسے حکیم مطلق اُس کی دوستی کو تبدیل بے دشمنی کر دیتا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب ایک طرف سے دل ہٹتا ہے تو دوسری طرف رجوع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے کیونکہ ہر انسان میں اُس کا مادہ موجود ہے پس دنیا کے مقابلہ پر کیلئے دین جب دنیا کی محبت دل سے جاتی ہے دین کی اُلفت آتی ہے اُس کے ساتھ ہی موت کی یاد ہوتی ہے موت کے لئے خوف خدا تاریکی قبر سکراتِ موت طولِ برزخ ہولِ حشر سختیِ ساجیٰ ہشت سوال و جواب تزد عذاب پر نظر کرنا واجب ہے اُنکے تصور بناتے ہی وہ شخص مردہ دل اور مغمو ہو کر اپنے اعمال کی طرف خیال کرتا ہے اُن کو حقیر و ذلیل ناقابلِ قلیل پاکر فکرِ دینی سفرِ آخرت پر متوجہ ہوتا ہے اور خدا سے لولگاتا ہے دنیا اور اُس کے تعلقات سے دل ہٹاتا ہے یہی حال میرا ہے کچھ اوپر نوے برس کا سن ہوا ساری عمر دنیا ہی کے دھندون میں کٹی اب خدا کے فضل و کرم نے توفیق نیک کو میرا رفیق کر کے ان بکھیر و ن سے نجات دے دی ہے خود بخود دل علیحدگی ڈھونڈ رہتا ہے سوا تمہارے کسی سے مجھے نگاہِ اچھا نہیں معلوم ہوتا وہ بھی فقط اس وجہ سے کہ خدا رکھے تم اتنا کی نیکی بخت اور سعادت مند ہونم سے بڑی بڑی

یہ ہر اس ہوتا اور پھوٹ پھوٹ کر دل روتا حاکم کو نہیں کے سامنے جانا اور خالی ہاتھ دکھانا نہ ہدیہ مقبول ہے نہ تحفہ معقول گو وہ متغنی ہے بے نیاز ہے مالک ہے پلک نواز ہے ہمارا کچھ لے جانا اپنے واسطے ہے نہ اُس کے واسطے تھوڑا سا کام دکھائیے مزدوری پائین گے ردنا تو اس بات کا ہے کہ وقت تنگ ہے اور بری بڑی امنگ لیکن اب سوچے تو کیا سوچے اور سنبھلے تو کیا سنبھلے نہ کچھ بنائے بنے گا نہ کچھ کیے ہو سکے گا ٹھوکر کھا چکے گڑھے میں پاؤں جا چکے اگر چاروں ادھر خیال ہوتا تو آج نہ یہ حال ہوتا جیسی کرنی ویسی بھرنی شہور ہے خطا کر کے پھینکانا بھی ضرور ہے اب بے موت مرتے ہیں افسوس کرتے ہیں کاش اب بھی جو کچھ کیا کریں بے ریا کریں تو بھی اُس کی رحمت بے انتہا ہے گناہوں کی حقیقت ہی کیا ہے بخش دے تو کیا دور ہے کہ وہ راحم و غفور ہے ظاہرہ سلیم خالی ہاتھ سارا قافلہ ہے نہ زاد ہے نہ راحلہ رستے سے نابلد راہ سے نا آشنا منزل ایک اور پھر سب جدائخت نشین اور خاک نشین برزخو اس کو خوف دہی اس کو ڈر سب کے پاس سواری ہے مگر بے قابو ہے وہاں لیے جاتی ہے جو مقام ہو جہنم یا جہنم خدا کی ذات زبان ہے گویا ~~نہیں~~ آکھ کھلی ہے بینائی نہیں ہاتھ پائوں تل جگر افسردہ دل مردہ پہلو دیران سینہ سفسان نہ رگون میں ہونہ لمو میں جوش نہ سر میں سودا نہ دماغ میں ہوش نہ قلب میں ارمان نہ بدن میں جان سب اعضا کا قافلہ بدستور در بر قرار ہے مگر ہے یوسف روح ہر اک بیکار نہ طاقت قیام نہ قوت قعود نہ دم نہ درو د بند منہ پر موت کا قفل لگا ہے روح نکل گئی اب وہاں دھراک ہے ہونٹ بے حرکت زمین اور ہاتھ پاؤں بے حسٹ ناک میں بو نہیں جاتی بات سمجھ میں نہیں آتی کان

ہرے گالوں کی رنگت نردبے محرومِ مزاجی کا بازو ارسو ہے کانون کی بون
 آنکھوں کی پتلیاں پھری ہوئیں ساری دنیا کی چیزیں نگاہوں سے گری ہوئیں
 شامِ جوانی اور صبحِ پیری کا ایک حال نہ سن کی تمیز نہ عمر کا خیال کچھ پیچھے آگے
 جاتے ہیں چار کے سہارے بھاگے جاتے ہیں اتنی مجال نہیں کہ سامانِ ناداری دیکھیں
 یا اپنی ناداری جو عمر بھر نہ پنے کپڑے وہ پنے ہیں ہیں سہاگن اور ہاتھ پاؤں بے گنت ہیں
 سادھی وضعِ سادہ لباسِ عطر کے بدلے کافور کی بو باس نہ سونا بھونابے نہ ڈھنچا
 بچھونا کوئی شہادت دیتا ہے مگر کانون میں آواز نہیں آتی کسی کی شکل دیکھی نہیں
 جاتی نہ اپنی محبت کا خیال ہے اور نہ کسی کا نہ فکر کا محل ہے نہ غور کا کوئی روتا ہے
 روبا کرے اپنی جان کھویا کرے نہ ملت کا پاس ہے نہ میل کا خیال نہ کسی سے
 تھلا ملا ہے نہ بول چال آرزو بے ٹھوٹھکلانے ہے امید خاکِ بسنہ حسرت کا اثر ہے
 نہ ارمان کا گذر وہ دل ہی نہیں جوان سب کا مکان ہے ہر اک صاحبِ بلا متی
 انجان ہے آبادی کی جگہ دیرانہ ہے اتر کارخانہ ہے نہ خون دوڑتا ہے نہ سانس آتی
 جاتی ہے نہ کوئی ہر کارہ ہے نہ خبر آتی ہے چار طرف سناٹا پڑا ہے سب چپ چاپ
 ہیں خموشی کا جھنڈا اگر ہے نہ کوئی ہمدرد ہے نہ غمخوار نہ دوسوڑ ہے نہ دلدار اور کوئی
 ہے تو ہوا کرے کچھ کہتا ہے کہا کرے نہ شکوے شکایت کا خیال نہ ترک ملاقات
 کا ملال بلکے ہوئے جانے ہیں کب کسی کے کہنے میں آتے ہیں بڑی سرکار میں
 ظاہر ہے دم لینا ترکِ ادب ہے ٹھہرنا کیسا بات کرنا کیسا نہ اس کی طاقت
 نہ اس کی مجال نہ کسی کی پروا نہ کسی کا خیال سب سے آنکھ پھرتے ہیں پردے
 میں بچھ چھپتے ہیں آخری نکھار نیا سنگار کیے ہیں جو دکھائی نہیں دیتی وہ گھڑی سر پر

لیے بین چار کی مدد سے راہ کٹی خدا خا کر کے منزل ملی زمین کی چھاتی پھٹی نام چار
کو جو ساتھ آئے تھے لحد کے نغین نقد دینے کو لائے تھے سواری سے گر پڑے مین
آتا رہا اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا اُجلے کپڑوں سمیت زمین پر لٹا گئے ہوا کو روک گئے
خاک مین ملا گئے۔ یہ کہہ کر اُستانی صاحبہ کو اس قدر رقت آئی کہ بات کرنا دشوار
ہو گئی میرا دل پہلے ہی سے بھرا آیا تھا آنکھیں ڈیڑ بائی ہوئی تھیں اُن کا رونا سہلا
تھا یا ٹھیس لگنا بلک بلک رونے لگی یہاں تک کہ پچھلی بندھ گئی اُستانی صاحب
آنسوؤں سے روئیں اور مین آواز سے میرے بھون بھون رونے کی صدا اُمان نے
مستی دوڑی ہوئی گئی اُمان جان کو لائی وہ گھبرائی ہوئی آئین اور ہکا بکا ہو کر
اُمان سے پوچھنے لگیں کہ ارے کیا ہوا کچھ بیان تو کرو وہ بیچاری پوچھے پاس
بیٹھی تھی اُسے کیا خبر کہ یہاں کیا باتیں ہوئیں ڈر کر بولی کہ حضور مجھے نہیں معلوم
مین نگوڑی ماری تو باورچی خانے مین اپنا منہ جھلس رہی تھی یہاں کچھ باتیں
ہو رہی تھیں مین نے سنی بھی نہیں آمان جان کا میرے پچھڑ پچھڑانے پر دل تلملایا
روک تھام کرنے بیٹھیں سینے پر ہاتھ پڑتے ہی کہا کہ ہر جہاں سے دل بھی توڑ پ
رہا ہے کس سے پوچھوں کہ یہ کیا تھا استاد شاگرد دونوں کے دونوں سادوں
بھاؤں ہو گئے اب بیچاری اُمان جان کبھی تو اُستانی جی کی خبر لیتی ہیں کبھی میری
تھوڑی دیر مین وہ بیہوش ہو گئیں مگر مجھے معلوم نہیں دو چار دفعہ منہ دھوئے
پانی پلانے سے سانس اور دل ٹھہرا چکی رُکی آنسو تھمتا تھے کہ اُمان جان نے
کہا ظاہرہ بیگم دیکھو خبردار اب نہ رونا تمھاری اُستانی کے دشمنوں کی طبیعت اچھی
نہیں مین رونا دھونا سب بھول گئی مگر اُٹھو دیکھتی ہوں تو کٹھری کی طرح پڑی ہیں

بدن سخت ہے دانت پیچھے ہیں نہ حلق سے پانی اُترتا ہے نہ پانی کے چھینٹے منہ پر
اثر کرتے ہیں نہ نکھکا کام دیتا ہے نہ ہوا سے کچھ ہوتا ہے امان جان بدحواس اور
بیتاب کہ کیونکر جلدی سے ہوش میں لے آؤں زینے پر کھڑے ابا جان پوچھ رہے
میں نانا جان نے خبر یا کر ڈاک بٹھادی ہے آدمی برابر بھیڑے کر رہے ہیں نیچے
کے لوگ اوپر ادھر کے نیچے ہو رہے ہیں اپنی اپنی عقل لڑاتے ہیں تدریس کرتے
ہیں کچھ نہیں ہوتا یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت آگیا اور باغ والی مسجد میں
اذان ہوئی یا تو ایک ایک چپ چپ کر رہا تھا بستم بستہ تھی نہ کاؤن کاؤن تھی
نہ چاؤن چاؤن اللہ اکبر کی صدا سنتے ہی تو چل میں چل ایک ایک کھسکنے لگا
کچھ ادھر کچھ ادھر ہو گئے امان جان بھی وضو کے لئے گھبرا کر اٹھیں میں استانی جی
کے سرھانے بیٹھی نہ اٹھیں چھوڑنے کو جی چاہتا ہے نہ نماز کو سر توڑا نو پر رکھ لیا مگر
نماز کے جانے کا بڑا دھڑکا لگا ہوا غما خدا کے صدقے جاؤں فوراً اُس نے پیر
دل میں ڈالا کہ لاؤ کان میں جھک کر نماز کے لئے تو کھون شاید آنکھ کھول دیں
یہ خیال آتے ہی میں نے کان سے منہ لگا کر چیخ کر کہا کہ بیوی جلدی اُٹھیے نماز کا
وقت جاتا ہے ایک ہی دفعہ کہنے کی نوبت آئی تھی کہ وہ چونک پڑیں مجھے
و عادی کر سرز انو سے اُٹھانے کا ارادہ کیا میں نے سہارا دیکر اٹھا بٹھایا وضو
کر کے ہم نے اُنھوں نے ساتھ نماز پڑھی بعد نماز امان جان آمین اور مجھے کہا کہ
طاہرہ یہ کیا ہوا تھا میں نے عرض کیا کہ موت اور قبر رزخ اور قیامت اعمال
اور گناہ سزا اور جزا کا ذکر تھا جس پر مجھے بھی رونا آیا اور وہ بھی رومیں ہی ہنسا کر کہ
استانی جی صاحب امان جان کی طرف پھر میں اور کہا کہ بیوی کچھ اتفاق کی بات تھی

مسیحیوں مرتبہ یہی ذکر کیا اور ایک آنسو نہ نکلا آج کچھ ایسا دل بھرا کلیجہ اٹا کہ بھٹ
 نہ ہو سکا بہت چاہا کہ طاہرہ بیگم ٹھہری ہین میں نہ روؤں مگر توبہ آنسوؤں کی بدولت
 تھیں کہ جاری ہو گئیں سمان تو بڑھ ہی چکا تھا اور تصور بھی صادق تھا میں اپنے
 عالم میں آنکھ بند کئے کہہ رہی تھی اور یہ دل لگائے سن رہی تھیں دونوں
 کا ایک ہی حال تھا اور وہی اک خیال ایک ہی سانس بھی پڑا امان جان اُستانی صاحب
 جب آپ ایسی اچھی باتیں کیا کیمے ہمیں بھی یاد فرمایا کیمے راستانی جی (اچھو بیوی
 پہلے سے ارادہ کس کا تھا بات میں بات نکل آئی فرض کر کے کہنے بیٹھتی تو ایسا بھی
 کرتی ہیں نے کہا کہ روئے نے بات ہی کاٹ دی افسوس ہے کہ ذکر ناقص رہا
 اور ہمارا مطلب نہ نکلا پہلی ہی منزل کا حال تھا کہ اپنے حال پر رونا کیا نہ سنے
 کی تاب رہی نہ کہنے کی نہیں معلوم اسکے آگے آپ کیا بیان کرتیں جہاں تک
 سنا اُسی کی تاثیر نے دل دکھا دیا دنیا اور اس کے اسباب زمانہ اور اس کے
 تعلقات سب نظروں میں خاک معلوم ہوتے ہیں ایک تو حق بات سچا حال
 دوسرے آپ کا زبان مبارک سے اُسکو بیان فرمانا ایسا نہ تھا کہ کوئی قانون والا
 خا کا بندہ سُکر چپ چاپ بیٹھا رہے پتھر پڑتا تو لکھل جاتا یہ تو آدمیوں کے دل
 تھے (امان جان) ہاے افسوس ہے کہ میں محروم رہی نہ سنے کی حسرت رہ گئی
 طاہرہ بیگم اب خیال رکھنا اگر ایسا وقت پھر ہو خود آسکتا تو مجھے بلوالینا
 دیکھو خبردار بھولنا نہیں یہ کہہ کے امان جان نے پاندان کھولا اور ایک ایک
 پان بنا کر سب کو دیا بیوی کے لئے میں پان پان کٹی میں کوٹنے لگی کہ اتنے میں
 اچھو بہ نے مولوی صاحب کے آنے کی خبر دی امان جان نے فرمایا کہ آنے دو ہم تو

کوٹھے پر مین اچھوہ نے کہا کہ یہیں آئیں گے زینہ پاس سب کھڑے ہین مین نے جلدی سے پردا کیا اور تینوں صاحب کو ٹھے پر تشریف لائے اسکے پہلے باہر شاید آپس میں کچھ باتیں ہو چکی تھیں تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب نے ناتا جان سے خطاب کر کے فرمایا کہ نواب صاحب موت کا وقت گومعین ہے لیکن ہم کو معلوم نہیں خدا جانے کس وقت آجائے اعمال تو جیسے مین وہ ظاہر ہے ساری عمر دنیا ہی مین کٹی دنیا کے چولھے کی لکٹی بنے۔ ہے کوئی نیک کام نہو شیطان کے تابع رہے اور نفس کے محارم جو ضبط ہوا وہ کیا جو تھہ مین آیا وہ نواب ارحیل کی آوازیں آرہی مین جرس بج رہا ہے قافلہ تیار ہے کوچ کی خبر ہے صبح شام چل چلاؤ بے میرے پاس جو کچھ ہے وہ بھائی صاحب کی جائداد ہے مین چاہتا ہوں کہ کسی کو اپنا وصی اور وارث اس جائداد کا کر جاؤن خواہ میرا مال ہو یا بھائی صاحب کا قاطعہ بیگم کے سوا کوئی حقاار نہیں تین بھائی دو بہنوں مین ہی اک اکیلی مین یا بدنام کفندہ نکو نامے چند ایک مین ہوں ان کے سوا میرا نہ کوئی وارث ہے نہ سختی ارث چاہتا ہوں کہ آپ کل تکلیف فرما کر جائیں یا نواب دولہا صاحب زحمت گوارا کریں اور کسی وکیل سے پوچھ کر لپکا کاغذ کرا دیں وصیت نامہ مہیا نامہ یا اور جو کچھ مناسب ہو وہ لکھا پڑھا دیجیے کہ مین بری الذمہ ہو جاؤن باوصف اسکے کہ بڑے بھائی صاحب بیت اللہ شریف جاتے وقت وہ جائداد بادشاہی وقت مین میرے نام لکھ گئے تھے اور جس کام کا وہ صلہ تھا اسے بھی چند سال تک مین نے انجام کو پہونچایا مہم اس کی آمدنی سے ایک کتبہ اور خر مہرہ مین نے نہیں چھو خرچ اخراجات مالگنداری کے بعد پچیس ہزار روپے

سال گزشتہ تک جمع ہوئے تھے جس میں سات ہزار روپے اور ملا کر اسی سے ملا ہوا موضع بکثرت تھوہ میں نے بول لے لیا اور پانچ ہزار روپے کو بالکس گنج والا باغ بیچ ڈالا اب دونوں موضعوں کی آمدنی قریب ساٹیس سو روپے کے ہے پھلی پتا و سنٹھا نرکل کھجور ام کھٹل امرود وغیرہ سات سو روپیہ سال کو بکتا ہے کوئی تردد کرے اور خود جا کر جانچے تو چونتیس سو سے بہت زیادہ نکاسی ہو جائے دریا قریب ہے دونوں موضعوں میں بڑی بڑی جھیلیں ہیں جن میں کی ایک میں نے بنوائی ہے پانی کی اتر رخ دقت تھی میں نے گرمیوں میں بہت سے مزدور لگا کر دو مہینے تک دو ڈیڑھ کوں تک کی ایک بڑی گہری جھیل کھدوائی گئی ہزار روپیہ خرچ ہوا لکھ پتھر سے قوسب راستے درست ہوئے ابڑی کسانوں نے لیکر مکان بنوائے کئی برس تک تو اس میں سینچہ کا پانی آیا کیا ایک سال بھیلے نے آکر اسکو لٹب کر دیا ہر سال برسات کے بعد چو طرفہ مکانوں کی مرست اور تعمیر کے لئے مٹی کی ضرورت ہوتی تھی تو میں نے پٹواری اور وہان کے صلحدار سے کہہ دیا تھا کہ جس کو مٹی کی ضرورت ہو اس جھیل سے کھدوائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ چار برس میں وہ دونوں تک پہنچ گئی اب دونوں موضعوں کا رقبہ یا احاطہ جو کچھ تھوہ وہی ہے پھلیوں اور نگھاڑوں کی آمدنی اسی جھیل سے بڑھی نرکل اور بید سادہ بھی اسی کے دونوں کناروں پر ہوتا ہے ایک چھوٹا سا ٹکڑا میں نے بھی حال میں آباد کیا ہے پُرانا باغ کٹوا کر نئی بستی بسائی ہے جو ابھی بہت کچھ تردد چاہتی ہے وہ بھی انھیں کی ذات سے تعلق ہے الغرض حق حقار کو پہنچ جائے تو مجھے چین آئے اُستانی جی نے یہ تقریر سن کر فرمایا کہ یہ آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں مجھ عورت مانی

کو گائون گوئین سے کیا علاقہ اس کے علاوہ وہ گائون اس خدمت کا صلابہ جو مت قضا پر ٹھیکہ بجالائی جاتی تھی موضعیف سے کہیں پہاڑ کا بوجھ اٹھا ہے۔ بھلا میں اور وہ عمدہ گو وہ خدمت اب آپ سے متعلق نہیں اور نوابی جاچکی لیکن پھر بھی خلق خدا کے ہزار دن کام آپ سے نکلنے میں تو کیا لگجہ آپ کے دشمنوں کے میں بھی اُن کاموں کے انصرام کی قابلیت رکھتی ہوں نہ نماز پڑھا سکتی ہوں نہ مسکیتا سکتی ہوں دروازے پر جنازہ رکھا ہے اور مرادہ گھر سے باہر نہیں نکل سکتا نہ جمہ جماعت کے قابل نہ وعظ نصیحت کے لائق پھر لے کے کیا کروں اُسکے سوا جب مجھے اپنی زندگی پر خود ہی اعتبار نہیں ہے اور بعینہ مثل آپ کے میرا حال بھی ہے تن تمام ہونے کو آیا دنیا کی سیر ختم ہو گئی نہ جوانی ہے نہ بچپنا دونوں مرحلے گزر گئے پھر باقی کیا رہا بڑھا پا اسکو آئے بھی ایک مدت گزر گئی میری آپ کی عمر میں کچھ یوں ہی سافرق ہے دیا ڈیڑھ برس کا چھوٹا یا بڑا ہو گا اباجان کی شادی کے بعد آپ پیدا ہوئے ہیں یہی ہمارے گھر میں دہری شادی تھی یہ عذر بھی فقط آپ کے خیال کے بموجب میں نے پیش کیے ورنہ اصل یہ ہے کہ کسی عمر کے انسان کو اپنی زندگی پر بھروسہ نہیں مجھے آپ نے کیونکر زندہ جاوید بھی لیا ہزاروں غنچے بے کھلے مرجھا گئے ہیں ہزاروں بچے بے پردان پڑھے موت کے پنجے میں آگئے ہیں سیکڑوں لہلہاتے پھول خزان کے ایک ہی جھوکے میں ہوا ہو گئے ہیں اور ہزاروں جوان معطل بڑھتے بڑھتے دفعتاً فنا ہو گئے ہیں سمجھتی ہوں کہ پہلے میرا ہی جانا ٹھہرا ہے (مولود مصاب) فاطمہ بیگم تمھاری ساری تقریر کو کہ صحیح ہے مگر میں اسکو نہیں سن سکتا کہنا تمھارے اختیار میں ہے اور عمل کرنا میرے بس میں ہے حق سے انحراف نہیں کر سکتا اپنے ارادہ کو کل انشاء اللہ

ضرور پورا کر دینا پھر تھیں اختیار ہے چاہے تو دلو چاہے کسی کو دید و رسانی جی چاہا
میرا تو کوئی جھوٹا بھی اپنا نہیں جو کچھ ہے اللہ رکھے ظاہر ہے لڑکی سمجھے لڑکا
سمجھے اسکے سوانہ کوئی میرا ہے نہ میں کسی کی ہوں (مولوی صاحب) ہاں سچ ہے
اس میں کسی کو کلام ہی کیا ہے پھر اگر تم نہ لو ظاہر ہو گیا کہ نام اُس کا کاغذ کرادو (دُرُستانی جی)
یہ بات آپ نے ایتہ میرے دل کی فرمائی مولوی صاحب یہ سنکر مسکرا دیے اور کہا
کہ بہت بڑا مرحلہ اس وقت طے ہو گیا اب میں جاتا ہوں بیوی نے سلام کیا وہ
رخصت ہو کر باہر سدھارے میں نے جا کر کھانا بھیجوات گزری صبح سویرے
مولوی صاحب کا آدمی آیا نانا جان گئے راحت نگر کا کاغذ میرے نام ہو گیا
ابا جان اُسکا انتظام کرنے لگے سال قریب ختم تھا اٹھتی باقی تھی کارندہ ہو تیار
پہلے تو اُس نے بڑے بڑے داؤن بیچ کئے اڑ گئے مارے ابا جان نے رفتہ رفتہ اسکے
ہاتھ سے سب کام نکال لیا اور روپیہ وصول کر کے حساب سمجھا سال تمام کا کاغذ
دستخط کرنے کو میرے پاس بھیجا میں وہ کاغذ لیے ہوئے اُن کے پاس چلی گئی اور کہا
کہ حضرت آپ ہر طرح میرے مالک اور مختار ہیں میرے دستخط کی کیا ضرورت ہے
آنھوں نے ہرگز نہ مانا شاید مولوی صاحب میرے دستخط ہی کے منتظر تھے ادھر میں نے
نام لکھ کر کاغذ ہاتھ سے رکھا ہے کہ خدا بخش روز پائیٹا آیا ابا جان گھبرائے ہوئے
باہر گئے پوچھا معلوم ہوا کہ شب کو ایک مرتبہ مولوی صاحب نے جی بڑا کیا صبح کو کہیں
ایسا درد اٹھا کہ دوپہر ہوتے ہوتے انتقال کر گئے مولوی کمال الدین صاحب کے
گھرانے میں یہی حضرت باقی تھے بعد ازاں کے اُن کے گھر کا چراغ گل تھا لیکن رسانی تھا
کی آنکھ سے ایک آنسو نہ نکلا ہاں کچھ دیر چپ رہیں ابا جان اور نواسی صاحب ادھر گئے

وہاں جا کر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب ابا جان کے نام وصیت کر گئے ہیں اور خدا بخش سے (جو اُن کا پُرانا خدمتی اور رازدار تھا) فرما گئے تھے کہ پہلے نواب دہلا صاحب کو لانا کاغذ دینا جو وہ کہیں اُس پر عمل کرنا دفن کے بعد جب ابا جان آئے تو وہ کاغذ میں نے بھی دیکھا لکھا تھا کہ نواب دہلا صاحب میرے یہ آخری چار پانچ کام ہیں اُسکے بعد پھر میں آپ کو تکلیف نہ دوں گا مجھے میرے بزرگوں کے پہلو میں دفن کیجئے گا قبر کو پختہ نہ کریے گا کوئی تاریخ اس پر نہ لکائیے گا مکان باغ دوکانیں سب ظاہرہ بگم کو دیجیے گا سب نامہ میری جائیداد میں ہے جس کو میں امتحان قرآن مجید کے روز سے لکھی چکا ہوں تیجہ چالیسواں اور اُن کے درمیان دو بعد کی تقریبوں میں پہلے قرآن خوانی ہو پھر ذکر رسول دال رسول فاتحہ ہو یا ردود خلافت شرع شریف نہ ہو خدا بخش کو اپنی خدمت میں رکھئے گا اس کاغذ کو پڑھ کر مجھے رونا آگیا اور یاد آیا کہ چار روز اُدھر مولوی صاحب یہیں بیٹھے ہوئے مسکرا مسکرا کر میرا قرآن مجید سن رہے تھے آج منون مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں ہائے دنیا کی بے ثباتی اور ہماری غفلت اور کم التفاتی نواں درس میرے لئے بڑے رنج و ملال کا سبب ہوا جہاں تک مجھے ہو سکا مولوی صاحب کیلئے دعا خیر و اعمال نیک کئے حالانکہ وہ معصوم صفت قرشتہ خصاست تھے نہ انہیں میری دعا کی ضرورت تھی نہ استغفار کی حاجت لیکن آدمی کو آدمیت فرض ہے اور کچھ نہ ہوا ہو گا اُن کے مرتبہ ہی میں ترقی ہو گئی ہو گی دنیا میں تو کسی قسم کی نیکی اُنکے ساتھ مجھے نہ ہو سکی تھی بلکہ اس کے برعکس معاملہ تھا اب بے روپے پیسے کا سلوک یا احسان کرنا اور خالی زبان ہلانا کیا ایسا دشوار امر تھا جو دریغ کیا جاتا کہ قرآن بخشنے

تمازین پڑھیں انھیں کی جائداد سے خیرات کی صدقہ دیا مجلسین کمین چالیسویں کی تقریب میں ان کے بہت سے شاگرد آئے جن میں کے دو چار مالدار بھی تھے انھوں نے مقبرہ بنواتا چاہا اباجان نے ان کا فرمان دکھایا خلاف وصیت ہونے سے وہ سب چپ ہوئے جب تبرک کی کرنے کی اجازت نہ تھی تو مقبرہ کیسا کئی روز مہمان رہ کر آگے پیچھے سب زحمت ہوئے کنوار کے ہلکے ہلکے نگاہی جاڑوں میں لال بخار پھیلا اور کوئی گھر ایسا نہ تھا جہاں وہ نہ گیا ہو کوئی آدمی ایسا نہ تھا جسے نہ آیا ہو ہمارے ہاں بھی اپنی باری سے آیا اور دو دو چار چار آدمی ایک ہی دفعہ ماندے ہوئے مجھے اور اتنا ہی جی کو جمعہ کے دن بخار چڑھا دوپہر کو نماز پڑھتے پڑھتے وہ لوٹ پوٹ ہوئے انھیں میٹھی ہوئی دبا رہی تھی کہ میرے ہاتھ پاؤں ٹوٹنا شروع ہوئے پہلے بند بندہ دکھانسی اٹھی پھر جھجھجھری معلوم ہوئی سردی لگی آخر کو کلیجہ تھر تھرانے لگا پھر اس قدر کسپ کی بڑھی کہ سارا بدن ٹوٹ گیا تھیلے میں ہڈیاں بھری معلوم ہوتی تھیں کوٹھے سے اترنا دشوار ہوا گرمی کے باعث سے جاڑوں کی چیزیں بچانوں پر یا صندوتھوں میں تھیں وہاں دھرا کیا تھا جو اوڑھ لیتی اس خیال سے کانپتی تھر تھراتی نیچے اتری مگر عاذ اللہ اتنی ہی دیر میں قریب تھا کہ دم نکل جانے لڑے نے بھونچال کی صورت دکھا دی گرتی پڑتی مچھنی کے قریب پہونچا روبرو رحمت کو آواز دی کہ جلدی دوڑو میں گرتی ہوں وہ ننگے پانوں ٹھوکرین کھاتی آئیں غلوں میں ہاتھ دیکر سنبھالا ہوا عجوبہ نے دیکھا وہ دوڑ پڑیں دونوں نے دپنے بائیں سہارا لگایا خیر اتن نے جب تک بچھونا کیا میں رٹکھڑاتی وہاں تک پہونچی اور کچھ جلدی اڑھا و کہہ کر سمٹ سمٹ کے لیٹی سردی کے مارے

پیٹ سے گھٹنے لگا کر گولالا اٹھی ہو گئی لیکن میرے کانپنے سے بوا رحمت چھل چھل
 پڑتی تھیں جو جس کو گرا پڑا ملا اُس نے چڑھانا شروع کیا کوئی دھسسا ڈال گیا
 کوئی کل ایک بوغ بند اوڑھا گیا ایک قالین امان جان نے جو اپنے کمرے میں
 یہ دوڑو دوپ دیکھی گھبرا کے پوچھا کہ ارے خیر تو ہے یہ گھر بھر کے بچھو نے کیوں
 اٹھائے جانے میں کسی نے کہہ دیا کہ چھوٹی سلیم کے دشمنوں کو بڑی شرت سے جاڑے
 کا بخار آیا ہے وہ جلدی سے کوٹھری میں گئیں ماماؤن کو بلایا کر بچان پر سے کافون کا گھٹ
 اتار اگھرائی ہوئی کمرے میں یہ کہتی آئیں کہ ارے یہاں کیوں لٹا دیا رحمت نے کہا
 کہ حضور اُن کے دشمنوں سے چلاؤ جاتا نہ تھا پھر کیا کرتے یہ سکر وہ پلنگ پر آئیں
 مجھ پر غالیچہ اور کل لدا ہوا دیکھ کر خفا ہونے لگیں کہ دیو اتیو تم ذرا میں بوکھلا کیوں
 جاتی ہو ساتے پکانوں پر کافون کا انبار لگا ہے زمانہ بھر کا آخر لیکر میری کچی پڑوا ل دیا میں
 ابھی یہ سب یاقین بنتی ہوں اور دل اسی طرح کلیجے کے ساتھ کانپ رہا ہے انھوں نے
 وہ سب چیزیں ہٹا کر تلے اوپر دھسے پردوں کاف ڈالے اور سب طرف سے دبا کر
 بیٹھیں تھوڑی دیر میں وہ سردی خدا کر کے کم ہوئی میں نے امان جان سے
 کہا کہ نہیں معلوم اُستانی جی کے پاس کوئی ہے یا اکیلی ہیں کہا کیوں میں نے کہا کہ
 انھیں بھی بڑی شدت سے تپ چڑھی ہے اے ہاں میری امان جان میں آپ سے
 قربان ایک لحاف کو ٹھہر بھی بھیج دیجئے اُستانی جی پر بھی ہی الا بلا پڑی ہے
 بے روتی دار کپڑے کے جاڑا نہ جائے گا کسی سے کہتے کہ ہر وقت اُن کے پاس رہے
 میری ساری جان اُن میں لگی ہے امان جان نے اُسی وقت اپنا لحاف نکلوا کر
 کہا کہ جاؤ اُستانی جی کو اڑھاؤ اور ایک آدمی وہیں رہے خبردار جو انھیں اکیلا چھوڑا

میں اسی کی منتظر تھی یہ سنتے ہی میری آنکھ بند ہو گئی اور ایسی غفلت آئی کہ پھر مجھے اپنے تن بدن کی خبر نہ رہی تیسرے روز بخار کا زور کم ہوا نہین معلوم نماز کیونکر پڑھی اور کس نے پڑھوائی چونکہ پرکون لے گیا پہرا کس نے دیا خبر کس نے لی راحت کس نے دی امان جان بیچاری ہم دونوں کے اُلٹ پلٹ رکھ رکھاؤ دوا دین آگے تاگے میں ایسی بھسین کہ اُن کی عادتوں میں فرق آگیا خلافت و ذت کھانے رات بھر کے جاگنے سے بالکل پست ہو گئیں آخر کو ایذا نہ سہیکن اُن کے بُرا چاہنے والے بھی پڑ گئے چوتھے روز جب میں اچھی طرح سنبھلی تو لیٹے لیٹے پیٹھ دکھنے لگی تھی پسلیوں میں درد تھا چاہا کہ اُنھوں بوارحمت اور اعجوبہ نے ملکر اُٹھایا گاؤ سے لگ کر بیٹھی دیر تک یہ لوگ ادھر ادھر کی باتیں کیا کیے اُستانی جی کی خبر پوچھی کہا کہ اچھی ہیں بخار اُتر چلا ہے نہ وہ غفلت ہے نہ حالت کم کم حرارت ہے میں نے کہا کسی طرح مجھے اُن کے پاس لے چلو سب نے کہا کہ واہ بیوی میگیم صاحبہ نہیں گی تو مار ہی ڈالیں گی ہمیں اپنا سر کورے اُسترے سے منڈوانا منظور نہیں ایک تو پوہ میں بخار سے سب بال اُتر رہے ہیں آپ چھیلا بھونا کیسرو بنا نا چاہتی ہیں دانی بندی میں نہ حال ہے نہ طاقت خدا نہ کرے چوٹ چپٹ لگ جاے یا حرج سے بخار بڑھ جائے تو ہم کیا منہ دکھائیں گے کیونکہ جواب دہی کر نیکی یہ تو ہم سے نہ ہوگا اور جو کہتے بجالائیں آج اُن کے بیرون کی کچھ طبیعت سست ہے اس سے لیٹی ہوئی ہیں نہین اب تک چار پھرے کر گئیں ہوئیں اُن کی تلملاہٹ دکھی تھوڑی جاتی تھی وہ تو یہ کہتے کہ خدا نے فضل کیا آپ نے آنکھ کھولی بات کی ان کے دل کو قرار آگیا تین رات دن برابر ہلک سے پلک تو اُنھوں نے لگائی نہین کوٹھے سے

یہاں آتی تھیں یہاں سے کوٹھے پر جاتی تھیں خدا اُن کو اچھا رکھے ہیں تو ٹھٹھا ہے کہ اُن کے دشمن کہیں لت پت نہ ہو جائیں بوا رحمت یوں مجھے بہلا رہی ہیں کہ ایک ماما نے بے تکاشا کہہ دیا کہ بیگم صاحب کو وہ بخار چڑھا ہے کہ چنے ڈالو تو نہیں جائیں (رحمت) نہیں بوا ابھی تو میں وہاں سے آئی ہوں خدا نہ کرے اور مجھ پھیر کر اشارے سے منع کیا وہ کچھ گھبرا کر کہنے لگی کہ جی ہاں نہیں دہ تو اچھی ہیں خیر اتن البتہ کل سے گری میں مرنے لگا کہ امان جان کمان میں کما حضور مجھے نہیں معلوم یہ کہہ کر وہ جلدی سے آڑ میں ہو گئی میں سب سمجھی اور پیشاب کو اٹھی وہاں سے امان جان کے کمرے کا رخ کیا اب بوا رحمت کا کچھ زور نہ چلا مجبور ہو گئیں اور بازو تھامے وہاں تک لائیں جب میں پہنچی تو دیکھا کہ بھینسون بخار چڑھا پڑی ہلہلا رہی ہیں دو آدمی دو طرف سے دبائے بیٹھے ہیں جن میں سے نور کاٹھہر متمایا ہوا ہے دیکھتے ہی دیکھتے اُسے بھی بخار چڑھ آیا ایک آدمی رہ گیا وہ اٹھ گئی میں جاٹھی اور پانوں دبائے لگی بوا رحمت اپنی صحنی میں گئیں بخار چٹ گیا خوب کوٹھی سے اناج نکال کے لائیں دال دھونے کو شکے سے پانی لینے گئیں ہاتھ ڈالنا تھا کہ سردی معلوم ہوئی سب چھوڑ چھاڑا ڈھ لپیٹ کے لیٹ رہیں محمدی خانم وضو کر رہی تھیں کہ پانی نے کاٹا جب تک اٹھیں اٹھیں بخار نے پچھاڑ دیا ایک گرا دوسرا گرا اس کی خبر آئی اُس کی دردی سنی دو روز میں سارا گھر جنگل اور گھروالے شیر ہو گئے اب اپنی اپنی جان کی پڑی ہے ایک ایک پڑا اوچھل رہا ہے کوئی روکنے تنھا منے والا نہیں آپ ہی اچھلتے ہیں آپ ہی گرتے ہیں تمام گھر کا گڑگو دھوکہ ہو گیا باہر کے آدمی آکر سب کو برابر لٹا کر دریاں چاندنیاں اڑھا گئے سردی تو کم ہوئی

مگر ایک ایک بیمار کے لیے ایک ایک خبر گیر چلے گئے تھا وہ کہاں نہ کوئی آگے نہ پیچھے پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے نہ خود ہلا جاتا ہے نہ کوئی اور پانی ٹپکانے والا ہے جو ہے وہ اڑیاں رگڑ رہا ہے جو ہے بے آگ جل رہا ہے نفسی نفسی کا عالم ایک ایک کو جان دو بھر زندگی دشوار غفلت میں پیشاب نکل نکل گیا سارا گھر تین بتانا نا جان مائیں اشار اللہ چھپے تھے ایک ایک کو دیکھتے بھالتے پھرتے تھے آدمیوں سے کہا کہ سارا گھر ایک سرے سے بیمار ہو گیا کوئی کسی کا پرسان حال نہیں جہاں سے بنے مائیں لاؤ وہ دو چار گھڑی بعد ہاتھ جھلاتے چلے آئے کہا کہ حضور مائیں تو نہیں ملتی تمام شہر میں بخار نے زور باندھ رکھا ہے اس کے ڈر کے مارے کوئی نہیں نکلتا کوئی گھر ایسا نہیں جہاں ایک دو اس بلا میں مبتلا نہ ہوں جو بچے ہیں وہ ان کی تیمارداری میں ہیں سانس تک تو لے نہیں سکتے نوکری کون کرے باری باری ایک ایک جاتا ہے اور خالی پلٹ آتا ہے مولوی صاحب کے آدمی خدا بخش نے کہا کہ حضور مجھے تو ایک ماما ملتی تھی میں خود نہیں لایا (نانا جان) اسے بھی کیوں کہا کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے بخار تو نہیں آیا اس نے سر ہلایا میں سوچا کہ نہیں آیا ہے تو اب ضرور آئے گا ایسا نہ ہو کہ کام لینے کے عوض کام دینا پڑے دوسرے ایک اکیلی اتنے بیماروں کی کیا خبر لے سکتی نانا جان نے فرمایا کہ بھئی اسی طرح کوئی اور مل جاتی تمھاری انجام مینی نے اور تم ٹھہرایا بندہ خدا چاہی جلدی لاؤ جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائے گا اس وقت تو ایک سہارا ہو جائے گا جب تک وہ بیمار پڑے گی ایک آدھ لوٹ پوٹ کے اٹھ کھڑا ہوگا وہ بیچارا پھر دوڑا گیا اور کہہ کر کہا کہ لیجئے حضور جو میں نے عرض کیا تھا وہی ہونا اب جو جا کر لپکارتا ہوں تو کوئی خبر نہیں ہوتا دن کو رات کہا

سناٹا پڑا ہے دروازے کو جو ٹھیکلا کھل گیا اندر گیا دیکھتا تو گو دہریں گھری کی طرح
 کھیل رہی ہے اٹھالپیٹ کر دیکا آیا جب اچھلنا کو دنا کم ہوا وہ یہ سنکر افسوس
 کرتے اندر آئے اپنے ہاتھ سے جو پانی انڈیلنے لگے سو دان پر سے ٹھیلیا زمین پر
 آ رہی سر سے پاؤں تک جھینٹیں پڑیں طہارت مزاج میں بہت تھی اور وہ جگہ آنکے
 نزدیک خیمہ نہیں معلوم پانی پیابھی کہ نہیں باہر جا کر لنگی باندھ جھٹ حوض میں
 کو دھڑے غوطہ مار کر جو نکلے تو بخار ہو جو دھماقمی ذرا پانی سے بہت ہچکچاتے ہیں
 لیکن وہ غار و طہارت کے بڑے پابند تھے وہی ان بیارون کے ایک سہارا تھے
 ان کو بھی بخار تے نہ چھوڑا اب تو قیامت ہی کا سامنا تھا کانپتے ہوئے حوض
 سے نکلے خدا بخش نے چہرے سے چھپانا کہ یہ سرخی بے وجہ نہیں سرکار کچھ رنگ لایا
 چاہتے ہیں حرارہ لانے کا یقین ہونا تھا کہ آگ سے بھر کر دو طرف دو انکٹھیان
 رکھ دیں کمرے کے دروازے بند کئے موٹے توے کی حلیم بھر کر چھپان لا کر لگا دیا
 پنکھے پر سے دھسا مالیدہ کالا کرپرون پر ڈالا بدن پوچھ کر جلدی جلدی کپڑے
 بدلوائے بھلا تو یہ ان تدبیرون سے بخار کمین رکنے والا تھا نام خدا مرد تھے اور
 مرد بھی ہمارے بڑی دیر تک ٹالا پھر ہاتھ پاؤں سیدھے کرنے کے خیال سے جیسے
 ہی پلنگ پر لیٹے کہ اُس نے قایو پایا الددے اور بندہ لے اس شدت سے بخار
 چڑھا کہ درد و گرم انجرون کی آنچ آتی تھی غفلت ہڈیاں ہاتھ پاؤں ٹوٹا سکا
 درد ایک بات ہو تو سہار ہو سکے باہر ہر وقت مردانہ رہتا تھا سب نے ملکر
 آرٹ پلٹ کی دوسرے روز آنکھ کھولی مگر آٹھ پہر کے بخار میں پلنگ سے اترنے
 کے کام کے نہ رہے اُن کو بخار آئے دوسرا دن تھا اور مجھے ساتواں روز کہ گاؤں

سے ابا جان کی علامات کا خط آیا میرا رنگنا تھا کہ گرے پڑون کی خبر گیری مجھے متعلق ہوئی ان کا آگاتا گا لیکر آسانی جی کی یاد آئی طاقت نہ ہونے سے گر پڑنے کا خیال تھا لیکن تمنائے زیارت اور آرزوے خدمت لوٹا ہی باندی کی طرح دونوں طرف سے سنبھال کر مجھے کوٹھے پر لے گئی جا کر دیکھا تو بخار تو دھیمہ تھا مگر غفلت سے آنکھوں پر ویسے ہی جھپان پڑے تھے تن بدن کی خبر نہ تھی خدا کی قدرت تھی کہ رات دن میں خیراتن یا اعجوبہ اس قابل ہو جاتی تھیں کہ کھسک لھسکا کر ان کے پاس جاتیں اور نماز کو اٹھا بٹھاتی تھیں کبھی خود ہی ہی کی آنکھ کھل جاتی تھی نماز قضا نہیں ہونے پائی دیر سویرا البتہ ہو گئی آج میں نے نماز ظہر کو اٹھا یا اور سات سلام پڑھ کر دم کئے ان کی محبت میں ان آیات کا یاد آنا تھا کہ پھر تو میں نے سب کے اوپر پڑھنا واجب کر لیا ان کی برکت اور تاثیر سے وہ غفلت بھی اُتری اور تب بھی کم ہوئی مجھے نسخہ ہاتھ لگا جس پر تین دفعہ پڑھی وہ سنبھل گیا پڑے پڑے اٹھ بیٹھا اٹھو میں روز آسانی جی بھی اس لایق ہو گئیں کہ سہارے سے کچھ دیڑھیں ایک آدھ بات کی پان کھایا اپنے پاؤں سے پیشاب کو گئیں تیمم کر کے تھوڑا سا قرآن شریف پڑھا وظیفہ ناغہ ہونے کا بڑا صدمہ تھا غفلت برطرف ہوتے ہی تسبیح ہاتھ میں آئی استغفار شروع علی تسبیحات اربعہ اور درود شریف اس کثرت سے پڑھتی تھیں کہ گنتی نہ ہو سکتی تھی چھٹے ساتویں آٹھویں دن اپنی اپنی بیماری ختم کر کے سب سنبھلے پہلے رنگے کھسکے بیٹھے پھر اٹھ کر چلنے پھرنے لگے آخر کو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوئے محل میں سب کا اچھا ہوا تھا کہ باہر والوں کو بخار نے پکڑا یہ اُلٹی چال تھی باہر سے اندر آتا وہ پہلے گھر میں آیا

باہر سدھار انتقیر میں تو یہ ہیں لکھنا تھا وہی آٹھ سات روز ڈیوڑھی پر بھی سناٹا رہا
 پلٹتین لکھ لکھ کر باٹھ پھین اور وہ دو دو تین تین روز پی پی کر جی اٹھے اتنے دن
 نہ حکم حیدر کی رات کو آواز آئی نہ دن کو جائزے کی ہانک پکار سنی پندرہ روز بعد
 اباجان گانوں پر سے آئے آٹھ دن کے لئے گئے تھے وہ بخا میں گئے مجبوری سے
 ایک اٹھو ارے اور رہے گھر میں آکر سب کا پتہ حال دیکھا میں ان کی زیارت
 کے لئے کوٹھے سے اُتر کر دیر تک گانوں کی خبر بیان فرمایا کئے میں نے بخار
 کا حال پوچھا کہا کوئی گھرایا نہیں جس میں ایک آدھ کی جان نہ گئی ہو مجھے
 یہ سنتے ہی سناٹا ہو گیا اور کان میں کسی نے یہ بات کہہ دی کہ اور سب تو اچھے ہیں
 مگر اُستانی جی کا مزاج ابھی راہ پر نہیں آیا میں نے ٹال کر اور سنی کو اُن سنی کر کے
 اباجان سے اور باتیں شروع کر دیں اور دل کو یہ کہہ کر سمجھایا کہ ضعیف آدمی میں
 بخار آیا اس شدت سے جیسی طاقت دیسی حالت مرض جانے کے ہی بھی رفتہ رفتہ
 طبیعت سنہلے گی اس میں وہم و دوسوہ کیا خداے پاک کی ذات سے نیک امید
 رکھنا چاہیے اباجان نے اُستانی جی کی طبیعت کو پوچھا میرے دل میں اس وقت
 یہ خیال جما ہوا تھا کہ دیکھیے اب یہ اچھی بھی ہوتی ہیں یا نہیں بے تحاشہ منہ سے نکلا
 سنہلی تو ہیں مگر اگر کہہ کے رکی دل ہی دل میں زبان کو نفرین کی کہ ہماری
 خوشی اتنا برا کلمہ کہنے کی کب تھی دل کتنا تھا کہنے دیا ہوتا غلط ہی کیا ہے ان
 خیالوں میں میرے چہرے کا رنگ اڑنے لگا اباجان نے فرمایا کہ مگر کیا کیا خدا
 نکر وہ کچھ نوع و گر حال ہے میں نے عرض کیا کہ جی نہیں بخار تو کم ہو گیا وہ غفلت
 بھی نہیں مگر بڑھا ہے میں طاقت بڑی شکل سے آتی ہے اندیشہ ہے تو اسی بات کا

(ابا جان) مٹھتی مٹھتی مین برہمن جی ہاں ابھی دہین سے آتی ہوں قلم دوات
 پاس رکھا تھا کچھ سوچ سوچ کر لکھ رہی تھیں کانپتے ہاتھ سے گونہیں لکھا جاتا تھا
 لیکن نہیں معلوم کیسا ضروری کاغذ ہے جو اس حالت میں اس کا لکھنا فرض ہے آپ
 کے آنے کی خبر سن کے مین ادھر چلی آئی ورنہ ارادہ تھا کہ اُن سے کاغذ لیلوں اور
 عرض کروں کہ اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو مجھے لکھو ایسے آپ بتائی جائیے بار بار
 میری طرف دیکھنے سے یہ بھی مجھے یقین ہے کہ وہ کاغذ میرے ہی لئے لکھا جاتا ہے
 ابا جان نے فرمایا کہ نہیں تم نہ کہنا شاید وہ کاغذ اس وقت تمہیں دکھانا مصلحت
 نہیں سمجھی مین ورنہ خود ہی دینیں کوئی بات ہوگی اگر تم سے لکھوانا ان کو نہیں
 منظور ہے کہنے پر بھی نہ دیا تو مانگنے سے کیا حاصل ہوا بعضی بات پہلے چھپائی
 جاتی ہے اور پھر ایک وقت ظاہر کی جاتی ہے شاید ایسا ہی کچھ معاملہ مین نے
 جی درست کہہ کر اُن کا ارشاد قبول کیا اور ابا جان کے ساتھ آیا ہوا اسباب
 اٹھوانے لگی وہ صندوقچہ کھول کر کاغذ دیکھنے میں مشغول ہوئے ایک کاغذ پڑھ کر
 مجھے پکارا مین قریب گئی فرمایا کہ راحت نگر مین مولوی صاحب نے اپنے نام سے جو
 پروا بسایا ہے کنوین دہاں سے دور مین ادھر چیل بھی فاصلہ پر ہے پانی لانے کی
 سامیون کو بڑی دقت ہوتی ہے جتنا ان کو وقت ملا اتنا تردد کیا میرے نزدیک
 مناسب یہ ہے کہ یوسف نگر مین ایک بڑا کنواں بن جائے گوچھوٹے چھوٹے دو تین کچے
 کنوین بنائے گئے مین مگر اُن کا پانی پھر بھی دوپہر تک کام آتا ہے زیادہ بھرا ڈلوٹا
 کام گہڑنے کے خیال سے مین اپنی یادداشت مین اسکو لکھ لایا ہوں۔ مین نے کہا کہ آپ
 کو اختیار ہے جیسا مناسب جائے فرمایا کہ میرے نزدیک تو نہایت مناسب ہے

کیونکہ اس وقت تھوڑا سا روپیہ لگا دینے سے ہمیشہ کے لئے چھٹی ہوتی ہے اور پھر اس میں اس بات پر بھی راضی ہیں کہ سالانہ ٹیون پر اضافہ کر دیکھے سرکاری روپیہ تھوڑے ہی دنوں میں پٹ جائیگا آٹھ دن میں چار جانا دار اسامیان میں نے وہاں اور بسا میں کو اس وقت روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر ایسے کام میں جو نہایت ضروری ہے میں نے عرض کیا کہ حقیقت میں یہ کنواں بہت نفع دیگا لیکن آپ کو خود تکلیف کرنا ہوگی فرمایا کہ ہاں بے اسکے تو میں بڑا ڈنگا بھی نہیں زمین کا دیکھنا فرض ہے مٹی کی ساخت واجب کھاری طبقہ ہے تو کس کام کا جہاں سخت مٹی ہو وہاں کھدوانا چاہیئے اور سخت مٹی بھی چلنی نہ نکرتی سب سے مقدم تمھاری اجازت تھی دوسرے آدمی بیماری کی شدت ہے نہ مزدور ملتے ہیں نہ بیلدار اس وجہ سے میں چلا آیا ورنہ میرا ارادہ تو ابھی کام چھڑو دینے کا تھا تمھاری اجازت تحریر کے ذریعے سے بھی منگو سکتا تھا یہ سنکر میں پھر وہاں سے اس اسباب کے دیکھنے کو گئی جو گانوں پر سے آیا تھا کہ دیکھوں سب قرینے سے رکھ دھر دیا گیا کوٹھری میں گئی ہوں ایک طرف کا اسباب دیکھ کر برابر کیا ہے دوسری طرف کا باقی ہے کہ بوا اعجبہ نے (صاحبزادی صاحب کی) آواز دی گھبرا کر باہر نکل آئی پوچھا خیر تو ہے کہا اُستانی صاحبہ بلا رہی ہیں اور کہتی ہیں کہ اپنے ابا جان کو ساتھ لیتی آئیے میں اسباب ٹھوڑے ٹھکانے لگانے کو کہہ کر ابا جان سے یہ عرض کرتی ہوئی کہ اُستانی جی آپ کو بلاتی ہیں (کوٹھے پر گئی دیکھا تو اسی طرح دیوار سے لگتی بیٹھی ہیں میں نے کہا آپ لیٹیں نہیں فرمایا کہ بیٹا لیٹے لیٹے تو کم دکھ گئی اب ذرا راحت ملی پٹھید بھی ہوئی ہے لیٹو گئی کیا نواب دولہا صاحب آئے ہیں؟ (میں) جی ہاں انھیں کے تو پاس گئی تھی فرمایا کہ ہم نے بھی تو بلوایا تھا کیا کچھ کام میں ہیں۔

(دین) جی نہیں کہ تو آئی ہوں کچھ لکھ رہے تھے صندرقچہ کھلا تھا کاغذ پھیلے تھے سینت
 سمیٹ کر آتے ہی ہونگے کہا ذرا دیکھو تو میں بہت اچھا کہہ کر چلی ہی تھی جو اُنھوں
 نے زینے پر سے آواز دی کہ عجوبہ ذرا اُستانی جی صاحب کو میری بندگی عرض کرو اور
 کہو کہ میں حاضر ہوں کیا حکم ہے میوٹی نے چادر اوپر ڈال لیا اور منہ پھیر کر کہا کہ
 آئیے وہ کوٹھے پر آ کے اُن کی طرف پٹھ کر کے بیٹھے فرمایا کہ دو میں نے آپ کو اس عرض
 سے تکلیف دی ہے کہ آج خود بخود کچھ میری طبیعت سنبھل گئی بوڑھا آدمی اگر بیمار کرے
 سنبھلے تو اسکو لازم ہے کہ جو جو اسے کہنا تھا کہ سن لے یہ وقت عنایت اور تہی مہلت
 اسکی عنایت ہے عوام اسی کو سنبھالا کہتے ہیں طاہرہ بیگم سے تو کہنا مناسب ہے
 ایک تو ذرا میں یہ رودہنگی دوسرے پھر آپ ہی سے کہیں گی لہذا میں آپ ہی کیوں
 تہ تکلیف دوں وہ کہنا یہ ہے کہ میری کھاروے کی لقمی میں میری حق حلال کی کمائی سے
 بیچ کھیا رو پیہ جقدر ہے اسی میں میرا دفن و دفن کیجیے گا زور بیعتی میں ہے اور تحصیل
 کفن میں کفن پر یکہ منظم کی ایک چادر لپیٹی ہے اگر ہر وار میں وہ جگہ جو امان جان کی ہوتی
 خالی ہو تو فوالمرا دور نہ اور جہان مناسب جانے گا تو پدے گا وادی جان کی قبر کے
 سر جانے وار دیوار پر (فاعتبروایا اولی الابصار) لکھا ہے چند ظالموں کے ہاتھ سے اُنھوں
 نے شہادت پائی تھی اُن کے پہلو میں امان جان کی قبر ہے اُس پر بھی تاریخ لگائی گئی
 ہے مگر درخت میں ہمارے خاندان میں نہ قبر کی ہوتی ہے نہ تاریخ لگائی جاتی ہے
 لیکن دادی جان کی قبر پر محلے والوں نے تاریخ لگائی اور قبر ختمہ کرانی پھر امان جان
 کے انتقال کے بعد ابا جان کے ایک دوست تاریخ کہہ لائے تھے مروت سے دور تھا
 کہ اُن کی خاطر نہ کی جاتی اس لیے وہ میری کے درخت میں لٹا وادی گئی نہیں معلوم

میری بے یانہیں اس لئے میں نے دادی جان کی قبر کا نشان دیا امان جان آئی زہم
تھیں جو اپنے بچے سمیت دنیا سے رہ معارین آخری مصرع قطعہ تاریخ کا یہ ہے۔ ع۔
بچے سمیت قبر میں آرام کیجئے۔ الغرض ان قبروں کے دہنے بائیں بھی اگر جگہ بدلئے
تو بہتر ہے ورنہ مقدر تلیقن بھی آپ ہی پڑھیں گے ظاہرہ بیگم کی ولداری اور دلاسا
آپ ہی کے ذمے ہے بیاری میں میری نماز بیوقت اور غلط ادا ہوئی ہے سینہ بھر کی
نماز پڑھوا دیجئے گا کسی ضرورت سے نہ روپیہ آپ دیکھے گا نہ کسی اور سے لیجئے گا جو کچھ ہوا
میں نہ میرے عزیز اقارب ہیں نہ مکین قبیلہ صف بیکر ٹھہنے والی تو اللہ رکھے موجود ہے
مگر صفت بچھانے کی ضرورت نہیں یہ سب دنیا کے دھکولے میں ہمارے ساتھ ان کا
بھی خاتمہ ہونا چاہئے گھر میں بھڑکڑ کا اور قبروں کی تدبیر دیکھنا چاہیے کہ حدین کچھ کام آئے

روشنی رات کو تربت پہ گئی سب بیکار | ہم جہان سو رہے تھے دان تو ادا جالانوا

اس کے لیے جو صدقہ خیرات چاہیے آپ خود جانتے ہیں کہنے کی کیا احتیاج دنیا میں
مرنے کا جو ہنسنا تھا کیا جاتا ہے میری موت کو اس سے بچائیے گا یہ باتیں ایسی ہیں
کہ جن کو میں نے یاد کر کے ایک کاغذ پر لکھ بھی لیا ہے اور وہ کاغذ یہ ہے دنیا کے
مردوں میں سو آپ کے میرا کوئی کفیل و شفیع نہ تھا اس لئے میں نے وصیت بھی
آپ ہی کے نام کی خداوند عالم آپ کو اس کا اجر نیک اور جزاے خیر دیکھا جائے
کے ساتھ بھی کسی قسم کا تکلف نہ ہو آپ کو خدا نے بڑا نام دیا ہے اور نواب صاحب
تو نام خدا پوتروں کے رئیس ہیں ان کے گھر سے کسی لاش کا بیسی اور فقیری
سے اٹھنا ان کے کسر شان کا سبب ہے اس لئے آپ رات کے پردے میں لیجا کر
زمین میں ڈال دیجئے گا میرے کہنے پر عمل ہو جائے گا اور آپ پر کوئی انگلی بھی نہ اٹھائے گا

امورات شرعی کا لحاظ البتہ مقدم ہے۔ شہادت نامے پر چند گواہیان موجود ہیں باقی نام آپ لکھ دیجیے گا مگر انھیں لوگوں کے جو ظاہر میں نیک اور سعید معلوم ہوتے ہوں حتی الامکان اُن نوجوانوں کے نام جن کے مزاج میں تقویٰ طہارت ہو ایسے دس آدمی) اور قسم کے پچاس بوڑھوں سے بہترین اس میں جہان اور گواہیان ہیں میرے مرحوم شوہر کی بھی گواہی ہے جب وہ ماندے پڑے تو میں نے بے انکے کے مہر معاف کر کے کہا کہ میرے شہادت نامے پر گواہی کر دو انھوں نے خود گواہی کی اور اپنے کئی دوستوں سے جو اُن کے ہمنیال اور نیک اعمال تھے گواہیان کرا دیں اور میری خوش فہمی کی دیر تک تعریف کیا کئے جو جیسا ہوتا ہے دیسوں سے ملتا ہے اُن کی صحبت میں اچھے اچھے لوگ جمع ہوتے تھے ان کی موت جوانی میں بڑی مصلحت سے آئی دنیا میں آکر جو کام کرنے کے ہیں وہ کر چکے تھے کوئی ارمان و آرزو دل میں نہ تھی شادی کے بعد صاحب اولاد ہونا بڑی خوش نصیبی ہے اُنکے دو بچے تھے جو اُنکے بچہ میری پیشانی کے لکھے ہوئے حکم کے زور سے دنیا پر نہ سکے خدا معلوم آگے بڑھ کر اُن کے مزاج میں یہی نیکی اور خوبی رہتی یا کچھ بدل جاتا مرنے کے زمانے تک تو وہ نہایت ہی متقی اور پرہیزگار زراہد و ابرار تھے یہی سبب تھا جو موت نے بھی انھیں پسند کر لیا ہم اُنکے بلند منتیں برس جیسے گو لطف زندگی کا اُنکے بعد نہ تھا لیکن چارہ کیا تھا کسی قابل ہوتے تو یہ چھ نہ جاتے اس عہدہ کی سرامین کیوں پڑے رہتے خیر الحمد للہ کہ زمانہ حیات تمام ہوا اور سرشت نہ زندگی ختم نہ چراغ میں تیل ہے نہ بتی اس پر ناساز ہوا مخالف زمانہ پھر بچنا دشوار ہوئے نواب صاحب یہی میرے چند ضروری اور آخری کام تھے جو عرض کئے شاید کاغذ میں کچھ اور

بھی ہوں تو ایک نظر اُسے بھی دیکھ لیجیے گا۔" اباجان دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر
 یہ کہا کہ اُستانی صاحب یہ آپ کیسی باتیں کرتی ہیں آپ خیال تو کیجیے بجا اس
 فصل میں کس کو نہیں آیا نہ شہر بھر کے گھر بچے نہ کسی گھر کے آدمی اس گھر میں سب
 ماندے تھے کچھ اچھے ہو گئے کچھ باقی ہیں مرنا تو سب کے واسطے ہے آپ کو اپنی موت
 کا کیونکر یقین ہو گیا اگر موت آنے کا وقت ہی معلوم ہوتا تو کارخانہ دنیا درہم برہم
 ہو جاتا آپ یہ کیا فرماتی ہیں (اُستانی جی) نواب دو لکھا صاحب موت کا ایک
 وقت معین تو ضرور ہے اب رہا معلوم ہونا یا نہ ہونا یہ اک ایسی بات ہے کہ ایک بچا
 بھی اس سے انکار نہ کرے گا بیشک نہیں معلوم کہ موت آئیگی اور کب دنیا کی
 قید سے چھڑائیگی لیکن اسباب علانات بھی تو کوئی شے ہیں عقل بھی تو کوئی چیز ہے
 خدا کو کس نے دیکھا ہے اور بے دیکھے کیون پہچانا جاتا ہے جو آپ وہاں فرمائیے
 وہی جواب اُسکا سمجھ جائیے اسکے علاوہ میں کہتی ہوں کہ غفلت کے پردے
 پڑ جانے کا اور خیال نہ کرنے کا تو ذکر ہی نہیں باقی تھوڑی سی عقل صرف کرنے سے
 بہت سا نازہ شخص کر سکتا ہے بے توجہی اور کم التفاتی کی دوسری بات ہے
 قرینے سے اصل مطلب پر پہنچنا اور اس سے نتیجہ نکال لینا کیا مشکل ہے اباجان
 نے فرمایا کہ آپ جو چاہیں فرمائیں مگر کوئی قرینہ آپ کے مرنے پر دلالت نہیں کرتا
 علامت اور سبب سب کے سب اچھے ہیں خدا آپ کی عمر میں برکت دے اور
 ان پاک قدموں سے ہمارا گھر روشن رکھے اب نہ کچھ ارشاد کیجیے گا (اُستانی جی) اچھا
 بہت اچھا اب میں کچھ نہ کہوں گی مگر آپ یہ کاغذ ضرور لیتے جائیے یہاں کہیں گرو پڑا
 تو میرا مطلب خط ہو جائیگا اباجان وہ پرچہ لیکر بیٹھ گئے یہاں بوقت صبح چمکے نے عجیب

طرح کے اندوہ میں مبتلا تھی دل تو اُسٹا ہوا آنکھیں ڈبڈبائی ہوئیں ہاتھ پاؤں سر
 کلیجے میں درد اک رنگ آتا ہے ایک جاتا ہے دم الجھ رہا ہے جی بچپن ہے چہرہ
 فق منہ پر ہوا سیاں اثر رہی میں آنکھوں کے آگے کچھ اور ہی سامان لاکھ لاکھ دل کو بھٹاتی
 ہوں نہیں بھٹلتا مالتی ہوں نہیں ٹلتا وہی برابر تصور ہے اور رہ رہ کر یہی خیال ہوتا
 ہے کہ اُستانی جی جھوٹ کبھی بولی نہیں کہیں خدا نہ کرے شیطان کے کان بہرے ایسا
 ہی تو نہو اسی ادھیڑ میں مجھ کو اس قدر تجیر ہوا کہ مہربت ہو گئی اُستانی صاحبہ نے
 دو تین مرتبہ پکارا مجھے خبر نہ ہوئی چونکہ بالکل پانس بیٹھی تھی آنکھوں نے ہاتھ سے ٹوکا
 دیا کہ طاہرہ بیگم ہا میں بیٹیا بیٹھے بیٹھے سو رہی ہوں نیند آئی ہو تو آرام کرو میں نے گھبرا کر
 کہا کہ جی نہیں مجھے تو نیند نہیں آئی مگر دل سو رہا ہے اسکی وجہ سے آنکھ بھی بند
 ہوئی جاتی ہے (اُستانی جی) ذرا سوتھ دھو ڈالو شاید دل پر کچھ گرمی ہو دو گھنٹ پانی
 کے پی لو ابھی دشمن ماندے پڑ چکے ہیں اچھی طرح طاقت تو آئی نہیں دوسرے
 تمہارا دل یہ میں ضعیف ہے شاید میری باتوں سے تمہیں رنج ہوا اور اُنھیں نے اپنے
 اثر کو پھیلا کر تمہارا ننھا سا دل گھیر لیا بیٹا ماشاء اللہ تم خود سمجھا رہو خیالی باتوں پر
 یقین کرنا نہ چاہیے میرے سن عمر مصلحت کا مقتضایہ تھا جو میں نے کیا یہ کیا ضرور ہے
 کہ وہ ابھی ہو بھی جائے اور میں نے سچ کہا ہو بعض گمان سچ بھی ہوتے ہیں تو یہ کیا ضرور
 ہے کہ اُس میں کا یہ بھی گمان تھا تم اپنے دل میں رنج نہ کرو میں نے تمہارے
 دل بھلنے اور غم غلط کرنے کے لئے کچھ لکھا ہے وہ فرصت کے وقت دیکھ لینا
 اور اُس پر عمل کرنا نادان دوست کا تو ذکر نہیں کہ اس سے دانا دشمن بہتر ہے تم
 میری شفیق حال اور سچی دوست ہو اور ماشاء اللہ غیرت دار اور عقلمند مجھے تمہاری

ذات سے یہ توقع نہیں کہ تم مصیبت اور ناہمی کر کے مجھے ایذا دو گی آنکھوں کو مجھ پر
نوسب یہی کرتے ہیں مگر محبت وہی ہے جو حاضر غائب ایک سی ہو ہم کو اپنے بزرگوں
کے فرمانے کا لحاظ اس وقت تک ہے اُنکے بعد بھی وہ بات نہیں کی جو اُن کے
خلاف مرضی تھی دنیا میں غم ایک ایسی نعمت ہے کہ سب ہی کا تو اس میں حصہ ہے
طبع بہت بُری چیز ہے کسی کا غم آپ ہرگز نہ لے دنیا میں دچند چیزوں کے علاوہ
کمی بیشی کے سوا جو آیا ہے دنیا کی کبھی چیزوں میں تو حصہ لیکے آیا ہے ایک حال
ایک احوال ایک جگہ سے آنا ایک مقام پر جانا یا میری صحت عشرت دولت
شادی بیاہ مرنا جینا نیند بھوک آل اولاد کنبہ قبیلہ گھر بار خوشی غم حصہ رسد سب
ہی کے لئے تو ہیں پھر کیا ضرور ہے کہ ہم اپنے اوپر ایک نئی طرح کا بوجھ اور اٹھائیں
غم ہو یا خوشی جب ہمارے لئے بھی مقرر ہے تو کسی دوسرے کی خوشی اور غم سے
کیا کام اور اگر بشریت یا تعلق سے ہو بھی تو ایک حد سے یہ نہیں کہ کسی کی محبت
میں خدا کو بھول جائے یا کوئی بات ایسی کرے کہ بھلے کے بدلے بُرا ہو جب کبھی
کسی کے غم پر کسی وجہ سے زیادہ صدمہ کرتا ہے تو سبھی طرح کی برائیاں پیدا ہو جاتی
ہیں کبھی کلمہ کفر منہ سے نکل جاتا ہے کبھی صاحب غم پر اثر بُرا پڑتا ہے کبھی دوستی میں
دشمنی ہو جاتی ہے کبھی اپنی جان کا ضرر ہوتا ہے میں نے اکثر لوگوں کو مردے پر اسقدر
پٹیتے اور نوہ و مین کرتے دیکھا ہے کہ میرے تو رو مین کھڑے ہو گئے ہر ہر فقرے
اور ہر ہر لفظ سے خدا کی شکایت نکلتی ہے ہاتھ منہ ٹوٹتا ہے عقل سلب ہو جاتی ہے
نیک کام جو اُس کے لئے کرنا واجب اور فرض میں مآتمام رہ جاتے ہیں رونے پٹنے
سے فرصت کسے جو مردے کے لئے تو یہ استغفار کرے وہاں تو فردری سیم بچھا جاتا ہے

کہ موت روشن ہو اور وہ روشنی چاہے مسکی قبر کا انا بھڑ بھڑا دے کوئی اناج کی
 کوٹھری میں کھڑ بڑ کر رہا ہے کوئی مہمان کی خاطر مدارات کے سامان میں ہے کوئی
 ڈولیاں اُتروانے پر اڑا کھڑا ہے کوئی صدف ماتم پر زنا دہن کے لئے بستر شادی بچھا
 رہا ہے موت کی روشنی اتنی دیر ہے کہ منہ ڈھنکے جھوٹ موٹ کی گریہ اور زانو لڑا
 آواز میں آرہی ہیں خوفِ خدا کا توروتا ہے نہیں یہ تو اس مردے کی جان کو رو رہے
 ہیں خد سے تو اس وقت ان بن ہے تو بہ تو بہ لڑائی پڑی ہے بیٹھے بٹھائے ہوئے
 کو اُس نے اٹھالیا چاہتے دالے کو بلالیا کمانے والا گیا گذرا چھوٹا جھین لیا اس سے
 بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ سر سے بڑے کا سایہ اٹھ گیا یا بھری گود خالی ہو گئی بچوں کی
 چل پڑن ماما اسیلون کی بے تکی ہانکین مہمانوں کی چلیں آئے گئے کی گپین ہین
 چہل پہل ہے بھیڑ بھڑ کا ہے سارا گھر بھرا ہے قبر پر خاک اڑ رہی ہے یہاں کی یہ
 گما گمی وہاں کا وہ سناٹا اڑوسی پڑوسی اپنے بیگانے آئے بلانے کی آؤ بھگت میں
 گھر والے پھنسے ہوئے ہیں مردے کی خبر کون لے تم کو گئی مردے کی خبر کیسی وہ تو
 مر رہی گیا (طاہرہ بیگم) مردے ہی کی تو خبر لینا چاہیے اور وہ خبر یوں لے کہ جب تک
 لاش نہ اٹھے اس کے سرھانے بیٹھا قرآن پڑھے دعا و استغفار کرے لاش
 اٹھ جانے پر اس کے رونے پٹینے کے بدلے خدا کے خوف کا خیال کر کے اُس کے
 غضب اور مردے کے گناہوں پر نظر کر کے بخشش کی دعا مانگے خیرات کرے صدقہ
 دے مومنین و محتاجین کو کھلائے مساکین کو مدد پہنچائے بھوکے کو کھانا لگے کو کپڑا دے
 حد سے زیادہ آہ و زاری مردے کے حق میں نہایت مضر ہے مرنے پر تو کسی کو ایذا دینا
 کوئی خدا کا نیاک بندہ نہ پسند کرے گیسا جوان ہو یا بوڑھا ہر ایک اسی کی امانت ہے اور

اُسی کا بندہ جس طرح نوٹدی غلام پر اُس کے آقا اور مالک کو ہر طرح کا اختیار ہوتا ہے اسی طرح ہم نوٹدی غلام جسکے ہیں اسکو ہر طرح کا اختیار ہے چاہے چھوڑے چاہے مارے جو اُس کی مشیت میں آئے وہی بہتر ہے جب موت بمصلح ہر انسان کے حق میں اک ایسی اکیر ہے جسے وہ خود معیبت و رنج و تکلیف و بلا وغیرہ کے وقتوں میں اپنے منہ سے آپ زندگی بھر میں ہزار بار مانگتا ہے پھر ہر کیا ہو گیا جو بے مانگے اُس نے دیدی سمجھنا کہ ہم نے کب مانگی اور ملی کب یہ بالکل حماقت ہے تم کون اور تمہارا اجارہ کیا جب وقت آیا جب مناسب جانا جب دی آجیات پیکر جو لوگ ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اس موت کا مرتبہ اُن کے دل سے پوچھو آج اگر کسی کی آئی ہوئی ہاتھ لگ جلے تو جان دیکر مول لینے کو موجود ہیں اپنی چیز دینے نہ دینے کا جب ہر آدمی کو اختیار دیا گیا ہے اور وہ بھی اصل میں اس کی نہیں ہے تو پھر خدا تو مالک ہے خالق ہے مٹی کے دھوندے خاک کے پتلے کو اپنی قدرت اور صنعت کے زور سے طرح طرح کی خوبیاں اور رنگ بھر کر کیا سے کیا کر دکھاتا ہے عاقل انسان وہی ہے کہ اپنی ہستی اور حقیقت کو نہ بھیجے جو عقل اور جامعہ انسانیت اس لئے نہیں دیا گیا ہے کہ آدمی جامے سے باہر ہو جائے اپنی حد سے گذر جائے آنکھ کا آنک زبآن دانت منہ ہاتھ پاؤں دل جگر معده پھیپھڑا رگ پٹھے دنیا کے کام نکلنے کی سب چیزیں کس مناسبت اور خوبی سے تال میل کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بنا دیں ہیں جن کی تعریف ہم تو کیا ہیں پیریمیر نہ کر سکے اُن کی قدر اُس وقت ہوتی ہے جب کوئی آدمی اُن میں کی ایک آدھ چیز کم یا زیادہ دیکر آگے آتا ہے پانچ کی چھ انگلیاں ہوتے ہی چھنگن

ہو جاتا ہے اور یہ بھی اس کی انتہائی حکمت کا فعل ہے کبھی کبھار کسی نہ کسی کو ان چیزوں کی کمی و زیادتی سے عجیب الخلق پیدا کر دیتا ہے تاکہ اندھے کو دیکھ کر آنکھیں کھلیں اور نکلے چٹے کو دیکھ کر اپنی ناک رکھ لیں بڑھوں کو دیکھ کر بڑھاپا یاد کریں اور بچوں کو دیکھ کر قمار عمر پر ہاتھ ملین حکمت کے علاوہ ایسی ہی ایسی باتوں اور صورتوں سے اس کی طاقت و قدرت کے نونے ملتے ہیں کہ بنا اور بگڑا دونوں طرح کا بنا سکتا ہے ہمیں جو عیب ہے پاک اور بنا ہوا بنایا نہ اس لئے کہ ہم اور وہ پسمین بلکہ اس لئے کہ ذرین اور شکر کریں اگر انگڑا لولا اندھا اور دھی بنا تا کو کون اُس سے کہنے جاتا طاہر و سلیم جب ہم ہمارا گوشت پوست جان روح اور سارا بدن اُسی کی قدرت و طاقت کا بنایا ہوا ہے تو اُسی ہی کو سنانے کا بھی اختیار ہے تمہیں بتاؤ کہ ہم میں ہماری ذاتی چیز کون سی ہے اور کہاں سے لائے ہیں کس نے دی ہے ہزار پھر پھارتون پھر گھوم گھام کر جو کچھ ہے اسی کا ٹھہرتا ہے نہ موروثی ہے نہ ذاتی نہ اپنی خوشی سے ہم بنائے گئے نہ اپنی خوشی سے بگاڑے جائیں گے نہ جب ہماری اجازت و درکار تھی نہ اب خاک کے پتے مٹی کے کھلونے جیسے تھے ویسے ہی ایک دن ہو جائیں گے آخر زندگی کب تک مزے مزے کی سب باتیں چھی ہوتی ہیں جس طرح بچپن سے جوانی اُس کے بعد بڑھاپا آتا ہے اسی طرح بعد اُس کے پیری کے پروے میں موت ہے بے حلاوت زندگی کس کام کی طاقت روز بروز کھشتی ہے ایک ایک عضو برابر جواب دیتا چلا جاتا ہے آج بال سفید ہوئے کل دانت گرے پرسون کمر میں خم آیا پھر لکڑی ڈھنڈھتے پھرتے ہیں پھر سو جھنا مو توف ہو اہل کے ہانی نہیں پی سکتے ہاے اور آہ پر تکیہ ہوا اٹھا جاتا ہے نہ چلا جاتا ہے رفتہ رفتہ سارا بل تو

نکل چکا اب رشتہ حیات کیونکر نہ ٹوٹے شیطان کی آنت تو ہے نہیں طاہرہ بیگم یہ شرف و بزرگی خداوند عالم نے موت ہی کو عطا فرمائی ہے کہ بڑھاپے کے سوعیون کو ایک چاورمین چھپا دیتی ہے اور پھر کوئی دیکھ نہیں سکتا اب رہا موت سے ڈرنا یہ بھی ناسمجھی کی بات ہے موت کچھ جو جو تو ہے نہیں جس سے ڈرینگے ہاں یوں کہنا چاہیے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے ڈرنا ہے کہ موت کے ہانے سے خلا کا سامنا ہونا ضرور اور گناہوں کی شرمندگی سے منہ دکھانے کی جرأت نہیں پڑتی یہی سارا ڈرنا اور یہی ایک رونا ہے اس میں موت کا نام لینا سراسر بیکار ہے موت تو احکم الحاکمین کا ایک پیادہ ہے مگر کڑا پیادہ جو کسی طرح کی منت خوشامد پر اعتنا نہیں کرتا نہ ہر کو ایک نہیں سنتا پھر قصور دار گناہگار سرکار کا مال کھائے ہوئے اسامی پر جو شدت ہونا چاہیے وہ تو ہوگی موت کا کیا تصور جیسی کرنی ویسی بھرنی یہ باتیں بھی جانتے ہیں اور جان بوجھ کے ننھے ننھے بین لوہیوی بس اس وقت میں نے نہیں معلوم اپنی زڑ میں کیا بڑماری منہ خشک ہو گیا اب بیٹھا نہیں جاتا مجھے شاد دین نے جلدی سے اٹھ کر کاڈٹھالیا اور پیٹھ کا سہارا دے کر اہستہ سے لٹا دیا کہا بیوی مجھ پر چاؤ بھی ڈال دو اور تم اب نیچے جاؤ بڑی دیر سے یہاں بیٹھی ہو شاید کوئی کام ہو بیگم صاحب تو میری خاطر سے کبھی تم کو بلاتیں نہیں چاہیں خود کام کر لیں یہ لکڑ چکے چکے کچھ پڑھنے لکھنے میں امان جان پاس گئی اور آعجبہ سے کہا کہ بو اتم کو ٹھٹھے پر جاؤ وہ فوراً اپنا لٹلہ ڈر لیکر آستانی جی کی نماز والی چوکی پر رجو آئے پلنگ کے سرہانے کچھ تھی جاتھیں میں وہاں کے کام دھندلے میں بھنسی ابا جان نے فرمایش کی کہ طاہرہ بیگم دی بڑے کھانے کو جی چاہتا ہے مگر تم خود پکاؤ اور پیٹھے سلونے دو نون طرح کے ہوں گو دن کم تھا

لیکن اُن کی خوشی کی وجہ سے مجھے اتنی دیر بھی گوارا نہ ہوئی کہ کسی کو بلاؤں اور
 دال نکلا کر بھگاؤں خود گئی اور جلدی سے دال نکال کر بھاگو کر دھوپ میں
 رکھ دی وہی سنگانے کے لئے آدمی بھیجا جب تک آدمی آئے میں اباجان کے
 پاس گئی اور وہ کاغذ لیکر دیکھنے لگے ان باتوں کے علاوہ ایک کلمہ یہ بھی لکھا تھا
 کہ طاہرہ سلیم کے واسطے میں نے ایک چیز بنائی ہے اور وہ میری جانا زمین رکھی
 ہے یاد کر کے اُس کو دیدیجئے گا تاکہ میری سچی میرے بعد مجھے یاد کر کے بہت
 کڑھے اُس کا رنج کرنا اچھا نہیں اپنی محبت کی وجہ سے نہایت ہی اس وقت
 بیتاب ہوگی وہ چیز اُس کے دل ٹھہرانے اور ملال بظرف کرنے کے لئے کافی
 ہو جائے گی اگر پہلے سے دیدیجئے گا تو نہایت مناسب ہے تاکہ اس کا اثر ہولے
 جب میری جدائی کی ذہنت آئے میں اس کاغذ کو پڑھ کر اس شوق کی ایسی مشتاق
 ہوئی کہ اسی وقت اُس کے لینے کو کوٹھے پر چلی اُدھر تو اباجان نے کہا کہ صاحبزادی
 تم کو کٹھے پر نہ جاؤ تمہارے آنے کے لئے پڑ جاتے ہیں اور اُدھر باہر سے آدمی
 نے دہی لے جاؤ کی ہمدادی میں جہان تھی وہیں ٹھٹھا رہی نصیحت نے کہا کہ
 جب تک آپ تھوڑی دال چکر دیکھیے گا وہ پسے گی باقی بھی دھو دیجائے گی
 میں نے کہا اچھا لاؤ وہ دال دھونے لگی اور میں امان جان کے پاس جا کر بیٹھ گئی
 اُنھوں نے کہا ابھی تو آئی تھیں کیا کچھ کام تھا جو پھر جاتی تھیں میں نے کہا جی نہیں
 کام کا ج تو نہ تھا اباجان کو آج اُستانی صاحبہ نے بلایا تھا (امان جان) اے
 ہان میں بھول بھی گئی وہ آئے تو میں نے پوچھا تاکہ نہیں کہ کیوں بلایا تھا میں نے
 کہا کہ جی اُنھوں نے کچھ وصیتیں کی تھیں اور بھول جانے کے دُور سے اُنھیں کاغذ پر

بھی لکھکر اباجان کو دیدیا تھا وہ کاغذ میں نے ابھی یہاں آکر دیکھا اُس سے
 معلوم ہوا کہ کوئی کاغذ میرے لیے اور بنایا ہے اور وہ جانا میں ہے اُسی کے
 دیکھنے کو جاتی تھی بیوی آج ماشاء اللہ دیر تک ٹھہیں طاقت تو آئی نہیں بیٹھی بیٹھی
 تھک گئیں اب لیٹ رہی ہیں میں نے بھی کہا اچھا ہے اگر کچھ دیر یہیں مغرب
 کے وقت جگا دوں گی امان جان نے کہا کہ ہاں بیماری اور پھر بڑھاپے کی بیماری
 سنوں میں طاقت آئے گی تمہیں اگر کاغذ کا اشتیاق ہے تو کسی کو بھیج کے
 منگا لو میں چپ ہوئی امان جان نے راحت سے کہا کہ اُستانی جی کی جانا میں
 کوٹھے پر کاغذ رکھا ہے جلدی لے تو آؤ وہ جھپٹی ہوئی گئی اور دوڑی ہوئی آئی
 ہوا عجوبہ نے پوچھا بھی کیا ہے لڑکی گھبرائی ہوئی کیوں ہے وہ بندی خدا
 کی نہ سمجھ سے بولی نہ ذرا ٹھہری اُٹے پاؤں پھرائی اور کاغذ امان جان کو دیا
 انھوں نے میرے ہاتھ میں دے دیا کھول کر دیکھا تو تین صفحے (سوٹے قلم سے)
 لکھے ہوئے ہیں میں نے پڑھنے کا ارادہ کیا امان جان نے فرمایا کہ ذرا بلند آواز سے
 پڑھنا سر سے اُن کا فرمانا قبول کر کے اور زبان سے بسم اللہ کہہ کر میں نے جو پڑھا اور
 بیوی نے جو لکھا تھا یہ تھا ۔ کہ طاہرہ بیوی ہم رخصت ہوتے ہیں تمہیں خدا کو سونپا
 کہو قبول کیا خبر داذر نہا رہا رہے ماتم اور غم میں بتیاب اور بقیہ ار نہ ہونا ورنہ
 ہماری پیٹھ قبر سے نہ لگے گی ہمارے دنیا سے جانے کے بعد تمہیں بھی اس گھر
 سے جانا ہو گا جس طرح ایک زمانے میں ہم گئے تھے قیومی محبت اور میرا نا تعلق
 چھوٹے گا بودا رشتہ اور نیا نا تا جڑے گا مجھ پر جو تکلیفیں ناواقفی اور کم سنی کی
 وجہ سے گذری تھیں اُن پر اور زمانے کی ہوؤں بیٹیوں پر جو گذرتی ہیں اُن پر

خیال کر کے مین نے بڑی وقت سے یہ کاغذ لکھا جس پر تم عمل کر کے خدا کے صدقے سے کبھی کوئی دکھ نہ اٹھاؤ گی تم کو چاہیے کہ جب تمھارا وہاں جانا ہو تو جھرجھرے گھونگٹ کے اندر سے سسرال والوں کی نگاہ سے طبیعت کا اندازہ کر کے اپنا کام کرنا میان سے کبھی دو بدو بات کرنے کا ارادہ نہ کرنا مرد سے آنکھ چار کر کے کچھ نہ کہنا بڑی بے غیرتی ہے دنیا جہان کی ساسین پہلے تو محبت کے ماے چاند سی بہو کے لئے زمین و آسمان کے غلابے ملائی ہیں جب آتی ہے تو بیٹے کے طرح طرح کے نقصانوں پر خیال کر کے اپنی بے علمی اور ناتجربہ کاری یا عقل نہ صرف کرنے کی وجہ سے اس سے لام باندھ دیتی ہیں پس طاہرہ بیگم تم غیر کی غیر ہی رہو گی شادی ہو جانے سے تمھاری ساس کا تم میں کچھ خون تو مل نہ جائے گا اور جو خون کا پاس ہوتا ہے وہ ظاہر ہے پس اگر تمھاری ساس تمھارے مقابلے میں اپنے بیٹے کی پرچاک لین یا مامی سین تو برانہ ماننا بیٹا گھٹنے ہمیشہ پیٹ ہی کو جھکتے ہیں اگر وہ ناحق یر بھی ہوں تو طرح دے جانا دوسرے وقت خود ہی اُنکو خدا مت ہو گی رکھ پت رکھاپت مثل مشہور ہے میان سیوی کا نہایت کچا اور نازک ساتھ ہے دو تین حرفوں میں جہائی واجب ہو جاتی ہے اپنی آبرو اپنے ہاتھ غصہ حرام ہے اس کو نہ کھانا اگر ایسا ہی موقع ہو تو اس کے بدلے غمخواری کا مزا لینا شرم حجاب پاس لحاظ حمیت غیرت خلق کرم محبت مردت رب کے صرف کرنے کے مقام ہیں وہ تین ایک قاعدے سے صرف کئے جائیں جو کچھ ملے اس پر قناعت کرنا مانگنے سے آدمی ذلیل ہو جاتا ہے بدزبانی تو تمھاری لوٹدیوں کا طریقہ نہیں شاید کسی وقت عاجز ہو کر محل وقوع بددعا یا کوسنے کاٹنے کا آجائے اور دل قابو میں نہ رہے

تو ہنس کر ٹالنا ہٹ جانا کو سننے سے رزق کم ہوتا ہے اور زبان خراب ہو جاتی ہے عادت کا بگاڑنا بہت بُری بات ہے نہ ہر اک اونے اعلیٰ سے ایسا میل جول رکھنا کہ لوگ تجھے چھوڑی کہیں نہ ایسی دماغ کی لینا کہ ناک پڑھی کا خطاب ملے چھوٹی امت کے لوگ نہی نویلی دو ٹھنوں کے دیکھنے کو بکثرت آتے ہیں انکو قاعدے سے منھ لگانا جس دن سے بیاہ جاؤ گی لوگ تمھارے عیبوں کے جو بیان ہوں گے تم اپنے ہنردن کے جو ہر انھیں دکھانا چھوٹے بڑوں کے مرتبے کا لحاظ عقل کی بات ہے اتنا یقینی کرنا سخت عیب ہے کسی مین عیب ہوا آنکھ پھرا لی ہنر والا لعین کر دی نہ کسی کے عیب کے قصان نہ ہنر سے غائدہ ماشارالتہ تم خود سیرت صورت مین ایک ہو میرے کہنے سننے کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن میرے دل نے نہ مانا اور یہ خیال آیا کہ کسی جگہ کے نئے حالات اس بچی پر کیا کر جاتے کے ساتھی ظاہر ہو جائینگے یہ تو تجربہ پروقوف ہیں اس لیے مین نے یہ چند سطرین لکھ دیں خلاصہ یہ کہ ہر کام کرنے سے پہلے خوب سوچ سمجھ لینا چاہیے حاضر جوابی لطیفہ بخشی اک ہنر ہے مگر نبرگوتکے اگے خلاف تہذیب اور بے ادبی موقع محل سے ہر اک بات اچھی معلوم ہوتی ہے دانائی اور ہنر شایا کا مقتضایہ ہے کہ سارے زمانے کو اپنا معرف بنائے اور چھوٹوں کو دیوانہ سارے کہنے سے محبت کے دم بھر دوائے ڈھونڈھنے سے بھی کوئی دشمن نہ ہو حاسد کی کچی روٹی ہے اس کا ذکر نہیں محسود ہونا مبارک مگر مجبور ری در نہ حاسد پر اپنی خوبیاں ظاہر کرنا کوئی ضرورت نہیں نظر بُری چیز ہے آٹھویں روز خیرات ضرور کرنا صدقے سے ہزاروں بلائیں رد رہتی ہیں بے بیاہ پن مین لڑکی کے دوست مان باپ ہیں بیاہ کے بعد شوہر پھر ساس سندان کی دوستی پر ضرور اعتماد چاہیے اگر بھائی بہنیں ہوں

تو وہ بھی گمروہین تک اب دوستی کے قابل ہی نہ نئے نئے لوگ ہیں اگر یہ لوگ کسی وجہ یا سبب سے دوست دلی نہ ہوں تو اس کی فکر چاہیے نہ یہ کہ دوستوں کو کسی بدمزگی اور بے لطفی سے دشمن بنایا جائے مٹھی زبان کی چھری کلیجے اور دل کو حلال کر دیتی ہے اور مجروح سامنے سے نہیں ہٹتا اسی زبان کا دوسرا وار تلوار سے زیادہ کاٹتا ہے جس کا زخم جیتے جی نہیں بھرتا دنیا میں کوئی یہ چوٹ اٹھا نہیں سکتا خدا نے زبان تم کو دیدی اور اس کو گویائی عطا کی تمہیں اختیار ہے جو چاہو اس سے کام لو اسی سے خدا و رسول کا نام لیا جاتا ہے قرآن کتاب دعا سلام درد و تسلیج پڑھی جاتی ہے اسی سے غیبت بیودہ باقین جھوٹ گپ شپ گالی گلوچ ہو سکتی ہے اچھے تو اچھی ہی چیز کو اچھا کہیں گے جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیک بن کر رہے کہ آخرت میں کام آئے دنیا گزر گاہ ہے اور شخص سراہ خوشی ہے تو انا فنا ناغم ہے تو نانی نہ راحت پر اختیار نہ تکلیف پر اعتبار موت ہو یا حیات نہ اسے بقا نہ اُسے ثبات جہاں تک ہو سکے نیکی کرے جو کچھ ہے نیکی ہے پھول نیکی بہار نیکی مشکل میں یار نیکی مصیبت کے وقت ہی آئے آئے کٹھن میں سینہ سپر ہو جائے وقت بیوقت بھی کام آتی ہے یہاں تک کہ جان بچاتی ہے طاہرہ بیگم تم میں نیکی کا مادہ بہت ہے بلکہ سراسر نیکی ہی نیکی ہے اس کو ضایع اور برباد کرنا اس کے صرف کرنے اور کام میں لانے کا وقت تمہارے لیے آئے والا ہے دنیا بہشت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جب گھر کے دس آدمی ہوں تو دس اور پانچ ہوں تو پانچ سب کے سب ایک دل ایک زبان ایک روح ایک جان ہوں نہ کوئی کسی کی عیب جوئی کرے نہ ایک دوسرے کے لئے حسد میں مرا

جو ایک کے دل میں ہو دہی دوسرے کی زبان پر بیان کا مرتبہ بیوی سے ہزاروں درجہ بڑا ہے بیوی بیرون کی جوتی میان سرکا تاج آجکل کی شادی بیاہ میں یہ رسمیں کہ ٹوٹنے ہوں اور ٹوٹنے سی پڑھ کر آرسی مصحف ہو بیوی میں تمھارا غلام ہوں بے کئے دامن آنکھ نہ کھولے اکیس پان کا بیڑا کھائے یہ سب دوسری قوم کے محل اور خلاف شرع رسمیں میں مہر کی شدت اور افراط اس وجہ سے ہے کہ جب مسلمانوں نے ہندو تلو اور اس شہر کو لیا اور یہاں کی عورتوں سے عقد نکاح چاہا اور کچھ تو ان کا بس نہ چلا سیکڑوں سے لاکھوں پر مہر کو پہونچا دیا مردوں نے اپنے نزدیک مرک مارا عورتوں نے اپنے نزدیک پالاجیتا آنکا خلاف شرع کرنا کوئی بڑے تعجب کی بات نہیں کچھ وقت کا مقتضا اور مصلحت کا مقتضا سب پر طرہ نادافنی اور کم علمی تھی اسکے بعد تو علم کا چرچا ہوا اللہ رکھے سیکڑوں ذی علم گھرانے اس شہر میں سب جگہ قال اقول چھانٹتے ہیں اور حدیثیں بیان ہوتی ہیں جب شادی بیاہ کا موقع آیا اور وہ کا یا پلٹ ہو گیا عورتیں اگر بے علم ہیں تو ہوا کرین مرد تو جانتے ہیں اور جان بوجھ کر آنکھ چراتے ہیں دیکھیے یہ فضول اور خراب رسمیں ہماری قوم سے کب اٹھتی ہیں مگر جب ہم ہی دنیا سے اٹھ گئے تو ہمارے بعد اصلاح ہوا کرے چاہے کہیں ہو چاہے ہو ظاہرہ بیگم تم اس میری نیک صلاح کو حفظ کر کے یہ کاغذ بیگم صاحب اور نواب دولہا صاحب کو بھی دیدینا تاکہ وہ پڑھ کر اور چون اور شغول الذمہ نہ رہیں کیونکہ اس میں اکثر خطاب انھیں دونوں صاحبوں سے ہیں تم کو اس میں مداخلت نہیں داستان طویل ہے اور وقت قلیل لہذا بس باقی ہوس رقیہ فاطمہ ۱۵۔ رجب المرجب سنہ ۱۲۷۹ ہجری۔ یہ کاغذ لپیٹ کر

امان جان کو مین ہاتھ بڑھا کر دے رہی ہوں کہ کوٹھے کی کھڑکی کھلی اور بوا آجوبہ نے رحمت راحت و دولت محمدی خانم آمان سب کے نام لے لیکر پکارا کہ ذرا جلدی یہاں آؤ بوا آمان قریب گئیں انھوں نے کچھ اشارے سے کہا میرا ہاتھ ٹھنکا آمان امان جان پاس آئیں اور کہا کہ ذرا کوٹھے پر چلیے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں مین ساتھ چلی بوا آمان نے روکا کہ تم نہ جاؤ اب تو دل پر قابو نہ رہا مین نے کہا کہ کیا ہے کہا بس ایسی بات ہے کہ بچو نکو وہاں نہیں جانا چاہیے اب تاج ضبط کمان تھی مین نے اک چنچ ماری اور زمین پر گر گئی ابا جان دوڑے گود مین لیکر دالان مین لائے جس شکل اور ایذا سے بیہوش ہوئی ہوں وہ حال مجھے آج یاد آنے سے روئیں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بدن مین رعشہ پڑ جاتا ہے مرنے مین تو اس سے کہیں زیادہ کرب و غم ہوتا ہوگا خاوند ابا کنہی کی ایذا اور نزع کی تکلیف سے بچانا اور آسانی سے دنیا چھڑانا الغرض اس دن کی بیہوشی ایسی بیہوشی تھی کہ مین کچھ نہیں کہہ سکتی ہوش آنے کے بعد بھی اس قدر دماغ مین خلل رہا کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ ہی میری آنکھ کھلتے ہی بوا آجوبہ اور رحمت نے کہا کہ پہلے نماز پڑھ لو گرم پانی ٹھنڈا ہوتا ہے مین نے وضو کیا نماز کے بعد آجوبہ اور رحمت نے بہلانے کے طور پر دونوں کی بحث شروع کی ایک نے کہا کہ پیر ہے دوسرے نے کہا واہ پیر کب ہے پیر ہوتا تو حضور کتاب نہ پڑھتے (آجوبہ) ہاں سچ ہے وہ پرسون تھا (رحمت) پرسون پرسون پرسون تو سنگل تھا کل بدھ کے آٹھویں روز والی صحبت باہر نہیں ہوئی تھی (آجوبہ) اے بے آج جمعرات ہے (رحمت) ہاں اور کیا (آجوبہ) بیوی آج جمعرات ہے شب جمعہ کے اعمال نہ کیجیے گا مین نے کہا اچھا اور اس کے بعد اُن

اعمال میں مصروف ہوئی وہ رات گئے سخم ہوتے تھے آج تو نماز ہی میں دیر ہو گئی تھی
 اعمال کرنے میں کوئی دس بج گئے میں نے دیکھا بھی کہ دالان کے پردے چھوٹے
 اور کچھ لوگ آئے دور کے رہنے کی صدا کان میں آئی مگر دل و دماغ کا ایسا
 کچھ حال تھا کہ مجھے اپنی خبر نہ تھی اور کسی کا کیا ذکر اعمال بھی برقت اور غلط ادا
 ہوئے نہ ترتیب ٹھیک تھی نہ الفاظ صحیح تھے جب اعمال ختم ہوئے تو رحمت
 اور اعجوبہ نے کہا کہ بیوی ذرا لیٹ رہو تو میں کمر دبا دوں بڑی دیر سے بیٹھی ہو
 میں لیٹ رہی اور رحمت نے نرم نرم ہاتھوں سے محبت کے ساتھ ہاتھ
 پاؤں دبائے مجھے نیند آگئی سوتے سوتے صبح کی نماز کے قبل آنکھ کھلی اٹھ کر دیکھا
 تو سارا گھر سو رہا ہے اور ایک کو ایک کی خبر نہیں ہوا اعجوبہ کو آواز دیتی ہوئی
 امان جان کے پاس گئی دیکھا تو اباجان اپنے پلنگ پر نہیں ہیں بچھونا اٹا
 ہوا ہے میں نے امان جان کو جگایا اور چوکی پر گئی وہاں خیال
 ہوا کہ اباجان اتنے سویرے کہاں گئے کچھ سمجھ میں نہ آیا ابھی
 تک میرا دماغ اصلاح نہیں کیا تھا جو قیاس کام دیتا باہر نکل کر
 کوٹھے پر جو چلی تو دیکھا کہ اس طرف سے دروازہ بند ہے ایک
 آدھ آواز بھی ہوا خیر اتن کا نام لے کر دی مگر جواب نہ ملا مایوس ہو کر
 پیٹھی وضو کر کے نماز پڑھی بعد فراغت امان جان سے کہا کہ اباجان کہاں
 گئے ہیں انھوں نے کچھ اندازے سے بتایا میں نے سمجھی اور وہاں سے اٹھ کر کوٹھے
 پر جانے کو دروازہ کھٹ کھٹایا اب تو سارا گھر جاگ رہا تھا اچھی طرح سے آواز دی
 کچھ کسی کے سونے اور بچپن ہونے کا تو خیال تھا نہیں جب کوٹھے پر سے باہر نکل

خدا ندانہ آئی اس وقت خود بخود اسطرح وہ غفلت جاتی رہی جیسے اک پردہ تھا
 کہ اٹھ گیا فوراً ہی خیال گذر ا کہ ہا میں دو مرتبہ اکریں نے پکارا اور اُستانی جی
 نے جواب نہ دیا کہیں خدا نہ کرے کچھ اور حادثہ تو اُن کے دشمنوں پر نہیں گذرے اساتھ ہی
 دل نے کہا کہ دشمن اور خدا نہ کرے کیا حقیقت وہ جنت کو سدھارین وہ بہن
 اور دروازہ بند رہتا یا پکارنے سے جواب نہ ملتا انھیں کے تو سدھارنے کا اشارہ
 ہوا عجوبہ نے کیا تھا اور اباجان بھی تو انھیں کی آخری سواری سے ساتھ گئے ہیں
 یقین مانتا کہ دل سے یہ خبر سنتے ہی جو حال میرا ہوتا وہ کم تھا کیونکہ اُن کے احسان
 نیکیاں محبت تعلق ایسے نہ تھے جنھیں یاد کرنے سے دل نہ پھٹے اور کلیجہ نہ ٹکڑے ہو
 کیسا ہی کس اور نا بچھ ہوتا اس صدمے کی برداشت کرنا دشوار تھا مگر مجھے جہاں وہ
 خبر دل نے دی تھی یہ بھی حکم دیا کہ وہ دنیا سے گئیں تو ضرور مگر کچھ فرما کر گئی ہیں
 جس پر عمل واجب ہے خلاف وصیت کرنا گناہ ہے یہ کمزور دل پتھر ہو گیا اور خوف
 گرمی آتش دوزخ نے میرے آنسو بالکل خشک کر دیے وہاں سے پستی ہوئی پٹی
 کہ ہوا عجوبہ کیا اُستانی جی نے انتقال کیا وہ تو چپ رہیں کچھ جواب نہ دیا اماں جان
 بولیں کہ ہاں بٹیا کچھ وہی کیلی تھوڑی دنیا سے گئی ہیں کچھ انھیں کے لیے یہ نئی بات
 نہیں ہوئی ہے سبھی کے واسطے ہے آج اگر انھوں نے انتقال کیا ہے تو کل ہم بھی
 جائیں گے طاہرہ بیگم خاں نے اُن کو دنیا کے مکروہات سے چھڑایا آئے دن کی ٹھیکڑوں
 سے نجات دی اُن فرشتہ خصلت جو سیرت جنتی بیوی کے لیے دنیا کا مکان قابل رہنے
 کے کب تھا اب رہا اُن کا آنا اس کی بظاہر دو دجین معلوم ہوتی ہیں ایک تو اُنکی
 ذات سے بہت سے فیض جاری ہونے کو تھے اور دوسرے دنیا کے الم و غم جو رستم

محبت و بلا پر جو ہر مرد کھاکر راضی برضار رہنے سے خرابے پاک کو ان کا مرتبہ بڑھانا تھا۔
 وہ نون باتیں حاصل ہو گئیں اب یہاں کیا کام تھا مرتے کے ساتھی تو باغ، جنت
 پہنچنی ہو گئی ایسی خوش نصیب اور نیکوخت بیویاں ہم نے نہیں دیکھیں تمھاری
 جان سے دور تم سے ان کی محبت اور بار بار تمھاری غیرت سمجھو خوب نیک مزاجی
 غربت کی تعریف کرنا اور مجھے یہ کہنا کہ جیسے تمھاری بچی کننا مان لیتی ہے اور ایک
 دفعہ کے کہہ دینے کو گرہ میں باندھ رکھتی ہے یہ بات میں نے دنیا کی لڑکیوں میں
 بہت کم دیکھی چاہے اس کے دل پر صدمہ ہو چاہے خلاف مزاج گزرے مگر
 تو کبھی منع کی ہوئی بات کو نہ کیا ہے نہ کر بگی تم کو تو یاد ہو گا کیا تمھارے سامنے
 انھوں نے یہ نہیں کہا کہ اپنے مرد سے پر رونے اور مٹیاب و میقرار ہونے کے لیے
 بار بار اسی غرض سے کتنی تھیں کہ بیرون کا تعلق ہے محبت ہے ایک جگہ کا رہنا سنا
 ہے دفعہ ساتھ چھٹے گا کیونکہ اس کا ننھا سادل نہ کڑھے گا کس طرح صبر ہو سکے گا یہ
 وہ خوب جانتی تھیں کہ ایک ہی دفعہ کا سمجھا دینا کافی ہے مگر اپنی اور تمھاری محبت
 اور دفعہ ہمیشہ کی فرقت پر خیال کر کے دل نہ مانتا ننھا زبان سے سمجھایا کاغذ میں
 لکھ کر نمائش کی مطلب اتنا تھا کہ میں تو اس وقت رہو گی نہیں صدمہ اس کو ضرور
 ہو گا لاؤ اس کے لیے یہ تاہم بیرون کہ ہر وقت اس کے سامنے میرے منع کرنے
 کی تصویر رہے تم نے کاغذ ان کا دیکھا ظاہرہ گیم مجھے ایسا ہے کہ تم جب جیتے جی ان کے
 حکم کو مانتی تھیں تو مرے پر اور زیادہ مانو گی کیونکہ وصیت کے خلاف کرنا بہت
 میری بات ہے گناہ ہوتا ہے اور وصیت بھی وہ جو شرع کے خلاف نہ ہو ابھی تک
 تو مجھے اک ساٹا سا تھا اور منتظر تھی کہ یہ خبر سنکر سینے پر دو تھڑ ماروں اور ہائے

استانی جی کمکر پکاروں یہاں تک پہنچ کر جو تقریر کے اصل مطلب پر نگاہ کی دل کانپ گیا اور بیکی طرح تھمرانے لگی دو تون ہاتھ جوڑ کر امان جان سے کہا کچی نہیں میری کیا مجال جو آپ کے حکم اور اُن کی وصیت کے خلاف کوئی امر کروں اُنھوں نے گلے سے لگایا اور شاباش شاباش کمکر میرا منہ چوم کر کہا کیوں نہیں ملتا ملتا تم بڑی سمجھدار اور سعادتمند بیٹی ہو تم سے اُن کو نیاک ایسا کیونکر نہ ہوتی لے اپ کوٹھے پر جاؤ فقط اسی وجہ سے دروازہ بند کروادیا تھا کہ پہلے تم سے دو دو باتیں ہو جائیں مین دہان سے اٹھی اور اپنے دل سے یہ باتیں کرتی ہوئی چلی کہ جب وصیت شرع کی بموجب ہے تو اسکے برخلاف شریعت کے خلاف ہو گا اور شریعت کے خلاف گویا حکم خدا کے خلاف ہے اور خلاف حکم خدا کرنے والا کافر ہے اگر مین ایسا کروں تو کافر ہو جاؤں خدا نارا دل مین جو آیا تھا اُس سے توبہ کرتی ہوں اور تو غفار و نوب ہے اپنا صدمہ اُس سے ورگذر فرمانا اور عاف کر دینا اس کے بعد مین نے اپنے گناہ اور اُسکی غصبت و جلالت پر جو نظر ڈالی آپ مین نہ رہی زینے تک پہنچ چکی تھی اب مجھ مین دہم درود باقی نہ رہا اور ہاتھ کٹری پر رکھ کر دروازے سے لپٹ کر لکڑی ہو گئی میرے جانے کے بعد امان جان نے راحت سے اشارہ کیا تھا وہ پیچھے چلی آتی تھی یہاں پہنچ کر جو میری یہ حالت دیکھی گھبرا گئی امان جان کو پکارا کہ جلدی آئیے صاحبزادی کے دشمنوں کا عجب حال ہے یہ آواز میرے کان مین گئی مگر جواب نہ دے سکی وہ تنگے پانون و وٹین اور پلنگ لاؤ پلنگ لاؤ کہتی ہو مین اری میری کچی ہا سے برکیا ہو اکھر لپٹے مین والاں سے کسی نے پلنگ گھسیٹ لیا کٹدی ہاتھ سے چھڑا کر پس پر لٹا دیا اب مجھے

خبر نہیں وہاں تک کہ سب کا حال معلوم تھا آنکھ جب کھلی تو سرھانے ابا جان اور پامنتی امان جان کو بیٹھے دیکھانا ابا جان زانو پر سر لیے خفے باقی محل بھر کی عورتیں جو طرفہ چار پائی کے بین پیچھی نہیں آنکھ کھلنا تھی کہ امان جان کی طرف سے پاؤں سمیٹ کر مین اٹھ بیٹھی اور مردوں کو سلام کیا سب کے بدن میں جان گئی اپنی اپنی آنکھ کے آنسو پوچھنے لگے ایک نے بلالین لین ایک نے سجرہ کیا کوئی مبارک ہو پکارا کسی نے سر سے سرائار کوئی دوڑ کر تیل ماش لایا کسی نے باہر صر قہ بھجوا یا ابا جان نے ہاتھ پھیلا کر کلیجے سے پٹا لیا اور پیار سے پوچھا کہ کیوں مزاج کیسا ہے تمہارا دل رکچہ کچھ کہتے ترک گئیں مین نے کہا کہ جی نہیں یہ بات نہیں میرا دل خواہ رنج اٹھانے کے قابل ہو یا نہ ہو مگر اس وقت مجھے کوئی رنج کسی کے لیے نہ تھا بلکہ آپ کے حکم سے وہ سب باتیں سن کر جو کوٹھے پر چلی تو اپنے گنہگار اور خدائے پاک کے قہار ہونے پر میرا دل بل گیا اس قدر ڈر معلوم ہوا کہ ضبط نہ ہو سکا زینے سے پٹ کر رہ گئی آپ کی رحمت کی پلنگ گھسیٹنے کی آوازیں مین پلنگ پر لیٹ کر کے پھر نہیں معلوم کہ کیا گذرا امان جان نے فرمایا پھر بھر سے ہم سب جان بلب ہن اتنی ہی دیر مین خون خشک ہو گیا ابا جان کے لحاظ و خوف سے مین روئی نہیں دل تو ایسا بھرا ہوا تھا کہ جب تمہیں گلے سے لگایا تھا اس وقت آنسو نکل پڑے نانا جان پیار کر کے دیتا کہ مجھے سینے سے پٹائے رہے پھر انگنائی سے والاں میں لائے اور جھیر جھیر سوچ سوچ کر ابا جان نے آسانی جی کی باتیں کیں مین نے سین مگر آنکھ کو پیچھے تک نہ دیا رونا اور آنسو بھر لانا کیسا آدمی اپنے دل پر رکھ لے تو بھی کچھ کر سکتا ہے دل پر رکھنے اور جی چھوڑ دینے کی تو بات ہی اور ہے بھلدر کے انقلاب مین ہمارے ہاں سے ایک لمبے مذہبی فضیلت ناک

نکل گئی تھی دس بارہ برس بعد وہ نیکی جنت آکر ہمارے مکان کے قریب کرانے کی
 چوٹی میں رہی ابھی اُستانی جی کا چالیسواں نہیں ہوا تھا عجوبہ خیرات میں ہوا رحمت
 کوٹھے ہی پر رہتے تھے ایک دن جیسے ہی قرآن شریف پڑھ کر میں نے عالم کو ہاتھ اٹھائے
 دیوار پر نظر گئی ایک سر نکلا ہوا دیکھا آنکھ چار ہوئی اس نے سلام کیا میں نے بھی سر پر
 ہاتھ رکھا گئی گزری بات مجھے خیال بھی نہیں دوسرے دن شام کو جو سونے جاتی ہوں
 ہوا عجوبہ نے کہا کہ بیوی ہمارے مکان کے اُدھر کوئی نواب بانکے آکر رہے ہیں
 اُن کی بیوی زہرہ بیگم ایسی منسا رہیں کہ میں کیا کہوں کئی دفعہ کوٹھے پر آچکی ہیں اور
 کتنی ہیں کہ تم اپنی صاحبزادی پاس کہہ کر میری لڑکی کو بٹھا دو ڈرا احسان ہوگا
 دن بھر ٹوٹکا کھیلنے سے بچے گی اور کچھ نہ کچھ آہی جائے گا میں نے کہا کیا مضائقہ
 مگر میں اباجان سے اجازت لیں یہ کہہ کر میں بھول گئی اُنھوں نے سر جھک
 اس قدر تقاضا شروع کیا کہ ہوا عجوبہ ایک دو مرتبہ کہہ کر میری بھول سے عاجز
 ہوئیں اور اباجان سے کہہ دیا کہ میں اُن سے شرماتی ہوں اور صاحبزادی
 بھول بھول جاتی ہیں اگر آپ کہیں تو میں اُن کی لڑکی کو بلالیا کروں اباجان
 نے کہا کہ مجھے اس محلے کے لوگوں کی حالت اچھی طرح معلوم نہیں نواب صاحب
 کہنا ہوا عجوبہ چلی گئیں میں اپنے کمرے میں چلی آئی کھانے کے وقت دسترخوان
 بچھنے سے پہلے اباجان نے نانا باوا سے کہا کہ حضور آپ کے زیر سایہ نواب بانکے
 کوئی صاحب رہتے ہیں؟ (نانا جان) نواب بانکے کون میں نے تو آج تک
 نام بھی نہیں سنا تم اپنا مطلب کہو کام کیا ہے (اباجان) جی اُنکی ایک لڑکی ہے
 اُس کو طاہرہ بیگم کی خدمت میں اُن کی بیوی دیتی ہیں کہ یہ اُسے لکھائیں پڑھائیں

(نانا جان) مجھے تو اُن کے خاندان اور چال چلن کا حال معلوم نہیں دریافت کرو اگر
 ملنے کے قابل ہوں تو کیا مضائقہ یہ فرما کر انھیں خیال رہا جس طرح اندر والے
 مکان میں ایک دیوار نواب بانکے صاحب کے گھر کی تھی اسی طرح باہر بھی تھی
 زہرہ بیگم صاحب اُس دیوار پر بھی چڑھیں دو چار دفعہ کے بعد ایک دن غلام علی
 نے بھی اُن کی صورت دیکھی گو ایک زمانہ گزر چکا تھا اور بیویوں کے لباس میں
 تبدیلیاں مگر وہ پہچان گیا لیکن دل میں لے رہا وہ تو لونڈی سے بیوی بنی تھیں
 اور بیوی نواب صاحب کی پھر وہ بھی بانکے وہ اپنے رنگ دکھاتے تھے یہ اپنے
 رنگ جاتی تھیں جس طرح عورتوں میں سبھی قسم کی عورتیں ہوتی ہیں اسی طرح مزدوں
 میں بھی نیک بد ہوتے ہیں کوئی ناشائستہ ایک روز اُن کے بار بار جھانکنے اور
 گردن نکالنے سے بادل خان کچھ کہہ بیٹھا انھیں برا معلوم ہوا ڈھیلے پھینکے ایک اس کے
 لگ گیا وہ بگڑ کر تباہ برتاؤ برابھلا کتنا نیچے اُترا اور اپنا لٹھ لیکر یہ کہتا ہوا باہر چلا
 کہ ساری نوابی میان کی ابھی دیکھے لیتا ہوں اپنے سانڈ کو روکیں ورنہ گھر میں
 گھس کر ہاتھ منھ توڑ ڈالوں گا ادھر سے یہ بکتا ہوا جاتا ہے اور باہر سے ابا جان
 آتے ہیں وہ کیا ہے کیا ہے کہتے ہوئے رک گئے اور اس سے سلام کر کے ساری
 روداد بیان کی ابا جان خیر مجھ سے اُسے سمجھانے لگے کہ بھائی جانے دو محلہ کا واسطہ
 ہے ہم انھیں بلا کے سمجھا دیں گے دوبارہ اگر ایسی خطا کریں تو تمہیں اختیار ہے ابھی
 خبردار ایسی حرکت نہ کرنا وہ چپ ہو کر گردن لٹکا کر پلٹ آیا غلام علی نے ساری
 وردی چپی کرتے وقت نانا جان سے بولی اور کہا کہ آج بادل خان کو بڑا غصہ
 آیا تھا وہ تو دو لہا میان نے آنکھ دکھائی اس سے قسم کیا نہیں تو خوب ہی

بانگے میان کو بیدھا کرتا (نانا جان) ارے ہاں یہ کون بانگے میان ہیں (غلام علی)
 حضور یہ تو نواب بہادر مرزا صاحب کے صاحبزادے ہیں بجلی کماری کے پرپٹے سے
 اور بیوی اُن کی آپ کی لونڈی ہے (نانا جان) ہائیں بھئی میری لونڈی کچھ نہیں
 خیر ہے میری لونڈی کیون ہونے لگی (غلام علی) حضور میں سچ عرض کرتا ہوں
 آپ ہی کی لونڈی ہے (دن) کون (غلام علی) فضیلت (نانا جان) ہاں یہ نہیں
 کیونکہ معلوم ہوا (غلام علی) اے حضور وہ اصطلح والی دیوار ہی پر تو دن بھر بیٹھی رہتی
 تھی بادل خان کی وجہ سے آنا بند ہوا میں نے پہلے ہی دن پہچان لیا زہرہ بیگم
 نہیں چاہے مشتری خانم وہی فضیلت ہے ظہور کی لڑکی (نانا جان) یہ کہو تم نے
 خوب اس وقت یہ ذکر کر دیا ارے بھئی وہ اپنی لڑکی کو پڑھنے بٹھانے کتنی تھی
 (غلام علی) کمان حضور (نانا جان) ہماری لڑکی کے پاس (غلام علی) واہ واہ
 معقول اس کو خبر ہی نہیں کہ یہ گھر آپ کا ہے یا یہ سمجھتی ہے کہ مجھے کوئی پہچانے گا
 نہیں سچ ہے باندی کی عقل بھی گدی میں ہوتی ہے (نانا جان) نے یہ سب سنکر
 آرام کیا جب گھر میں تشریف لائے تو ساری کیفیت مجھ سے دہرائی میں نے بوا
 عجوبہ سے کہہ دیا کہ اب جو وہ تم سے کہیں تو کہہ دینا کہ بیوی میں نے ذکر کیا تھا وہ
 راضی نہیں ہیں کتنی میں کہ مجھے اپنی ضرورتوں گھر کے دھندوں سے کمان فرصت
 خواہ مخواہ وعدہ کر کے جھوٹی پروٹنگی پھر کیا ضرور بوا عجوبہ کی زبان سے انکار کر دہ
 اب باقی نہ رہنے سے اب جو اس خدا کی بندی نے خدا اور کر شروع کی تو بیٹھنا
 دشوار ہو گیا جو نکلا اُسے پیام دیا جو آیا اس کو سلام کیا ہاتھ جوڑتی ہے سنت کرتی ہے
 گر گڑاتی ہے گھگلیاتی ہے کسی نے کہہ دیا کہ بیوی صبح اور ظہر کے وقت یہاں ہوتی ہیں

تم خود اگر کہنا ہم تو کہہ چکے تمہیں یقین ہی نہیں آتا اس کا کیا علاج کریں ہم نے کوئی دقیقہ
 اٹھا نہیں رکھا تمہاری ساری دل کی باتیں کہیں اپنی طرف سے کہا انھوں نے
 ایک بات میں فیصلہ کر دیا کہ پرانے بچے کو بلا کے بٹھا رکھنا کونسی انسانیت ہے
 تم دیکھتی ہو کہ چار پہر مجھے سر کھجانے کی سہلت نہیں ملتی جان بوجھ کے تو انجان غبنے
 کی بات ہی اور ہے بولے بیوی حق بات کا کیا جواب ہم اپنا سامنہ لے کے رہ جاتے
 ہیں کہیں تو کیا کہیں عمر بچا آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ وہ اور تو اور پان دو دو پہر نہیں لگاتے
 کھا سکتیں چار چار دن کنگھی نہیں کرنا ملتی اندر کے سارے گھر کا تبرا انھیں کے
 اوپر ہے بڑی بیگم صاحب دور سے بیٹھی مہمانوں کی طرح سیر دیکھا کرتی ہیں آئے
 دن مہمانوں کا آنا آنا رہا رہا کہ خیال آئے گئے کی خاطر کھانا پکھانا کھلوانا لینا دینا
 حساب کتاب اک اک کا آگاتا کا اک بات ہو تو کوئی کہے پھر اپنی باتوں کی
 پابندی نماز و وظیفہ قرآن شریف اسی میں سینا پروتا سودا سلف منگوانا کوئی دن ایسا
 نہیں ہوتا کہ دو چار گھڑی بلاناغہ دو وقتہ چو لھے پاس بیٹھنا نہ پڑے یہ ہنڈیا دیھی وہ
 پینسلی دیھی اس کا نمک چکھا اس کا پانی جانچا نواب صاحب کے پاس دس بیس
 آدمی باہر دسترخوان پر کھاتے ہیں دو دو باورچی نوکرین ہر جہت تک اُنکے ہاتھ کی
 کوئی چیز کھلی ہوئی نہ جائے اُن کا دل نہیں مانتا فرماتے ہیں کہ دسترخوان کی زینت
 نہیں ہوتی جس وقت اندر خاصہ کھاتے ہیں اس وقت تو زیادہ وقت کرنا پڑتی
 ہے قدری کی کہ بیوی آپ فقط بیٹھی رہیے بتائے جائیے ہم کام کریں گے
 ماشاء اللہ ان کا ہاتھ ہی نہیں رکنا ادھر کوئی چوکا اور وہ خود بڑھ گئیں اُن کا سنا
 سلیقہ دیکھا بھالی نفاس کسی میں ہونے کیون لگی جس دن سے کھا نے میں

انگ پانی اُن کے اندازے سے پرنے لگا اور اُن کی ترکیب پر کپنا شروع ہوا لوگ
 انگلیاں چاٹ چاٹ کے کھانا کھانے لگے اور توہین نہیں جانتی سپٹ کھل گئے
 اور بھوکین بڑھ گئیں جس ہنڈیا میں ہاتھ لگا دیا ایسی بن گئی کہ بائسن کی مٹی ہو تو کلمہ
 پڑھے (زہرہ سلیم) ای بوا تم نے اس وقت مجھ کو اور دیوانہ کر دیا یہ باتیں سنکر
 بھلا تھیں بناؤ کہ میرا دل کیونکر نہ بھر بھرائے ماشے اللہ سو انگریزوں ہون
 چراغ میں اب تم سے نہ کہا جائے گا ٹھہر جاؤ کسی دن میں خود اگر پیرون پر گر کے
 اپنا کام نکالوں گی یہ کہہ کر اُس دن تو وہ چلی گئیں دوسرے روز لڑکی کو ساتھ لیکر
 صبح سویرے ڈولی میں چڑھ کے ماما کے ہاتھ میں ٹھائی کی ٹوکری دے آ موجود ہوئیں
 سواری آئی ہے کوئی یہ آواز سنکر دوڑا دوڑا تو مہمان آیا ہی کرتے تھے اور اُس دن
 تک پوچھنے گچھنے کی رسم بھی ہمارے ہاں نہ تھی وہ اتر پڑیں پردے سے نکلتے ہی
 مجھے پوچھا دولت نے کہہ دیا کہ کوٹھے پر میں اُن کی تمنا برآئی سیدھی منہ اٹھائے
 کوٹھے پر دولت اُن کو زینہ بتا کر اپنے کام سے لگی امان جان کرے میں تھیں ڈولی
 آنے کی آواز سنکر بالہر لپکیں پوچھا کہ ارے کون آیا تھا جو غائب ہو گیا حمت نے کہا
 کہ چھوٹی سلیم صاحب کے پاس کوٹھے پر گئی ہیں وہ متوجہ ہو کر کہ چھوٹی سلیم سے
 خاص ایسی ملنے کی کسے ضرورت ہے اور کیا ایسا کام ہے ٹھلتی ہوئی کوٹھے پر چلی آئیں
 میں قرآن مجید پڑھ رہی تھی کہ وہ پہنچیں سلام کیا لڑکی اور ٹھائی کی ٹوکری کو میرے
 آگے کر دیا میں نے اُن کو جواب سلام دیا اشارے سے لڑکی کو بیٹھنے کے لیے کہا وہ
 سمجھی کہ ٹھائی کھانے کو کہتی ہیں صبح کا ناشتا اللہ دے اور بناہ لے جھٹ پتے
 پھینکے اور دھاگانو چنے لگی میں سجدہ واجبہ ادا کرنے کو تھکی اُدھر امان جان آئیں

بی فضیلت زہرہ بیگم اُن سے ملنے کو اٹھیں یہاں لڑکی کو ایسا وقت ملا کہ اُس نے پانچ پیسے کی جلیسیاں جلدی جلدی بندر کی طرح منہ میں بھر لیں مین جو سجدے سے سر اٹھا کر دیکھتی ہوں تو نذر قبول فقط پتے اور اُس پر شیرہ رہ گیا صاحبزادی ہاتھ منہ لٹھیرے ہوئے بیٹھی مین بے اختیار کچھ ہنسی آئی مگر چھو نالت پت دیکھ کر سنبھلی اس کے اُس کی حرکت ناگوار طبع بھی لندری اتنے مین اُن کی امان جان مڑیں دیکھتے ہی آگ ہو گئیں اور کھڑے قدم سے ایک لالت ماری کہ وہ بلبلا گئی تو کوری بونہی رہا سہا شیرہ بھی چاندنی پر بہا اور صاحبزادی نے بھی لوٹ لوٹ کر خوب ہاتھ منہ چاندنی مین پونچھا اب شیرے کے علاوہ ناک اور آنسو تھوک اور رزل اور بڑھ گئی مین سناٹے مین اگر رہ گئی کہ یہ قصں سمل صبح صبح کمان کا میری تقدیر مین کھا تھا ماما نے چاہا کہ اُس لوٹن کو بوزری کو اٹھائے جیسے ہی قریب گئی اُس نے وہ ٹانگیں اچھالیں وہ ولتیاں کھائیں کہ مین ڈنگی ماما روز کی سیر دیکھنے والی تھی آئی کافی دیر لپٹ پڑی اور پکڑ لیا اب اس نے ہاتھ پاؤں روک لیے اور زبان سے کام لینا شروع کیا وہ لچھے دار گالیاں دین کہ سارا گھر حیران ہو گیا ماما بھی غضب کی بوبہ لیل تھی سب کچھ سنا کر گو دین اُسے اٹھالیا اور بیوی اس نے کچھ اس طرح ٹانگیں اڑائیں ہاتھ چلائے کہ ماما خود کھڑے قدم سے گر پڑی کنبخت کے چوٹ لگی سرد پوار پر پڑا اور صاحبزادی صاحب دولتیاں اچھالنے اور پکھاڑ مین کھانے لپیں اب امان بی ٹھیں اور دم دلا سے پیارا خلاص سے روکنا سنبھالنا چاہا تو بہ بھلا اس پشیمان سوار تھا وہ کیا رکعتی آخر کو ماما اور بیوی دونوں نے ملکر زور لگایا اور اس ٹرٹی بونہی مچھلی کو پکڑا امان جان تو کچھ ایسی گھبرائیں کہ جیسے ہی اُدھ کشتی شروع ہوئی وہ چلی گئیں

میں بغلیں جھانکتی ہوں کمنٹاتی ہوں اور اٹھ نہیں سکتی دم الجھ رہا ہے کام کا خیا اوقت
 برباد ہونے کا ملال لیکن کیا کروں مروت آدمیت منتظر بنائے روکے ہوئے ہے سلاح
 کی امید وار بھی ہوں کہیں مان بٹیان لڑ چکیں جوڑ پھڑک لے تو میری گلو خلاصی ہو وہاں
 ماما بیوی اک طرف اور وہ اکیلی جان ایک جانب مگر دونوں کا نقصون میں دم
 ہو رہا ہے سانسین پھونی ہوئی ہیں کسٹم کستان میں ماما کے کپڑے لے کر ڈالے امان بیوی
 کے بال نوچ لئے چوٹی پکڑ کے کھینچ لی اس گھٹاپے سے موباف پڑا تھا کہ وہ اپنی چھ
 برس کی لڑکی کے زور سے ایک طرف کا تو بالکل الگ ہو گیا سانپ کی گھپی اُس کے
 ہاتھ میں رہ گئی اور چوٹی کی لٹ تیل کی چکنائی سے چمک کر الگ ہو گئی دو طرف کا
 ایک سا آدمہ بل کھلاتھا کہ انھوں نے دو ہٹ مار کر اس کو تو ایک ہاتھ سے پکڑا وہ سر
 ہاتھ سے موباف چھڑا کر ذرا بیٹھیں اکیلی ماما رہ گئی وہ پھر ٹرپ کے نکل گئی نہ تو چھوٹے
 جاسکتی ہوں نہ تھہرا جاتا ہے کیا کروں کیا نہ کروں عجب طرح کا ترو دک خداوندیہ
 بلائیں کہاں سے آپرین آج صبح کو کس کا منہ دیکھا تھا ای بیوی اچھا خاصہ دن چڑھ گیا
 اور لڑکی کا شیطان کسی طرح نہیں اترتا رہ کر خانہ جنگی ہو رہی ہے ابھی تک تو خیریت
 تھی موباف نوچ کر امان جان نے مٹھائی کی ٹوکری میں پھینکا اور ماما کو بھلا برا لکھ کر
 ابھارا وہ پھر مرد و ابن کر چلی صاحبزادی لوٹتے لوٹتے مجھ تک پہنچیں میں قرآن مجید
 لیکر کرے میں بھاگی رحل اٹھانا بھول گئی صاحبزادی نے وہاں پہنچ کر اُس کو
 گھسیٹا اور ماما کو اس زور سے مارا کہ اُس کی بھون پھٹ گئی دھل دھل خون بہنے لگا
 جو تھا ہک دھاک اور وہ ہاے مار ڈالا کہہ کے سر پکڑ کے بیٹھ رہی درد کی ایذا میں
 جو منہ میں آیا بکتے لگی امان جان کو مانتا کے مارے بُرا لگا اور عذر و خذرت افسوس

دلاسے کے بارے الٹی آستین اس کی گردن میں ڈالیں غصہ تو غصہ ادھر بڑھا ادھر
 بڑھلی میسے وہ تو تھا ہی تھا یہ نیا گل پھولا اما اور میوی نے وہ دھڑلکی لڑائی ہوئی
 کہ غیرت کے مارے سارا گھر کٹ کٹ گیا اماں جان پھر دڑی آئیں اور مجھے
 اشارے سے بلا کر اپنے ساتھ لے گئیں رحمت دولت عجوبہ خیر اتن محمدی خاتم
 وزیر انسا عظیمین محبت سب کی سب کو ٹھے ہی پر تھیں کہا کہ ان سب کو
 جلدی سوار کرو دہان نیسے کہ اس ماسیٹ غل غیاڑے کی آواز نواب بانے
 صاحب نے سنی پہلے کو ٹھے پر آئے پھر بیوی کی آواز پہچان کر دیوار پر چڑھے
 اور بنکار بنکار کر ماما کو مردار بے حیا بنانے لگے اُن کی فطین تو کس زبان سے
 ادا ہوں اور نہیں معلوم کیا کیا وہ فرماتے بوا رحمت اور عجوبہ نے کہا کہ میان
 ہم ٹھہری لگائے دیتے ہیں آپ اگر یہ لڑائی موقوف کرائیے ہمارے ہاں کے
 مرد تو آئیں سکتے کیوں زبان خراب کیجیے اور کاہے کو اتنے بڑے رئیس کے
 گھر میں گالی گفتمنہ سے نکالیے ایسا نہ ہو کہ کسی مرد کو غصہ آجائے تو ساری سخی
 کر کری ہو جائے گی بارے وہ بھی نیکی کے دم میں تھے اور اس کے دفعیہ
 کی کوئی صورت بھی نہ تھی یہ بیچاری عورتیں کیا کرتیں غرض ٹھہری لگائی گئی
 اور نواب بانے صاحب اترے دونوں کو جدا کیا پہلے بیوی کو ٹھہری پر چڑھایا
 پھر ماما کو پھر گوہن لیکر لڑکی کو آپ چڑھ گئے اور وہ ہنگامہ اس طرح فرو ہوا
 میں مرد کی آواز نہ کرنا پ رہی تھی اور اماں جان گھبرا کر چلی تھیں کہ باہر
 کھلو ابھیچیں بارے خیریت گذری کہ کوئی پیش خدست ماما دہان تھی ہی نہیں
 پھر پلٹ گئیں اور خفرائی کا منتی جا کر اپنے کمرے میں بیٹھ رہیں اتنے میں وہ طوفان

بے تمیزی ہو قوف ہوا سب آدمی کو ٹھہرے نیچے آئے ابا جان بھی کہیں رہا تھا
تھے در نہ غضب ہو جاتا نانا جان باغ میں تھے وہ یہاں سے فاصلے پر تھا دو چار
آدمی ڈیوڑھی پر تھے آزاد چھنی اُن کو نواب بانکے صاحب کے گھر کی لڑائی معلوم
ہوئی کان کھڑے کر کے رہ گئے جب یہ لوگ کوٹھے سے اترے تو امان جان کمرے
سے نکلیں اور گھبرا کر پوچھا کہ ارے اب کیا ہوا تم سب کیوں چلے آئے بوا عجوبہ
نے کہا کہ بیوی خدانے بڑا فضل کیا کہ آپ چھوٹی صاحبزادی صاحب کو لے
آئی تھیں در نہ مفت میں ایک نامحرم کا سامنا ہوتا (امان جان) ہائین کیونکر؟
(عجوبہ) ارے حضور وہ بانکے میان اُن کی دیوار پر چڑھ آئے تھے بس یہ سننا تھا
کہ امان جان کا نپٹے لگین ابھی تک اُن کو اُن کے بیہودہ کہنے ہی پر غصہ آیا تھا
اور وہ یہ سمجھی تھیں کہ وہ اپنے گھر میں سے بکتے اور چیختے تھے یہ سنتی ہی آپے سے
باہر ہو گئیں اور کہا کہ جاؤ کوئی باہر کہہ آئے کہ نواب صاحب کو جلدی بلادو میں
دوڑ کر قریبوں پر گر پڑی اور کہا کہ امان جان نانا باوا سے نہ فرمایے گا ورنہ غضب
ہو جائے گا اس میں بڑی قباحتیں ہیں بات بہت بڑھے گی اور انجام اس کا
اچھا نہیں اگر خدا نخواستہ آپ کا یا میرا سامنا ہو جاتا تو البتہ کمنا واجب تھا تا کہ
مرد ہمارے اس نادانستہ خطا کو معاف کرتے اور جب سامنا ہی نہیں ہوا تو پھر
کہنے سے سوا اس کے کہ انھیں رنج ہو اور ہم نظردن میں ذلیل ہوں اور
بانکے نواب صاحب پر کچھ آفت آئے اور کوئی بات معلوم نہیں ہوتی ماما تو آدمی
سے کہہ آئی تھی میں نے چاہا بھی کہ اُسے رد کون گروہ جا چکا تھا میں باورچی خانے
گئی آج نانا جان کے گھر میں کھانے کا دن تھا دیر ہونے سے مجھے بڑا مزد تھا ایک

ایک کو جوت دیا اور پانچ چار چوٹے سلکا لکھنا پکانا شروع کیا امان جان سے گویا
 میں نے عرض کر دیا تھا اگر انھوں نے میرے کہنے پر بالکل اعتنا نہ کی اور جیسے ہی
 ابا جان آئے سارا قصہ اُن سے کہہ دیا خدا بخشنے وہ بڑے خیرت دار اور انجام میں
 تھے ساری داستان سُکر فرمایا کہ تم نواب صاحب سے نہ کہنا میں قراردادِ اُمّی اسکا
 مزہ اُن سے یلون گا وہ سمجھا چکے ہیں کہ نانا جان آئے آتے کے ساتھ ہی کھانے کو
 پوچھا میں نے جو طے ہی پاس سے ایک آوٹھ کا نام لیکر کہا کہ دسترخوان لے چلو سب تیار
 ہے انھوں نے پوچھا کہ عصمت مجھے کیوں بلایا تھا امان جان نے کہا کہ جی ہاں بلانے
 کی صاحبزادی کو اُن کی بیوی زہرہ بیگم صاحب لیکر آئی تھیں اُن صاحبزادی
 کی سیر دکھانے کو بلایا تھا (نانا جان) ہاں کیا وہ آئی تھی (امان جان) جی ہاں
 (نانا جان) عصمت تم نے بیچا نا بھی کہ زہرہ بیگم کون سی تھیں امان جان نے کہا جی نہیں
 اور میں نے اُنہیں دیکھا ہی کہاں تھا (نانا جان) عصمت تم بھول گئیں دیکھا کیوں
 نہیں یہ ظہور کی لڑکی فضیلت تھی (امان جان) ہاں میں اسی لکھیے مجھے کیا معلوم
 (نانا جان) جی ہاں یہاں اس کا چلے آنا اور شرم و لحاظ نہ کرنا حد کی بیغیرتی ہے
 پھر وہ آئی تو کیا ہوا (امان جان) جی کچھ نہیں طاہرہ بیگم نے لڑکی کو شرمی اور شرارت
 دیکھ کر جواب صاف دیدیا کہ مجھے فرصت نہیں ابا جان شاید وہ کہے پھر بڑھری
 ہو لڑکی نے سارا گھر سر پر اٹھایا امان جان تو مٹھائی نذر دینے کے لئے لائی تھیں
 لڑکی نے خود کھالی اور ٹوکری ماما کے سر پر اندر بھاڑی سارے بچھونے پر تیرہ بھایا
 تپے اُڑائے مان نے مارا وہ برابر سے جواب دیے میں کہ دانت کھٹے کر دیے تلے اوپر
 کی بہنیں معلوم ہوتی تھیں (نانا جان) عصمت مجھے اُس کے چلے آنے پر رہ رہ کے

عجب ہوتا ہے کہ اُس کو کچھ خیال نہ آیا افسوس کہ تم بالکل بھول گئیں پہچان لینے پر
 نہیں معلوم کیا کہتی اقرار کرتی یا پھر مکر جاتی یہاں اسی قدر باتیں ہو کر رفت گذشت
 ہو گئی میں نے اباجان سے الگ ایک دن کہا کہ آپ اس مکان کے (جس میں
 ہانکے صاحب رہتے ہیں) مالک کو دریافت کیجئے اور اُن سے کہئے کہ مکان کے
 خالی رہنے سے یا کرایہ داروں کے ہاتھ سے ہم کو طرح طرح کی ایذا پہنچتی ہے یا تو
 آپ خود آکر رہیے اور یا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالیے جہاں تک ہو اس مکان کو لینا چاہیے
 جب مکان اپنا ہو جائے گا اُس وقت زہرہ بیگم سے کھلو ابھیجا جائے گا کہ مکان
 خالی کر دیں آٹھ دس روز میں اُٹھ جائیں یہ صورت ایسی ہے کہ ان کے قدم
 یہاں سے نکل جائیں گے اور امان جان بھی خوش ہوں گی اباجان نے بھی
 اس بات کو پسند کیا اور ادپری اوپر مالک مکان کو محبت سے بلا کر ساری کیفیت
 سنا کر مکان لینے کی حاجت ظاہر کی اُنھوں نے شرمندہ ہو کر کہا کہ میں اور مکان دونوں
 آپ پر تصدق ہیں جب مزاج مبارک میں آئے لکھا پڑھی ہو جائے یہاں تو یہ تذہیر
 تھی وہاں بی زہرہ ہمدن تو سرستھ لیٹے پڑی رہیں ردیا کین ماما کے نکلنے اور محنت پڑنے
 سے آخر کو پھپھتائیں دو تین روز جب کوئی گڈ زحلی اور نوکر ہو گئی وہ پھر کوٹھے پر
 آنے لگیں میر نقش علی صاحب کے ہاں گئیں اُن کی بی بی سے ملیں میرا ذکر کیا وہاں
 سے ہمسائی کے ہاں چلی گئیں اُن کی بہو بختاوردو ملن سے میری تعریف کی امجدی گیم
 صاحب سے میرا نام لیکر کہا کہ آپ اپنے محلے کی لڑکیاں اُن کے ہاں بھیج دیجئے
 وہ خوب پڑھاتی ہیں سیکڑوں طرح کے ہنر ہاتھ میں ہیں سب گنوں میں پوری ہیں
 پڑھنا لکھنا کیا اگر اُن کے پاس خالی میٹھی رہا کین گی تو بھی آدمی ہو جائیں گی

اُن کا سن تو ایسا نہیں مگر سلیقہ بے سگھڑ پایا ہے کہ دواہ دواہ آپ لوگوں کی وجہ سے
 میری لڑکی کے پڑھنے کی بھی صورت نکل آئے گی اُن سب کو برا ہی کیا تھا پہلے
 تو وہ بوجہ آمد رفت نہ ہونے کے کچھ سوچے سمجھے جب اس نیک بخت نے روز کا
 یہی ذکر نکالا اور طعنے دینے شروع کئے کہ دیکھیے پچھتائیے گا (خدا نہ کرے) سر پہ
 ہاتھ دھر کے روئیے گا یہی وقت ہے نہ چوکیے کٹنا مانے سوچ بچار اچھا نہیں کچھ
 خدا نہ کرے وہ نیچ قوم نہیں ذات کی سٹی نہیں غریب نہیں جو آپ کو جانے میں عار
 معلوم ہوتی ہے خدا کو ان کے جانیے مجھے آپ کی لڑکی سے محبت ہے اس لئے
 کہتی ہوں اُس وقت امجدی سکیم نے بختاوردو دھن کو اور میر نقش علی صاحب
 کی بیوی کو بلوایا اور اُن سے زہرہ سکیم کی ساری تقریر بیان کی دونوں عورتوں
 نے کہا کہ ہم سے بھی یہی روز ذکر رہتا ہے نہیں معلوم اس نیک بخت کا کیا فائدہ ہے
 میر نقش علی صاحب کی بیوی نے کہا کہ جب وہ بہت پیچھے پڑیں تو میں نے کہا کہ
 آخر تمہارا کیا مطلب ہے جو کہ ٹوٹ ہو رہی ہو اُن کو کیا پڑی ہے کہ وہ محلے بھر کی
 لڑکیوں کو سمیٹ کر پڑھایا کریں گی ایک تو امیر زادی اس پر ایسی ہنسنے لگی کہ
 اُن کو اپنے گھر کے کاموں سے کیوں مہلت ملنے لگی کہ وہ مکتب خانہ جاکر ٹیمیں لگی
 اور ان کیڑوں کے ساتھ سرسبز کریں گی کچھ خیر مانگو مجھ کو جواب دیا کہ نہیں نہیں
 یہ بات نہیں ہے ایک لڑکی کے پڑھانے سے انھیں انکار ہے دو چار ہوں تو خوشی
 ہے پڑھائیں کہتی ہیں کہ ایک کے واسطے کون در دوسری مول لے میں اپنی لڑکی کو
 لے گئی تھی نا تو انھوں نے یہی جواب دیا "امجدی سکیم یہ سنکر بولیں کہ اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو خود پڑھانے کا شوق ہے اگر ایسا ہے تو کیا مضائقہ

لاؤ ایک دن ہم تم سب ملکر ان کے ہاں چلے نہ چلین میر صاحب کی بیوی نے انکار کیا کہ نہیں بیوی میں غریب محتاج آدمی کیا منہ لیکر ان سے اتنی بڑی خدمت لون گی دوسرے سیری لڑکی کسی قابل نہیں ہاں تم دونوں صاحب جاؤ ماشاء اللہ برابر کی ٹکڑ دار ہو دوسرے غمخواری لڑکیاں بھی نام خدا سمجھا رہیں سیری کچی روٹی امجدی بیگم نے کہا کہ تو بہ یہاں روپیہ پیسے اور مال تال کا ٹکڑا کو نسا ذکر تھا بیگم صاحب آپ تو بعض وقت کچھ عجب الجھی ہوئی باتیں کرتی ہیں چھوٹی لڑکی اگر گرس ہے تو بڑی کے بھیجے میں کیا مضائقہ ہے وہ ہنسر بولیں کہ دوئی بیوی یہ بوڑا دھونگ پڑھنے کو جائے گا نوج اس اونٹ کی اور کون سی کل سیدھی ہے جو پڑھایا لکھایا جائے گا مجھے اپنے تین منہوانا منظور نہیں جہاں اٹا وال ہے وہاں ایک اُتو بھی سہی امجدی بیگم بے اختیار منہس پڑیں اور کہا کہ آپ تو ہر بات میں ایک پئے لگا دیتی ہیں ضرور آپ کو چلنا ہو گا وہ چپ ہو میں بختاورد دھن نے کہا کیوں منہ اٹھائے جانا صلح نہیں پہلے لکھو ابھیو اگر وہ بلائیں تو چلو امجدی بیگم نے اسی وقت اپنی انا امیر خانم کو بلا کر کہا کہ تم نے نواب دولہا صاحب کا نام سنا ہے (امیر خانم) ہاں کہا کہ دو لی منگو اگر تم وہاں چلی جاؤ اور ان کی صاحبزادی طاہرہ بیگم صاحب کو میرا بہت بہت سلام کہنا اور کہنا کہ جب سے آپ کی باتیں سنی ہیں دیکھنے کو دل ٹوٹ ہو رہا ہے اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو ہم حاضر ہوں بی زہرہ کو آئے کوئی اکھوان دن تھا کہ غلام علی نے دروازے سے پکار کر کہا کہ ایک سواری آئی ہے بوا عجوبہ ذرا باہر آؤ وہ کہیں اور کیہتی ہوئی کہ کہیں دیوانی زہرہ پھر تو نہیں چلی آئیں باہر جا کر کہارون سے پوچھا کہ یہ ڈولی کہاں سے لائے ہو انھوں نے کہا بواجی اسی

محلے سے لائے مین وچر دے پاس گئیں اور کہا کہ بیوی آپ کہاں سے آئی ہیں
 انھوں نے سب بتے دیے بوا عجوبہ نے اندر آکر امان جان سے کہا انھوں نے علم یا
 امیر خاتم آئین تسلیم کر کے بیٹھ گئیں تھوڑی دیر بعد مین بھی اپنی چچی لے کر دھین جا بیٹھی
 انھوں نے مجھے صاحب سلامت کر کے امان جان سے پوچھا کہ طاہرہ بیگم صاحب آپ
 کا نام ہوا انھوں نے منکر کر کہا کہ ہاں وہ میری طرف مڑیں اور کہا کہ بیوی نے آپ کو بیت
 بہت سلام کہا ہے ٹولے محلے والوں سے آپ کی تعریف سن کر گھر بیٹھے عاشق
 ہو گئی مین مجھے بھیج رہے کہ حکم لاؤ تو کسی دن ہم زیارت کو چلیں مین نے امان جان
 سے کہا کہ یہ کہاں سے آئی مین انھوں نے فرمایا کہ ایک نئی جگہ سے آئی ہیں مجھے
 پورے طور سے واقف نہیں ہے کوئی میرا شالہ صاحب یہاں رہتے ہیں
 ان کی چھوٹی صاحبزادی کی یہ آنا مین نے کہا کہ میری طرف سے بھی سلام کہنا اور
 کہنا کہ آپ کی محبت اور عنایت مین تو کوئی شک نہیں لیکن مین خود مختار نہیں
 ہوں خدا رکھے نانا جان اور بابا جان کے ہوتے ہاں ناکا جواب دے نہیں سکتی
 آج کل مین ان سے پوچھ کر آپ سے عرض کر ابھیون گی آپ میرے اس سوکھے
 جواب کے کچھ اور اپنے دل میں نہ خیال فرمائے گا مجھے اپنے وعدے کا انشا اللہ بہت
 اچھی طرح سے خیال رہے گا اور اگر اجازت مل گئی تو آپ کو گھر مین بیٹھنا دشوار
 ہو جائے گا اتانے کہا کہ مین ٹھہری ہوں وہ تشریف لائیں تو جاؤں مین نے کہا کہ اول
 تو وہ ابھی آئیں گے نہیں اور اگر آئے بھی تو نہیں معلوم عرض کرنے کی مصلحت ہو
 یا نہ ہو اگر تم سے کوئی کام متعلق نہ ہو تو ایک آدھ روز رہو جب وقت ملے گا اجازت
 لے کر تم سے کہہ دوں گی امیر خاتم نے کہا کہ بیوی مین بے خبر لئے تو جانے کی نہیں

نہ میرے نہ جانے سے کوئی کام اُٹکا ہے گا خالی پلنگ پر بیٹھی چرپائی کے بانہر توڑا کرتی ہوں میں نے کہا اس سے کیا بتر کام کاجی آدمی خیال کر کے میں نے یہ کہا تھا وہ مسکرا کر میرے قریب آئیں اور جراب کے بنانے کو دیکھنے لگیں ادنی جراب کشمیر کی وضع پر میں نے بنائی تھی وہ گٹھون تاک کی ہوتی ہے میں نے اُسے بالشت بھرادر جڑھا دیا تھا جاڑے کے لیے دد جوڑیاں میں ضرور بناتی تھی نانا جان ان جرابوں کو بہت عزیز رکھتے تھے امیر خانم نے ایک فرد جتیار ہو چکی تھی ہاتھ میں لیکر دیکھنا شروع کیا اُس کا رنگ پھول بوٹے دیکھ کر لوٹ گئیں اور بے اختیار ہو کر میرے ہاتھوں کی بلائیں لیں پھر کہا کہ میری آنکھوں میں خاک جب ایسے ایسے ہنر آپ کے ہاتھ میں ہیں تو کہاں تاک مشورہ ہوں اور اپنے پر اسے کس طرح تعریف کریں میں نے کہا کہ آناجی تمجاری بیوی سے کس نے میل نام لیا آنکھوں نے کہا کہ ہمسائی زہرہ سلیم نے میں نے چند راکر پوچھا کون زہرہ سلیم کہا تو اب ہاتھ کے مرزا صاحب کی بیوی خدا کی قسم آپ کا نام لے کر اس قدر پھڑکتی ہیں اس قدر خوش ہوتی ہیں کہ میں کیا بتاؤں ایک ایک بات یاد کر کے باغ باغ ہوئی جاتی ہیں اور پھر یہ بھی کہتی ہیں کہ میں نے اُن کی کاریگری کچھ دیکھی نہیں فقط سنی سنائی کہتی ہوں میں نے کہا یہ اُنکی خوبیاں ہیں میں تعریف تو صیغ کے قابل نہیں دنیا میں انسان کا آنا ہی اسی غرض سے ہے کہ جبر کو اختیار کرے دل کو کہنے میں رکھے اچھی بات سیکھے بُری سے پرہیز کرے احدی سست بن کر بیٹھے رہنا وقت گنوا نا عمر کھونا بالکل خراب بات ہے سب سے بہتر اور نفل تو یہ ہے کہ خدا سے برحق کی عبادت کرے گناہوں سے بچے اُس کے خوف سے روئے جہنم کی یاد سے دل جلائے حمد و شکر میں زبان تر رکھے اپنے

اعمال پر نظر رکھے آنکھ ناک کان ہاتھ پاؤں زبان اور قبضے اعضا بدن میں ظاہر
 ہیں یہ سب اور پیٹ کے اندر کی چیزیں خدائے برحق نے اپنی حکمت اور عنایت
 سے ہر آدمی کو عین بصورت سے کرامت فرمائی ہیں اور ہر چیز اک خاص کام کیلئے
 یا چند کاموں کے لیے مخصوص ہے وہ کام چاہے دنیا کے متعلق ہوں چاہے
 دین کے مگر شرط یہی ہے کہ خلاف حکم خدا و رسول نہ ہوں جب ان اعضا سے
 اس کے برعکس کام لیا جائے گا اور وہ خلاف حکم خدا بھی ہو گا تو گناہ ہو جائے گا
 کوئی عضو بدن انسان کا کیوں نہ ہو اس کے قبضہ میں بالکل دے دیا ہے وہ
 ہر طرح اس عضو پر حاکم ہے اور بدن کی ہر چیز محکوم یہ بالکل جھوٹ اور بے اصل
 بات ہے کہ دل پر قابو نہیں چلتا کیا کرین دل سے مجبور ہو گئے دل سے اور مجبوری
 کیسی خطا اپنی الزام دوسرے کے سر کھنا دل ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم
 دل کے جب ہم نے یہ مان لیا کہ ہر عضو ہمارے بدن کا ہمارے کہنے پر چلتا ہے اور
 اسی بدن میں دل بھی ہے تو وہ بھی ضرور ہی ہماری مرضی اور حکم کا پابند ہو گا حاکم
 سے محکوم بن جانا کون سی دانائی کی بات ہے یہی ہاتھ ہیں چاہے ان سے خیرات
 کرو زکوٰۃ دو مومنین مستحقین کی جو تیان جھاڑو منیم کے سر پہ پھیرو وضو کرو دعاؤ اٹھاؤ
 سلام کرو یا اور ایسے ہی نیک کام کر دیا کسی کو مارو کسی کے آگے پھیلاؤ چوہی
 کا مال اٹھاؤ اسی طرح ہر عضو کا گناہ ہے ہاتھ پاؤں پر کیا منحصر امیر خانم مہلا
 بیوی ناک اور آنکھ کا گناہ کیونکر ہوتا ہے دین (آنکھ کا گناہ نامحرم کو دیکھنا
 جھانکنا تاکنا بری اور بد نظر ڈالنا ناک کا گناہ حرام اور نجس چیزوں کا ٹھیکنا
 حنائے جن چیزوں کے دیکھنے کو منع فرمایا ہے عداً جب دیکھو گے آنکھ کا گناہ ہو گا

اور اسی طرح سے ناک کا جن باتون کو لوگ دل سے منسوب کر کے اس بیچارے کو متہم کرتے ہیں وہ دل کی طرف نہ کرنا چاہئیں خدا نے ہر آدمی میں تین قوتیں پیدا کی ہیں اور ان پر بھی اس انسان کو غالب کیا ہے چاہے وہ اچھی قوت سے کام لے کر ملک سیرت ہو چاہے بُری قوت سے کام چلا کر جنگیز خان ہلاکو بن جائے چاہے شیطان کی طرح ستھی لعنت ہو ان سب قوتوں کا نام نفس ہے ہاں ان کے دوسرے ناموں اور کاموں میں البتہ فرق ہے جس کے نفس آمادہ نے غلبہ کیا اور وہ آدمی دباؤس نے دل کو یکڑ لیا (امیر خانم) نفس امارہ بیوی کیا چیز ہے (میں) میں نے تم سے کہا نہیں کہ اک قوت یا طاقت انسان میں ہے اُس کا نام نفس امارہ ہے (امیر خانم) یہ مولا کیا کرتا ہے (میں) بُرے بُرے کام سب اسی کے غلبہ سے ہوتے ہیں (امیر خانم) یہی بیوی میں قربان پھر اس کے رام کرنے کی کیا تدبیر ہے اگر گناہ ہو گیا ہو تو اس کا کیا علاج (میں) نفس کے کہنے کے برخلاف عادت ڈالے اور عقل سے کام لے مثلث مثلاً ہاتھ خرچ سے تنگ ہے اور کسی نے سودے بلف کے لیے کچھ روپے دیے نفس ضرور اُبھارے گا کہ اس میں سے کاٹ قصور کر کے چرا چھپا کے دوچار آنہ اپنے لیے بچا لو بلا سے دوچار ہی روز کا کچھ خرچ نکل آئے گا ادھر تو ضرورت اُس پر نفس کا یوں بہکانا لیجئے سونے میں سُہاگا ہو گیا نہ لقمہ حرام پر نظر گئی نہ چوری کا خیال آیا طمع و حرص نے دونوں آنکھوں پر پٹی باندھ دی اگر عقل نے تھوڑا بہت سمجھا یا تو اُس کو دشمن سمجھ کر خاک نہ سنا اور جو نفس نے کہا تھا کر میٹھے ہاتھ پاؤں زبان پیٹ سب کا گناہ اتنی سی بات میں ہو گیا یہ کہنا کہ پیٹ نہیں پاتا

مجبوری سے ایسا کرنا پڑتا ہے ایسی ہیودہ بات ہے کہ جس پر چونک تک کو ہنسی
 آئے ہوا میر خاتم کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ننھے ننھے بچے جن کی ماؤں کے دودھ نہیں
 ہوتا محتاجی اور ناداری کی وجہ سے اتار رکھ نہیں سکتے پھر عزیز کیسے والے کیا کیا
 تدبیریں نہیں کرتے اور اُس بچے کو پالنے میں تو اب اس سے سمجھ لینا کہ ان لوگوں
 نے اُس بچے کو پالا خدا کی شرکت نہیں تھی تو یہ تو یہ انتہا کا کفرانِ نعمت ہے
 جس دن سے پچا دنیا پر آتا ہے اور جس روز تک دنیا سے جاتا ہے خداوندِ عالم
 ہی اس کے ہر طرح کے رزق کا ضامن ہے چاہے گھٹی اور دودھ ہو چاہے
 دال روٹی اور اگر ایسا بھی تصور کر لیں تو جب پال پوس کر بڑا کر دیتے ہیں جب
 تو مان باپ کو وہ تعلق اور خیال باقی نہیں رہتا اُس وقت کون اُس کی زندگی
 اور پرورش کے سامانِ غیب سے پہنچاتا ہے آدمی کی تدبیر اور کوشش میں
 اثر دینا سوا خدا کے اور بھی کسی کا کام ہے جب دو چار مرتبہ بری بری باتوں پر
 عقل کی وجہ سے نظر دوڑائے گا اور اُس سے پرہیز کرنے کا ارادہ کرے گا تو خدا
 کی طرف سے بھی ضرور مدد ملے گی نیک کام کی مدد اس کی طرف سے ہوتی ہے
 اور بد کام کی شیطان کی جانب سے آدمی فاعل مختار ہے بُرے کام کرے یا اچھے
 عادت عجب چیز ہے کوئی نماز نہ پڑھتا ہو چالیس دن تک برابر پڑھے دیکھیں تو
 پھر کیونکر اُس کی نماز قضا ہو جاتی ہے اسی طرح سے جب کوئی بُری باتیں اور
 عادتیں چھوڑنے کا ارادہ کر لے گا تو نیک خصلتوں کی طرف توجہ ہوگی رفتہ رفتہ وہ
 چھوٹ جائیں گی اور اُن کی عادت ہو جائے گی اب رہا یہ امر کہ لٹا ہوا چمکے
 اُس کے لیے خار نے توبہ کا حکم دیا ہے اس کا منتظر نہ رہے کہ جب مرنے کا وقت

آئے گا تو یہ کر لیں گے اکثر ایسا ہوا ہے کہ دھوکا رہا ہے اور آج اچھے ہوئے جاتے
 ہیں کل اچھے ہوتے ہیں کتے کتے دم نکل گیا یا چار روز پیشتر زبان بنا ہو گئی لیجیے
 کہین کے نہ رہے نیک کام کرنے میں جلدی ضرور کرے جہاں تک ہو سکے تو ایسی
 چیز کو جس پر دار مارا بخشش کا ہے مرنے سے بہت دن پہلے کر لے اور جس جس
 کی خطا قصور ہوا ہو بھل کر لے گناہ تین قسم کے ہیں پہلے گناہ خدا اور بندے کے
 جیسے چوری اور زنا دوسرے فقط خدا کے جیسے گانا سننا کالا پانی پینا جو اکھیلنا
 جھوٹ بولنا تیسرے فقط بندے کے جیسے کسی مومن کو سیکناہ حلال کرنا ایذا پہنچانا
 امیر خانم یہ سنتے ہی میرے قدموں پر گر پڑیں اور کہا کہ میری بیوی میں تمہارے
 قربان میری جان اور آبرو بچاؤ مجھے بڑے بڑے گناہ ہوئے ہیں میرا بال بال
 امجدی بیگم کا گناہ مگار ہے یہ کہہ کر اتاجی رونے لگیں میں نے خاص اسی غرض سے
 کہا تھا کہ گو امجدی بیگم اپنے گھر سے آسودہ ہیں اور یہ اُن کی اتاہن لیکن اس قدر
 وہاں سے تھوڑی مسکتا ہے کہ سونے کے شیر دہان کڑے بنا سکیں اور گننے کے علاوہ
 یہی کڑے کیا کم میں ضرور ہی اُنھوں نے اپنی نادانی اور عاقبت سے غبن کیا ہے
 وہی ہوا کہ پہلے تو اتاجی رو یا لیکن پھر کہا کہ بیوی مجھ نگوڑی ماری بد نصیب غارت گئی
 نے اُن کے ہاں کے سودے سلف میں سے نوچ کھسوت کر دو پیہ چوڑا اور دھڑی مل
 کی معرفت سے یہ کڑے جو شن طوقی بٹیریاں چوہے دتیاں بنو امین اس میں سب
 ہی روپیہ وہ نہیں ہے تنخواہ کا بھی ہے انعام اکرام کا بھی ہے خولدار کڑون کا بھی
 سونا ہے لیکن اُس نے مل کر سب کو غارت کیا ہی جو اب کیا ہو گا مجھے تو کما نجا بیگا
 ر میں (تم گھبراؤ نہیں اگر خدا نے چاہا اور وہ یہاں آئیں پھر اک قاعدے سے

مین کہہ لوں گی (امیر خانم) میری بیوی مین قربان جیسے مول لے لیا یہ لکھڑا انھوں
 نے سب گناہ اتارا اور میرے آگے رکھ کر قدموں پر گر پڑیں اور کہا کہ بیوی نہ کچھ گناہ
 نہ سنا یہ سب چیزیں امجدی بیگم کی مین خدا اُسے مبارک کرے اُسی کو دے دینا اور
 بیوی تم مجھے ابھی دعاے توبہ پڑھا دو مین نے وہ گناہ تو اُن کی طرف کھسکا دیا کہ
 تم لیتی جاؤ توبہ کے بعد اس کو نہ پہننا جب وقت آئے گا اور خدا وہ دن لائے گا
 مین تم سے لے کر انھیں دیدوں گی رہی دعاے توبہ وہ مین پڑھو لے دیتی ہوں
 تمہیں پاک صاف ہونے سے کام ہے ابھی اس طرح ہو جاؤ گی جیسے ماں کے
 سیٹ سے نکلیں (اناجی) بیوی جی تم خود اس مال کو نہ چھوؤ مین کپڑے مین باندھے
 دیتی ہوں کسی سے کہہ کر اٹھو اد مین چپ ہوئی انھوں نے سنت خوشامد سے
 ہاتھ جوڑ کر مجبور کیا بوا رحمت کو بلا کر وہ چیزیں مین نے اٹھو اد مین امیر خانم نے
 غس کی ترکیب پوچھی نہائیں دعاے توبہ پڑھی ظہر کی نماز پڑھ کر سوار ہو مین
 چار بجے آدمی کو بلا دیا تھا جب گھر پہنچیں امجدی بیگم اپنی انا کو لٹیٹی دیکھ کر
 گھبرائیں پوچھا خیر تو بے گناہ کیا ہوا وہ گھبراؤ سنیں موجود ہے کہہ کر بیٹھ گئیں اور
 میری نسبت دعاؤں کا تار باندھا امجدی بیگم غور سے سنا کین جب وہ نہ تھمیں تو
 کہا بس ہو چکا کین یہ تار ٹوٹے گا بھی یا نہیں تم پہلے بات کا جواب دے لو پھر
 دعاؤں کا لگا لگانا اناجی نے کہا کہ بیوی مین کیا کروں دل سے دعا مین نکلتی ہوں
 انھوں نے کہا اچھا نکلنے دو یہ کہو کہ کیا کہا (اناجی) بیوی وہ تو راضی مین اپنے
 ابا جان سے پوچھنے پر رکھا ہے خدا رکھے بوڑھ سنا گن ہو بھلا بے مددوں کی اجازت
 کے کیونکر ملو لے خداوند اُس کے اک اک رو مین مین لاکھ لاکھ دم دینا اور

ہمیشہ سکھ چین سے رکھنا میں نے ایسی پچان بنیں دیکھیں اس کا بن کیلے
دس گیارہ برس کی عمر اس پر اشار اللہ ایسی نیک کہ واہ جب سے میں گئی ہوں
ایسی اچھی اچھی باتیں کہیں کہ بن دامن کی لونڈی ہو گئی گنا پاتا پننے کو کچھ سطح
سمجھا دیا کہ دل سے اتر گیا اور سچ ہے اگر ظاہر میں سونا جھوٹا پن لیا تو کیا دل کو پاک
صاف رکھنا چاہیے (امجدی بیگم) پھر گنا اُتار کر ظاہر ہی زینت تو کھو آئیں دل بھی
پاک صاف کیا (اناجی) - ہاں اُس صاحبزادی نے مجھے دعا پڑھوائی تو بے کرائی
اب اللہ نے چاہا تو کبھی اس موٹے (ایر دیکھو بھول گئی) کا کہنا نہ کروں گی
(امجدی بیگم) کون ہو اس کا کہنا (اناجی) اے ہے دہی جو سب کو اُبھارتا ہے
بُری بُری باتیں سکھاتا ہے لالچ دلاتا ہے (امجدی بیگم) آخر کون (اناجی)
شیطان کا سگا (امجدی بیگم) ار بی نام لو تم تو پہلی بھجواتی ہو (اناجی) دوئی بٹا
کیا کروں کسی طرح نام ہی نہیں یاد آتا کوئی سوا موٹدی کا ٹانا امان مارا ہے
(امجدی بیگم) ہنس کے چپ ہو رہیں پوچھا کہ اب تم جاؤ گی یا وہاں سے کوئی آئیگا
کہا کہ نہیں وہ خود کہنا بھیجیں گی انھیں اپنی بات کا برا خیال رہتا ہے (اناجی) کے
جانے کے بعد میں نے ابا جان سے (امجدی بیگم) اور بچتا اور دو وطن کا ذکر کیا انھوں
نے کہا کہ نواب صاحب سے پوچھنا دوسرے وقت میں نے نانا باوا سے
کہا انھوں نے فرمایا کہ واہ میرا شاہ اللہ صاحب بڑے رئیس اس محلے کے تھے
بھگد رین تلنگون نے انھیں مار ڈالا بڑی لڑکی تو اُن کی باہر بیاہ گئی ہے
کوئی سید واڑے کے سید میں چھوٹی لڑکی یہاں ہو گی ابا ہاں سید یہ وہ لڑکی ہے
جو اُن کی قتل کی خبر سن کر باہر نکل پڑی تھی (کوئی پانچ چھ برس کی تھی اچھا آنے دو

کیا مضائقہ تھا دروڑھن میر مبارک حسن کی بیوی ہین وہ بھی انھیں کے عزیز بہن
یہ سب کے سب اچھے گھرانے کے عزت دار لوگ ہین مین چپ ہو رہی اور
بوا رحمت کو سوار کر کے اُس کے دوسرے دن امجدی بیگم کے لینے کو بھیجا وہ
رحمت کو دیکھ کر خوش ہو گئیں اور جلدی جلدی تیاری کر کے آمو جو ہوئیں
مین اور امان جان دروازے سے جا کر اُن کو لئے مسند پر بٹھایا ہم دونوں آدمی
سامنے بیٹھے ایک لڑکی کو امان نے اپنے پاس بٹھالیا اور ایک کو مین نے
کوئی پانچ اور آٹھ برس کی دونوں لڑکیاں تھیں مین نے جو دیکھا تو دونوں بلا لائے
غیرت دار اور ذہین معلوم ہوتی ہین امجدی بیگم نے مجھے ہنس کر پوچھا کہ میری
انا کو آپ نے کس سے ڈر دیا کہ وہ اُس کا نام نہیں جانتیں اور ڈرتی ہین
امان مارا کون ہے مین نے قرینے سے بات سمجھ کر کہا کہ جی نہیں وہ نام بھول گئیں
اُس دن اُن سے کچھ باتیں ہوئی تھیں اُس مین نفس امارہ کا بھی ذکر آیا تھا (امجدی بیگم)
ای ہویہ نفس امارہ کی خرابی تھی امان ماسا یہ کہہ کر وہ ہنسے لیکن بختا دروڑھن نے
ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہا کہ بیوی نہ مجھے تکلف آئے اور نہ جانوں مین اپنی دونوں
لڑکیوں کو آپ کی خدمت میں سوہنے آئی ہوں انھیں اپنی لڑکیاں سمجھ کر کام نہایت
لیجیے تاکہ آپ کے صدقے سے کچھ سلیقہ آجائے پر اُنے گھر جانا ہے مین نے کہا کہ یہی
دونوں لڑکیاں آپ کی ہین؟ اُنھوں نے کہا جی ہاں۔ امان جان بولیں کہ مین نے
ایک ایک لڑکی سمجھی تھی بختا دروڑھن نے کہا کہ جی نہیں بھلا یہ پہلی ملاقاتیں کیونکر
ایکا ایک اپنی لڑکیوں کو لے آئیں وضعداری کے نہ خلاف ہوتا امجدی بیگم ہنسیں
اور کہا کہ نہیں یہ بات نہیں ایک تو مجھے آپ سے اجازت لینا منظور تھی دوسرے

اُن کے باپ یہاں نہیں ہیں مین نے کہا آپ نے بہت بہتر کیا دیر آئے درست
 آئے انشاء اللہ پھر دیکھا جائے گا اتنی دیر میں کھانے کا وقت آیا دسترخوان بچھا
 سب نے کھانا کھایا کچھ دیر وہ لوگ لیٹ رہے مین اپنے کاموں میں بھنسی سہ پہر کو
 چلتے وقت انھوں نے کہا کہ اب جس دن آپ فرمائیے مین انھیں بھیج دوں
 مین نے کہا آپ کو اختیار ہے میرے کہنے کی کیا ضرورت کہا تو مین انھیں کل کا
 دن نیچ پر سون بھیج دوں گی اور ہر طرح مجھے آپ کے حکم پر چلنا منظور ہے جیسا آپ
 مناسب جانیں اس طرح ان کے ساتھ برتاؤ کریں یہ کہہ کر وہ دونوں صاحب ہوار
 ہو گئیں تیسرے روز پانچ خوان مٹھائی کے اور آٹا جی دونوں لڑکیاں پہر دن چڑھے
 آمو جو ہو مین مین نے نذر دے کر ایک پلیٹ مین سے دونوں لڑکیوں کے منہ
 مین دو ڈلیاں دین اور دو دو ڈلیاں گھر مین بانٹ دین آٹھ دن بھی تھیں
 وہ اٹھواڑھیں اور خوانوں مین وہی مٹھائی لگا کر سہ پہر کو اُن کے ساتھ کردی رقعہ
 مین یہ لکھ دیا کہ یہاں نذر دے کر بانٹ دی ہے آپ اس کو اپنے کہنے
 مین تقسیم کیجئے میری خوشی پر وہ چلنے کو پہلے ہی کہہ چکی تھیں بختاوردو لہن کو کوئی چارہ
 نہ ہوا خوان رکھ لیے مین نے اُن لڑکیوں کو پڑھانا شروع کیا جب وہ دو چار پاسار
 پڑھ چکیں تو کام کی طرف متوجہ کیا کئی روز تک تو مین نے اُن کو انھیں کی مرضی
 پر پچوڑ کر آزاد کر دیا جہاں چاہا بیٹھیں جہاں چاہا اٹھیں جب ہل گئیں اور رقعہ فوت
 وحشت و اجنبیت کم ہوئی زبان کھلی بات کا جواب دینے لگیں شرم گئی حجاب
 دفع ہوا اُس وقت مین نے تبرک الف بے آسانی جی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی نکالی
 اور حرف بجھوائے دو تین روز مین زیر زیر پریش تشدید حرفوں کی شناخت ہو جانے

کے بعد ظہین بنو امین جب سچے کرنے لگیں قرآن مجید شروع کر دیا اُسی کے ساتھ ساتھ ہند سے بچھوائے اور گنتی بتائی۔ پندرہ دن کے اندر تین مرتبہ امجدی بیگم امین چوتھی دفعہ مین دو لڑکیوں کو ساتھ لائیں جس میں ایک بڑے لمبے فار کی کوئی نو دس برس کی لڑکی تھی امجدی بیگم صاحب کی عمر سا کر کے کوئی اٹھارہ برس کی ہوگی دس برس کی لڑکی اگل اُن کے ساتھ دیکھ کر مین نے پوچھا کہ اُن کی کچھ تعریف کیجیے اُنھوں نے ہنس کر کہا کہ یہ صالحہ کی اٹنی ہے مین نے جواب دیا کہ حضرت صالح کا تو ناقہ سنا تھا آج دوسری بات آپ سے معلوم ہوئی۔ ہاں کچھ بتائیے تو سہی یہ کون صاحب مین (امجدی بیگم) آپ سہی سمجھتی مین اُن کی امان صالحہ بیگم نے فرض کر کے اُن کا نام اٹنی رکھا ہے وہی مین نے بھی عرض کیا وہ کسی طرح سے اُن کے آنے دینے پر راضی نہ تھیں مین جبر و ظلم سے لڑ بھڑ کر لے آئی شرماتی تھیں کہ بیوقوف اس کو کہاں لے جاؤ گی نو نالوں مین سروروان کا کیا کام مین نے کہا نہیں شرمانے کی کون بات ہے خوب کیا جو آپ لے آئیں ہاں صالحہ بیگم کون صاحب مین (امجدی بیگم) امدودہ تو آپ کو خوب جانتی مین اور آپ ہی کے قریب مین مین کہیں رہتی بھی مین۔ میر نقش علی صاحب کی بیوی دین (اٹھا یہ اُن کی صاحبزادی مین امجدی بیگم جی ہاں دین) اُن کی ایک لڑکی کو دیکھ چکی تھی اس وقت اس کی صورت جو اُس لڑکی سے ملائی ماسو اچھوٹے بڑے سن کے کچھ فرق نہ معلوم ہوا اٹھکے قد کی اُن کے ہاں ایک ماما نوکر تھی وہ ہمارے ہاں کی محمدی خانم سے بہت محبت کرتی تھی سوجہ سے کبھی کبھی اندھیرے اُجالے نکل آتی تھی مین نے کہا کہ ایک دفعہ اُن کی چھوٹی بہن کو مین نے دیکھا بھی تھا آپ کے کہنے سے اس وقت خیال آیا بیشک

وہ اُن کی تصویر تھی ہاں بیوی تمھارا کیا نام ہے (وہ لڑکی) اجی آپ نے سنا تو
 اوٹنی (مین) نہیں اوٹنی کیسی نام بتاؤ مان باپ کی باتوں پر خواہ وہ اپنے حق میں
 اچھی ہوں یا بُری ناراض اور آرزو نہ ہونا چاہیے اگر اُنھوں نے پیار سے اوٹنی کہا
 تو کیا قباحت ہوئی اس دنیا میں تو تم کو کوئی اوٹنی نہ سمجھے گا برابر والے کے کہنے پر
 بگڑنا اور جُڑا ماننا خیر اک بات بھی ہے مان باپ کو تو خدا نے وہ مرتبہ دیلے ہے
 کہ جس کی کچھ حد نہیں اوٹنی تو اک پاک اور حلال جانور ہے اگر وہ سورنی بھی
 کہتے تو تم کو ملال نہ چاہیے تھا وہ لڑکی دیر تک منہ لٹکائے رہی اور امجدی بیگم کا
 بے تردد وہ حال کہ دینا شاید اُس کو ناگوار گذرا مین نے امجدی بیگم کی لڑکی
 سے ادھر ادھر کی باتیں کر کے پھر اُن سے نام پوچھا اُس نے پھر وہی اوٹنی
 کہا اُس وقت تو مجھ کو حیرت ہوئی اور امجدی بیگم سے کہا کہ شاید ان کو اپنا نام
 معلوم ہی نہیں (امجدی بیگم) اے اُستانی جی مجھے کب معلوم ہے مین نے اُنکے
 باپ کو ہمیشہ کھڑکی مین سے اوٹنی اور مان کو اوٹنی پکارتے سنا اب معلوم ہوا کہ
 اس کو رنج صد مہ کچھ نہیں تھا خلقت ہی اس کی ویسی تھی اور نام اُسے
 معلوم ہی نہ تھا مین نے پھر امجدی بیگم صاحب سے کہا کہ آپ نے کبھی اُنکے
 نام کو نہیں دریافت کیا (امجدی بیگم) جی دریافت کیوں نہیں کیا صالحہ بیگم
 نے یہی جواب دیا کہ بیوی نام دام تو کچھ نہیں رکھا اس کے پہلے پہلوئی
 کے دو لڑکے تلے اوپر ہو ہو کے جا چکے تھے جب یہ پیدا ہوئی تو سب نے
 کہا کہ ریت بدل دو اس کا کچھ نام ہی نہ رکھو وہی کیا کہ نام نہ رکھا مین نے کہا
 اب جو یہ سُکر لوگ نام رکھیں گے اُنھیں نے کہا رکھیں اس کی بھی اُنھیں کچھ

پروانہیں تجھے یہ سنکر لوگوں کی نادانی پر ایک طرح کا تعجب ہوا کہ یہ کہاں کی ریت نکالی جس سے آدمی کا بچا جانور مشہور ہو گیا ریت بدلنے کی پابندی لازم اور بے نام کے کوئی چارہ نہیں کہا لاؤ ادب نے کہہ کر پکارین آدمی کا تو بیہ نام کمین ہوتا نہیں کام سے کام ہے نام سے کیا کام ایسا کام نکال پایا امجدی بیگم نے کہا کہ آپ بھرتی کر کے نام کچھ رکھ دیجیے گا جب امجدی بیگم چلنے لگیں تو میں نے کہا کہ امجدی نے آپ کو دودھ پلایا خدمت کی ہے بہت بڑا ان کا حق آپ پر ہے اور محنت دنیا میں اگر جب تک آدمی لکھے پڑھے نہیں آدمی نہیں ہو سکتا ان کو معلوم نہ تھا کہ سودے سلف میں سے دستوری بٹہ لینا حلال ہے یا حرام اگر آپ کی بے اجازت اٹھون نے ایک پیسہ یا ہزار روپیہ یا اس سے کم زیادہ لیا ہو تو آپ معاف کر دیں (امجدی بیگم) اُستانی جی میں نے معاف کیا میرے خدا نے معاف کیا میں نے یہ سنکر ایک کاغذ لکھا اور اس پر ان سے دستخط کرائے اپنی اور امان جان کی رحمت اور بوا اعجوبہ کی گواہیان کر دیں پھر ان کی سیر حشری اور فیاضی کا شکریہ ادا کر کے وہ گناہ منگو کر دیا اور کہا کہ آپ اپنے ہاتھ سے انھیں پہنا دیجیے گا خداوند عالم آپ کو اس حق شناسی اور احسان کی جزا سے خیر دے گا وہ بیچاری ڈر کے مارے اسی وجہ سے میرے پاس چھوڑ گئی تھیں کہ جب اس کا پہنا بے اجازت جائز ہی نہیں تو کیوں پہنوں امجدی بیگم نے وہ پوٹلی ”امن چین“ کو دیدی اور رخصت ہو کر چلیں امان جان نے کہا کہ بختاوردوٹھن صاحب جب سے لڑکیوں کو پڑھانے بٹھا گئیں اُس دن سے اٹھون نے ملاقات ہی چھوڑی آپ میری طرف سے سلام کے بعد بلانے کا

پیام ضرور دیکھیے گا اور آپ کے ہاں رسم ہی اگر ایسی ہے تو میں ابھی سے کہے
 دیتی ہوں کہ آج آپ بھی لڑکیوں کو چھوڑے جاتی ہیں کہیں انھیں کی طرح
 ہمیں بھول کر بیٹھ نہ رہیں گے گا (امجدی بیگم) جی نہیں بیگم صاحب خواہ ہم آئیں
 خواہ نہ آئیں مگر آپ کے بندہ احسان میں اکثر لڑکے مان باپ کو دیکھ کر اتر جاتے
 ہیں بچنا و دو وطن اسی مارے نہیں آئیں کہ دن بھر اُس دن ناعہ ہو جائیگی
 (اماں جان) ہاں اُن کا یہ گمان صحیح ہے مگر طاہرہ بیگم کا اشار اللہ طر تعلیم
 اور طریقہ تربیت ایسا تھوڑی ہے کہ لڑکے مان باپ کو دیکھ کر سہاگ کے
 مارے جاوے سے باہر ہو جائیں آپ اتنی ڈیر پھین کسی لڑکی کو یہاں آتے یا
 کمرے سے کہیں جانے دیکھا (امجدی بیگم) ہاں بیگم صاحب سچ تو ہے مجھے
 آپ کے کہنے سے خیال آیا نہ شوکت باہر نکلی نہ حشمت یہ کہ کمر امجدی بیگم پلٹ پڑیں
 اور دبے پاؤں کمرے کے قریب جا کر کونے کی آڑ سے دیکھا تو دونوں بیٹھی
 ہوئی جلدی جلدی اپنا سبق پڑھ رہی تھیں وہ مسکراتی ہوئی پلیٹیں اور کہا کہ
 بس اثر صحبت کا یہ ہے کہ چار دن میں دونوں کو لونڈی کر لیا نہ وہ خند ہے
 نہ ہٹ نہ بات بات میں شوخی نہ ذرا میں ٹھنکنا معلوم ہوتا ہے یہ وہ
 لڑکیاں ہی نہیں سجان اللہ اشار اللہ میں نے کہا کہ ابھی کیا ہے اگر خدائے
 چاہا تو برس چھہ نہیں بعد دیکھیے گا امجدی بیگم اشار اللہ اشار اللہ کہتی ہوئی
 ڈیوڑھی میں گئیں اور سو رہو کر اپنے گھر سدھاریں آج پہلا دن تھا اس لیے امجدی بیگم
 صاحب کی لڑکی سے تو میں نے کچھ کہا نہیں کیونکہ وہ بالکل نا سمجھ اور کم عمر تھی
 صاحبہ بیگم کی لڑکی سے میں نے خواہش کی کہ وہ ترکاری بنائے اور جو جو میں

بتاؤں : یہ چیزیں ماماؤں کو تول دے سمجھا سمجھا کر بھیجا وہاں جا کر پاؤ بھرنے کا سیر بھرنے کا تول دیا اور ڈیڑھ سیر ڈال کی ڈیڑھ پاؤ ڈال اور اسی طرح سے ہر ایک میں ایسی کمی زیادتی کی جس کا دیا میں کہیں ٹھکانا نہ تھا اگر میں بخاؤ دوڑھن کی لڑکیوں میں سے کسی سے کتنی تو یقیناً وہ بھی اس طرح نہ دتیں ماماؤں کی ترکیب سے جو اناج ملا وہ میرے پاس آئی اور سب چیزیں دکھائیں میں نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ عادت نہیں ہے جاؤ تم سب دستور حساب سے بیلو ان سے کہا کہ بیوی دو قارم چل کر تم بات بھولتی ہو اور پھر عقل سے بالکل کام ہی نہیں لیتیں اس وقت تو خیر میں نے ماما کے سامنے کچھ نہیں کہا کل میں اس کے سامنے ذیل کر دین کی جو تم نے ایسی بے جوڑ بات کی لے جاؤ ترکاری جلدی چھپاؤ کہ گوشت بگھارا جائے چاقو دہن ہے سیدانی صاحبہ وہاں تشریف لے گئیں اور ارویان آلو چھیل کر ایک ہی پتلی میں ڈال دئے ایک تو چھیلے خوب بعضے آدھے آدھے غائب اور بعض پر چھلکا موجود اور دوسرے بالباب پانی بھری پتلی میں ان کو رکھ کر چاقو بھی بگھرنے کے لیے بی بھل کر نے اسی میں ڈال دیا اور بے دعوئے ہاتھ پچاے میں پوچھ لیے میں دور سے ان کی کاریگری اور صفائی دیکھ رہی تھی مگر نماز جو پڑھنے لگی سب بھول گئی وہاں ماما نے گوشت بگھارا بھوننے کے جب ترکاری ڈالنے کا وقت آیا ہاتھ جوڑا اتنی ہے اردی آلو ایک ہی میں ہے ہے بیوی یہ کیا غضب کیا تو بہاؤ دونوں چیزیں ملا کر رکھ گئیں اب ایک ایک پھونکے بودا رخت جلدی کٹیں اور ٹوکری میں پتلی اور چھادی آلو چکر پتلی میں ڈالے پہلے

آلو چھیلے تھے اُس کے بعد ارویان آلو پتی میں نیچے تھے ارویان اوپر جب پتیلیا
 اوندھایا گیا تو آلو اوپر ہو گئے چاقو بھاری ہونے کے سبب سے پہلے تہ میں جا رہا
 جب پانی گرایا گیا تو وہ بھی اُس کے ساتھ ہی آکر بڑی بڑی ارویوں میں چھپ کر
 بیٹھ رہا بوا رحمت ٹوکری سل پر رکھ کر چلی آئیں محمدی خانم نے آلو کس کربانی دیا
 اوپر پتی دوسرے چوٹھے پر رکھ کر ارویوں کا گوشت بھونا تھوڑے دن رہے ڈوبنا
 آئیں لڑکیوں کے سوا کرنے کو بوا رحمت اور اُلفت گئیں محمدی خانم بوا عجوبہ
 سے یہ کہہ کر کہ دوسری نماز جاتی ہے ذرا ارویان گوشت بھون کر ڈال دینا
 نماز کو گئیں بوا عجوبہ جا بیٹھیں اور ارویان گوشت میں چاقو سمیت اُٹھیل دین
 جب سب کھانے بیٹھے تو امان جان نے پہلے نوالے پر کہا کہ ہائیں آج لوہا
 ارویوں میں کیسا پکا ہے (محمدی خانم) لوہا حضور لوہا کیسا امان جان برابر
 لوہے کی بو آ رہی ہے محمدی خانم تو چپ ہوئیں میں نے آلو کا پیالہ اُن کے آگے
 رکھ دیا اور صبح کی دیوانی ہانڈی جو میں نے پکائی تھی منگوا کر کہا کہ آپ اسے
 نوش کیجیے فرمایا کہ طاہرہ تم تو دیکھو یہ مجھی کو معاوم ہوتا ہے یا حقیقت میں لوہے
 کی بو ہے میں نے چکھ کر کہا کہ جی ہاں آپ کے فرمانے سے کچھ تو مجھے بھی محسوس
 ہوتی ہے مگر بو میں سی رات کو ابا جان بھی باہر کھانا کھاتے تھے اس غرض سے
 میں کچھ زیادہ اہتمام سے کھانا نہیں پکواتی تھی یہی بھونا بھلا اوبالا لال کھایا جاتا
 تھا اس سے ایک تو یہ فائدہ تھا کہ اس کھانے کی بھی عادت نہیں جاتی تھی اور
 دوسرے رحمت اور تکلیف کم پڑتی تھی الغرض یہاں کھانا کھایا ہی جاتا تھا کہ
 باہر سے غلام علی نے آواز دی کہ بوا عجوبہ ادھر آؤ وہ گئیں کہا کہ آج ایک سرے

سے ہر چیز میں نکتہ دھروں پڑ گیا سرکار دسترخوان پر بیٹھے ہیں سالن ہو تو لاؤ
 باہر کی یہ خبر سنتے ہی میں سائے میں آئی کہ دیکھیے اسی وقت وہاں بھی نکتہ کو
 زیادہ ہونا تھا لیکن چارہ کیا تھا چار پیالے دو دنوں سالنوں کے بھجوانے اتفاق
 کی بات نانا جان ہی کے پیالے میں چاقو نکلا وہ جو دیکھتے ہیں تو چاقو بائیں اے
 جسے غلام علی اویہ چاقو تولے جاؤ اور کہو کہ چاقو کا سالن کسی کاریگر نے پکایا تو سہی
 مگر گلانہ سکا وہ لئے ہوئے ڈیوڑھی پرایا اور ان کے پیام سمیت چاقو گھر میں آیا
 میں تو کٹ گئی اور محوری خانم امان جان کا اوماں گئیں دوڑ کر بلائیں لے لیں
 اور کہا کہ بیوی اتنا رکھے خدا نے دماغ آپ ہی لوگوں کے بنائے ہیں دیکھ کر
 جامہ قطع کرتا ہے ہم سو نگتے سو نگتے مر جاتے تو مصالحوں کے آگے لوہے کی بونہ
 پہچان سکتے خدا رکھے کھانے کی تمیز کوئی آپ سے سیکھے دوسرے روز امجدی بیگم
 کا رقعہ امیر خانم لیکر آئیں آج ایک لڑکی اور بڑھی تھی امیر خانم نے کہا کہ کل
 ولد اب بیگم اپنی ددھیال میں تھیں اس سے بیگم فقط سردار بیگم کو لا کر تھیں
 آج ان کو بھی آپ کی خدمت میں بھیجا ہے یہ لڑکی برس دن اپنی بہن سے
 بڑی تھی رقعہ میں لکھا تھا کہ صالحہ بیگم نے اپنی لڑکی کا کچھ نام نہیں بتایا آپ کو
 اختیار ہے جو چاہے نام رکھ دیجیے میں رقعہ پڑھ کر منسی امیر خانم نے پوچھا میں نے
 کہا کہ ان کے نام کو لکھا ہے (امیر خانم) بیوی اس بیچاری کو تو سب اونٹنی کہتے
 ہیں امان جان کو جب پیارا آتا ہے تو سرور و ان اور نہیں تو لگا بانس جھنڈا مدار
 کے نام سے پکارتی ہیں نہیں معلوم ان میں سے شادی کے دن کس نام پر انکا
 عقد ہو گا میں نے کہا تم ان کی امان سے کہہ دینا کہ خبردار اب ان کو سوا جلیہ نہ بیگم

کے اور کچھ نہ کہیں اور رقعہ میں بھی لکھ دوں گی اُس دن سے وہ وجیہ النسا مشہور ہو گئی۔ مجھے سب لڑکیوں سے اُن کی خیریت زیادہ کرنی پڑی اس لیے کہ وہ اپنے حق کی وجہ سے ذرا کم عقل تھیں خدا خدا کر کے چھ مہینے کے اندر ان کو بھی اُن سب کے ساتھ غیرت و لادلا کر ہم سبق کر دیا جس کی خلقت جیسی دیکھی وہی باتیں پہلے اُسے سکھائیں راہ پر لا کر کام لینا شروع کر دئے کسی کے ساتھ ایک ہفتہ کسی کے ساتھ دس دن مجھے سر مغزن کرنا پڑا کچی لکڑی اول تو یوں ہی جھک جاتی ہے اور گرم کرنے سے تو زیادہ نرم ہو جاتی ہے مان باپ کا لاڈ پیار ماستا محبت بچوں کے حق میں زہر کا ذخیرہ رکھتا ہے افسوس یہ ہے کہ ایک تو طریقہ اٹھان اٹھانے کا معلوم نہیں اس پر طرہ یہ کہ ایک مان کا پیسا ہے دوسرا باپ کا چاہنیا وہ اُس کو آنکھ نہیں دکھا سکتی یہ اُس کو انگلی نہیں لگا سکتا ہماری ہماری گویاں کا سا حال نانی دادی کی محبت اور آفت مان کی زیادتی کا دکھڑا باپ کا پیسا روتا ہے اور باپ سُن سُن کر خوش ہوتا ہے مان کا لاڈ لا باپ کی شکایت مان سے کر کے اپنی داد لیتا ہے وہ نہ کچھ بھگتی نہ سوچتی بے تکان کہ نہ ٹھپتی ہے کہ میں مارو گی گھر میں تو زمین دیکھو کیسا کھلتی ہوں جھک مارا برا کیا تم اُن کے پاس ہرگز نہ جایا کرو وہ اپنے لڑکے کو مارا کریں۔ دبا جان اپنے وقت پر دوسرے سے فرماتے ہیں کہ میں ہاتھ جلا دوں گا ماروں گا پیار میں پیار ہاں بیٹے ذرا ان کو گالی تو دے لو ذرا اُن کا منہ تو چڑھا لو ذرا انھیں ٹھینکا تو دکھا دو تعلیم ہوتی ہے تو ایسی ذرا میں نفرت ایسی ہو جاتی ہے کہ گو سے گھٹا را کر دیا مارتے مارتے ادھ موا بنا دیا ر دیا اور افیم کا انشا خلق میں اُس کے تو پیٹ میں اڑے مڑا ہے یہاں بے انگلی سے

بھوک معلوم ہوتی ہو چڑا ہر دو وہ نہیں چھٹا مونٹ کی کھچڑی ٹھونسادی جو بڑے بڑے
 نہیں ختم کر سکتے جان پر نبی ہے مگر دین سننا جو جو کا ڈر لگا ہے ہوئے کا خوف
 مارے ڈالتا ہے ہر وقت کا تعلق اور ساتھ کیا کم ہے اس پر یہ بے عنوانی اور
 ستم بری عادت پڑی اور پڑی میں حیران ہوں کہ اور بری صحبتوں میں جانے سے
 بچوں کو کیوں روکتے ہیں اور اپنی بری باتوں پر کیوں نہیں خیال کرتے یہ کیسے
 غفلت کے پردے ہیں درحقیقت کافی اپنا ٹینٹ نہ دیکھے اور کی پھلی نملے
 کوئی ان خدا کے بندوں سے پوچھے کہ بری صحبت اور کس کا نام ہے اسے سب
 کے پہلے تو صحبت تمھیں سے ہے اس کا یہ رنگ کہ گالی بکنا غیبت کرنا زبان لڑانا
 جھوٹ بولنا سکھایا جاتا ہے سوچو اور عقل سے کام لو خرابی خستہ کر کے بری عادتوں
 کا عادی بنا کے تو خود چھوڑتے ہو پھر ویسے ہی رنگ کی صحبت دیکھو نہ ڈھونڈیں
 تمھیں نے اُکسا یا تمھیں نے شہ دی بچوں کا کچھ قصور نہیں ساری خطا تمھاری ہے
 جب بڑے ہو کر وہ بگڑتے ہیں تو قسمت کو پکڑ لیتے ہیں تقدیر کو الزام دیتے ہیں
 نہ معنی سمجھیں نہ مطلب دیکھیں اتنا بڑا کلمہ منہ سے نکال بیٹھے ہیں کوئی ان صاحبوں
 سے پوچھے کہ تقدیر قسمت نصیب اسو خدا کے کوئی اور بھی بناتا ہے تو کیا اُسی نے
 یہ لکھ دیا تھا کہ آپ کے بچے جوئے کھلیں نجس پانی پئیں ناچ گانا سنیں تو بہ کریں
 تو بہ کوئی آدمی تو اپنی بات کہہ کے پھر تا نہیں وہ تو اتنا بڑا مالک ہے آپ ہی ان چیزوں
 کو حرام کرے گا آپ ہی ایک ایک کو تقدیر میں لکھ دے گا اگر ایسا ہی ہے تو پھر
 اس کے کرنے والوں پر گناہ کیسا سزا کا ہے کی اُسی کے لکھے پر تو عمل کیا اُسی کا
 تو حکم بجالائے اُسی کا تو لکھا کیا اور وہی اوندھے منہ جہنم میں گرائے معاذ اللہ بعض

وقت ایسی ایسی باتوں پر خیال کرنے سے روئیں کھڑے ہو جاتے ہیں انسان اپنی
 سی کرگزر سے قاعے اور طریقے سے چلے کوشش اور محنت کرے ان سب
 باتوں کے بعد پھر اگر اولاد نکالے اور تالیق رہ جائے تو نصیب کو روئے جہان تک
 خیال کیا جاتا ہے یہ خرابی اور بے عنوانی اُس تعلق کی وجہ سے ہے جو آٹھ پہر
 چونٹھ گھڑی مان باپ کو اولاد سے ہے نادانفی جہالت گھروالیوں کا زور اس پر
 اور قیامت صاحب اولاد ہو روہ نہ اترائیں تو کون اترائے حق بجانب اُن کا
 ماتا سے وہ مجبوراً تم سے ودنا چار چھاتی پر وہ لٹائیں کیلجے سے وہ اپٹائیں محنت
 اُن کی خون جگر اُن کا پیٹ سے اُنھوں نے نکالا دودھ اُن کا پیسہ باپ کا کیا
 اجارہ اور کون سا حق پڑھا لکھا ہے جو اُس کے خلاف گزرتا ہے گزرے چاہے
 کانٹوں پر لوٹے چاہے انگاروں پر وہ اپنی ہی کئے جائیں گے ایسی ہی حالت
 اور کیفیت میں صدمہ خدا ہو گئی بچے خاک میں مل کے رہ گئے خیر گذری کہ یہ
 چاروں لڑکیاں میرے ہاں وقت کے اندر آگئیں گو کہ اُن کی میں تھوڑا بہت
 پڑھی بھی تھیں اور اچھوں اچھوں کی صحبت اُٹھائی تھی باپ ان لڑکیوں کے
 اکثر باہر رہا کرتے تھے اس پر بھی تھوڑے ہی دن اور اگر پڑھنے کو نہ بٹھا دیتا
 تو بگڑ جائیں پھر نہ رو کے رکھیں نہ تھامے تھیں ذرا اظہور جو ان میں نیک باتوں پر
 نظر کرنے کا مادہ تھا وہ اُن کی ماؤں کے تعلیم پائے ہوئے ہونے کے سب سے
 ورنہ تو یہ ان پڑھ اور جاہل ماؤں کے بچے تو تو تلے پن ہی سے زبان لڑنے لگتے
 ہیں کہان وہ چار دن اور کہان وجیہ النسا بگم مگر ان چاروں پر مجھے وہ محنت
 نہیں کرنا پڑی جو ان صاحبزادی کے بنانے میں وقت اُٹھائی ناک چنے جاتا پڑے

رو رو دی کوئی دوسرا ہوتا تو دل ہار دیتا میں نے کہا کہ ادھر کی دنیا اُدھر ہو مگر
 ان کو بھی ادھر سے اُدھر کر کے چھوڑ دینا کی جب مہینہ میں دن خوب سر پھرا
 اور ڈرا کے دھمکا کے احمق بیوقوف کہہ کہہ کے تنگی اور اثر نہ ہوا تو میں نے اُنکا
 جانا رو کا نظر بند کیا اچھا خاصا سبق یاد ہے اور دوسرے دن جو گھر سے آئیں
 چوٹ پھر سر سے سے چلیے تھنوں میں دم آگیا تھا اس ترکیب سے آج کا سبق
 کل جو سنا اسی طرح ازبر فرشتا دیا اہا ہا اتنے ہی تجربے پر میں نے اُنکی امان جان
 سے کہا بھیجا کہ بیوی اگر آپ کو خالی میرا دماغ جانا منظور ہے تو مجھ پر ہی ہے
 اور نہیں تو آپ میری مرضی پر لڑکی کو چھوڑ دیجیے خبر نہ ہو جیسے چاہے میں نہ بھون
 اور چاہے نہ بھون پہلے تو صاحب گیم صاحب کچھ سوچ سمجھ کر کہیں امجری سلیم
 صاحب سے صلاح لی اُنھوں نے کہا کہ اک کام کیا ہے تو پورا کر دیجیے ادھر میں
 چھوڑ دینے کے کیا معنی اُستانی جی صاحب سچ کہتی ہیں تب اُنھوں نے کھلوا بھیجا
 کہ میں تو آپ کو سو نہ چکی آپ کو اختیار ہے جیسے یہ گھر بیسے وہ گھر کھانا دونوں
 وقت میں بھیج دیا کروں گی میں نے اُن کی اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور
 دو چار دن وہ بھی چپ رہیں پانچویں روز لپٹا ہوا دسترخوان لیکر نچتا روٹھن
 کے ہاں گئیں اور کہا کہ وجیہ النسا کا کھانا بھجوا دو وہ نہس کر دیں کہ آپ کو کچھ
 خیر ہے کہیں ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا ورنہ وہ پڑھانا لکھانا بند کر دیں گی کیا خدا
 نہ کرے وہ محتاج ہیں جو اُسے فاقہ دین کی صاحب گیم چپ ہو رہیں میں نے چار
 روز میں وجیہ النسا کا دل ہاتھ میں لے لیا اور کہا کہ دیکھو بوا اگر تمہارا گھر جانا نہ
 بند ہوتا تو تم اسی صفحے میں اُلکی پڑی بہتیں یہاں رہنے سے یہ بات حاصل ہوتی کہ

چار روز میں ایک ورق یاد ہو گیا تم ہاں اشارتاً رب میں بڑی ہو چاہیے تو یہ تھا کہ
 اُن کو پڑھا دے یہ کہ اُن سے پیچھے پڑی رہیں کیا کرو چرخا کا تنا چھوڑ دو دل لگاؤ
 چار دن میں کہیں سے کہیں ہو رہو گی لیکن گھر نہ جانا گھر گئیں اور بھول چوک میں
 گھر گئیں تم نے آزما لیا کہ وہاں جانے سے یا سبق بھی ذہن سے نکل جاتا ہے پھر
 نہ تمھاری چلتی ہے نہ میری دال گنتی ہے جمک مار کے اُٹا دو ورق اُٹنا پڑنا ہے
 کوئی آگے بڑھتا ہے تم ٹھہر کر یاد میں پیچھے ہٹتی ہو کسی کا کیا جاتا ہے تمھارے ہی سر
 دوسری محنت پڑتی ہے مان باپ سے کوئی چھوٹ تو جاتا نہیں جس دن چاہے
 کھڑے کھڑے چلی جانا وہ بھی جب کہ نہ دیکھانے کے قابل ہو بے سبق یاد کیے
 بے کچھ پڑھے ہوئے کون سی صورت لے کے جاؤ گی بڑی غیرت کی جا ہے کہ نہیں
 کچھ خیال ہی نہیں اس کان سناس کان اڑا دیا نا جان کل تم سب کا امتحان
 لینے کو کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو امتحان میں پورا اترے گا اُس کو اُس کے
 درجے کے موافق چیزیں دوں گا اگر امتحان ہوا اور تم پھسلا رہی ہو تو کیا ہو گا
 تم سے چھوٹی وہ چیزیں ہاتھوں ہاتھ لے جائیں گی اور تم منہ دیکھتی رہ جاؤ گی
 محنت کرنے سے میرا مطلب نہیں ہے کہ تم رات دن پڑھنے میں غلطان پچان
 رہو کتاب کا پڑا بن جاؤ و حل سے سر نہ اٹھاؤ بلکہ یہ غرض ہے کہ رات کو سبق
 دیکھو بھالو دوسرے دن جتنا پڑھو اُسے خوب یاد کرو اتنا رٹو کہ دل پر نقش
 ہو جائے تم بد رُبد پڑھ کر غفلتوں کو کچھ اس طرح منہ میں قید کر لیتی ہو کہ سننے والا
 سمجھ نہیں سکتا منہ کھول کر ٹھہر ٹھہر کے ذرا اونچی آواز میں پڑھا کرو اور یہ
 این این تو چھوڑو کوئی اور کچھ بھی تمھاری طرح سے اپنے سبق کو ہزاروں این لگا کر

بڑھانا ہے یا تمہیں نے یہ نیا طریقہ ایجاد کیا ہے نہ این کا کام ہے نہ اون کا تم اپنی
 بنائی ہوئی لفظیں پھر کے لیے رہنے دو میرے قاعدے میں نہ ملاؤ تین حرف کی لفظ
 پر پانچ دفعہ ہلتی ہو گل میں دیکھ رہی تھی کہ بسم اللہ کو تم نے جس طرح پڑھایا دہونے
 کی وجہ سے این اون توخیر نہ تھی مگر تمھاری کمر کی مجھے خیر مانا پڑی این اون تو رفتہ
 رفتہ چھوٹ گیا مگر بلتنا نہ موقوف ہوا آخر میں نے یہ حکم لگا دیا کہ جو جے دفعہ پہلے وہ اور
 کو اتنے سلام کرے اور وہ (خدا تمھارا بلنا پھڑائے) کی دعا دے دن بھر میں
 جس جس نے جتنے سلام کئے ہوں ہم سے خبر کرے اس کے تیسرے ہی روز شام
 کی وردی میں معلوم ہوا کہ آج وجیہ النساء نے دو سلام کیے اور دلدار نے ایک
 پانچویں روز کچھ نہ تھا خاں نے ان معصوموں کی دعائیں لی اور وہ عادت بھی چھٹ
 گئی وجہیں پہلے سب کہ پیچھے پیچھے لگتی چلتی چلی جاتی تھیں کتنے نئے خدا خدا کر کے
 یہ بل نکلا برابر پہنچ کر اس کا شوق ہوا کہ اب آگے بڑھوں اور اس شوق کو ترقی
 ہوئی آپس میں کہ پڑی پھر تو ایک ایک نے جان توڑ توڑ کے پڑھنے اور کام سیکھنے
 میں زور لگائے اشارات و رسال نہ پلٹنے پایا کہ کچھ سے کچھ ہو گئیں نانا جان نے
 مجھے امتحان کی نسبت کتنے سن لیا تھا میری خوشی کی وجہ سے چھ ماہی کا امتحان
 شروع کیا اور اُس میں روپیہ کتابیں قلمدان چاقو قینچی ادن رشیم کپڑے جو بانٹے
 سب کے جوصلوں میں اور ترقی ہو گئی حالانکہ امتحان میں خود بھی لیا کرتی تھی اور
 پندرہویں روز شامی مٹھائی دعا تقسیم ہوتی تھی مگر اُس امتحان سے اتنا نفع نہ ہوا
 تھا جو اس سے ہوا وجیہ النساء کی دیکھا دیکھی اُن لڑکیوں نے بھی گھر کا جانا چھوڑا
 اور دو دو مہینے تک ڈولی کی صورت نہیں دیکھی اُن کی ماؤں نے بھی گلے پر پتھر

رکھ لیا میں نے جب بلوایا ٹال دیا جب کھلو ابھیجا غار کیا دس دفعہ کے بلانے میں
ایک مرتبہ کوئی چلا آیا وہ بھی کھڑے ٹرے اور اس پر بھی چڑا جڈا کبھی کھڑی سواری
بتخت اور دوسن انگلیں کبھی اجیری نگیم مصالحہ نگیم نے تو قدم ہی نہیں رکھا جب سال
پلٹا اور ان دونوں صاحبوں سے بار بار سنا کہ ماشا اللہ وحیوں اب کوئی خبر ہوگی
اور اتنی جی تے اُس کی طبیعت عادت خصلت ایسی بدل دی کہ وہ وحیہ النساء
ہی نہیں معلوم ہوتی تب اُن کے آنے کی نوبت آئی اور لڑکی کا امتیاز سلیقہ انداز
طریقہ شست بر خاست ادب قاعدہ پڑھنا لکھنا تہذیب محنت دیکھ کر بے حاشا
کھڑے قدم سے میرے قیوم پر گر پڑیں اور دعائیں دے کر اس قدر گر گر کر اپنی
کہ مجھے شرم آگئی اور کہا کہ نگیم صاحب بس میری محنت کی داد مل گئی اب آپ کیون
مجھے کانٹوں پر بٹتی ہیں دنیا میں ہی ہوتا ہے ایک کا کام ایک سے نکلتا ہے
خدا نے اُس کی تقدیر میں لکھ دیا تھا اگر ذرا سی محنت کے ساتھ محنت اسی نے
کی لیجئے آگیا میں نہرا چاہتی تو کیا ہوتا خوار سے مفا ذلالت کمین زور چل سکتا ہے
جب اس لڑکی کا جس کی طرف سے ہم سب کو یاس تھی چار دن میں یہ حال
ہو گیا تو ہونا تو شیار لڑکیاں ضرور ہی قابل محنت کے ہوتی ہیں اور اس سے
یہ بھی بخوبی ظاہر ہو گیا کہ چاہے ان باپ ہی غفلت کر کے یہ زمانہ اُن کا گنوا دین
اور لاؤ پیار کے مارے کام نہ لین محنت سے بوجھ نہ ڈالیں آدمی بنانے پر توجہ
نہ کریں ان میں خدا نے سب طرح کی قوت دی ہے جس راہ لے چلو یہ طینگی
جادر پھیر دھیر میں گی جس طرح چاقو نہ چھپی پر کام نہ لینے سے رنگ آجاتا ہے اور
وہ بیکار ہو جاتے ہیں اسی طرح سے ان بچوں میں تیزی عقل جو ہر سب ہی کچھ

خدا نے حصہ رسد دیا ہے کام نہ لینے کی وجہ سے تیزی پر مٹھے پن کا اور عقل پر
 جہالت کا پردہ اڑ جاتا ہے بے ہنری سے جو ہنرین کھل سکتے گناہ اور خراب ہو کر
 رہ جاتے ہیں اور سب اچھی قومیں سلب ہونے سے ان کے مخالف اور دشمن جو
 ان کی کمی اور زوال کی راہ دیکھا کرتے ہیں چار طرف سے زرعہ کر کے گھیر لیتے
 ہیں اور بچے کو دیوانہ کر دیتے ہیں جس طرح عالم کا دشمن جابل اور مخنتی کا کام چور ہی طرح
 عقل کا دشمن جہل شستی کی بیری چالاک کی وحشتی ہے بچوں کا ذکر میں نے اس
 غرض سے کیا کہ دنیا میں کے سب آنے والوں کا وہ پہلا حصہ ہے اور اسی
 حصہ میں ان کے اوسط و انجام کی درستگی کا وقت مقرر ہے اگر اس عہد میں
 ذرا بھی خامی رہ گئی تو آگے بڑھ کر وہی خامی اپنا رنگ ضرور دکھائے گی خواہ جوانی
 میں ہو خواہ بڑھاپے میں یہ جو آپ اکثر جوان اور بوڑھی عورتوں کو دیوانی اور
 اول جلول دیکھتی ہیں اس کا وہی باعث ہے جو میں نے عرض کیا بالکل محقق
 اور جاہلون کا تو ذکر ہی نہیں وہ سب زمانوں میں یکساں رہتے ہیں اور جوانی
 بڑھاپے میں لڑکیوں سے زیادہ نادانی کرتے ہیں یہ میں نے ان کا تذکرہ کیا جو
 تمام چار کو پڑھے ہیں یا جھوٹ موٹ کی اچھی صحبت اٹھائی ہے علم ایک ایسی چیز ہے
 کہ اس سے کچھ دنیا ہی کے کام نہیں بنتے بلکہ آخرت میں بھی کام آتا ہے جب
 بے لکھا پڑھا کسی کتاب کا ایک حرف (الف) نہیں پہچان سکتا تو اللہ کو کیا
 پہچانے گا حالانکہ جو حق پہچاننے کا ہے وہ ایسا دشوار ہے کہ ہم کیا اور ہماری ہستی
 اور بنیاد کیا ہے جب (نہیں پہچانا حق پہچاننے کا) ہمارے نبی برحق نے ارشاد کیا ہے
 لیکن یہاں میری مراد اس معرفت حقیقی سے نہیں ہے بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ ایک

تو سکر کسی بات کو جانتا اور ایک آنکھوں سے دیکھ کر پہچانتا سننے اور دیکھنے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے تمہارے اُن کے مُٹھ سے خاے پاک کا نام سُکر ہم کو بھی معلوم ہوا کہ کوئی خدا ہے اور جب اپنی آنکھوں سے اُس کا کلام پاک دیکھا اور پڑھا تر جیسے پر غور کیا اُس کے معنی اور مطلب پر نظر ڈالی اپنی بے اختیار ساری کے آنے اور بے بسی کے جانے پر لحاظ کیا پھر اذاجارِ اہل علم پر خیال کیا تو صاف ظاہر ہو گیا کہ جو ہم کو دنیا پر لاتا ہے اور جو ہم کو یہاں سے بلاتا ہے وہی خاے اور کیسا خاے ہے جو ایک اکیلے ہے نہ اُس کا سہیم ہے نہ ندیم نہ عاریکل ہے نہ نظیر نہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ صلاح و مشورے کی حاجت قل ہو اللہ ادا پڑھا اور یہ بات حاصل ہو گئی بیگم صاحب اور سب کو جانے دیجئے اگر آدمی عقل و انصاف کے ساتھ کام لے تو ایک آیت ان اللہ علی کل شئی قایم سے کیا کیا مطلب نہیں نکل سکتے اسکے معنی یہ ہیں کہ تحقیقِ خدا اکل چیزوں پر قادر ہے اور درحقیقت یہی ہے کہ ہمارا کھانا پینا مرنا جنینا ہماری بیماری صحت ہماری آبر و عزت ہماری روح ہماری جان ہمارا لباس ہمارا مکان دھن دولت بال بچے چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا عہد و وعدہ سب اسی کے توقیف و قدرت میں ہے وہی ابر بنائے وہی سمیٹہ برائے اسی پانی سے کہیں موتی بناتا ہے کہیں اناج اگاتا ہے ابر کا دوڑتے ہوئے جانا آفتاب کا چمکنا اندھیرے آنا دن کا اُجالا رات کے تارے رعد کا غل بکلی کے اشارے ہوا کا چلنا اُڑنا پت کا بد لنا بدلی کا اندھیرا فصل کا پھیرا چاند کا گھٹنا بڑھنا دھوپ کا اترنا چڑھنا غنچے سے پھول پھول سے پھل بنانا ایک بیج سے درخت کا لکھنا ساری خدائی کا سمجھنا ایک دانے سے خرمن کر دیکھنا اور پھر ایک ایک

کے خلق تک پہنچانا سوا خدا کے کسی دوسرے سے بھی ممکن ہے علم سے عقل کو مدد ملتی ہے زور دے رہتا ہے بے علم کے خالی عقل لڑا کے کام نکالنا بہت مشکل کام ہے جزی کی کوئی ہوگا جو بے پڑھے لکھے ایسا کر سکتا ہو تو فائق نیک رفیق ہونے کی تو ادربات ہے اس کی مثال سامنے کی یہ ہے کہ جو باتیں میں نے آپ سے اس وقت کیں یہ آپ کے بھی خیال میں تھیں نہیں تھیں اگر مومن تو وجیہ انسا کی اٹھان کا یہ انما زہ ہوتا اٹھ نورس کا بچہ ایسا نہیں ہے جسے پورا کلمہ نہ یاد ہو یا دہنا یا ان ہاتھ نہ تلماسے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بوجہ بے علمی اور نادانی کے آپ اس کچی کی وجہی تعلیم بھی نہ کر سکیں جس کے بڑے بڑے نتیجے آپ پر خود اتنی مدت میں ظاہر ہو گئے ہوں گے میں نے جو ٹوٹی ماری اس وقت گفتگو کی یا وجیہ انسا کو جو چار باتیں آپ سے سوا معام ہو گئیں یہ کا ہے سے اسی علم کے صدقے سے علم کے منے جانے کے میں اس میں بھی طرح کا تو جانتا خواہ روزہ نماز ہو خواہ سسے مسائل دینداری کی باتیں ہوں یا دنیا داری کی علم بے سیکھے آئیں سکتا پس ضرور ہوا کہ میں آپ سے اور آپ مجھے سیکھیں یہی آج تک ہوتا آیا ہے جو نہ جانتا ہوں اس کے پوچھنے میں اور جو معلوم ہو اس کے بتانے میں کبھی دریغ نہ کرنا چاہیے جو ایسا کرنے میں ان کو مبارک رہے ہم تو اچھی عادت اپنی ماما اھیل کی اختیار کرتے ہیں اور بری بات فرشتہ خان کی نہیں سنتے چاہے نفس ہو یا شیطان میری اس ساری پریشان تقریر کا حاصل یہ ہے کہ آپ مجھ کو بار بار کی سنت و خواہ سے نہ محجوب کیجیے اور جو کچھ ہو اس کو خدا کی طرف منسوب کیجیے

صالحہ بیگم صاحب میری ساری بائیں سناکین اور پھر کہا تو یہ کہا کہ میری سچی بہن تجھ پر
 نہرا جان سے قربان تو نے تو مجھے بال بچوں سمیت مول لے لیا اور پھر آزاد کر دیا
 عمر بھر یہ احسان نہ بھولوں گی ماثرا الہا چار دن میں تو نے اس اونٹ پر ٹانگ چھوڑی
 کہ جس کی کوئی کل اونٹ کی طرح یہ بھی نہ تھی کیسا ہموار اور درست کر لیا یا میں
 صورت دیکھنے سے حلتی تھی یا گھر بیٹھے پیار چلاتا ہے میں نے کہا کہ بیگم صاحب
 دیکھیے آپ کا یہ فقہ بھی (کہ کوئی کل اونٹ کی طرح یہ بھی نہ تھی) مجھے نہیں پسند
 آیا اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو میں عرض کروں (صالحہ بیگم) نہیں بیوی تمھاری
 بات اور ناگوار گزرے خدا معلوم میں تمھیں سمجھتی کیا ہوں میں نے کہا کہ خداوند عالم
 نے اونٹ کو عجیب الخلق صرف اپنی قدرت خلاقی دکھانے کو بنایا ہے اور
 یہی سبب ہے جو قرآن مجید میں حکم دیتا ہے کہ دیکھ تو اونٹ کی طرف کیونکر
 پیدا کیا گیا مطلب اس سے یہ ہے کہ پیدا کرنے والے کی قدرت کو دیکھ بظاہر
 بے ہنگم کاہک چار ہاتھ کی گردن پر بٹا اور پھر اس سے کیسے کیسے کاموں کا نکلا
 خدا تو اس کو اس شکل پر ایک مصلحت خاص سے بنائے اور ہم اونٹ کی کسی کل
 کو یہ جہان سمجھ کر اپنی جہالت سے ٹیڑھی راہ چلین اور غیب لگاتین تو آپ ہی
 بتائیے یہ اُس کی کاریگری پر نام دھرتا ہے یا نہیں صالحہ بیگم نے دونوں ہاتھوں
 سے جلدی منہ پر توبہ توبہ کہہ کے ٹھٹھارے اور کہا کہ اے ہے سچ تو ہے کسی نے
 کیا جرمی مثل کہی ہے توج کوئی اس نگوڑی مثل کو یاد کرے خداوند میری خطا
 معاف کرنا میں نہ جانتی تھی گو میں نے دیکھا نہیں مگر تیرے اونٹ بنانے کے
 صدقے میں اس فقرے پر سکا کر رہ گئی اور سارا گھر ہنسنے لگا کوئی پہر بھر ٹھٹھارے

صالحہ بیگم رخصت ہونے لگیں مین نے کہا جی چاہیے تو وجیہ النساب کی کو لیتی جائیے
 کہا کہ نہیں بیوی مین لے جا کر کیا کروں گی مین تو دیکھ چلی رہے اُن کے باپ
 اُن سے خیریت کہندوں گی پھر اور یہی کون جس کے لئے لے جاؤں میفرش علی
 صاحب پیشہ ورون مین سے تھے چکن اور کامانی کی چیزیں بنا بنا کر بیچتے تھے
 جتنے بچے ہوتے گئے خچر بڑھتا گیا خدا نے اُن کے کام مین بھی ترقی دی دو سے
 چار کا ریگر ہوئے چار سے آٹھ رفتہ رفتہ کا رخانہ ہو گیا جیسے وجیہ النساب
 ہاں آئین اس سال سے دن دو فی رات چو گئی اُن کے کاروبار مین رونق
 ہو گئی جب بیوی میرے یہاں سے گھر پہنچیں اور میرے صاحب رات کو آئے
 تو اُنھوں نے یہاں کی سب باتیں دہرائیں جن کو شکر میرے صاحب کی بھین
 کھل گئیں اور کہا کہ ایک دن تو لڑکی کو بلاؤ ذرا مین بھی تو دیکھوں کہ چودہ
 پنہارہ مینے مین کیا کیا سیکھا بیوی نے کہا بلانا تو میرے اختیار مین ہے مگر
 مین بلاؤں گی نہیں اور کیا عجب ہے جو لڑکی خود نہ آئے مین پر بھر کا مل
 وہاں بیٹھی اُس نے آنکھ اٹھا کر میری طرف نہ دیکھا کہ یہ مان ہے یا کوئی
 غیر عورت قرآن شریف گردان کر کتاب اٹھائی کتاب پڑھ کر رکھی تختی
 لے بیٹھی اُس سے فرصت ہوئی تقبی کھل گئی چار دن پانچوں سر جوڑے اپنا
 اپنا کام کیا مین تو چلی آئی نہیں معلوم اس کے بعد پھر کون کون سے کام
 کئے فرصت کس وقت ہے جو کوئی بلائے اور بلائے ہزار جب وہ آئے بھی
 تمھاری خوشی ہے کل مین کسی کو بھیج دوں گی دوسرے دن اُنھوں نے یہ سب
 باتیں بختاؤر دُکھن سے کہیں اُنھوں نے کہا کہ آٹھ دس روز مین میرے صفر کی

دودھ بڑھائی انشالہ ہوگی اُس دن قصد ہے کہ اُستانی جی کو بھی بلاؤں اور لڑکیوں کو بھی بلاؤں وہ چپ ہو رہیں بارہ کو بختاوردولہن پہنچیں اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہا کہ آپ سے کئی روز پیشتر اسی غرض سے میں تنہا کو دور آئی ہوں تاکہ آپ پوچھنے پگھنے کا غاند نہ کیجیے اُس جمعہ کو آپ کی دعوت ہے اور اپنے ساتھ لڑکیوں کو بھی لیتی آئیے گا آپ کے آنے سے میری عزت گھر کی حرمت محل کی زینت ہو جائے گی میں نے کہا کہ آپ نے بہت خوب کیا جو پہلے سے کہہ دیا عین وقت پر شاید میں نہ پہنچ سکتی اب تو بڑا وقت آپ نے دیا ہے میں اجازت لیکر انشالہ ضرور آؤں گی وہ مجھے رضی پا کر خوشی خوشی واپس گئیں شب کو نانا جان سے میں نے عرض کیا اُنھوں نے فرمایا کہ جانا مگر تمھاری امان جان سے نہیں کہا میں نے کہا جی نہیں تو فقط مجھی سے کہا ہے وہ چپ ہو رہے صبح کو جیسی ہی میں اپنی فرض و واجب ضرورتوں سے فراغت کر کے بیٹھی ہوں کہ پھر اُن کا میا نہ آیا اور بختاوردولہن اُتریں عقل مند کی دور بلا بختاوردولہن نہایت ذہین اور ہوشیار تھیں کل امان جان سے کہنا بھول گئیں گھر پر جا کر یاد آیا بڑی دیر تک رنج میں مبتلا رہیں جب عقل سے مدد مانگی تو اُس نے ایک عمرہ تہ سیر تہادی جون توں رات کافی صبح کو پھر آ موجود ہوئیں پہلے مجھی سے صاحب سلامت ہوئی جب میں کھڑی ہو گئی تو کہا کہ آپ بیٹھیے میں بڑی بیگم صاحب پاس جاؤں گی کیونکہ خاص اُنھیں کے لینے کو آئی ہوں پھر چپکے سے رات کی بات دہرا کر کہا کہ آپ بھی اگر میری سعی کیجیے میں بھی اُن کے ساتھ ہوئی کمرے میں پہنچی پہلے امان جان

کو سلام کیا پھر ہاتھ جوڑا اور سر جھکا کر بیٹھ رہا۔ وہ ہائین یہ کیا ہائین یہ کیا کچھ کہو تو سہی
 ہزار ہا تھ جدا کرتی ہیں یہ نہیں سنتیں پھر کہا تو یہ کہ میری خطا معاف کیجیے (ان جان
 ہائین خطا کیسی (بجناورد و لہن) کیسی ہی ہو آپ معاف کیجیے تو میں ہاتھ سے ہاتھ
 جدا کروں انھوں نے گھبرا کر کہہ دیا کہ اچھا بیوی معاف کی اسوقت بجناورد و لہن
 نے عقل کی بتائی ہوئی بات یوں کہنا شروع کی کہ کل میں نے اُستانی جی
 سے فقط اس لیے کہا کہ دو دو صاحبوں کی اُن کو اجازت درکار ہے پہلے
 اُن سے کہہ دوں تاکہ یہ رخصت لے رکھیں آپ سے نہ کہنے کی یہ وجہ تھی
 کہ دونوں صاحبوں سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ خاص ہمارے لینے کو یہ
 آئی تھی آپ اتنے رکھے گھر کی مالک ہیں میری بھی بڑی اُن کی بھی بڑی اُسکے
 علاوہ فقط نواب دولہا صاحب سے پوچھنا تھا وہ روز محل میں آتے ہی
 تھے میں سمجھی کہ پہلے اس مشکل معاملہ کو طے کروں وہ سہل ہے کل آپ سے
 عرض کر دوں گی اور الگ الگ آنا دونوں صاحبوں کے بلانے کے لئے
 ضرور بھی تھا اُستانی جی صاحب کو مقدم صرف اس وجہ سے کیا کہ تھوڑی مدت
 کو یہ نیتیں نا اور جھٹ سے غار کر دیتیں پہلے آپ سے عرض کرنا چاہیے تھا اور
 مجھے اُس کا عکس ظاہر ہوا اس لئے میں نے خطا بھی بخشوالی اب جمعہ کو
 اُستانی جی صاحبہ اور پانچون لڑکیوں کو لے کر سویرے سے آپ تشریف
 لائے گا نہیں میری آنکھیں دروازے سے نہ ہٹیں گی اور دل آپ ہی میں
 لگا رہے گا جس سے میرے کاروبار میں بڑی خرابی ہوگی جتنے سویرے آئیے گا
 اُتنا ہی مجھ پر زیادہ احسان فرمائیے گا صبح دس بجے وہاں وقت کی دعوت ہے

امان جان اُن کی باتیں مٹھی ہوئی سنا کیں اور مسکرایا کیں جب وہ کہیں چلیں تو کہا
 کہ بس آپ کی داستان ختم ہوئی انہوں نے کہا جی ہاں کہا میں ضرور حلقی
 مگر چونکہ پہلے آپ نے طاہرہ بیگم کو کہا ہے اور بعد میں مجھے اسی طرح جمعہ کو اینگی
 (اور میں ہفتہ کو) (نجاتاوردو وطن) اور ہے بیگم صاحب ہفتہ کو میرے ہاں کیا ہے
 (امان جان) چاہے کچھ ہو چاہے نہ ہو مجھے ہونے ہوانے سے کیا کام جس طرح بلانا
 اس طرح جانا ہفتہ کے دن میں سویرے سے چلی آؤ گی (نجاتاوردو وطن) اپنی آنکھوں
 کی قسم ہفتے کو کچھ نہیں ہے اُس کے لیے تو خاص جمعہ مقرر ہے (امان جان)
 میں نے اپنے جانے کا ہفتہ مقرر کیا ہے جب دو وقت کی دعوت ہے تو کیا کھانا
 کھا کھا کے لوگ اسی وقت سوار تھوڑی ہو جائیں گے (نجاتاوردو وطن) جی ہاں
 نو دس بجے کے بعد شاید دو چار مہمان رہ جانے تو رہ جائیں (امان جان) تو بس
 انہیں دو چار میں پانچویں میں بھی شامل ہو جاؤں گی (نجاتاوردو وطن) نے گھر آکر پھر
 ہاتھ جوڑنے کا ارادہ کیا کہ امان جان نے ہنس کر ہاتھ پکڑ لیے اور کہا کہ میری
 میں تمہاری باتوں سے سنسنی مٹی پہلے بلانا اور پیچھے بلانا میں کون غیر مومن اور ظالم بیگم
 کون غیر ہیں آپ خاطر جمع رکھیے میں ضرور آؤں گی اور جہاں تک بن پڑے گا
 سویرے آؤں گی ماسا ارا لدا طاہرہ بیگم کے کام جب چلیں گی تو میں بھی اہل
 سکون گی (نجاتاوردو وطن) کام کیسے نہانے دھونے سے ایک دن پہلے فرصت
 کر رکھئے صبح کی نماز کے بعد سوار ہو جیے کھانا اُس دن اپنا نائین آدمی آپ کے
 ساتھ ہوں گے جو یہاں رہ جائیں گے وہ نواب صاحب اور نواب دولہا صاحب
 کی دعوت کا بچا کچھا کھالیں گے (امان جان) تو یہ کہنے سارے گھر کی دعوت ہے

(بختاوردو دھن) جی دعوت کیسی ہی دال دلیا پٹنی روٹی جو کچھ میسر ہے آپ کے ساتھ کھانے کو جی چاہتا ہے نہ دودھ بڑھائی ہے نہ کھیر چٹائی میری غرض فقط آپ کے بلانے اور اُتانی جی کے لے جانے سے ہے (امان جان) تو اچھا جمعہ کو بڑھائی کے پھر کسی دن انشاء اللہ چلین گے ہم دودھ بڑھائی سمجھے تھے جب وہ بات سنیں تو جمعہ پر کیسا چلیے ابھی چلیے بختاوردو دھن نمس کر چپ ہو رہیں اور پھر کمال منت امان جان سے دعا رہ لیکر اپنے گھر گئیں جمہرات کو امان جان نے تیاری کی مین اور وہ تھامیں لڑکیوں کو تھادایا کپڑے بدلوائے مین تو اجازت لے ہی چکی تھی شب جمعہ کو امان جان نے بھی پوچھ لیا رحمت عجوبہ دولت محمدی خاتم بھی تیار ہوئیں تانا جان اور ابا جان اپنی دعوت کا حال سنکر مجھے کہنے لگے کہ یہ تو اٹھون نے انسی بات کی ہے تم لوگ تو خیر اپنے ساتھ سٹھائی لے جاؤ گی لڑکے کے ہاتھ مین کچھ دو گی ہماری دعوت تو مفت مین ہوتی ہے اس کی کیا تاہیر مین نے کہا کہ آخر وہ یہاں آتی ہیں جس دن لڑکے کو لائین گی مین آپ سے کھلو ابھو گئی باہر بلا کر جو مناسب ہو ہاتھ مین دیدیکھے گا اور اگر نہ لائین گی تو کہہ مین کے لڑکے کو اک دن بلالیا جائے گا سو اس کے اور کیا تاہیر ہو سکتی ہے تانا جان نے فرمایا کہ ہاں بات تو معقول ہے تم نے سٹھائی منگوائی مین نے کہا کہ جی ہاں غلام علی ہی کو تو روپے دیے تھے بختاوردو دھن کے مزاج مین تکلف کم ہے اس وجہ سے مین نے فقط پانچ روپیہ کی سٹھائی منگائی ہے ایک خوان لگا لیا اور قصہ ہے کہ پانچ پانچ روپے بچے کے ہاتھ مین دے دیں دیکھیے وہ قبول بھی کرتی مین یا نہیں کھانا کھانے کے بعد رات کو بڑی دیر ایسی ہی ایسی باتیں مین پھر رہے

صبح کو اٹھ کر نماز وغیرہ سے فرصت کر کے جانے کا سامان کر ہی رہے ہیں کہ امیر خاتم
 آ موجود ہوئیں اور کہا کہ لیجیے یہاں تو نام خدا سب چلنے ہی کو تیار بیٹھے ہیں میں نے
 کہا کہ ہاں وعدہ ہی کر چکے تھے (امیر خاتم) جی ہاں بیوی نے مجھے نہ ملنے دیا کہاتم
 جلدی جاؤ کہنارات بھر خوشی کے مارے مجھے نمیند نہیں آئی کہ کل اتنا فی صاحب
 یہاں آئیں گی خدا نے یہ دن دکھایا اب ایک دم کی دیر ناگوار ہے میں نے کہا
 بھی کہ وہ وعدہ کر چکی ہیں تو ضرور آئیں گی کہا کہ نمین دل نہیں مانتا ابھی جاؤ دیر
 نہ لگاؤ اور میری بیٹابی ظاہر کر دتا کہ وہ آنے میں اور جلدی کریں گھر سے نکلتا بھی
 کو دشوار ہو جاتا ہے اور اُن کو تو مائثر الدین تراون کام میں چلتے چلتے ایک
 نہ ایک کام نکل آئے گا میں نے کہا کہ اب کچھ دیر نہیں کہا راتے اور سوا ہوئے
 رحمت اور دولت کو سزا دل کر دیا ہے کوئی دم میں خبر آتی ہے امیر خاتم کھڑے
 کھڑے یہ باتیں کر کے اور پہلے میں جا کر خبر کروں کہہ کر تو ڈیوڑھی میں گئیں اور دولت
 کو ادھر سے پردا کرائے آتے دیکھ کر جلدی سے سوار ہو کر پہلے چلی گئیں اُن کے
 بعد تین بیسوں میں ہم سانوں آدمی سوار ہوئے اور وہاں پہنچے دروازے پر امیر خاتم
 سب کو لیے کھڑی تھیں استقبال کر کے آنکھیں کھجھانے کے سب ہم کو لے گئے
 پانچوں لڑکیاں میرے ساتھ ساتھ تھیں جہان میں بیٹھی وہاں میرے پہلو سے لگ کر
 وہ بھی بیٹھ گئیں یہ معاوم ہوتا تھا کہ نئے نئے مہمان ہیں اُن کا گھر ہی نمین میں نے
 تھوڑی دیر تو اُن کو بیٹھنے دیا پھر کہا تمہارا تو گھر ہے تم یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے
 کیون بیٹھی ہو وہاں جاؤ دیکھو شاید کوئی کام ہو آج ہی تو تمہارے سلیقے اور سکھڑا ہے
 دیکھنے دکھانے کا دن ہے سردار نے جواب دیا کہ جی ہم سے کوئی کسے بھی تو میں نے

کہا کہ میں کہتی ہوں کہ آپ کا فرمانا بجا ہے مگر کام تو مانی امان کے ہاں کل ہے میں نے
 سکر کر کہا کہ اچھا بوا حشر مت تم جاؤ اور بھی سر جھکا کر خاموش ہو رہی تھی دیرین بختاوردھن
 آئین اور ان کو چپ چاپ ممانوں کی طرح بیٹھے دیکھ کر کہا کہ اونی لڑکیوں یہ تم
 اناگ تھلاک خالی خولی کیوں بیٹھی ہو اٹھو مگر کام کاج دیکھو مہمان بن کر بیٹھنا
 کیسا بیوی سے پوچھ کر یا وہ سب نے کہا کہ بیوی تو خود فرما رہی تھیں مگر جا کر کیا کریں
 آپ جو جو کام بتائیں ہم انھیں انکھوں سے بجا لائیں دختاوردھن نے کسی کو بانوں
 پر مقرر کیا کسی کو کشتیوں کا انتظام سونپا کسی کو مہمان کے اُتروانے اور لانے کا عہدہ
 دیا وجیہ النساء سے کہا کہ تم کھانے پر رہنا اور مٹھائی جو آتی جائے اُسے کو ٹھری میں
 رکھواتی جاؤ ایک آدمی یہاں رہنے دو باقی ان کو بھی کام میں لگا دو وجیہ انساہ
 نے رحمت اور دولت کو ساتھ لیا دو چار مہمان آچکے تھے مٹھائی اٹھوائی خوانوں پر
 نام لکھ کر کوٹھری میں رکھوائے بچھو نے درست کیے پامان کھول کر دیکھے ضروری
 چیزوں کا جائزہ لیا باورچی خانے میں جا کر کھانے کی خبر لی تنور سے دو ٹیان آئین
 وہ گن کر رکھوائیں پھر ممانوں کی طرح آکر بیٹھ رہیں نو بجتے بجتے دسترخوان بچھا
 کھانا کھلایا گیا جن جن کو آنا تھا وہ آچکے تھے دس پانچ عزیز نہیں آئے تھے
 پھر بھی ممانوں سے ماشار اللہ کچھ کچھ مکان بھر گیا میر نقش علی صاحب کی بیوی
 اپنی لڑکی کے پیچھے پیچھے ان کے کام گرہستی سلیقہ دیکھتی پھرتی تھیں ان کو یہی
 ایک کام تھا میں نے جو ان مصارف پر نظر کی اور وہ وہ بڑھائی کی چھوٹی سی
 شاوی کو دیکھا دل بھر بھر ایا جی چاہا کہ اس فضول خرچی پر کچھ کم ہون بڑی دیر
 اسی اُدھیڑ بن میں تھی اور بڑھی ہوئی دیکھ رہی تھی کہ جو چیز ہے افراط سے جو

بات ہے کہ وہ فرسے سب کھپانی چلے اور من بھر کی روٹیاں بیچ رہیں بگیم صاحب روٹیاں بچے کا حال سُکر بولیں کہ بائیس سو روپے اور اُن سے کہو کہ فقیروں کو بیوا دیں دس بچے ہمارے ہاں بھی پانچ سو روپے کھانے کے بھیجے گئے بارہ بچے کشمیر کے لئے لیکن سفید اور ہرے پان کی دو ڈھولیاں آدھیر چھپا لیا پاؤ بھر کھتا چٹا کھتا بھر چو گھرے کی لالچیاں ایک تشری میں تمباکو کا قوام پاؤ سیر و دخی حکنی ڈلیاں گوٹے کا ہار عطر کی سنہری شیشی دھنیاں دو پلٹیوں میں سادی ورق داگلو ریاں غرض ایک طرح کی کشتی چھوٹے سے لگا کر بڑے تاکے بی ایک نہیں بچا تھا کہ فرصت ہوئی لڑکیاں میرے پاس آئیں میں نے کہا کہ امجدی بگیم صاحب کہاں ہیں انھوں نے کہا کہ مہمانوں میں بیٹھی ہوئی کچھ آپ ہی کی باتیں کر رہی ہیں کچھ عجب نہیں جو سب کو لے کر آئیں مجھے بختاوردو وطن نے سب سے الگ اپنے رہنے کے کمرے میں بٹھایا تھا وہ کچھ ایسی لمبی چوڑی جگہ نہ تھی مگر راحت کی سب چیزیں آنکھوں کے سامنے تھیں آٹھ چوکیوں پر بچپو نا تھا جن میں کی دو پلنگ سے رُکی ہوئی تھیں میں نماز کا تہہ کر کے جانا زکھول رہی ہوں کہ امجدی بگیم اور بختاوردو وطن آٹھ دس بیویوں کو لیے ہوئے وہاں پہنچیں شناخت اور صاحب سلامت کے بے میں نے کہا کہ اگر آپ صاحبوں کے خلاف مزاج نہ گذرے تو میں نماز پڑھ لوں بلکہ میری تو یہ صلاح ہے کہ آپ بھی فراغت کر لیجیے تاکہ اطمینان سے بیٹھیں اور بے اندیشہ دل کھول کر آپس میں بات چیت کریں دو چار تو مستعد ہو گئیں ایک دو بیویوں نے عذر کیا کہ جی نہیں ہمارا وقت نہیں ہے آپ شوق سے پڑھیں ایک دو نے چون کا حلیہ لیا ایک دو یہ کہہ کے

چلی گئیں کہ بہت اچھا ہم بھی پڑھے آتے ہیں میں نے سب کی سنی اور نماز پر کھڑی ہو گئی نماز کے بعد جب پھر سب جمع ہوئے تو اب کے پانچ چھ بیسیان اور زیادہ پائین میں نے کہا کہ اگر آپ میرا کنائسن اور دل لگا کے سین تو کچھ کمون اس سے مجھے کام نہیں کہ آپ کو اسپر عمل کرنے کو بھی مجبور کروں میرا کننا بیغرض اور دوستانہ ہے نہ یہ کہ بڑی بوڑھی بن کر نصیحت کرنے کو بیٹھی ہوں ایک بات دل میں آئی ہے ارادہ ہے کہ وہ آپ صاحبون کے سامنے بیان کر کے صلح لون دیکھوں تو آپ کے نزدیک میری تجویز کی کچھ قدر ہوتی ہے یا پھر دی جاتی ہے بختاوردو وطن صاحب آج کی اس مبارک تقریب میں آپ کا کیا خرچ ہوا ہوگا ماشار اللہ جو صلہ تو آپ کا ظاہر ہے اگر آپ کو نہ معلوم ہو تو انارازے سے بتائیے میرے نزدیک تو دو ہزار روپیہ سے زیادہ ہی اٹھتا معلوم ہوتا ہے بختاوردو وطن جی کیا معلوم کل حال کھلے گا (دین) ہاں اس میں شک نہیں آج تو اٹھا ڈالا کل البتہ حال کھلے گا یہی تو میرا مطلب بھی تھا جو آپ نے خود کہہ دیا میں دو ہی ہزار فرض کئے لیتی ہوں اب بتائیے کہ آپ نے کتنا روپیہ دیا (بختاوردو وطن) ایک پسیہ نہیں میں کہاں سے لاتی اور کیوں دیتی (دین) ہاں بجا ہے لڑکے میں فقط آپ کا ادھاسا جھا ہے اٹھانے سے تو غرض نہیں بھلا یہ پہلی شادی تھی یا اس کے پہلے اور بھی ہوئی (دوہ) جی نہیں یہی پہلی شادی تھی (دین) آپ کے میان کی کیا آمدنی ہے (دوہ) دو سو روپے مہینے کے نوکر میں (دین) اگر اس تقریب میں دو ہزار صرف ہوئے تو کئے مہینے کی تنخواہ ہوئی (دوہ) دس مہینے کی (دین) اب انشاء اللہ سال پلٹے پھر کوئی نہ کوئی شادی اٹھ کھڑی ہوگی یہی

حوصلے سے اُس میں دل چالاک کر بیٹھے گا پھر تیسرے سال دل بھر بھرنے کا عالی مرتبتی
 کیجیے گا ہمیں بظاہر کوئی کام نہیں فقط کھانا کھانے کو آئے ہیں لیکن ہم آپ کمین جدا
 تو ہیں نہیں آپ کا نقصان ہمارا نقصان ہے اور آپ کا فائدہ ہمارا فائدہ
 دودھ بڑھائی کی ایسی شادی نہیں ہے کہ آدمی دو ہزار اٹھ بیٹھے ہمارے آپ کے
 ہاں جتنے رسوم ہیں سب مذموم ہیں خیال کیجیے کہ ماشار السلاسل کیان آپ کی
 موجود ہیں چار دن میں یہ یہاں کے قابل ہوں گی جہاں تک ہوا کی فکر کیجیے
 اور جو کچھ جینے کے خرچ سے بچے اُس کو اُن کے لیے جوڑے نہ بچتا ہو تو اُس کے
 بچانے کی فکر کیجیے آپ نے تو اس کے خلاف ارادہ کر لیا ہے دیکھیے تو سہی کہ آٹھ
 نو برس میں یہ یہاں لائق ہوئیں بات ٹھہری اور آپ نے چھوٹی چھوٹی غیر ضروری
 شادیاں کر کے اپنے حوصلے دلی نکال لیے اور خدا نہ کرے قرضہ ابھی چلکین
 ہمت صرف ہو گئی دل خوش کر لیا قرضے کا بار ہو گیا اب یہ بوجھ کیونکر اٹھے گا
 مجھے ہرگز امید نہیں کہ آپ کے ہاں اس فضول خرچی کے بعد مینے میں کچھ پس انداز
 ہوتا ہو اگر آپ نے پہاڑ کا بوجھ مرد کے سر پر رکھ دیا تو کون سی محبت کی بات
 ہے اپنی جان پھنسا کے قرض سے دام سے جہان سے ہو سکے وہ قرض ادا کر لگا
 اور اس بوجھ کو اٹھائے گا لیکن ساتھ ہی اُس کے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کے
 غم و الم کی وجہ سے باقی حصہ زندگی کا آپ پر بھی بہت گران گذرے گا اور
 جب آمدنی دہی رہے گی تو اُس قرضے کی ادائیگی کی کوئی مشکل نہ ہوگی ہوا اسکے
 کہ گمنے پاتے سے ہاتھ اٹھائے اور پوری نہ پڑے تو دو چار بوڑے دیکھیے اور پھر کچھ
 باقی رہ جائے تو تنخواہ لگائیے نیکی اور مصیبت سے بھر کیجیے اور جب خدا نہ کرے

قانون کی نوبت آئے تو وہ بیچارہ حرام سے روپیہ کھائے ہا دو گھڑی کی واہ واہ
 کے واسطے اتنا بڑا کام بے سمجھے سمجھے کر گذرنا کوئی دانتی کی بات ہے اب تو آپ نے
 ایسا کیا آئندہ ایسی ناشائستہ حرکت سے کنارہ کیجیے کچھ آپ ہی پر سو قوف نہیں ہیں
 اس وقت سب بیویوں کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ آپ سب سے
 میرا وہی اک سوال ہے آپ میں سے کوئی ایسا کیوں نہ کرے ضرور غلطی پر ہے
 اور وہ غلطی ایسی نہیں ہے کہ زبانی انوس سے کام چلے بلکہ مالی اور جانی ضررت
 پہنچنے کا کھٹکا لگا ہے چھوٹی چھوٹی شادیاں جیسے سال گرہ دودھ بھائی گھیر چائی
 بل گوناھن بسم اللہ مسلمان وغیرہ ہے ان میں کی چاروں پہلے والی تو مر گئیں
 قابل نہیں کہ سوارو پیسے زیادہ اُس میں صرف کیجیے اب رہی بسم اللہ بیری شادی
 (مسلمانی) یہ البتہ اپنی ضرورتوں سمیت سو پچاس روپیہ صرف کرنے کے قابل ہیں
 کسی قسم کی کوئی شادی کیوں نہ ہو ڈھون ڈھون پون پون اور نوبت نغارہ
 باجا گا جا بالکل بے جا اور مراسر بے جا ہے ڈومینوں کے چونگے ناچنے والوں کے
 غمزے گناہ بے لذت اور بھرنہ خسرو خوش نہ خاوند و گھن بیچاری کوٹھری میں انکھیں
 بند کیے بیٹھی ہوگی دولہا اپنے نہانے دھونے یا اور کسی ضرورت میں مصروف ہوگا
 ناچ دیکھنا گانا سننا نہ ان کو نصیب نہ ان کو میسر اب رہی رہے خود مان باپ
 انھیں سر اٹھانے کی تو مہلت نہیں ملتی ناچ گانا کیا مہانوں میں سے آدمے
 تو سنتے ہی نہیں ثقہ صلح ہیں جو سنتے ہیں ان میں کے دو چار کس کس آٹھ مہراں
 دیکھا خوش ہوئے وہیں پڑ کے سو رہے ڈومنیان پڑی چلا رہی ہیں طیلہ بھائی بھائی
 کر رہا ہے باہر کبھی کبھی ایسا ہی نقشہ ہوتا ہوگا دو کو پسند ہے چار دست کر رہے ہیں

چار جا کے لیٹ رہے کہ جب طائفہ بدلا جائے تو جگہ دینا دو گونڈی کا ناچ پند
 ہے چار نقالوں کی حرکتوں پر اوٹ پوٹ میں اندر باہر دونوں جلسوں کے سب
 لوگ ہرگز ہرگز خوش نہیں ہو سکتے مزاج مختلف طبعیتیں جہاں اور اگر خوش
 بھی ہوں تو ہماری کیا شامت ہے کہ خدا کو ناخوش کر کے بددوں کی خوشی کریں
 اپنی قبر میں انگارے بھر میں پھر سب ایک ہوں تو کیونکر رہی رونق چلن مل اس
 کے لیے شادی خود کیا کم ہے مہمان کا ہجوم ان کی زینت بنا دیکھا رنگارنگ سوطح
 کی ہانک پکار بچوں کی چین چین کم سنوں کی دوڑ دوڑ سو سے والوں کا میلہ
 نئی تہی وضعین طرحین ڈولین کا آنا سمعہ صون کا آنا ترنا صحنک رت جگمگت مراد
 ایک بات ہو تو کوئی کہے کیا ان سے رونقی اور گما گمی نہیں ہوتی جو ناچ گانے
 کی شاخ لگائی جائے اس کی تو بات ہی دوسری ہے کہ بے طیلے سارنگی کے
 شادی مقبول ہی نہ ہوگی میں نے سنا ہے کہ آپ نے بھی ڈومنیان بلوائی میں
 نوبت ہی کی آواز پر میرے کان کھڑے ہوئے تھے یہ خبر سنکر تو رد میں کھڑے
 ہونے کی نوبت پہنچی کوئی عقلمند کہے گا کہ یہ پیسہ فضول نہیں اٹھا جن صاحب کو
 میری بات میں شک ہو یا اعتراض کرنا منظور یا جواب دینا وہ اسی وقت فرماں
 میرے پیچھے کہنے کی سند نہیں اکثر جگہ میں نے دیکھا ہے کہ جب کہنے والا کھڑا گیا
 اب ایک ایک سو سوطح کے اعتراض اور نکتہ چینی کرتا ہے نفرین ہے ذمت
 ہے اس کی یوتونی ثابت کی جاتی ہے رد پر رد کر کے ردے رکھے جاتے ہیں
 یہ غلط تھا اور وہ بالکل غلط ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور اس طرح کیونکر کیا جاسکتا ہے
 اب دادا کے وقت سے ایک بات ہوتی چلی آئی ہے ان کے کہنے سے

چھوڑ دین کہنے میں تاک کٹ جائے ذلیل و خقیروں انگلیاں اٹھیں مگر وہ نہیں
 اُن کا کہنا ہو جائے ہڈیاں یک کر چلی گئیں میری بیوی مرزا تو جب تھا کہ اس ہڈیاں
 کے جواب میں آپ نے منہ دمنہ کچھ کہا ہوتا بیٹھ پیچھے آپ اپنی عقل پر ناز اور
 زبان پر افتخار کیا کیجیے اس لیے میں کہتی ہوں کہ جن صاحب کو عذر ہے وہ میرے
 آگے ہی کہہ کر قائل معقول ہوں کیا عجب جو میں ہی غلطی پر ہوں اس فقرے
 سے دلیر ہو کر ایک بی بی بول اٹھیں کہ اُستانی جی صاحب دنیا میں کوئی بھی ایسی
 بات ہے جس کا جواب نہیں یہ کیسے کہ لحاظ کے مارے کوئی کچھ کہے میں نے کہا
 شرع میں کیا شرم میں نے جو کچھ عرض کیا ہے آپ اُسی کا جواب دیجیے بولیں کہ
 اس کا ایک جواب بیسیوں جواب ہیں میں نے کہا کہ ایک دوسری ارشاد ہوں
 کہا کہ سو جوابوں کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اپنے دل کی خوشی اُس پر بڑھ کر یہ کہ
 قدیمی رسم ارجا پر جاسی رن کے امیدوار شادی میں ناچ گانا نہ ہو تو کیا مولود
 پڑھا جائے میں نے کہا خوش نصیب اُن دو لہن دو لہا کے جن کی شادی کے
 جہان گانا سننے کے بدلے مولود شریف یا حدیث سنیں اپنے دل کو خوش کرنا قوت
 تک اچھا ہے جب تک کسی دوسرے کو رنج نہ پہنچے کیا آپ اس فقرے کی
 قائل نہیں کہ دہان تک گد گدائے جہان تک دوسرا رو نہ دے یہ فقرہ پورا
 پورا آپ کی بات کا جواب ہے کسی کو گد گدانا اپنے دل کی خوشی کرنا ہے اور اُس کے
 رونے کا خیال رکھنا انسانیت کا مقتضایہ ایک آدمی دوسرے کا اس طرح
 خیال و پاس رکھتا ہے اور آدمیت کا مشابہی یہی ہے تو خداوند عالم کے خلاف
 حکم و مرضی کرنا کتنی بڑی نالائقی بات ہے اُس نے تو یہ روز خوش دکھایا برسوں

کے بعد شادی کا دن آیا دل کی خوشی کے سامان پیدا کیے سب ارادے پورے
فرمائے ہم جو اٹھے تو شکر کے بدلے ناشکری کرنے لگے اور سر تسلیم جھکانے کے عوض
میں سرتابی پر کمر باندھی اگر وہی نہ چاہے تو یہ خوشی ہم یا کوئی کر سکتا ہے کیا اپنے
یہ جانگزا حادثے نہیں دیکھے مٹنے کہ ہزار دن حسرت بھری مائیں اپنے بچوں کے
سہرے دیکھنے کے ارمان میں شکل سے دم توڑ توڑ کر مری ہیں کیا غضب کی بات
ہے کہ حاکم مالک اپنے محکوم اور بندے کی خوشی کرے اور بندہ اُس کی خوشی
اور مرضی کے برخلاف کرے اس کے علاوہ جب آپ کی خوشی فقط ناچ گانے
ہی پر موقوف ہے تو سہرے جلوے دیکھنے کی حسرتیں اور دعائیں دہلھایا دھن
بنانے کی مرادیں منتیں کسی ناچ گانا دیکھ کر دل ٹھنڈا کر لیا خوشی ہو گئی شادی
ہو چاہے نہ ہو اور جب بچوں کی شادی کی تو ضرور دل کی خوشی ہوئی پھر بیچ ہوگا
تو کیا اور نہ ہوگا تو کیا یہی خوشی کیا کم ہے جس کے نہ ہونے کا ہزار دن بیویاں غم
لیکھ دینا سے سدھاری ہیں بیوی یہ تو میں نہیں جانتی اگر کوئی بڑا بوڑھا با خدا کلمے
اور دینے والا ہو اور اس کی خوشی یہ باتیں کرنے کی نہ ہو تو پھر دیکھوں کہ بول کر آپ
اپنے دل کی خوشی کرتی ہیں جب یہ بات آپ کو خواہ مخواہ دینا داری کے اصول
سے ماننا پڑی تو کیا قیامت ہے کہ اُس بڑے بوڑھے کو بھی جس نے دیا ہے اور جو
اُس بڑے سے کروڑوں درجہ بڑے اُس کی خوشی کرنے پر آپ کو بالکل توجہ
نہ ہو آپ ہی بتائیے کہ دل کی خوشی اچھی یا خدا کی - وہ نہیں خدا کی دین تو پس
میرا مطلب حاصل ہے کہ خدا کبھی غنا سے خوش نہیں اور اسی نے حرام کیا ہے
منع فرمایا ہے آپ اُس کے فرمانے کے برعکس کرتی ہیں اب رہے ار جا پر جا

اُن سے نہ یہاں بحث ہے نہ اُن کا دینا حرام قدیمی رسم کو آپ نے فرمایا اُس کے
 بہت سے جواب ہیں افسوس ہے کہ آپ نے تاریخ نہیں دیکھی ورنہ قراست کا
 نقطہ کبھی منہ سے نہ نکالیتن بڑی بڑائی آپ نے اپنے مان باپ انتہا نانا دادا
 کو دیکھا ہوگا تو ایک دو پشت کی بات کو قدیمی تھوڑی کتے ہیں قدیمی وہ ہے جو
 ہمارے بزرگوں کے بزرگ کرتے تھے سات پڑھی اُدھر ہم ہوں یا آپ ہندوستان
 کے نہیں ہیں کیونکہ میں نے قرینے سے پہچانا کہ آپ سیدانی ہیں جب سیدانی ہیں
 تو بالضرور کسی نہ کسی امام کی اولاد سے ہوں گی میں آپ کے کہنے پر بھی چلوں گی
 اگر آپ اُن امام کے احکام میں جن کی آپ اولاد ہیں یا جن کا میں نام
 لینے والیوں میں سے ہوں۔ جن کو میں حرام کہتی ہوں حلال دکھا دیجیے
 جب آپ نہیں دکھا سکتیں تو ہرگز قدیمی نہیں ہے بلکہ ہندوستان کی یہودہ اور نہی
 رسوم میں ایک حرام اور ناجائز یہ بھی ہے پھر قدیمی کیونکر ہوئی آپ اس کو
 جھوٹوں بھی نہیں یقین لاسکتی ہیں کہ پچھتر لاکھ پر کسی امام یا نبی کا مہر بندھا اُن کے
 جسم اقدس پر ٹوٹنے لگانے کے تل شکری کھائی قدم قدم پر بیڑے چنے مقصد پون
 کا سا شملہ سر پر رکھا ڈیڑھ گز کا سہرا باندھا طرہ لٹکا یا خلعت پہنا اکیس پان
 کا بیڑا نوش فرمایا رسی پر بیٹھ کے آرسی مصحف دیکھا منڈھا کھڑا کیا گیا گھاس
 سے نہلائے گئے سب تو سب بیوی میں تمہارا غلام ہوں آنکھیں کھولو
 کہا گو دین اٹھا کر لے گئے آپ کو تو خدا نے عقل دی ہے زمانہ دیکھا ہے کوئی
 بچا بھی امام کے نام کے ساتھ ان باتوں کو نہیں منسوب کرے گا اس سے پہلے
 بلکہ سب سے پہلے حضرت آدم اور جناب جو ہمارے آپ کے پہلے مان باپ

کس طرح خدا نے ایک کر دیے نہ نوبت رکھی گئی نہ ڈو مینان آئین آپ فرمائیں گی کہ ڈو مینان تھیں امان میں کہتی ہوں کہ اگر ضرورت ہوتی تو جس طرح خدا نے حضرت خوا کو پیدا کیا تھا ڈو مینان بھی جہنم کی آگ سے پیدا کر دیتا نہیں بنائیں تو معلوم ہوا کہ ضرورت ہی نہ تھی پھر کیونکر یہ پہلی شادی ہو گئی اچھا ان دونوں صاحبوں کا ذکر جانے دیکھئے بہشت سے نکل کر دنیا میں آئے اور اس کی آبادی پر خیال فرمائیے مجھے اور ہمارے بی برحق کے عہد تک ہزاروں پیغمبر گزرے کسی کی شادی اس دھوم دھام سے ہوئی جیسے اب ہوتی ہے وہی سیدانی تو بیوی یہاں کون پیغمبر اور پیر ہے دین الہامین پر تمہیں کسی کو نہیں بنا سکتی اور نہ میرے بنائے کوئی بن سکتا ہے ذکر فقط قدیمی رسم کا ہے ہرگز نہیں اور کسی طرح یہ رسم کیا بلکہ کل رسمیں قدیمی نہیں بالکل نئی ہیں اور گڑھی ہوئی بھی کسی ایسے ویسے ان پڑھ کندہ ناز تراش کی ہیں جو انتہا کا نڈر تھا کیسے کیوں اس لیے کہ بیٹوں اور قرآن سے برا بظاہر ہے کہ خدائے پاک نے مرد و کاترہ عورتوں سے زیادہ بنایا ہے خصوص بیوی سے سیان کا دین کی باتوں میں بھی عورتیں ناقص ہیں عبادت ہو یا جہاد اور ناقص العقل تو ضرور ہیں جس کے ثبوت میں یہ رسوم جو خاص عورتوں کے گڑھی ہوئی ہیں ان کی حماقت کے کافی شاہد ہیں مرد جس کو خدا نے عورت پر غالب کیا ہے دو گھابن کر شیر کی طرح کٹھڑے میں بند ہو گیا ہے جو جو جس کے جی میں آتا ہے وہ وہ کہلوار ہا ہے بندھا خوب دکھاتا ہے وہ بھری محفل اور اس کا عاجز اگر میں تمہارا غلام ہوں کہنا کیسا قلب کو ناگوار گزرتا ہو گا اور اُس کی بے بسی مجبوری عزیزدن کی زیادتی اصرار خدا

نہ دیکھتا ہو گا ضرور دیکھتا اور سنتا ہو گا کیونکہ وہ سیمع و بصیر ہے لیکن اس کی عین عنایت اور بندہ نوازی ہے جو ان آنکھوں کو درجو ایک سیگناہ کو خواہ مخواہ غلام بنوا کر کھلتی ہیں (پھوڑنیں دیتا) بگیم صاحب چاہے آپ برا مانیں لیکن میں ضرور یہ کہوں گی کہ جو کوئی خلاف شرع رسموں کی پابندی پر کسی کو مجبور کرے گا وہ گناہ گار ہے اور کیسا گناہ گار کہ خدا کا الگ اور بندے کا جدا جو جو میں نے کہا ہے اس کو قبول کیجئے یا جواب دیجئے بچتا اور دو لہن صاحب ہمارے بگیم صاحب کا اسم مبارک کیا ہے بچتا اور دو لہن جی ان کا نام سلطان بگیم ہے میں نے بھی سنا ہاں مزاج ہے نام کا بھی تھوڑا بہت اثر ضرور پڑتا ہے ہاں جناب سلطان بگیم صاحب میری بات کا جواب مرحمت ہو میں نے جھوٹ عرض کیا یا سچ۔ سلطان بگیم آستانی جی میرے تو جو اس گم میں عقل چکر میں ہے کہ آپ نے کہا تو جو کچھ وہ سچ کہا مگر میں جو دیکھتی ہوں تو یہ بیل منڈھے نہیں چڑھتی معلوم ہوتی (دین) کیوں (سلطان بگیم) اسی وجہ سے کہ جب ایک بات شہر میں برسوں سے جاری ہے اور کوئی گھر اس سے نہیں بچا تو توتاؤ و موقوف اور بن کیونکر ہو جائیگی (میں) بگیم صاحب تمام شہر کا تو میں نے ٹھیکہ نہیں لیا مجھے آپ لوگوں سے کام ہے اور تمام شہر بھی مسمیٰ تو کیا مضائقہ یہ بدرسم کیونکر جاری ہوئی افسوس کی جگہ ہے کہ لوگ جُرمی بات پھیلانے میں پس و پیش نہ کریں اور آپ لوگ نیک کام کرنے میں بغلین جھانکیے (سلطان بگیم) ہمارے ہاں کیا اور آپ کے ہاں کیا بھی کا تو ایک حال ہے ہم توجہ جانیں کہ ہمارے لڑکے کی کوئی شادی کرادے اور یہ رسمیں و سمن کچھ نہ ہوں خالی زبانی جمع خرچ سے تو کام نہیں چلتا

کوئی اپنی لڑکی کیوں اس طرح دینے لگا کہ چورون کی طرح چپ چاپ بیٹھے اُٹھ آؤ؟
نقد مال اٹھالے جاؤ (دین) جس کو غرض ہوگی جو خدا سے ڈرے گا جو اُس کے
حکم پر چلے گا وہ دے گا و سلطان بیگم، جی ہاں مجھے تو اتنے صاحبون میں سے
ایک بھی نہیں معلوم ہوتا دین، کیونکہ کیا خدا نہ کرے یہ سب کے سب خدا اور
اُس کے حکم سے منحرف ہیں یہ سنتے ہی بختاورد و دھن بول اٹھیں کہ ہماری ہی
دونوں لڑکیوں کا اُستانی جی کو اختیار ہے وہ انھیں کی لونڈیاں ہیں جس طرح
چاہیں بیاہیں اُس کے بعد امجدی بیگم نے کہا کہ میں بھی دل سے کہتی ہوں
بلکہ اگر ایسا ہو جائے تو اُستانی جی ہمارے سارے کہنے اور قبیلہ کی محسن
اور آبرو بخش ہیں میر نقش علی صاحب کی بیوی نے کہا کہ اپنے ایمان کی قسم
اُستانی جی کے کہنے کے اگر خلاف کروں تو سیر کی نہیں چار کی زائیدہ ہوں
اب تو چو طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں کہ اگر یہ رسمیں بالکل حکم خدا و بول
کے خلاف ہیں یا ہمارے بزرگ نہیں کرتے تھے اور ترک وطن یا اور کسی سبب
سے جاری ہو گئی ہیں تو ہکو اُن کے چھوڑ دینے میں کیا قیاحت اور گناہ ہے
ہم موجود ہیں اُستانی جی ہم نے آپ کے فرمانے پر جان و دل سے عمل کیا۔
میں نے کہا بیویو؟ ابھی آپ سُن چکی ہیں کہ زبانی جمع خرچ کوئی مانتا نہیں
میں کاغذ لکھے دیتی ہوں جو صاحب راضی ہوں وہ دستخط فرمائیں جو ناخوش
ہوں بخت کریں یہ کہہ کر میں نے کاغذ لکھا خنی بیباں مٹھی تھیں سب شریک
ہوئیں پانچ چار نے دستخط کیے اٹھ دس نے نشانی بنائی اُسکے بعد میں وہ کاغذ
لیکر سلطان بیگم صاحب پاس گئی اور کہا کہ آپ کا بھی نام لکھا جائے انھوں نے

مسکرا کر کہا کہ جی ہاں ضرور سبھاگا تو میں ہی ہوں جب وہ بھی دستخط کے نیچے نشان کر چکین تو میں نے کہا کہ لیجیے اللہ رکھے پانچ لڑکیاں تو میں موجود ہیں آپ پہل کیجیے آپ ہی کو یہ بات سب سے زیادہ دشوار بھی معلوم ہوتی تھی وہ بہت خوب بہت اچھا کہہ کر سنسنے لگیں میں اس کا غذ کو لئے ہوئے ایک بات سوچ رہی تھی کہ امجدی بیگم نے کہا اُستانی جی آپ کی امان جان نے نہیں دستخط کیا کہیں وہی تو مثل نہ ہو کہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت میں کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ امان جان نے کہا کہ میرے تو گھر کی بات ہے جب چاہوں گی دستخط کر دوں گی۔ (امجدی بیگم) جی نہیں میں لکھیے انھوں نے کہا خیر آپ کی خوشی لایے میں لکھ دوں میں نے کہا کہ بس اب اقرار ہو گیا میں امان جان کے بھی دستخط کرالوں گی امجدی بیگم نے نہ مانا میں چاہتی تھی کہ امان جان کی بے علمی نہ ظاہر ہو مگر مجبور ہو کر میں نے وہ کاغذ اسفین دیا اور کہا کہ دیکھیے گیلانے خشک ہو جائے تو لکھ دیجیے گا انھوں نے کاغذ لے کر رکھ لیا اور بیویان رخصت ہونے لگیں سلطان بیگم صاحب نے چلتے وقت کہا کہ اُستانی جی میری خطاطی کر دیجیے گا میں نے آپ سے زبان لڑائی تھی میں نے کہا اُسی زبان لڑانے کا تو یہ نتیجہ نکلا نہ آپ زبان لڑا میں نہ برسوں کی لڑائی طے ہوتی یہ آپ ہی کی زبان کی برکت ہے (سلطان بیگم) اُستانی جی سچ تو یہ ہے کہ ہم کو آپ کی کیا قدر آج کا حال جب مرونین گئے تو دل سے آپ کو دو عادیں گئے آپ نے بہت بڑا احسان کیا ہے (میں) جی نہیں میں نے مردوں پر تو احسان نہیں کیا ہے بلکہ عورتوں پر کیا ہے کیونکہ اُن کو ناجائز باتوں سے روکا نہ وہ ضد کر بن گئی

نہ مردوں کو کرنا پڑے گا سلطان بگیم کچھ کہا جاتے تھیں کہ اُن کی ماما نے بچاؤ تھا ہے
 صدادی وہ گھبرا کر اٹھ گئیں جب سب جا لیے اور دن کم رہا میں نے پھسکی روشنائی
 سے ایک العبر کے نیچے امان جان کا نام لکھا دیا انھوں نے سیاہی بھری اب
 میں نے لڑکیوں سے کہا کہ بیویو تم نے بھی میری تقریر سنی دسب جی ان میں یہ
 تقریر تمہیں پسند ہے ماننے اور عمل کرنے کے قابل ہے ؟ مددہ سب جی ہاں
 کیونہیں - میں - تو پھر تم بھی دستخط کرو بچپنے کی بات زیادہ یاد رہتی ہے وہ
 سب کچھ رُکین اور اپنے دل سے کچھ بائین کرنے لگیں میں نے کہا کہ آج تم
 صاحب اولاد نہیں ہو کل انشالہ اللہ ہوگی اُس وقت میں کمان اور تم کمان
 اس کا غدر دستخط کرو اور ایک ایک نقل کر کے کتاب کی دفعتی میں اندوار
 گوئد سے چکا لو تاکہ مکر نظر کرنے سے خوب ذہن نشین ہو جائے کتاب سے لوح
 دل پر اتر آئے انھوں نے چپکے چپکے شرمناک کے اپنے اپنے نام لکھ دئے ان
 لڑکیوں سمیت کوئی سہ بجے تک ستائیس نام ہوئے تھے جب یہاں کی عورتیں
 اپنی اپنی جگہ گئیں اور جو نہیں آئی تھیں انھوں نے مُنا بعض نے تو چٹختے ہی اے
 ہے خوب ہوا کہا اور بعض ساٹے میں آکر رہ گئیں ایک آدھ اُلجھنے لگیں امجدی بگیم
 اور بخاوردرد لہن انھیں پکڑ کر میرے پاس لے آئیں اور کہا کہ اُستانی جی انھیں
 بھی راہ پر لائیے یہ کسی طرح شیطان کا پیچھا نہیں چھوڑتیں میں نے کہا آپ یہاں
 بیٹھیے وہ خود بھاگ جائے گا دو دفعہ اُن سے لاحول اور درد پڑھوا کر میں نے
 کہا کہ ہاں بتائیے آپ اس بات میں کیا عیب نکالتی ہیں ان صاحب کا امراؤ بگیم
 نام تھا بولیں کہ اُستانی جی امجدی بگیم دگی باز میں ہر میں کوئی عیب نکال سکتا ہے

مین نے کہا تو پھر کاغذ پر دستخط کیجیے کہا لائیے مین نے کاغذ دیا ان بیچاری نے
 چپکے سے دستخط کر دیا امجدی بیگم انھیں لکھتے دیکھ کر جاتے جاتے پلٹ پڑیں
 اور کہا کہ وہاں خوبصورتی سی زبان چل رہی تھی یہاں نہ کچھ بن پڑی کیسی شرمائی
 بی بی بیٹھی مین جب جانتے کہ اُستانی جی سے کچھ تقریر کرتیں امر او بیگم ای بیٹھی
 جی وہاں کس نے تقریر کی تھی مین تو ایک بات کہتی تھی وہ بھی ناتمام رہی تم
 ادھر کھینچ لائیں مین کیا بات (دوہ) ای اُستانی جی مجھے یاد بھی نہیں۔ امجدی بیگم
 اُستانی جی ان کی یہ سزا ہے کہ کاغذ اور قلم دوات انھیں دیجیے اور فرمائیے کہ
 سب سے دستخط کراؤ۔ (امراؤ بیگم) نہیں بیوی مجھ میں لڑنے کی طاقت نہیں
 وہیں، اچھا آپ کمک کو میرے ساتھ رہیے مین خود چلتی ہوں۔ امجدی بیگم ہاں
 اُستانی جی یہ خوب بات ہے اگر کچھ فرمانے کی نوبت آئے تو مجھے ضرور بلوایے گا
 بڑے والان والوں میں سے تو ایک نے چون نہیں کی نام بتاتے گئے اور امر او بیگم
 لکھتی چلی گئیں نذیر بھادج ایک صحنی مین سب سے الگ بیٹھی ہوئی تھیں
 انھوں نے البتہ کہا کیا کاغذ دستخط کا ہے کی۔ امر او بیگم پڑھ لیجیے۔ وہ آپ خود
 پڑھئے آخر ہے کیا کچھ ٹکٹ باندھا ہے کہیں جانے آنے کی قسم لیجیے گا دار او بیگم اونی
 بیوی بات کرنے دو ماشارالہ تمھاری گریبان مجھے تو جلائے دیتی ہیں یہ کہہ کر وہ
 بیٹھ گئیں مین امجدی بیگم سے پھر کر پوچھنے لگی کہ یہ کون صاحب ہیں انھوں نے
 کہا ایک بھٹاؤ رو دھن کی بہن ہیں اور ایک بھائی کی بیوی امر او بیگم نے کاغذ
 منایا کہا کہ جب لڑکے ہوں گے اس وقت لائیے گا سوت نہ کپاس کو دی سے لٹھ لٹھا
 لاؤ بیگم بیوی شادی ہوئی ہے تو خدائے لاڈ بھی دے گا (دوہ) تو ہاں جب دیکھا

جب ہم بھی لکھ دین گے آج آپ لکھوا لیجیے اور اولاد نہ ہو تو آپ تو سب طرح سے اچھی رہیں چہ عم کسی نے کہا کہ مرے تو ہم امراؤں تکیم کچھ سناٹے میں آکر رہیں میں نے ارادہ کیا کہ میں ان سے کچھ باتیں کروں مجری تکیم امراؤں تکیم کو اٹھالائیں بختاوردو وطن کی بہن مبارکی تکیم نے کہا کہ جناب مجھے تو دستخط کرائی جائیے امراؤں تکیم اب تم بھی نہ دستخط کرو گھر بھر میں ایک کا لکھ دینا کافی ہے وہ اٹھکر دوڑیں اور کہا کہ چچی جان میں نہ مانوں گی میں تم گئی وہ بھی لیکن انھوں نے دستخط کیا اور کہا کہ اگر وہ نہ دستخط کریں گی تو کیا ہوگا دو تین مقام کمرے شہ نشین سائبان میں اور گئے اور کاغذ سنا یا سمجھوں نے بخوشی منظور کیا دو کم چالیس عورتوں کے دستخط ہوئے اور وہ کاغذ میں نے بوارحمت کو لا کر دے دیا حقیقت میں یہ کاغذ بڑے معرکے کا تھا اور جو بات اس سے حاصل ہونے والی تھی وہ میری زندگی بھر کی نصیحتوں کا نتیجہ تھا کمان میں اور کمان نصیحت کمان دغظ اور کمان میری حقیقت دراصل یہ سب ان عظیمہ کی دعا کی برکت تھی جو خداوند عالم نے میری زبان و بیان میں تاثیر بھر دی برسوں کا کہنا تو موثر نہیں ہوتا نہ کہ ایک دن کا کہنا اور وہ بھی بے ارادے نہ پہلے سے اس کا خیال تھا نہ فکر نہ دس آدمیوں میں کبھی زبان کھولنے کی نوبت آئی تھی نہ عادت تھی لیکن خدا نے اچھی باتوں میں ہمیشہ سے ایک عروج دیا ہے راری سبھا پر میری بات درجی گو میں ان سب سے کم عمر اور کم رتبہ تھی مگر اس نے اپنی عنایت سے میری آبرورکھ لی وجہ انسانے اگر وہ کاغذ بوارحمت سے لے لیا اور چاروں طرف کیوں سمیت الگ بیٹھ کر اس کی نقلیں شروع کر دیں جتنے نام تھے اتنے کاغذ مجھے لکھ کر

دکھائے اور کہا کہ ایک ایک پرچہ سب کو بانٹ دیجیے تاکہ ان صاحبوں کو اپنے کمنے کا پاس اور لکھنے کا خیال رہے مجھے اُس سچی کی یہ بات بہت پسند آئی اور اُسی سے کہا کہ جاؤ تمہیں تقسیم کر دو یا پتھون کی یا پتھون وہ کاغذ لے کر گئیں ایک نام پکارتی گئی ایک کاغذ دیتی گئی دو نے دعا دی کہ خدا آپ کے اقرار کو پورا کرے ایک نے آمین کہا اسی طرح سب کاغذ بانٹے ڈو میناں بھی گئیں تھیں مگر بختاورد و لھن نے اُن کی ڈولیاں باہر ہی باہر کر لیں دے کر پھر وادین کسی نے کہا بھی کہ بھلا یہ کون سی بات ہے آپ ہی بلانا آپ ہی ہکانا اور پھر کون کہ ڈوم ڈھاڑی اگر اُن کو بچوانا منظور نہیں ہے تو مجھے کاروبار تہ دیدو بختاورد و لھن نے کہا کہ جی بجا مجھے غرض دینے سے کچھ حرام کاروبار ہے کہ نہیں نہ گایمن روپے لے جائیں بچوانا گوانا منظور نہیں پھر روپیہ کیوں دون میں تو ڈولی کے کرایے بھی نہ دیتی کبخت پہلے سے یاد نہ آیا جو منج کرو ابھیچون اب وہ آپرین شرمی دینا پڑا وہ بھی فقط بھائی پیارے کی مروت سے ورنہ تو بہ ایک کوڑی تو میں دیتی نا کھڑی ہی کاروبار یہ گل گیا مجھے اسی کا ملال کیا کم ہے جو اور راج مول لون دہ چپ ہو رہیں بختاورد و لھن میرے پاس آئیں اور سب حال بیان کیا میں نے کہا خدا آپ کو نیک ہدایت دے بہت اچھا کیا ان بے لگیوں کے نہ ہونے سے نقصان ہی کونسا ہوگا کہا جی ہاں مہمانوں کے لیے سب سامان کئے جلتے ہیں کہ ان سب کا دل لگے جانے کی دھار نہ مچائیں اب وہ بھی ڈر نہیں سمجھی تو ایک رنگ مین مین نہ کہہ سکتے ہیں نہ جاسکتے ہیں مین کہا کہ ہاں اور کسی کے جانے اور بر خاستہ خاطر ہونے کا خیال نہیں لیکن آپ کی

بھاوج البتہ ڈومینون کے چلے جانے سے بے چین ہون گی خدا معلوم انھوں نے
 سنا کہ نہیں کہا سنیں گی تو کیا کریں گی جی چاہے بیٹھیں جی چاہے چلی جائیں میں
 اُن کے لئے سارے کہنے اور آپ کو تھوڑی ناراض کروں گی یہ ذکر نکالنا بخت اور دھن
 کی بھاوج باجی کمان میں پوچھتی ہوئی اُدھر آئیں اور کہا کہ بیوی صاحب یہ کونسی
 حرکت تھی کہ ڈومینون کو باہر ہی باہر ٹھلا دیا ہم اب کیا کریں دم اُبھتا ہے
 سناٹا پڑا ہے موئے پانچ چار و پیہ کی بھی یہ حقیقت تھی جس کا آپ نے خیال
 کیا نہ اپنی بات جانے کو دیکھا نہ ہمانوں کے گھبرانے کو ہمیں اُن کے مجرے
 کے روپے دے دیتے اشرفیان لٹیں اور کوکلوں پر مہر آپ کے بھی مزاج کا
 عجب نقشہ ہے اسی سے تو لوگ تھالی کا لیکن کہتے ہیں جو جس نے کہا اُس پر
 لاک گئیں اچھا سلوک آپ نے بلا کر کیا یہ قید ہے کہ شادی نہ سونہیں بولنہیں
 جل تو جلال تو کی تسبیح پڑھا کر و بختاورد و لھن کو بھی اُن کے بگڑ کر نام دھرنے سے
 غصہ آگیا اور کہا کہ بس بیٹھو تمھاری جو بات ہے بے لگی جب ہمیں بچوانا کو اُن منظور
 ہی نہ تھا تو ڈومینون کو اندر بلا کر کیا کرتے کچھ اُن کی صورت میں لال لگے تھے
 تمھارے دم اُبھنے کی کیا بات کچھ دینا سے انوکھی نہیں ہو جو سب کریں وہ تم
 بھی کرو کیا سب بیٹھے ہوئے جل تو کی تسبیح پڑھ رہے ہیں تمھارے پاس روپیہ
 فالتو ہے اپنے گھر پر طائفے بلا کر ناچ دیکھنا میرے نزدیک تو بیشک پانچ روپے
 کی بڑی حقیقت ہے کیونکہ نہ خیال کرتی بھنے وقت آدمی ایک ایک پیسے کو
 نیران ہو جاتا ہے مزاج سب کے الگ الگ ہیں کچھ ضرور نہیں کہ میں تمھارے
 مزاج کی تقلید کروں میرے مزاج کا اچھا یا بُرا جیسا نقشہ ہے وہ میرے لئے ہے

تھالی کا بیگن ہوں یا بازی کا پھول آپ اپنی خبر رکھیے یہ استقلال آپ کا آپ کو مبارک رہے نہ مین نے کوئی بدسلوکی تم سے کی نہ دشمنی نہ میرا گھر خدا نہ کرے قید خانہ ہے نہ بھین کسی نے قید کیا ہے بھین اپنی بات کا اختیار ہے مجھے اپنے فعل کا کاغذ دستخط کرنے پر چچی جان سے تم نے جو تکرار کی ہمیں نہ بُرا معلوم ہوا اپنی اپنی سمجھ اور توفیق ہم بھی سکر چپ ہو رہے ٹال دیا کہ وہ جانیں اُن کا کام فقط ہمارا ہی نفع تو ہے نہیں ہے تو سب کا ہے جسے اپنا نفع خود نہ سوچے اُس کی سمجھ کا کیا علاج ہم کو تو نیاک بات پر تکرار بری نہ لگی تم وہاں سے فرض کر کے بری بات پر رد و بدل کرنے آئی ہو بس جاؤ بیٹھو میرے منہ نہ لگو تم اس قابل کب ہو کہ تم سے کوئی بات کرے ذرا مزاج میں خلقی چلبلاؤں ہے اُس پر اترائی جاتی ہیں چاہے شوخ طبعی کا موقع ہو چاہے نہ ہو بڑا ہے بڑا سہی چھوٹا ہے چھوٹا سہی تمہیں دود و چونچن لڑ لینے سے کام چچی امراؤں کے صاحب سے الٹی سیدھی ہانک چکین اب آئیں مجھے میدان داری کرنے کو نکلا بیٹھا ہی نہیں جاتا زبان میں کھلی ہوتی ہے تھوڑی دیر چپ رہیں اور منہ میں چل اٹھی وہ اہا ہا ہا یہ کہتے کہ اس کاغذ کے لیے آپ کو تاؤ پرتاؤ آرہے ہیں وہ تھا ہی کیا کہیں کاغذ کی بھی ناؤ چلتی ہے آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں اور یہ کہہ کر مسکرائیں اپنے نزدیک اُنہوں نے گویا پالاجیت لیا اور بختاورد دھن کو بنا کر دیا میں نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیے کھڑے رہنے سے تو سچ مجھ پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھاگے تو تیار ہیں بختاورد دھن نے ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور کہا کہ اب زبان لڑاؤ دیکھو نہ لڑکیسی تر تریا ہو وہ کیوں زبان لڑانے کو کیا ہوا جو جیسا کہے گا ویسا سنے گا بختاورد دھن دیکھو مطوت آرا

اگر تم نے اُستانی جی سے شوخی کی تو مجھے برا کوئی نہیں طریقے سے بیٹھکر ادب سے بات کا جواب دینا۔ میں۔ اب آپ اپنی نصیحت نہ کر رکھیے اور میری غارش نہ کیجیے اگر میں اُن کے نزدیک سرزنش ہی کی سزاوار ہوئی تو وہ کیونکر طرح دے سکتی ہیں اور اُن پر کیا کوئی بھی نہ دے گا اور قابلِ رحم ٹھہری تو خانا نہ کرے وہ ظالم اور نالایق نہیں ہیں ہاں سطوت آرا بیگم صاحب آپ کیا روزِ ڈومنیوں کا ناچ کھیا کرتی ہیں۔ وہ نہیں تو۔ اچھا آپ کے ہاں سو پچاس آدمی روز آتے جاتے ہیں وہ۔ جی نہیں۔ میں نے کہا پھر یہاں تو ایک بات زیادہ آپ کے گھر سے ہے کہ سارا کنبہ جمع ہے دو چار نئے آدمی بھی ہیں اگر کھڑے کھڑے سب کے پاس جاییے تو دل کا دل بھل جائے اور ایک جگہ کی قید بھی نہ ہو شادی میں بڑی چل پھل مہمانوں کی ہوتی ہے بھلا بدون مہمانوں کے فقط ڈومنیان بلا کر تو بچو ایسے دیکھئے کیا بُرا معلوم ہوتا ہے جب آپ روز اپنے گھر میں ناچ نہیں دیکھتیں اور نہ عادت ہے تو آج ڈومنیوں کی کیون تلاش ہے اگر شادی بیاہ میں دار و مدار ڈومنیوں ہی پر ہے اور اُنھیں کی یاد منائی جایا کرتی ہے تو پھر صاحب خانہ پر احسان جتنا بے سود نہ اُس کے کہنے سے آئے نہ اُس کی خوشی سے کام نہ شادی سے غرض ڈومنیان ہو میں ٹھہرے نہ ہو میں پلٹ گئے بلکہ میرے نزدیک یہ نہایت مناسب ہے کہ ڈولی ہی میں بیٹھے بیٹھے پوچھا بھر بھنڈا مصحبت ہوئی ہرگز نہ اترے زیادہ احتیاط کی گھر ہی سے پھچھوایا آنے کے قابل ہوئی آئے نہ ہوئی نہ آئے میل ملت عزیز داری و قربت سے تو غرض نہیں کام تو فقط ڈومنیوں سے ہے میں جانتی ہوں کہ اگر آپ ہمارے کاغذ کی طرح سے ایک پرچہ اس کے

خلاف لکھ کر کہنے والیوں سے (ایسے میں سب اکٹھا بھی ہیں) دستخط کر لیجیے تو بڑی ناموری کی بات ہے نیکی ہو یا بدی کسی میں نام پیدا کرنا چاہیے اس کاغذ کی ناؤ خشکی اور تری دونوں جگہ بڑے زور شور سے چلی گی بلکہ طوفان حشر میں بھی کام آئے گی بگیم صاحب بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نہ اپنے گھرانے پر نظر کرتی ہیں نہ اپنی اصلیت کو دیکھتی ہیں جو منہ میں آتا ہے کہ نہ بیٹھتی ہیں بڑے کام بد بات پر مہر ہوتے ہیں نے آپ ہی کو دیکھا کوئی نادم ہو کر گریبان میں منہ ڈالتا ہے آپ اکتا حلق دباتی ہیں کون سی بری بات اس کاغذ میں لکھی تھی جس کی آپ نے دھجیان اٹھا ہیں اگر بد عادت اور بیہودہ خصلت نا جائز رہیں گناہ کی باتیں چھوڑنے پر خدا سے ڈر کے سب نے قسمیہ اقرار نامہ لکھ دیا تو کیا گناہ کیا عقل و تدبیر کا مقتضایہ تھا کہ اگر وہ کاغذ بجا بھی ہوتا تو آپ اس کی مذمت نہ کرتیں آپ نے اچھے کو بڑا کر دیا ہنر میں عیب نکالا ماننا لالہ کیا شوخ طبعی اور ذہانت اسی کا نام ہے کہ چاند پر خاک ڈالیے اور حق کو میٹا میٹ کیجیے فضول خرچی سے نجات ہوگی تو سب کو اور ترک رسوم بد ہوگا تو سب کے ہاں سے اس بات کا انتشار یا دغا رخہ کیا کہ ہم نے اگر ایسا عہد کر لیا تو اپنی لڑکی کون دے گا یا ہمارا لڑکا کیونکر بیاہا جائے گا بیوی جب چار ملکر ایک بات کریں گے تو انھیں کے ہاں کھپت بھی ہو جائے گی نئی بات نیا قانون نیا حکم پہلے خلاف طبع ہونے کی وجہ سے گران گزرتا ہے لیکن رفتہ رفتہ جب اس کی خوبیاں اور جوہر کھل جاتے ہیں فائدے ظاہر ہو جاتے ہیں تب بدون اُس کے کام بھی نہیں چلتا اسی طرح سے یہ بد عادتیں پیچھے پڑی ہوں گی

کیا ایک ایک سب نے تھوڑی ماں لین دو آج پھنٹے چار کل دس اس سال
 میں اُس برس لیجیے آخر کو ایک ہی لاشی سے ہانکے گئے جب بچوں کا فیون دینا
 شوہرون سے مقابلہ کرنا زچا خانے سے نماز کا ترک فضا کا اعادہ نہ کرنا روزہ کھا
 کھا کے پیٹ بھرنا نصیحت سے بگڑنا بڑوں سے لڑنا ایک گھریا ایک گھرانے سے
 نکل کر عالمگیر ہو گیا اور اب ان باتوں کو کوئی عیب بھی نہیں جانتا اور اُن کا
 چھوڑنا سہل بات نہیں کیونکہ اہل عادات ہو گئیں اور عادت کا دوسری
 طبیعت نام ہے جس طرح سے آج اُن کے ترک میں دقتیں معلوم ہوتی ہیں
 اسی طرح دوسرے کے اختیار کرنے میں مشکلیں نظر آتی ہیں عقل سا جو ہر لطیف
 خدائے پاک نے خاص اسی منشا سے دیا ہے کہ حق و باطل کو سچا و نشیب و فراز
 کو سمجھنا اچھے بُرے کو پرکھنا اس لیے نہیں دیا ہے کہ دل کے کوٹھے میں بادشاہی
 چیز کی طرح رکھ چھوڑو اور جھوٹوں کا مہ نہ لو کیا آپ انصاف اور عقل سے یہ
 کہہ سکتی ہیں کہ ہمارے ہاں قطبی باتیں شادی بیاہ میں ہوتی ہیں اول سے
 آخر تک فعل اور بہت سی خلاف شرع بتیری جان لیوا اکثر آبرو کی دشمن
 نہیں ہیں آپ تو آپ میں ہوں چھوٹے چھوٹے بچے بھی اس بات کو سمجھ
 سکتے ہیں کہ ماں باپ اُن کو پیسہ دو پیسہ روز اٹھانے کو دین اور وہ ایک دن
 چار آنے کا سودا کھا جائیں آٹھ روز سو ایک ایک کا منہ تگنے اور قرضہ ادا کرنے
 کے کوئی چارہ ہے اگر اس فضول خرچی کی خیر نگر ماں باپ نے ہاتھ کھینچا تو
 سودے والے کا ہاتھ ہے اور اُن کا دامن اسی طرح جس خدائے ہمارے
 اخراجات کا ذمہ لیا ہے خاصاً رزق ہے کفیل خرچ ہے ہم کو جو کچھ دیا ہے یا

عنایت کیا ہے ہمیں چاہیے کہ سوچ سمجھ کر اٹھائیں تقدیر کے لکھے کی تو کسی کو
 خبر نہیں کہ کتنا لکھا ہے کیا ملا اور کیا باقی ہے اگر کمبخت دس میں ہزار
 لکھ دیے تھے اور وہ ملے ہم نے بیس راہ لگا دیے لکھا تو مٹ نہیں سکتا
 اب فرمائیے کہ کیا ہو گا دینے والا تو دے چکا ہم نے چار روز زمین دار ایسا دیا کیا
 ہاتھ جھاڑ کر بیٹھ رہے اب بھیک مانگیں یا چوری کریں راحت طلب بن بہت
 ہوئے مال حرام پر ہاتھ لیک یا چوری کا چسکا پڑا جفاکش خدا اس ہوئے ڈلیا
 ڈھونے لگے نتیجے دو نون کے برے اپنے من گنوا کے در در مانگے بھیک
 والی مثل ایسے ہی لوگوں پر صادق آتی ہے فضول خرچی وہ بدتر چیز ہے
 جس کا مار اپنپتا ہی نہیں عقل سے کام لے کر دیکھیے کہ مین نے جو مثال دی
 وہ صحیح ہے یا نہیں آگے بڑھ کر خلاف شرع ہونے کا ثبوت مجھے دینا چاہیے
 اس کے واسطے بہت دور نہ جائیے یہیں بیٹھے بیٹھے قیاس کیجیے کہ شرع کو
 تکلفات ظاہری سے کیا علاقہ معاذ اللہ شرع میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ
 اکیس پان کا بیڑا کھاؤ تلشکری چیاؤ تو کام چلے وہاں مہر کے لیے ایک سو پانچ
 یا سات کا حکم ہے یہاں ہزاروں سے لاکھوں پر نویت پہنچ گئی جب آمدنی
 ٹھہری کم اور ادا دہ کیا بیڑا بھی ہو دہ بھی ہو تو رے بندہ کی اور تمام شہر کو رقمہ
 باتے پندرہ طائفے بلائے پچاس من کی بخت کرائی تو خواہ خواہ دھوس موس کر
 لانا بیڑا کہیں خوشامد اور اپنی ساکھ پر کہیں سے لکھ پڑھ کے روپیہ لیا شادی
 کے بعد جو خرابی پڑی اُس نے رونے تک نہ دیا گھر میں چھپے بیٹھے مین باہر خواہ
 کی چڑھائی ہے اگر دو گھن بیاہ لائے اُس کا جینر چھینا تو سارے شہر میں بدنام ملک

ہوئے اور صاحبزادے سے الگ بیرپڑاؤ فعداری کی کھس کھس کے جان دی
تتے پڑے برو پر پانی پھر گیا عورتوں کا کیا وہ فرمائشیں کر کے الگ ہو گئیں جن
بیچارے مردوں پر آفتیں میں ان سے میری اس تقریر کی داد لیجیے پرائی کمائی
کا کیا در و محنت مشقت سے کما نا پڑے تو قدر عافیت معلوم ہو آنکھوں کے آگے
ناک سوچھے کیا خاک جس وقت راہ پر آ کر نظر کیجیے گا آپ کو میرے کہنے کا حال
کھل جائے گا بہت سے نادان ناک چوٹی گرفتار عورتوں نے نام اور شہرت کی
طمع میں اپنا گھر خال سے لگا دیا شادی تو بڑے بے حال ہو گئی مگر انجام یہ ہوا
کہ میان دیس چھوڑ کر پردیسی ہوئے چاروں چھپر بھی گھر میں رہنے نہ پائے اور
بہو بیٹا پھٹاک کر الگ وہاں ہے کیا جو کوئی ساتھ دے بیوی صاحب خانی بیٹھی
کرایے کے مکان میں اپنے کیے کو رو رہی ہیں پھپھتاتی ہیں کوئے اور اُتی ہیں
بے وقت کے افسوس سے ہوتا ہی کیا ہے بتیرے تو پہلے ہی شادی میں لکھک
ہو کر رہ گئے اکثر دوسرے درجے پر پہنچ گئے گر پڑے لیکن تیسری شادی کر کے
سر پر ہاتھ دھر کے روئے بڑے بوڑھے اگلے زمانے والے جنگی طبعیت نیک اور
مزاج اچھے تھے اسی لیے کہ گئے ہیں کہ جو کام کرے خوب سوچ سمجھ کر کرے اس وقت
تو خوشی کی ترنگ میں کچھ سمجھائی نہیں دیتا آخر کو آنکھیں ردو کر چھوڑنا پڑتی ہیں میرا
کا غذا سی قسم کی ہزاروں برائیاں دفع کرے گا اور انشا اللہ بیگم صاحب
دیکھ لیجیے گا کہ بلا کے کاغذ میں بلا ہی کا اثر ہوگا آج ہم کو نئی بات کہنے سے آپ
چاہے بلا فرمائیے اور چاہے ٹالنے کی دعا کیجیے کل خدا نے چاہا تو اسی بلا کے
قیم آنکھوں سے لگانے کی آپ کو بھی حسرت ہوگی اور یہ بلا نہ ملے گی (سطوت آدیگم)

آستانی جی تو بہ تو بہ میں نے تو ایک بات کہی تھی میں اور لکھو بلا کمون (میں) سلیم صاحب
 میں کچھ بڑا تھوڑی مانتی ہوں اگر میں دراصل بلا ہوں تو آپ نے ٹھیک کہا اور
 اگر نہیں ہوں تو آپ کا کہنا غلط غلط بات پر خیال کرنا کسی سمجھدار آدمی کا کام نہیں
 میں نے بھی آپ ہی کی طرح سے ایک بات کہہ دی اگر آپ نے کہا تھا تو اسکا جواب
 سمجھیے تاکہ آپ کو اپنی جودت اور شوخی پر دوبارہ ناز نہ ہو اگر آپ نے نہیں کہا تو
 میری طرف سے اب سمجھیے کہ میرے اپنے تئیں خود بلا کہتی ہوں کیونکہ اتنی دیر سے
 آپ کے پیچھے پڑی ہوں سطوت آرا سلیم، اگر آپ یہی سمجھیں تو میں مجبور ہوں آپ کی
 سمجھ پر سیراز و زمین کیونکر سمجھاؤں سو اسکوٹ کے کوئی چارہ نہیں بہتر ہے یوں ہی
 سہی آپ جو بانٹتی پھرتی ہیں مجھے نہ دیکھیے گا چلیے فرصت پانی دین سلیم صاحب
 یہ تو آپ کا حال بالکل اس وقت ویسا ہے کہ زبردست مارے اور رونے لگے
 جب بات عائد ہو چکی ضمیر پھر گئی تو آپ کو حجاب آیا اس کے ساتھ ہی ساتھ غصہ
 کو بھی ملا لیا یہاں غتاب و طلال کا محل نہیں نہ ذاتی گفتگو ہے نہ مجھے خدا نہ کرے
 آپ سے لڑنا منظور ہے (سطوت آرا سلیم) آپ اب بھی سکتی ہیں دین استغفر اللہ
 میری کیا مجال خدا نہ کرے جو میں آپ سے لڑنے کا ارادہ کروں کیونکہ میرا مقصود
 ہی کچھ اور ہے وہ لڑائی میں حاصل کیوں ہو گا مجھے اپنا مطلب فوت کرنا تھوڑی
 منظور ہے کہ اتنی دیر ٹھاک ٹھاک ہو اور پھر نہ الا الا ہی نہ او لا الا ہی ہاں جواب
 لینے کی ضرورت طالب ہوں کہ میری بات کا شافی جواب دیکھیے سطوت آرا شافہ
 اور شافی تو کسی دوسرے سے نعمت چھلٹے میں آپ کی طرح آسانی و آسانی تو ہوں نہیں
 جواب میں نے فقیر تک کو نہیں دیا آپ تو بڑے گھر کی ہیں بختاوردو لہن صاحب

کا گھر انا ماشا اللہ آپ کا خاندان سبحان اللہ مدین ہر گیم صاحب یہ مزاح کا وقت نہیں ہے میں فقیر نہیں ہوں آپ شوق سے جواب دیجیے لغت بولنے کے قابل جب آپ کو سمجھوں تو کیونکر نہ بولوں خواہش اور خوش طبعی سوال اور غصہ چاروں آپس میں صدر رکھتے ہیں آپ ایک وقت میں اُن کو جمع کر کے اپنی جوانی کا ماشا اللہ زور دکھاتی ہیں میں ہر طرح سے آپ کی طبیعت کا لوہا مان گئی لیکن میرا مطلب خط ہوتا ہے وہی باتیں ہیں ہاں یا نہیں جو کہنا ہو کہہ دیجیے کہیں فرصت تو ہو و سطوت آرا آپ مزاح کے قابل ہی کب ہیں لیجیے ہاں اور نہیں بس۔ میں۔ واہ واہ سمجھانے کا اثر آپ کی طبیعت پر کس قدر جلد پڑتا ہے اے صاحب دو میں سے ایک کو قبول کیجیے و سطوت آرا مارے ہاندھے کا سودا مجھے نہیں اچھا معلوم ہوتا کیئے آپکی خاطر سے کمردن دین۔ نہیں بیوی میری خاطر سے کیا کام اپنے اور اپنے کہنے کی خاطر سے کیئے زبردستی کی کیا بات ہے جی میں آئے تو در مجبوری کا ہے کی جبر ظلم کون کرتا ہے اپنے حق میں بہتر دیکھیے قبول کیجیے برا معلوم ہو دور فرمائیے میں نام بھی نہ لون۔ سطوت آرا۔ حضرت شئے ہزار بات کی تو یہ بات ہے کہ آپ نے اتنا کچھ کہا مجھے قسم لیجیے جو اک لفظ میں نے دل لگا کے سنا ہو نہیں معلوم میں کہاں تھی اب اس کہانی کو تو اٹھا رکھیے کہ دوبارہ سننے کی مجھ میں طاقت نہیں اور نہ میرا دماغ اس قابل ہے کہ آپ پھر کہنے کو موجود بھی ہوں مگر میں سنوں ہی گی نہیں کیونکہ عمل نہیں کرنا ہے اب رہا جواب وہ دو چار روز میں دے دیا جائے گا میں بیوی واہ میرا تو وہ اصرار آپ کی یہ گفتار مجھے ہرگز دوبارہ آپ کے نازک دماغ کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں جواب میں اُسی وقت

لون گی کیونکہ اُس میں آپ کے دماغ کو چندان ایذا اٹھانا نہیں ہے ورنہ میں
 اسے بھی ہمیشہ کے لئے فردا پر اٹھا رکھتی ہاتھی گھوڑے نہیں لگیں گے نہ چھکڑا
 آپ کو میری طرح کھینچا پڑے گا تین حرف کا ایک ہاں دو حرف کا دوسرا نا ہے
 دو دنوں میں سے ایک کو کم دیجیے بس اللہ اللہ خیر سلامیرے دل کی ہوس نکل
 جائے مسطوت آراہا جی حضرت صاف تو یہ ہے کہ بندی کو منظور نہیں چاہے
 آپ سر سے زمین کھودیں۔ میں۔ بیگم صاحب دیکھیے غصے سے کام نہ لگا دیے
 آپ کے حق میں یہ جواب بہت مضر ہے آپ کے کہنے والے کچھ اور خیال رکھتے
 ہیں آپ کچھ اور کہہ رہی ہیں شادی بیاہ آپ کے ہاں آپس میں ہوتا ہے
 ذرا سوچیے تو یہ ہونا کیا ہے خدا رکھے چار دن میں لڑکے بالے ہوں گے پھر شادی
 کا زمانہ آئے گا ان میں شادی نہ کیجیے گا تو کمان جائیے گا مسطوت آراہ۔ بیٹھے بھی
 غصہ اور ملال کیسا میں سچ کہتی ہوں ہرگز ہرگز میں آپ کی بات نہیں مانوں گی
 چاہے یہ لوگ شادی کریں چاہے نہ کریں جس کو ہزار دفعہ غرض ہوگی ذاتیات
 کا بھوکا ہو گا ناک گھستا ہوا آئے گا اور سری ٹیک کر کے لے جائے گا نہ غرض ہوگی
 وہ اپنے گھر خوش میں اپنے گھر خوش نہ لڑائی نہ جھگڑا اب تو چار باتیں اور میں
 اپنی طرف سے بڑھاؤں گی امر اور بیگم جاتے جاتے کھڑی ہو گئیں اور یہ آخری
 ہی فقرہ منکران کو تاب نہ رہی غصہ سے کہا کہ بس آسانی جی کہنے کی حد
 ہو گئی آپ کی بلا سمجھائے اس لڑکی کو نہیں معاف کام ہے سے اپنی عقل پر غرہ ہے
 اور عقل چھوٹک نہیں گئی چار نہیں تم پیاس باتیں بڑھاؤ دنیا کسی کو کیا جو آگ
 کھائے گا آپ انکارے ہگے گا اب دیکھتے ہیں کہ تم کہنے میں اپنی بات سے اونچی رہی

تو کر لے جاتی ہوا اپنے سر کی قسم اگر شادی کے لالے نہ پڑ جائیں اور لڑکا لڑکی
دو بچہ نہ ہو جائیں تو اپنا ہاتھ کٹوا ڈالوں تو صاحب سارے گھرانے سے یہ الگ
چل کر نئی بات کریں گی اور کوئی اُن کے کہنے کو مان لے گا کسی کو ایسی کیا پڑی
ہے ضد ہے تو ضد سی جاؤ تمھاری یہ راہ ہماری وہ راہ سونا کا والوں میں
ایک نکٹا کیا اچھا معلوم ہوتا ہے اندری بات کی تیج پہلے جو منہ سے نہیں نکلا تو اب
بھی وہی نہیں سوار ہے ایک نہیں ہزار نہیں کوئی سمجھائے سے سمجھتا ہے یہ اور تہتی
بررتی جاتی ہیں بیٹا جو اس میں آدھم بھی دیکھتے ہیں کہ یہ انوکھی چال خلیک کو نہ لگا لگ جاتی
ہو اور سب سے بگڑ کر کیا بناتی ہو ذرا اس وقت کی بات بھول نہ مانا و سطوت آراہمی
خوب یاد ہے لائے لکھو دن امراد بیگم کچھ ضرورت نہیں لکھو اے کسی کو کیا کرنا ہے
تم چاہے لکھو چاہے نہ لکھو ہم نے تو دل پر لکھ لیا جیتے جی تو یہ نہیں بٹا آسانی جی
آپ کو میرے سر کی قسم اس بارے میں اب آپ کچھ نہ فرمائیے گا حجت ختم ہو گئی
نصیحت ہو چکی و سطوت آراہمی بہت اچھا آپ کتاب بھیت بند کرادیجئے بیان
بھی کسی کا کچھ نقصان نہیں ہوتا آسانی جی نہ کہیں گی تو کیا ہو گا وہ ہزار کہیں یہاں
سننا ہی کون ہے قسم لیجیے جو میرے کان پر چونک رہی ہو امراؤ بیگم تمھارے
کان پر چون کیوں رہینگے گی پُرانی لیکھ پر چلنے والیوں میں موجود کرتی ہو اچھا کرتی
ہو ایک حمام میں سب ننگے سنے تھے رونی کا بنولانہ دیکھا تھا بخدا کچھ اچھی تھوڑی
ہے و سطوت آراہمی کیا مزے کی بات ہے کہ آپ ہی تو کتاب نصیحت بنا کر نے کو کہتی
ہیں اور آپ ہی روضہ والی بنا کر بیٹھ جاتی ہیں ہزار سمجھائیے یہاں اثر ہی نہ ہو گا پھر میں
کہیں جو ننگ لگ سکتی ہے یہی ٹاکر لوگ ہمارے چون سے شادی نہ کرینگے جوتی کی

نوک سے پاؤں کی خاک سے آپ ربے لکڑی بڑی چیز اٹھوا لیجیے دیکھیے بات نہ
 بیٹی ہو (امراؤ بیگم) ہیری جان میں کیوں کہنے لگی جھین اپنی قسم اور بات کا خیال ہوگا
 وہ خود ہی نہ کریں گے سچی تو آتے جاتے سن رہے ہیں کچھ کامیابیاں تو گڑبگڑ مٹا نہیں تم
 تو ڈنکے کی چوٹ ہانکے پکارے کہہ رہی ہو (دین) بیگم صاحب اس وقت آپ کو
 سچ مچ غصہ آگیا اور غصہ کا قاعدہ ہے کہ آدمی کو اونچ نیچ دیکھنے سے روک دیتا ہے
 ابھی اس ذکر کو موقوف کیجیے تھوڑی دیر بعد مجھ بوجھ کر جواب دیجیے گا کچھ جلدی نہیں
 ابھی تو ہم آپ کی خدمت میں رات تک حاضر رہیں گو ہم سے آپ سے تعارف نہ تھا
 آج ہی آپ کو پہچانا لیکن اشارہ اللہ آپ بڑی بات کی دھنی اور قول کی پوری بین
 کوئی آپ کی اس بات کو ضد یا ہٹ سمجھے لیکن میں ہرگز نہیں کہہ سکتی بلکہ اس کے
 برعکس آپ کی عقل کی تعریف کرتی ہوں انسان کو جو کام کرنا ہو پہلے اُسکے عیب
 و مہر پر آپ کی طرح دانائی سے نظر ڈالے یہ نہیں کہ ہر کس و ناکس کے کہنے پلگ جائے
 مجھے آپ کے انکار اور تکرار سے ہرگز ہرگز ملال نہیں ہوا بلکہ ایک طرح کی خوشی
 ہوئی کہ اگر آپ میرے کہنے کو قبول کریں گی تو یہی طرح سے یہ نہیں کہ خاطر سے منہ
 پیر ہاں ہاں بہت اچھا بہت بہتر کہہ یا پھر کون کرتا ہے سمجھداری کے معنی یہی
 ہیں کہ جس کام میں دخل دے اُسے پورا کر لے لے ڈرا اگر میرے گلے تو لگ جائیے
 سارے جلسے میں اک آپ کی عقل کا مجھے امتحان ہوا جتنی چھان بنان سے کام لیا جائیگا
 اتنا ہی اُس کو قیام ہو گا یہ لکھ کر میں تے تو ہاتھ بڑھائے اور وہ خدا کی بندی جھپک کر
 کھڑی ہو گئی مسکرا کر کہہ اچھا جی اب آپ نے دوسری طرح سے میرے پھانسنے کی تدبیر
 کی میں ایسے دم دھاکوں میں آنے والی نہیں کسی اور کو یہ پٹی پڑھائیے چہ خوش کیا

میں کچی گولیان کھلی ہوں جو آپ کے دم پر چڑھ جاؤنگی (میں) دوئی بیوی اس میں دم دلائے
 کی کون بات ہے میں تو آپ کے اوپر چھوڑتی ہوں ابھی پہر بھر کا عرصہ میرے گھر جانے
 میں ہے اتنی دیر میں خوب سوچ بچار کے جواب دیجیے گا یہ کیا ضرور ہے کہ جواب میرے
 خاطر خواہ دیجیے اگر آپ نے پھر نہ منظور کیا تو دم دھاگا کیونکر ہو اسکی صاحب کیا اپنے
 میری ہر اک بات نہ ماننے ہی کا عہد کر لیا ہے جو اچھے کو بھی بُری طرف لے جاتی ہیں
 آپ کی عقل سے بعید ہے کہ آپ اپنے اک نئے مہمان کو بات پر ذلیل کیجیے اور
 اُس کو بر خنی سے جواب دیجیے سطوت آرا۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ مہمان باجی کی
 ہو نگئی مجھے کیا غرض یہ کیا میرا گھر ہے (میں) آپ وہ کہیں جلاہن میں تو ایک ہی ملتی
 ہوں آپ چاہے مانیے اور چاہے نہ مانیے مہمان تو ضرور ہوں اور آپ دونوں صاحب
 میں بھی برابر جیسے آپ کا گھر ویسے اُن کا مکان آپ اگر ایسا نہ سمجھیں تو میں مجبور
 بھی نہیں کر سکتی کہ خواہ مخواہ میرا کتنا ہو سطوت آرا۔ آپ نہراں پیر بھار اور گھیر گھار
 کیجیے باغ سبز دکھائیے محبت خنائے بندی ان پھلا سڑوں میں آنے والی نہیں
 (میں) بہت خوب جیسا ارشاد کیجیے لیکن میری خطا کو معاف کر دیجیے گا کیونکہ آپ کے
 نزدیک میں نے ہر اک بات سچا اور بے عمل کی جس سے ضرور ہی آپ کے دشمنوں
 کو رنج ہوا ہو گا میرا تو بے اختیار دل چاہتا تھا کہ آپ کے گلے سے لگ کر دل
 صاف کر دوں لیکن خلاف مرضی یہ بھی نہیں کر سکتی آپ مجھے نہ گلے لگانے کے قابل
 سمجھتی ہیں نہ منہ لگانے کے پس میں ضرور نالایق و ناقابل ہوں اور نالایق گناہگار
 لہذا خطا بخش دیجیے اور قصور معاف کیجیے سطوت آرا) جی معاف تو ایک کوڑی نہیں
 ہوگی آپ کے دل میں اور جو کچھ آئے کہہ لیجیے میں کچھ کہنے نہ پائی نفی کہ امر او دلوہن

دامراؤ بیگم نے دوڑ کر میرے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ اے اُستانی جی اب آپ ان ہی
 صاحبزادی کی بات کا جواب نہ دیجیے اور اُن سے کہا کہ بس بیوی تمہارے جو ہر کھل گئے
 اب سدھارو اپنی صحیحی میں جاؤ بختاورد دھن باہر کھڑی ہوئی تقریریں سن رہی تھیں
 سطوت آرا بیگم کے دو کوٹری نہ معاف ہوگی کہنے پر آپ سے گزر گئیں اور امر او بیگم
 صاحب سے بلا کر کہا کہ بس جو ہونا تھا ہو چکا آپ جا کر اُس سیوہ کو یہاں سے دور وطن
 کیجئے جب ان بیچاری نے جانے کو کہا تو سطوت آرا بیگم بولیں کہ جی بھائیوں جاؤں
 صحیحی اور دالان کیسا کچھ قبالہ تو اُس کا میرے نام ہے نہیں نہ میں صحیحی میں ناگتے ٹکر
 بیٹھنے کا عہد کر کے آئی ہوں سارے گھر میں جہاں جی چاہے گا وہاں بیٹھوں گی
 جس کو میرا بیٹھنا ناگوار ہو وہ خود اٹھ جائے (امراؤ بیگم ہری جان ناگوار کیوں ہو گا اک
 بات کہی کہ یہاں بیٹھ چکیں اب وہاں جاؤں نہ تمہاری اکیلی بیٹی میں سطوت آرا بیٹھی
 رہیں کچھ میں اُن کی نوکر تو ہوں نہیں کہ دم کے ساتھ ساتھ پھروں (امراؤ بیگم نوکر کیسا
 محبت عجب چیز ہے تم اُن کا خیال رکھو گی وہ تمہارا سطوت آرا) نہ میں اُکا دیا کھان
 ہوں نہ مجھے ان کے خیال کی ضرورت پڑی ہو (امراؤ بیگم چلو نہ سہی تم یہیں بیٹھو
 ہم اُستانی جی کو تمہاری صحیحی میں لئے جاتے ہیں سطوت آرا) دیکھا تو نہیں وہاں
 میری ہزار طرح کی چیزیں پڑی ہیں (امراؤ بیگم تو یہ سنتے ہی فقی ہو گئیں اور بختاورد دھن
 تھر تھر کانپتی ہوئی مبارک بیگم کے پاس پہنچیں تھم تھم کے اور رک رک کے آدھے کا
 تہا کہ اُن کے ہاتھ جوڑے کہ بیوی اپنی بھوج کو اٹھالا وہیں میں آدمیوں سے کہتی
 ہوں وہ بیچاری گھبرا کر درپن کمرے میں آئیں اور کہا کہ ہائیں تم یہاں بیٹھی ہو میں کسے
 دھنڈھتی پھرتی تھی سطوت آرا کیوں مبارک بیگم یہ نہیں اکیلے بیٹھے بیٹھے دم گھبرا گیا

کہا لاؤ بھائی کو دیکھو تم یہاں چھپی ہوئی تعین لے چلو سطوت آرا۔ ہم تو نہیں جلتے
 تعین غرض ہو تم بھی بیٹھو مبارکہ بیکم مقتول مجھے یہاں بیٹھنا ہوتا تو کسی نے منع کیا تھا
 جلدی اٹھو اک کام ہے تاؤ بگڑتا ہے اک چیز لے رکھی ہے ٹھنڈی ہوتی ہے۔
 سطوت آرا ہمیں لے آؤ کسی کا ڈر ہے یا چوری کیا لونگ چرے والی آئی ہے
 مبارکہ بیکم وہ لونگ چرے کون گرم گرم بھیتا ہے کلجی کے کباب ہیں وہ پھر پھر رہے
 ہیں کہ بے پھونکے کھائے نہیں جاتے لوگ اشارۃً لے رہے ہیں ٹوٹے پڑتے ہیں
 ایسا نہ ہو کہ بک جائیں سطوت آرا یہ ہر چیز پر آپ ہی کی رال پکتی ہے میری
 نیت سیر ہے میں تمھاری طرح نذیری نہیں ہوں کہ جہاں دیکھوں حکینی بونی وہاں
 کٹاؤں ناک اور چوٹی (مبارکہ بیکم) اے ہے اٹھو بھی شلین پھر چھپاٹ لینا میرا بھی نرا جانا
 ہے تمھارے سر کی قسم ایسے چٹپٹے ہیں کہ بس کھاؤ گی تو کھو گی سطوت آرا ایک دفعہ
 کہہ دیا کہ ہمیں لے آؤ۔ مبارکہ پھر وہی مرغ کی ایک ٹانگ سنتی جاتی ہو کہ وہ آتے
 کے ساتھی نرغے میں گھر گئی سانس تک تو لے نہیں سکتی وہ آئے گی نہیں کباب
 یہاں تک آتے آتے ٹھنڈے ہو جائیں گے پھر کیا ہو سطوت آرا اے وہ بھی بھاڑ
 میں جائے اور کباب بھی چولھے میں پڑیں میں تو نہیں جاؤں گی مبارکہ بیکم میری بھائی
 میں صدقے میں قریاں تمھارے بغیر حلق سے نہیں اترتے جلدی چلو مجھ نگوڑی کا بھی
 مزا جاتا ہے کباب لیکر ایک کھایا تھا کہ حلق میں پھنسا نہیں لینے کو چلی آئی وہ وہاں
 اتنی دیر میں مٹی ہو گئے ہونگے سطوت آرا میری بلا سے مجھ احسان کچھ میرے واسطے
 لئے تھے آئیں تو دو دو وہاں چڑھا کر آئیں لیتی آئیں تو کیا ہاتھ گھس جاتے مبارکہ بیکم لاتی
 تو تھی پھر مجھے شرم آئی کہ اتنی جی صاحب وہاں بیٹھی ہیں انکی امان جان میں کیا کہا ہوں

کا دونالیے اُن کے سامنے جاؤں بھڑکتی آہتم ایسی ہی شرمیلی ملی ہو اُستانی جی اور
اُن کی امان دلی میں کچھ کھاتی پتی تھوڑی میں ہوا پھانک کر جیتی میں ساڈے کی اولاد
دیار کہ بیگم میں یہودہ نہ کو تمہارالحاظ شرم کمان اُڑ گیا بھڑکتی آہ جو ہمارالحاظ پاس
نہ کرے ہم اس کے باپ کا نہ کریں بختلور دو دھن اس کلمے سے آگ ہو گئیں اور کرے میں
لال بھوکا بنی آئیں میں اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر باہر یہ کہتی ہوئی چلی
کہ مجھے کچھ کہنا ہے ذرا باہر چلیے وہاں آکر دیکھا کہ سر کیڑے امجدی بیگم بھی بیٹھی ہیں
اُن کو لیتی ہوئی میں کوٹھے پر چلی گئی وہاں جا کر جہان تک زبان میں گویا کی تھی
دونوں صاحبوں کے دل سے بات نکالنے کی کوشش کی لیکن ان کو اس قدر رنج
تھا کہ زانوؤں سے سر نہ اٹھایا دونوں آنکھ نیچی کیے خاموش بیٹھی رہیں جب دن
بہت کم رہا تو میں نے کہا کہ بس بیوی یہ غم کم کرو نیچے جاؤ مہمانوں کی خبر لو لڑکیوں کو
یہاں بھیج دو کہ میں نماز کا سامان کروں تمہیں تو ایک بات عمر بھر کے یاد رکھنے کو کہانی
ہو گئی کچھ گھر کا بھی دھنرا دیکھو گی وہ بیچارے شرمائی لجائی میرے آگے سے مل گئیں
اور وجہ الناسے کہا کہ اُستانی جی کوٹھے پر میں اپنی پیر بنوں کو لیکر وہاں جاؤ پانی
جانا رہی بیتی جانا یہ کہتی ہوئی وہ پھر کرے میں گئیں دیکھا تو وہ نیکی بخت بیوی اُسی طرح
ڈٹی بیٹھی ہیں دونوں نہ بھاؤں نے ایک زبان کہا کہ بیوی تم سے یہ امید نہ تھی
آج تم نے خوب ہی ذلت دلوائی میں سامنے کھڑکی میں کھڑی تھی بھڑکتی آہ چلاخ
سے بولیں کہ جی بجا اُٹھا چور کو تو ال کو ڈانٹے آپ نے مجھے ذلیل کر دیا یا میں نے
آپ کو خدا لگتی کیسا انصاف تو اُڑ گیا دنیا کا لہو سفید ہو گیا۔ ع۔ پیدا ہوئے ہیں چاہنے والے
نئے نئے وغیرہ کی چڑھی بارگاہ عزیزوں کا بیڑا تباہ واہ کیا اُلٹی سنیا ہے آپ کے

ہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے میں ایسا جانتی تو کیوں آتی اگر بچپن ہی جسطرح امان جان نے غدر کر اسیجا میں بھی کوئی حیلہ بہانہ کر دیتی مگر یہ معلوم کس کو تھا کہ آپ نے پیٹ سے پاؤں نکالے ہیں آپ ہی زخم لگایا آپ ہی نمک مرچ چھڑکتی ہیں اب سے آئے گھر سے آئے آئندہ کو کان ہو گئے دیکھا جائے گا کیا پھر نہ بلایے گا ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے اور میں اس گھر میں قدم نہ رکھوں اچھی دوستی کے پردے پردے اور عزیز داری کے اوٹ میں آپ نے دشمنی اور بیگانگی دکھائی خیر کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی راتیں سودن سنا کی ایک دن لوہار کا امان جان نے اور زیادہ بات بڑھتے دیکھ کر امجدی سگیم اور نجاتا درد دل میں کو سمجھا بھجا کر باہر بھیجا اور ہرگز اُن کو جواب نہ دینے دیا رحمت سے کہا کہ دیکھو طاہرہ سگیم کہاں میں جاتے جاتے مجھے سگیم نے یہ کلمہ سن کر کہا کہ وہ کوٹھے پر ہیں آپ بھی وہ میں چلی جائیے امان جان کا نوں پر ہاتھ رکھے کوٹھے پر آئیں اور کہا کہ اپنی آنکھوں کی قسم میں نے ایسی اُلٹی مت اور اوندھی سمجھ کے لوگ نہیں دیکھے نہ پانی کے اوپر نہ پانی کے نیچے کچھ عجب طرح کا مزاج اس لڑکی کا ہے میں کچھ اور وہاں امان جان جی ہاں امجدی سگیم اور نجاتا درد دل میں اپنا درد دل کہنے کو گئی تھیں انھوں نے وہ دھڑکڑ کیا کہ ہک دھاک ہو کر رہ گئیں میں نے دیکھا کہ بات کو طول ہو گا لال بڑھے گا انھیں اٹھالائی۔ میں۔ جی ہاں مجھے بھی ایسے لوگوں سے سابقہ نہیں پڑا عجیب المخلقت انھیں لوگوں سے مراد ہے ان کا دماغ ضرور بگڑا ہوا ہے کچا سودا نہیں بلکہ پکا جنون ہے آپ نے اس لڑکی کی بددماغی اور کوڑھ غریزی دیکھی امان جان ہٹیا تمہارا ہی طرف اور حوصلہ تھا کہ جو تم نے ہنس ہنس کر اس کی ہر بات کا جواب دیا میں ہوتی تو ہتے ہی پر روکتی

اور یا ابھی پڑتی مجھے تو ضبط نہ ہوتا جو تم نے دکھایا ماشاء اللہ کارنایان کیا ہے سمجھانے کی بھی حاکم دی اور صبر کی بھی انتہا دکھا دی یہ کہہ کے امان جان چوکی پر گئیں مین ٹھلتی ہوئی کھڑکی مین گئی دیکھتی کیا ہوں کہ پندرہ مین عورتین جو قریب قریب کی رشتہ دار تھیں امجدی بیگم اور بختاورد و لھن سے یہ خبر سنا افسوس کرتی ہوئی وہاں آئیں اور مین دیکھ رہی ہوں کہ ایک ایک کمرے مین داخل ہو کر ارد گرد اُن دیوانی کے بیٹھیں بھلا پھسلا کر چاہا کہ اٹھا لے جائیں وہ بھلا کب اٹھنے والی تھیں آخر کو سب تھکا کر چلی گئیں اور مبارک بیگم کو بھی لیتی گئیں اُن کے جلنے کو پاؤ گھڑی بھی نہ گذری ہوگی کہ سطوت آرا ادھر تو در مین آکر کھڑی ہوئیں اور ادھر امان جان پانخانہ سے نکلیں مجھے کھڑکی مین کھڑا ہوا دیکھ کر چلی آئیں صاحبزادی کمرے کے دروازے مین انگڑائی لیکر نکلتی جی مین ہم دونوں آدمیوں پر نگاہ پڑی ہاتھ اٹھا کر نہیں معلوم کیا کہا امان جان ہٹ کر کہنے لگیں کہ دیکھو کوستی مین یہ سن کر لڑکیاں دوڑیں اور دوسری کھڑکی کھول کر جو دیکھا سطوت آرا نے پھر کچھ کہا دلدار نے ایک دفعہ چیخ کر کہا کہ یہ آپ کوستی کیوں مین یہ سنتے ہی بی صاحبہ مسکراتی ہوئی باہر نکلیں اور اپنی مٹھی کی طرف تشریف لے گئیں وجہ انسا نے کہا کہ دیکھیے جب سب بلانے آئے تو نہ گئیں اور خود بے بلائے چلی گئیں مین نے کہا چلو تم کو کیا وہ جانیں اُن کا کام جانے بڑوں کی بات پر نام نہین دھرتے وہ چپ ہوئیں مین ضروریات سے فراغت کر کے وضو کرنے کو بیٹھی اتنے مین بختاورد و لھن آئیں اور کہا کہ اتنی جی صاحب سطوت آرا نے غضب کیا چھوٹے بھیا باہر آئے ہوئے تھے فرض کر کے پردا کرایا باہر گئیں اور ساری کہانی اپنی بے بسی

اور سینگا بھی اور میری آپ کی زیادتی کی بیان کی وہ بیوی کے دانہ کھلنے والوں
 میں تو سب سے بگڑ گئے نہ مجھے بلایا نہ امان جان سے کھلو ابھی بیوی کے کمنے پر لگ گئے
 گھر جا کر پنپیں بھیج دی اب سارا گھر ایک طرف ہے اور وہ نیک بخت ایک
 جانب میں نے کہا کہ اگر آپ کو اُن کا جانے دینا منظور نہیں ہے باہر مردوں
 سے کھلو ابھیجیے وہ ڈرا دھمکا یا کچھ دے لے کے کماروں کو مال دین گے وہ
 خوش خوش گئیں اور جا کر یہی تدبیر کی اُن کے میان میں مبارک حسن صاحب نے
 ڈیوڑھی میں آکر پردے کے بہانے کماروں کو باہر نکالا اور آواز بلند سے
 ڈرا دھمکا کر اُن کی عورتوں کو اندر ڈھکیلا کماروں کو باہر نکال کر سمجھا دیا کہ تم
 رات کو آنا پنپیں سین چھوڑ جاؤ اٹھ آنے پیسے انعام کے دیے اب کمار ہی نہیں
 ہیں سواری کیونکر ہوں اچھلیں کو دین رہ گئیں نماز پڑھ کر ہم کو ٹھسے سے نیچے اتارے
 آج ہمارے گھر سے نکلنے کا پہلا دن تھا وہ ایسا مبارک و مسعود سارے گھر کو
 سطوت آرا کی زبان درازی کا رنج تھا مگر مجھے نہ تھا ہاں رہ رہ کر بیخیاں ضرور
 آتا تھا کہ کیونکر اُن کے دل میں اپنا دل ڈالوں اور کس طرح سمجھاؤں میں اسی
 ادھیڑ میں مین تھی کہ امجدی بیگم کرے کے باہر آئیں اور پکار کر پوچھا کہ آستانی جی
 صاحب نواب صاحب کس وقت خاصہ نوش فرماتے ہیں میں نے کہا نوبے
 وہ چلی گئیں اور نور انکاوا کر اندر نکلوا یا جائزہ لے کر اٹھ نہیں بجے تھے کھانا روانہ
 کر دیا اٹھ بجے کے بعد گھر میں دسترخوان بچھا جب عمار کھانا کھا چکے سواریاں
 لگین کھانے کے پہلے تو سطوت آرا بیگم صاحب نے بہت کچھ مہمانت مچائی تھی
 پھر جو بھولیں تو بہت سے لوگ سوار ہو گئے تو دس کا عمل ہوا اور وہ جلنے کا

نام نہیں لیتیں مین نے امجدی بیگم اور بختاوردو لہن کو بلا کر کہا کہ آپ خوش سے اگر اجازت دیجیے تو اب ہم بھی سوار ہوں انھوں نے کہا کہ جی تو نہیں سیر ہوتا اور نہ آپ کی تکلیف کو ارا ہے کیا عرض کریں نہ رخصت کر سکتے ہیں نہ روک سکتے ہیں اور آج تو آپ سے جیسی شرمندگی ہوئی ہے عمر بھر یاد رہے گی آنکھ چار کرتے حجاب اتا ہے اور دل پانی پانی ہوا جاتا ہے دین ہیویون آپ کی پڑتکلف باتوں سے غیرت کی بو آتی ہے اور مجھے تکلف سے نفرت ہے آخر شرمندگی کا ہے کی اور حجاب کس بات کا نہ آپ نے سکھا دیا تھا نہ آپ کی اشتعالک تھی اگر حجاب آئے تو انھیں وہ تو شرماتی نہیں آپ کو کیا ضرور ہے کہ جو ان کی قائم مقام بیسے اور ان کا فرض ادا کیجیے بات میں بات اکثر نکل آتی ہے اسی طرح آنجل مین باندھ لی جائے تو دنیا کے کام بند نہ ہو جائیں کیا ہوا اگر ایک آدھ بات بڑھکر گتین میرے بدن پر نہ تو ان کا کہیں نشان معلوم ہوتا ہے اور نہ وہ چپٹی ہوئی مین (امجدی بیگم جی) رنج تو اسی بات کا ہے کہ آپ کی وہ تہذیب و مستانت اور اس بے حیا کا وہ شہد پنا اور سخاوت کا شکے آپ جواب دیتیں تو پھر نہ رنج ہوتا ہمارے دلون کی بھی بھڑاس نکل جاتی قلق تو اسی بات کا ہے کہ آپ نے طرح دی دین تو کیا مین بھی ویسی ہی ہو جاتی ایک کے ساتھ دوسرا کیون سڑی ہو جائے اس کے در ایک حساب سے ان کا حق بجانب بھی تھا کیونکہ ایک تو نصیحت خود ہی بد ذالیقہ اور بد مزاج ہے اس پر طرہ ترک عادت کا آپ ہی خیال کیجیے کہ مشکل کام ہے یا نہیں (امجدی بیگم) تو ایک انھیں کے لیے شکل تھا اور سب کے واسطے اسل راستانی جی باب آپ کی طرف داری مجھے اچھی نہیں معلوم ہوتی بان یہ

فرمائیے کہ جس کے نصیب کی کھلی کالی بن گئی ہے وہ ساتون بہشت کے پانی سے بھی سفید نہیں ہو سکتی یہ ذکر تھا کہ سطوت آر ایگیم کے جانے کا غل ہوا امجدی بیگم اودھر چلی گئیں ان کے جانے کے بعد میں بھی وہاں پہونچی اور خواہ مخواہ چار طرف پھو کے میں نے رخصت کا سلام انھیں کیا گو انھوں نے بہت ٹالا مگر میں نے نہ ٹالنے دیا جب وہ سوار ہو گئیں تو ہمارے ہاں کی پسنیں آئیں میں نے لڑکیوں کو بلا کر کہا کہ تم رہ جاؤ کل چلی آنا انھوں نے عذر کیا کہ کتابیں تو ہماری وہاں ہیں کل کا سبق کیونکر دیکھیں گے میں نے کہا کہ میں جا کر بھجوا دوں گی شادی کی رات ہے رہ بھی جاؤ کہما کہ جی یہاں سے جاتے جاتے دیر ہو جائے گی دن چڑھ جائے گا ایسا نہ ہو کہ ہمارے کاموں میں فرق پڑے ساتھ جانے میں تو یہ ہے کہ سواری سے اترتے ہی کتاب پر جھک جائیں گے اور جب آپ جا کر بھیجے گا تو آتے آتے گیارہ بج جائیں گے نیند آنے لگے گی نہ سبق دیکھنا ہوگا نہ آنختہ پڑھنا ہوگا نہ مشق کر سکیں گے میں نے بخدا درد و لطمہ اور امجدی بیگم سے کہا کہ میں کہتی ہوں لڑکیاں نہیں ٹھہرتیں وہ بولیں ٹھہر کے کیا کریں گی وہاں سے تو آپ کے ساتھ آئیں اور یہاں سے آپ اکیلی سدھاریں وہ گھر میں رہ جائیں اس کے علاوہ شادی ہو چکی پڑ کے سو رہنا ہی ہے پھر وہیں جا کر کیوں نہ سوئیں یہاں اب کیا کام ہے وہ یہ سنتے ہی سلیمون کو جھکیں اور مجھے آگے جا کر ڈیوڑھی میں کھڑی ہو رہیں ہم دس بجے گھر پہونچے نانا جان اور ابا جان دیر تک شادی کی باتیں پوچھا کیے امان جان نے سب کہہ کر اس کا فنکی نقل انھیں دکھائی اور کہا کہ نام خدا آج پہلے دن کا وعظ میں طاہرہ بیگم نے اتنے آدمیوں کو مسخر کیا نانا جان نے خوش ہو کر

مجھے گلے سے لگایا اور دو ہزار روپیہ اس کام کے صلے میں مرحمت فرمائے گیادہ بجے
 جب میں سونے کو لگئی تو دیکھا کہ پانچون کی پانچون سر جوڑے اپنی اپنی کتابوں
 پر چھلکی ہوئی ہیں بیچ میں شمع روشن ہے میں نے قریب جا کر کہا کہ بس اب رات
 زیادہ آئی صبح کو نماز کے لیے آنکھ نہ کھلے گی آؤ سو رہو سبق دیکھ چکے ہیں کہا بہت
 خوب اپنی اپنی کتاب میں اٹھا کر قرینے سے طاق المارچی میز پر رکھیں اور میرے
 ارد گرد اپنے اپنے بچھو نوں پر لیٹ کر آرام کیا صبح کو بختاورد و لھن سوار ہو کر ہمارے
 ہاں آئیں اور کہا کہ باجی امجدی بیگم سے چھوٹے بھیا صبح صبح لڑنے کو آئے عیسیٰ ہی
 ان کے ان کے رد و بدل ہونے لگی میں وہاں سے ادھر چلی آئی باجی پھر لحاظ کر گئی
 مجھے تو بگڑ ہی جاتی میں نے کہا آپ نے دانائی کی اور بہتر موجودہ بھی مثال دین
 وہ بیچارے ناداقہ نہیں معلوم جا کہ ان سے کیا جھوٹ سچ لگایا کہ وہ براہِ روضہ
 ہو گئے یہ بھی قصور انھیں صاحبزادی کا ہے کہ آپ الگ ہو گئیں میان کو بھڑایا
 وہ بیوی کو سچا سمجھ کر کیا کیا سخن پروری نہ کریں گے یہ امجدی بیگم صاحب کے خلاف
 ہو گا بات بڑھنے کا اندیشہ تو ضرور ہے ایسا نہ ہو کہ دلوں میں ملال آجائے اگر
 آپ کی بھی رائے ہو تو میں ہوا رحمت کو بھیج کر انھیں بھی بلاؤں کہا ہاں بہتر تو ہے
 اسی وقت رحمت سے کہا وہ سوار ہو گئیں جیسے ہی وہاں نازل ہوئیں کہ امجدی بیگم
 گھبرا گئیں پوچھا ہوا رحمت خیر تو ہے انھوں نے کہا جی ہاں آپ کی دعا سے
 خیریت ہے بیوی نے کہا ہے کہ بختاورد و لھن صاحب آئی ہیں اگر آپ بھی گھڑی
 دو گھڑی کو آجائیں تو اچھا تھا امجدی بیگم نے کہا ہوا کیا جاؤں صبح سے ان کے
 بھائی صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں نہ منہ دھونے کی ہوں نہ پان کھانے کی

خاز کے بعد سے آج نیا وظیفہ پڑھ رہی ہوں ابھی ابھی وہ اٹھکر بیوی کے بلوانے کو
 پیئس کھا رہی تھیں گئے ہیں بکتے بکتے منہ خشک ہو گیا رات بھر میں نہیں معلوم کیا کیا
 کہہ دیا کہ وہ بتے سے اکھڑے ہوئے ہیں عزیز داری چھوڑنے پر کر کے ہیں وہ تو
 چلی گئیں صاحبزادے میرے لپٹ گئے لاکھ لاکھ چھڑاتی ہوں ٹالنتی ہوں طرح
 دیتی ہوں وہ ہیں کہ پلے آتے ہیں آخر کو بل کر میں نے کہہ دیا کہ بیٹا تمہاری بیوی
 بالکل جھوٹی ہیں اک اک کی دس دس لگائیں بڑبائی کی آپ ہی آسانی تھی
 کو بھلا بڑا کہا زبان لڑائی اور اٹنا تھیں ابھار کر بھیج دیا ہمارے منہ پر کہیں
 تو جانیں کہ بڑی سچی ہیں یہ منکر وہ چلے تو گئے ہیں لیکن مجھے کھٹکایا ہے کہ وہ
 میرے منہ پر کیا میرے فرشتوں کے منہ پر کہہ دیں گی اور مجھے کچھ نہ بولیں گی
 کل بھی تو یہی ہوا تھا ایک ہی بات کہنے پائی تھی کہ انھوں نے باغ لگا دیا ہم
 دونوں نند بھاد میں اپنا سامنہ لے کر رہ گئے جھوٹے کے آگے سچا رومرے
 حقیقت میں سچ ہے دیکھوں اب کیا ہوتا ہے۔ رحمت بیوی آپ اتنا پریشان
 کیوں ہوتی ہیں نہ وہ آئین کی نہ سامنا ہوگا جھوٹا تیبے اور ناؤ کے وقت مقابلہ
 کر گزرتا ہے پھر اس میں وہ جرات نہیں رہتی کیا منہ لیکر آئیں گی اور کونسی آنکھیں
 چار کرین گی اگر یہ سمجھے کہ وہ ضرور آئیں گی تو آپ کا بھی ٹل جانا مناسب ہے
 میں لینے تو آئی ہوں ان سے کہہ دیا جائے گا کہ اک ضروری کام تھا یہ ٹھہر سکیں
 آسانی تھی کی ناما آکر لے گئی امجدی بیگم نے عذر کیے مگر رحمت نے نہ مانے جیسے ہی
 وہ سوار ہونے کو اٹھیں کہ سلطوت دولہا آ موجود ہوئے رحمت جلدی کر کے بڑبڑھی
 میں گئیں اور کہا کہ میان آپ ذرا باہر ہو جائیے تو بیگم صاحب سوار ہوں سلطوت دولہا کو ذرا سکھ

رحمت امجدی بیگم صاحبہ سوط دولہا کمان جائیں گی درحمت۔ جی میں
 لیے جاتی ہوں سوط دولہا واہ واہ واہ کیونکر جانے پر راضی ہوئیں رحمت جی
 وہ تو کسی طرح راضی نہیں تھیں میں نے زبردستی راضی کیا ہے کہیں دو نہیں
 اسی گلی میں تو جانا ہے دہنے ہاتھ کو جو ہے سوط دولہا دہنے ہاتھ کو کنسی گلی
 ہے رحمت اے میان یہ کیا اس دروازے سے نکل کر سوط دولہا۔ اجی بایان
 ہاتھ کو تم بھی کچھ یونہیں سی ہو رحمت جی ہاں میان یونہیں سی نہ ہوتی تو آپ کتے
 ہی کیون اچھالے ہٹ جائیے تو میں پٹ بھڑون دیر ہوتی ہے ابھی پلٹ
 بھی آتا ہے یہ سکر وہ باہر گئے رحمت نے امجدی بیگم کو بلایا وہ یہ کہہ کر نہیں میں
 سوار ہوئیں کہ بوا رحمت تم ٹھہری رہو سوط آرا بیگم آئیں تو مجھے فوراً بلواتا
 یا خود سوار ہوتا رحمت دروازے پر تھیں کہ تھوڑی دیر بعد کہا غل چاٹے ہوئے
 آ موجود ہوئے صاحبزادے کہیں ٹھل گئے تھے رحمت نے ان سے کہا کہ بھئی تم
 چیتے کیون ہو دو آدمی ہمیں ٹھہرے رہو نواب صاحب آتے ہوں گے اور اک
 ڈولی لا کر مجھے پہونچا دو وہ ڈولی لائے رحمت سوار ہو کر گھر پہونچیں امجدی بیگم
 دیکھتے ہی ڈر گئیں کہ شاید وہ آئیں پوچھا خیر تو ہے کہا کہ جی ہاں بیوی تو بیوی میان
 بھی پلٹ کر نہ آئے کہا غل چاٹے ہیں میں دو کو اپنی ڈولی میں جوت لائی دو ہاں
 دہنے بائیں ان کی تاک میں میں پھر رحمت نے وہ سب ذکر دہرایا امجدی بیگم نے کہا
 کہ سوط دولہا بھی نہایت اکھڑا اور اُجٹ میں ایسی ہی خدا نے جو وہ بھی دی برابر
 کی جوڑ ہے خدا دیکھ کے جامہ قطع کرتا ہے اگر مزاجوں میں فرق اور سیرتوں میں جہائی
 ہوتی تو نہ لگی حرام ہو جاتی اک دن نباہ نہ ہوتا بیوی دو پٹہ میں چاند سورج چھپاتی ہیں

اور میان یقین لاتے ہیں میں نے کہا کہ اگر یہ نہ ہوتا تو دن رات کا فرق نہ ہو جانا خدا کی قدرت ہے کہ ایک دوسرے سے دب یا ڈر کر اپنی ترک عادت پر مجبور ہو جاتا ہے اور کسی نہ کسی طرح سے خواہ مخواہ اپنی خوشی پر دوسرے کی خوشی مقدم رکھتا ہے طبیعتیں بالکل تو ایک ہو ہی نہیں سکتیں ہاں یہ بات ہے کہ مادے کی بدی کے طبیعتوں میں برابر ہوں اگر دونوں میں نیکی کم اور بدی زیادہ ہے تو اور نیکی زیادہ ہے تو دوسرے کے ہم قدم ہو جائے گا اور ایک میں اچھی چیز زیادہ اور دوسرے میں کم ہوئی تو دل ملنا دشوار ہو جائے عقل ہوئی شتم شتم برے بھلے حال گذر گئی دل کی بات ظاہر نہ ہونے دی با عقل ہوئے قلعی کھل گئی ان دونوں صاحبوں کے مزاجوں میں کبر و غرور اور دماغوں میں فتور معلوم ہوتا ہے عقل سے کام لینا ہی چھوڑ دیا نفس کو بالکل اختیار دے دیا ہے جو وہ کتنا ہے وہ کرتے ہیں (انجاری بیگم) ہاں ہاں کرتی جاتی اور دروازے کو پھر پھر کے دیکھتی جاتی ہیں۔ میں نے کہا بھی کہ دروازے میں کیا ہے کہا کہ جی کچھ نہیں سطوت دو لہا کی نافہمی سے مجھے کٹکا ہے کہ میرے چلے آنے سے کچھ اور فتور نہ بڑیا کریں یہ وہ کتنی تھیں کہ امیر خانم کی ڈولی آئی اور ہم سب اُدھر دیکھنے لگے اوترتے کے ساتھی انھوں نے سطوت دو لہا کی باتوں کا دفتر کھولا معلوم ہوا کہ انجاری بیگم کے سیان سید مقبول احمد صاحب جیسے ہی مسجد سے مکان پر آئے اور ان بندہ خدا نے اُن کے آگے شکایت کا باغ لگا دیا وہ بیچارے گھر کے اندر کا حال کیا جانیں سنتے سنتے عاجز ہو گئے اور کہا کہ بھائی مجھے کچھ خبر نہیں حکیم مبارک حسن صاحب کو بلواؤ شاید انھیں کچھ خبر ہو۔ وہ صبح سے انکے ڈر کے مارے کوٹھے پر بیٹھے تھے کیونکہ جب بخنادرد و لہن ہمارے یہاں آئے تھیں

تھیں تو اُن سے سارا حال کہہ کر آئی تھیں ایک تو بیوی کا چھوٹا بھائی دوسرے
 بد مزاج اس لیے عمر آدھ نہیں آئے تھے سہنوئی کے بلانے سے مجبور ہو کر گئے انھوں
 نے کہا کہ ذرا آپ کی تو باتیں سنئے وہ بولے کہ جی میں کیا سنوں آپ جو فرماتے ہیں
 بجا ہے انکھوں کی مینائی سے کام لینا اور عقل کو تکلیف دینا تو انھیں اتنا نہیں فقط
 کا نوں سے غرض رکھتے ہیں میرے پاس ان کا کوئی جواب نہیں یہ مصطوت آرا
 یہ کیا کہا سمجھے آپ جواب دیجیے نا میں بھی تو دیکھوں سنوں (مبارک من صاحب م
 آخر آپ کا نشانہ صلی اس جواب طلبی سے کیا ہے اور کا ہے کا جواب مقصود ہے کھوت و دلچلی
 سمجھے اسی کا جواب دیجیے کہ ایک غیر عورت نے بیگم کو ذلیل کیا اور گھر بھر کی حوڑ میں
 سنا کین مجھے سارے کینے کی شکایت سے کیا نقط مجھے بڑی باجی اور چھوٹی باجی کا
 گلہ ہے کہ یہ دونوں صاحب ایک تو ہنسا کئے اور پھر بولے تو آسانی کی طرف
 سے سمجھ کیا قربت اسی کو کہتے ہیں اور محبت اسی کا نام ہے کہ گھر پر بلا کے ایک
 عزیز کو خفیف و حقیر کر بن دیر مبارک من بھائی خدا معلوم بے سمجھے بوجھے کیا کہہ
 رہے ہو اول تو خواہ باجی ہوں خواہ تمھاری بہن اُن کی یہ عادت نہیں کہ کسی پر
 ہنسیں اور اس غرض سے جس میں کسی کی تحقیر و تذلیل ہو دوسرے جب سارا
 خانہ ان ایک طرف تھا تو کون سی دانائی کی بات تھی کہ وہ دونوں آدمی کینے سے
 الگ ہو کر دوسری راہ چلتے اور یہ کیا معلوم تھا کہ تمھاری بیوی اُس بات کو منظور
 بھی نہ کریں گی جب سب ایک ہو چکے اور کاغذ لکھا گیا تب تمھارے گھر کے لوگوں
 کی نوبت پہنچی انھوں نے انکار کیا آسانی جی نے سمجھایا سب نے بوجھنیک بات
 ہونے کے ہاں میں ہاں ملائی اس میں ذلت اور حقارت کا ہے کی تھیں یہ بھی خبر ہے

کہ انھوں نے ہماری محسن و مہمان عزیزوں کی فخر کنبے کی جان اُستانی صاحبہ پر کیا کیا زیادتی کی اور نہ حجاب آیا نہ لحاظ شکایت کا محل تو ہمارا ہے تم الٹی پیش بندی کر رہے ہو اور رعایت مافی الباب ایک بات سمجھانے کے طور یا فہمائش کے طریقے سے تمھاری یا میری بہن نے کمی بھی ہو تو کیا قباحت ہوئی بڑوں کا حق یہی ہے تم کیون اُن کا حق مٹاتے ہو میرے مقبول احمد صاحب نے کہا کہ یہ بات کیا ہے ہمیں بھی تو سمجھاؤ میرے مبارک حسن صاحب نے سارا واقعہ میری نصیحت لوگوں کی شرکت کاغذ کی تحریر اُن کی تقریر زبان لڑانا باتیں بنانا چچی اور بہن سے لڑنا کنبہ سے لگونا تفصیل کے ساتھ بھائی کو سنایا وہ مسکرا کر بولے کبھی کل تمھارے ہاں کی شادی یا دوکار شادی ہوئی خدا اُستانی جی کی زبان میں تاثیر اور بیان میں اس سے زیادہ زور عطا کرے درحقیقت انھوں نے عجیب احسان کیا و سطوت و ولہام لہیے ایک نشہ و شد بس جناب سمجھے میں نے بھریا یا جان کے مردوں کا یہ حال ہے سبھے وہاں کی عورتوں سمجھے کیا ذکر مثنیٰ حاقق کرین وہ تھوڑی ہے میرے مقبول احمد صاحب بس بھائی معلوم ہوا کہ تم کو نیک و بد کی تمیز شکل سے ہوگی اور اچھی طرح تمھارے کان بھرے گئے ہیں جو اس نیک صلاح پر تمہیں رغبت نہ ہوئی عورتوں سے بھی گئے گذرے وہ سمجھ کر شریک ہوئیں اقرار کیا ترک کا وعدہ کیا تم ہنوز ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کاغذ سنا اُس کی خوبی و دیکھی اور پھر وہی انکار تم اس نیک صلاح کو نہ مانو اور ہم تمھارا کہنا سن لیں چاہے وہ سننے کے قابل ہو چاہے نہ ہو اب ہم سے شکوہ گلا محض یہاں ہے ایسی لغو بات نہ ہمیں سننے کی ضرورت ہے نہ اُس کی معذرت کی احتیاج بس زبان بند کرو اور خواہ مخواہ کی تکلیف نہ دو و سطوت و ولہام بہت اچھا آج سے

ہمارے آپ کے میل ملت رشتہ قرابت آنا جانا حقہ بخر اسب ترک (میر سبارک حسن صاحب) اگر بھی تمھاری خوشی ہے تو ہم مجبور نہیں کر سکتے تمھیں اختیار ہے لیکن بھائی غصے غیظ رنج۔ ملال کی کوئی وجہ بھی ہوتی ہے سنی سائی بات پر عمل کیا تم نے جو وجہ نزاع اور لڑائی کی صورت بیان کی تھی ہم نے اس کا جواب اسلئے دیا کہ تم اپنے دل سے رنج نکال ڈالو یا اس غرض سے کہ تم عزیزداری سی شے کو ترک کرو ذرا سوچو تو کہ مہمان کا مرتبہ کتنا بڑا ہے اور مہمان بھی کیسا جس کا ایک بھاری احسان سر پر ہو ہم تم غیر تو ہیں نہیں غیر تو آستانی جی تمھیں اُن کی خاطر داری عزت خدمت جیسی ہم پر ضروری تھی ویسی تم پر جیسے تمھاری بہن پر ویسے تمھاری بیوی پر پھر کوئی قصور اُن کا نہیں خطا نہیں جس بات کو تم جرم قرار دیتے ہو وہ جرم اُس حالت میں ہوتا کہ سو انھماری بیوی کے انھون نے اور کسی سے نہ کہا ہوتا فقط انھیں کے پیچھے پڑ جاتیں اور کسی نا جائز بات کو سمجھا تیں حتیٰ امر کہنے کے علاوہ انھون نے اور کیا کیا سمجھا نا اس خوبی کا اس حسن کا کہ سو انھماری بیوی کے اور سب نے مان لیا جس میں بڑے بوڑھے بھی دس پانچ تھے تم پہلے میرے کہنے کو جا کر اپنی امان جان سے تو پوچھو اُن کے بھی تو دستخط کاغذ پر ہیں وہ بھی تو موجود تھیں اگر وہ میرا کہنا غلط بتائیں اسی وقت عزیزداری کی جڑ کا مٹا رشتہ یا قرابت بچون کا کھیل تو ہے نہیں کہ کھٹ ہو گئی غرض واسطہ نہ رہا بات صرف اتنی ہوئی ہے کہ سطوت دوطن کے انکار پر آستانی جی نے دلیلیں پیش کی ہیں وہ عاجز اگر جواب نہ دے سکیں گھر جا کر تمھارے ذریعے سے بدلا لینا چاہا اس کا اثر فقط ہماری ذات تک محدود نہ رہے گا بلکہ سارے کہنے تک پہنچے گا کیونکہ بھی تو عہد و قسم

سے اقرار کر چکے ہیں تو ہمارے ساتھ تم سارے کنبے کو چھوڑتے ہو بھلا تمہارے چھوٹے چھوڑا جائے گا اور یہ بھی سہی کہ تم اپنی ضد اور بیوی کی خاطر سے ایسا کر بھی گنہگار نہیں چھوڑو اور سب سے تو ملو گے پھر سہی قصور تو اُن کی طرف بھی عائد ہوتا ہے چھوڑو تو سب کو چھوڑو پہلے جا کے سب کی بڑی اپنی امان جان سے اس کا جواب لو کہ آپ میٹھی رہیں اور ہو کو سب نے ملکر ذلیل کیا اگر وہ عاجز آکر قابل چھوڑ دینے کے ٹھہریں تو پہل اُن سے کر دیکھ سلسلے سے ہم تک بھی پہنچنا اس وقت تمہارا کہنا عجیبوری ہم بھی مان لیں گے چاہے ہمارا دل جا بے یا نہ چاہے لہنا جلنا ایک طرف سے تو ہو سکتا نہیں تمہارے ترک سے ہمیں بھی خواہ مخواہ رکنا پڑے گا۔

سطوت دولہا، آپ کی ساری تقریر سے سمجھے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سراسر خطا میری بیوی کی ہے سمجھے اور سب بے قصور ہیں دیکھ مبارک حسن، بھائی یہ تو میں نہیں کہتا اُن کی کیا خطا اور کسی کی کیا خطا تم خواہ مخواہ اُستانی جی کو خطا دے گھبراتے ہو آخر اُن کا کیا جرم ہے ایک بات کا سمجھنا یہ قصور ہے تو ہم بھی قصور وار ہیں کہ اس وقت ہم نے تم کو سمجھایا اسطوت دولہا معقول آپ کے اُن کے سمجھانے میں سمجھے زمین آسمان کا فرق ہے آپ نے میری ذلت کی کون سی بات کہی سمجھے ایک تو طریقے اور قاعدے سے کہنا سمجھے ایک مشبخت اور بد زبانی کے ساتھ میر مبارک حسن۔ بھلا بھائی تمہاری سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے کہ ایک آدمی زبان درازی اور بے عنوانی سے چالیس پچاس آدمیوں کو اپنا بندہ بنا لے اور وہ بن جائیں نہ ایک کو غیرت آئے نہ رنگ حمیت ہوش کھائے تم بچے ہو بھلا کسی تجربہ کار اور سن رسیدہ سے تو چھوٹے شیریں زبانی سے دل ہاتھ دین لیے جاتے ہیں یا درشتی اور تلخ گوئی سے ایک کام کرو میرے اس کہنے

کو بھی تم اپنی امان جان ہی سے پوچھ لیتا زیادہ بات کو کیوں طول دو پہلے میرے کہنے کو آواز مالو پھر جو مزاج میں آئے وہ کرنا سطوت دو لھانے چاہا کہ پھر کچھ کہوں میرے مقبول احمد صاحب نے روک دیا اور کہا کہ اب تو ایک بات فیصلے کی کہہ دی گئی جاؤ اسے آزماؤ اگر وہ قصور وار ٹھہریں تو بے کسے سنے ہمیں بھی چھوڑ دینا یہاں آکر کہنے اور تکلیف کرنے کی کچھ ضرورت نہیں سطوت دو لھا چلے گئے اور اٹھے پاؤں پیرلٹ آئے کہا کہ امان جان اور میری بیوی سوار ہو کر آتی ہیں آپ بھی اُن صاحبوں کو بلو لکھیے میرے صاحب ہاتھ ملکر رہ گئے اور امیر خاتم کو اُدھر دونوں صاحبوں کے لینے کو بھیجا دونوں بیچارے افسوس کرتی اور سوچتی ڈرتی سوار ہو گئیں مین نے چلتے وقت کہہ دیا تھا کہ ذرا آپ لوگ غصے سے کام نہ لگاڑیے گا اور اگر ہو سکے تو مجھے اطلاع دیجیے گا کہ میرا دل لگا رہے گا چونکہ امجدی بیگم اور نجاتا اور دو وطن کو میری بات کا خیال تھا جب وہ دونوں میمان سوار ہو گئیں تو امجدی بیگم کو وقت نہ رہا تھا جھپٹتا ہو چلا تھا مگر آئیں اور نماز سے فرصت کر کے بیان کیا کہ خیریت یہ گزری کہ ہم سے بات چیت کی نوبت ہی نہیں آئی ساس ہو اور ان بیٹھے ہی مین خوب رد و بدل ہوئی نجاتا اور دو وطن نے بولنے کا ارادہ کیا لیکن مین نے ہرگز اُن کو بات نہ کرنے دی جس وقت وہ بیوی کی طرف سے مان کو قائل معقول کرنا چاہتے تھے اور آواز بلند کرتے تھے یہ یقین کہ لال ہو ہو جاتی تھیں اُدھر اُنھوں نے قصد کیا اور مین نے گلا دبا یا منہ پر چھو پادیا ایک سے تو برابر وہ بندہ خال لڑ رہا تھا یہ بولتین تو اُن کی بھی اچھی طرح خبر لیتا بارے لڑتے لڑتے جواب دیتے دیتے وہ بیچاری عاجز ہو گئیں اور تنگ آکر یہ کہا کہ اچھا ابھی جو تمھیں بن پڑے وہ کہو جب تم ہمارے شریک بنو گے

تو ہم تمھاری کسی بات میں کیوں شریک ہونے لگے سارے کہنے کے سامنے میں اقرار کر چکی کاغذ تیرا بڑھاپے میں کہہ کر مکر جاؤں گھٹنے کی جگہ کلنگ کا ٹیکا لگواؤں تمھارا ساتھ دے کر مجھے اپنی بات کھونا منظور نہیں چاہے ملو چاہے نہ ملو سطوت دولہا بگر آٹھے اور بیوی سے کہا کہ جاؤ اپنی سب چیزیں نکلوا کر رکھو میں مزدور بھیجتا ہوں مجھے آپ کے تعلق کا خیال تھا جب وہ گئیں تو بختاورد وطن نے چاہا کہ اپنی امان جان کو روکیں میں نے کہا کہ مبارکہ بیگم وہاں اکیلی ہیں نذر بھاج ایک جگہ کئی برس سے رہتی ہیں ان کے جانے پر ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ روکیں تو کیوں اور بھائی ہیں میں بڑائی ہو بختاورد وطن چپ ہو رہیں ان کی امان جان نماز پڑھ کر سوار ہو گئیں جیسے ہی کہا انھیں پہنچا کر آئے دیے ہی میں سوار ہو آئی میں کیا سمجھانے کی نوبت نہیں آئی یا پہلے ہی سے رنگ بگڑ گیا ان کی امان نے آپ لوگوں کی طرف گواہی ضروری دی ہوگی اجیری بیگم جی ہاں سبھی کچھ ہوا کوئی جتن اٹھانیں رکھا گیا رہ بارہ بجے سے اس وقت تک یہی تو تو میں میں باب جھاک جھاک رہی وہ لڑکا دیوانہ ہے آپ ہی ایک بات کہتا ہے آپ ہی مکر جاتا ہے گھڑی میں تو لہ گھڑی میں ماشہ ہو ہو بیوی کے مزاج کا چربہ ہے نہیں معلوم ان کے ننھ میں اس کی زبان ہے یا اس کے ننھ میں ان کی تمام زمانہ ایک طرف وہ بندہ خدا ایک جانب بیوی کا بھی بالکل یہی نقشہ ہے نہ بردباری نہ بات کا سلیقہ نہ تحمل دونوں کے دونوں چھپھورے اور ادھے میں وہ اپنی امارت پر اترتے ہیں یہ بیوی کے بل پر کودتے ہیں چاروں ادھر وہ غضب کا یہ قیامت کی دشمنی دونوں میں تھی کہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا مجال نہ تھی جو یہاں کا آدمی وہاں

اور وہاں کا یہاں نکل آگئے محبت اور اخلاص ہو تو ایسا کہ امان جان کو چھوڑنے پر
 کمر باندھ لی نہ اس میں بھد رک نہ اس میں چارون کی چاندنی اور پیرانہ میل پاکہ
 خدا را اس لئے کہیں سسرال میں جا کر گل نہ کھلائیں مزاج کی تو تیز بین داغ دار
 اتنے بڑے کہ ناک پر کبھی نہیں بیٹھے دیتے پندرہ روپے مہینہ باپ بھیجتے ہیں معلوم
 ہوتا ہے کہ پندرہ ہزار ہیں نواب بے پھرتے ہیں ٹھسا بے ٹھسا کہ خدا کی پناہ وہاں
 سب کے سب ایک سب سے اُن کے بھی استاد چار روپیہ ساتھ نہ ہوگا اور عجب
 نہیں جو بیوی سے بھی پھر کھٹ پٹ ہو جائے میں جو کچھ ہوا برا ہوا اچھے کیا معلوم تھا
 کہ ان کا مزاج نیک ملاح دینے سے ایسا بگڑ جائے گا اور اس قدر بات بڑھے گی
 ورنہ میری کیا شامت تھی جو اُن سے کچھ کہتی نہ تھی اگر آپ یا بختاورد دھن اشارے
 کنائے سے بھی مجھے روک دین تو میں سمجھ لال دون بعضے وقت کچھ ایسی ہی وقت
 آپڑتی ہے کہ بنائے نہیں بنتا خدا انجام بخیر کرے آپ نے یہ کہہ کر میرا دل اور
 ڈرا دیا کہ سسرال والے بھی سب کے سب مزاجدار ہیں و انجیدی حکیم جی نہیں
 سب نہیں نواب صاحب اور اُن کی بیوی چھٹ سب ایک تھیلی کے چٹے ٹٹے
 میں سطوت آدا بیگم کی بہنیں بھائی بھاد میں خدا رکھے سب کے سب دس بارہ میں
 ایک سے ایک بڑھ کر بار داغ اور کوڑ مغز اٹھاؤ میرا موٹا دھا کہ کنبہ کا کنبہ بھونڈا
 مان باپ کی تو ایک بات کسی میں چھوٹا نہیں گئی لڑکے فرعون بے سامان رنگیان
 پڑھے جن بھاد میں شیطان اگر دونوں صاحبوں کی خوبی مزاج کا سولہواں حصہ
 ان بچوں میں ہوتا تو تر جاتے خدا معلوم ان میں بخصلتیں کہاں کی آگئیں شوخی۔
 شرارت مند بیودگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے جو ہے تڑا تڑا پڑا نہ آنکھ میں سیل

نہ منہ میں لگام نہ زبان میں لوچ نہ ادب جانیں نہ تہذیب گنوار کے لٹھ ہیں میں تو
تو ایک دفعہ کامنی بیگم کے مانجھے والے دن اپنے سن بھر میں گئی تھی دن بھر ہی تمام
دن کانٹوں پر لوٹتے ہی گزرا میو سی بچے ہیں کہ آفت زمین سے پورے ابھر نہیں
ٹھیکے برابر قہار تھ بھر کی زبان سارے گھر میں چیخ دھاڑ مچی ہوئی ہے اتانے
شکایت کی کہ پیارے بیان دودھ لگتے تھے میں نے کہا کہ اب دودھ کیا انھوں نے
میرے اس زور سے کاٹا کہ دیکھیے ہو لہان ہو گئی۔ اما نے بالوں کا بٹالا کر دکھایا کہ دیکھیے
چھوٹی بیگم نے میرا سر گنچ کر دیا کڑنی اور علواسوہن والی آتے کے ساتھی آفت میں
بتلا ہو گئیں شکر قنار مرد گاجر بن بھرا ہوا ٹوکرا ایک دم میں خالی کیسی تول کیا سول
ایک پٹری کی چلتی ساری کی ساری کھٹکتا پھرتا ہے پیچھے پیچھے ماما کا وہ کرہی ہے
اور کہتی جاتی ہے کہ دیکھیے ننھے نواب نہیں ملتے دوسرا جوی کی لوز کھاتا اور پھیکتا
پھرتا ہے سب میں بڑے تل کے لڑوؤں سے گولیاں کھیل رہے ہیں ایک لگا
لیکے بے تحاشا جو دوڑا جھا باٹوٹ کر چھن سے زمین پر آیا دیوڑھی کا تو سامتا اور لڑکوں
نے برابر ڈاک کے ہر کاروں کی طرح آہر جا رہا لکھی ہے کسی نے سن کیا انھوں نے
بالکل پیدا کر ادا بلین تو جھکی ہوئی چو لھا پھونک رہی ہے ایک لڑکا جو اس کے
اوپر گر رہا ہے اور دھڑے نہ چو لھے میں جا رہی را کھ بھر گئی بھوین بلین جل گئیں منہ
بھل بھلا گیا آنکھیں مل کر جو پلٹتی ہے کوئی نہیں کوئی نہ میں بیٹھے ہوئے تھے لگا
رہے ہیں چان پر سے اتنا پٹارا اتارنے کو چڑھی تلے اوپر مونڈھے تھے پکڑے رہنے
کے بسانے سے مونڈھے کو اپنی طرف جوالٹا کھینچا وہ کھڑے قدم سے پٹارے سمیت زمین
پر آ رہی ایک نے دوسرے کے سر چھپا رکھ دیا اور آپ رو بکاری میں نلوہ انگ

مرچون کی بدمعاشی مصلح پیسے میں ایک لے بھاگا دوسرے نے بٹنا ملا کر سب ماما جیلون کے بل دپاسا رادن کمنجھون کو روٹے کٹا بہت سے جوتے جو مہمانوں کے رکھے ہوئے دیکھے ایک ایک کر کے اٹھ دس جوڑے تہ خانے میں جا کر ڈال دئے جو اٹھتا ہے جوتا نادر کسی کی نماز جاتی ہے کسی کو پیشاب لگا ہے بولایا اور گھبرایا چار طرف ڈھونڈتا پھر تباہ لڑکے منہسی کے مارے لٹے جاتے ہیں دسترخوان پر ایک ہنگامہ معلوم ہوتا تھا بیرون کے آگے دانہ ڈال ملاؤ کے چار دانے کم زیادہ ہونے پر کئی پلیٹوں کا خون ہوا پایا لے لٹے اور کچھ برن کو الگ دیکھ پوچھا پلیٹ جا کر اس کے منہ پر پڑی ایک دوسرے کے آگے کی بوٹی دیکھتا پھر تباہ دسترخوان لت روندن میں آیا ہے وہ کہتا ہے تمہاری بوٹی بڑی ہے یہ کہتا کہ باجی کی بے ریشی ہے جیسے بیرون پر کتے لڑتے ہیں سیر نہ قابل دید تھی مگر میں تین ہی پہر میں اگت گئی ہونٹوں پر دم آگیا دن پہاڑ ہو گیا کسی طرح کاٹے نہیں کٹتا خدا خدا کر کے چار بجے میں رخصت ہو گئی بیگم صاحب نے کہا کہ بیوی ایک رات تو رہ جاؤ کل چلی جانا میں نے کہا کہ میں آپ کے حکم اور خفگی کے خیال سے چلی آئی آپ جانتی ہیں جو میرے سر کام دھندے ہیں وہ تو یہ کہہ کے رکیں لڑکی نے دوپٹہ اتارنے کے قصاصے آج کل کھیچ کر کہا کہ ہم تو نہیں جانے دینگے دوپٹہ تمام کے میں نے کہا کہ انشا اللہ پھر آئیں گے اور اگر رہیں گے بھی اسے دوپٹہ پر کچھ زور نہ چلتا دیکھ کر جھٹ میرے ہاتھ سے ریشمی رومال چھین یہ جاوہ جاب بیگم صاحب ہان ہان کیا کہیں لیکن وہ کب سنتی ہے خدا معلوم کہ مہر غائب ہو گئی ادھر ڈھونڈو ادھر دیکھو میں نے کہا کہ جی کیوں کا ہے کے لیے لگین تو لے جانے دیجیے آخر اس رومال میں کیا دولت کو نہیں بندھی تھی کہ بچے سے کھل کے گر پڑ گئی صدقہ کیا تھا

ہیگم صاحب) نہیں یہ کیا بات ہے اس وقت تو نہیں ملے گا میں چھین کر بھیجو اور دنگی
 رومال طلال ہو گیا آج تک تو نہ آیا خدا معلوم اُس نے کس کو نہ کھترے میں غارت غول
 کیا چینگے پوٹے چھوٹے بڑے لڑکیاں لڑکے سب کے سب آفت کے پرکالے حشر کے
 فتنے خدا بچائے ایسے بچوں سے ہیگم صاحب بھی کچھ اُن کی حرکتوں کی عادی ہو گئی ہیں
 مجھے تو سودا ہو جاتا ایک دن میں تو دل بے قابو ہو چلا تھا ہر دفعہ جی چاہتا تھا کہ سب کو
 پانچا خانہ میں جا کر بند کر آؤں ادھر نہیں دیکھتی ہوں بھیا ناک آوازیں کان کے پردے
 اور ملے دیتے ہیں دیکھتی ہوں آنکھوں سے خون ٹپکتا ہے گھر بھر میں ایک تلامطم ہے
 معلوم ہوتا ہے بھگدڑ کا دن ہے ساٹھ چھٹے ہیں دیوانے گھس آئے ہیں کچھ وہی انوکھے
 بچے نہیں آخر اور گھردن میں بھی تو بچے ہیں نہیں معلوم سب کے سب کس قاش کے ہیں
 اور کس پر پڑے ہیں۔ میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مان باپ کثرت کی وجہ سے کچھ
 توجہ نہیں کرتے نیچ تو مون میں پل کر پڑے ہوئے انھیں کی خوبو پانی بھنی باتیں اپنے
 کہیں سب سے یہ ظاہر ہے کہ بالکل تعلیم نہیں ہوئی لاڈ پیار نے اور رہی ہی نہیں
 خراب کی امارت اُس پر بھی طرہ کچھ گیموں کیلئے کچھ جاگنڈھیلے جہان ناک مکن ہو
 شریف قوم کی عورتیں ڈھونڈھ کر بچوں پر مقرر کرے اتنا کے واسطے تو شرافت بالفور
 ہے دودھ کی تاثیر مشہور ہے کیا معنی جو بچے میں دودھ کا اثر نہ ہو جب ابتداء سے بُری
 صحبت ہوئی اور زانہوں سے پالا پڑا دودھ پیاکماری اور چاری کا تب آپ ہی بڑھکر
 وہ لڑکے رنگ لائیں گے جو کچھ نہ کریں وہ تھوڑا ہے اگر کچھ پڑھا لکھا دیے جاتے
 تو مس قلب پر ملمع ہو جاتا جہالت سے رہی سہی اور بھی قلعی کھل نکلی سطوت آرا ہیگم کو دیکھیے
 کہ اس قلعہ و ربد مزاج جوانی کا عالم شوہر والی مان کی لاڈلی باپ کی پیاری اُسی پر چیت

کے وقت جو آتے ہوئے غصے کو جو رک لیتا ہے انہیں دو حرفوں کا زور ہے جو انہوں نے پڑھے ہیں خواہ وہ اچھی جگہ پڑھے گئے خواہ برسی جگہ بروں کی صحبت تھی یا بعلوں کی آسانی جی کا بھی کیسا ہی مزاج سہی لیکن یہ جو تھوڑی سی نیکی اور تہذیب ان میں برائے نام ہے اسی پڑھنے کے صدقے سے ہے ورنہ جائیے وجیہ انسا بگیم کی حالت کو جانچے چار روز اُدھر کیا تھیں اور ماشا اللہ آج کیا ہیں کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی وجیہ انسا ہیں (امجدی بگیم) جی ہاں آپ بجا فرماتی ہیں ماشا اللہ احمدی بگیم مجھے زیادہ پڑھ گئیں سبھی باتوں میں زیادہ ہیں یہاں شادی کے مارے پڑھنا لکھنا بچھوٹ گیا ان کی شادی اچھے خاصے تئیں ہوئی بارہویں یا تیرہویں میں تھیں میری شادی کی وہ جلدی پڑی کہ دسویں ہی برس میں سب کچھ ہو گیا چٹ سنگنی پٹ بیاہ (دین) دیکھیے کسنی کی شادی بھی اچھی نہیں دشمنی اسی دوستی کا نام ہے کہ عقل کامل ہونے دی نہ سمجھ درست دس برس کے کیرے کو پہاڑ کے نیچے دبا دیا چلا ہے اس میں اتنے بڑے بوجھ اٹھانے کی طاقت ہو چاہے نہ ہو انہوں نے تو اس پر احسان کا چھپر رکھ دیا بٹھا رکھیں گے تو اتنا کہ بال سفید ہو جاوین دو لہن خضاب کرے تو سسرال میں ہنسد کھانے کے قابل ہو اور نکالیں گے تو اتنی جلدی کہ بی بی بومیان سے چھلی چھلیا کھیلین گڑیوں کا گٹھر حیز کے ساتھ جائیں جو بات ہے انوکھی جو اچھا ہے گندہ یہ کیا ضرور ہے کہ ہم پرانی لکیر کے فقیر بنے رہیں اور اپنا اونچ نیچ آپ نہ دیکھیں آخر یہ خدا نے عقل کیوں دی ہے پہلے تو شادی بیاہ میں ایسی ایسی رسمیں تھیں کہ مسکرتے آتی ہے چھوٹی سی چھالیا ڈلی دو لہن کو مایوں میں کھلا دیتے تھے اسی کو پاخانے سے نکال کر سکھاتے اور کاٹ کر بڑے میں کھلاتے تھے آخر یہ رسم کیوں موقوف ہوئی عقل

ہی کے ذریعے سے ناشدہ شاہ بوچھوٹی ایک دولہانے سنا چنچا پٹیا استفقا ہوا نجس اور حرام ہونے سے اس کا رواج اٹھ گیا اسی طرح سے بہت سے موقع اور محل شادی بیاہ تصرف کے قابل میں خشک اور بروزہ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ - (امجدی سلیم) ای ہے کہ کس کجوت کا ایجاد تھا سو اگھنا نہ گھیل اگھوری دولہا چارے کا کیا قصور وہ نجس پاک کیا جانے جبر و ظلم سے کھالینا ہو گا کیون اُستانی جی اس کا گناہ بھی اسی کی گردن پر ہو گا (مین) لور کیا (امجدی سلیم) ای ہے میرا زوجی تزلانے لگا یہ ان لوگوں کی عقل پر کیا پتھر پڑے تھے جھوٹوں بھی اس سے کام نہیں لیتے تھے ہائیں بھلا اس حماقت کا کہیں ٹھکانا ہے ای ان پر یہ کیا مصیبت پڑ گئی کہ ایک سرے سے دوسرے تک اُلٹے ہی بیونا لگاتے چلے گئے اور سو جھانی نہ دیا کہ ہم اپنے حق میں کانٹے بٹوتے اور اپنی راہ میں کنوئیں کھودتے ہیں آخر لڑکا اور لڑکی دونوں ہی تو خدانے سب کو دیے ہوئے پھر یہ نہ سمجھے کہ جو آج اور کے بچے سے ہم کرینگے کل ہمارے بچے سے بالالیا جائیگا ایک ہاتھکی یعنی ایک ہاتھ کی دینی (مین) ہیوی یہ سب مردوں کی غفلت اور عورتوں کی حماقت ہے شادی بیاہ سی مشکل بات اور اُس میں مردوں کی پہلو تھی سل انکاری سے جواب دے دینا کہ جیسی اس بارے میں باجی جان اپنے جان میں دخل نہیں خلاتو مشورہ کرنے کا حکم قرآن مجید میں دے اور یہ بیویوں کے غلام ایسے سخت اور مشکل کام میں اپنا بولناک نہ جائز رکھیں بھلا اس بے پروائی اور غفلت کی کچھ حد بھی ہے اُستانی جی بہت بجا فرماتی تھیں کہ آج کل کے مرد و عورتیں اور عورتیں مرد میں پہلے ڈھیل دے دیکر عورتوں کو تو مطلق العنان کر دیا پھر ان کی خود مختاری کے زور سے دب دب کر آپ بے بس

اور معذور ہو بیٹھے مردوں میں بیٹھ کر حدیثیں چھاٹے کوہین اپنے نبی برحق کے اس
کنے پر بالکل دھیان نہیں کہ اگر کوئی نہ ملتا تھا تو میں عورتوں سے مشورہ لیتا تھا جو
وہ کہتی تھیں اُس کے خلاف کرتا تھا ذرا آنکھ کھول کر دیکھیں کہ اس روایت سے فقط
مشورہ ہی کی تاکید نہیں ثابت ہوتی بلکہ عورتوں کے کہنے کے خلاف چلنے کا بھی حکم
دیا ہے وہ کیا خوب یہاں اس کے عکس عورتوں کی عقل پر دار مدار ہے جو وہ
فرامینِ معاذ اللہ حدیث و آیت ہو جاتا ہے ویسی ہی تو خرابیاں پڑتی ہیں سر پر ہاتھ
دھر دھر کے روتے ہیں نام استخارے کا پکڑ لیا کوئی پوچھے کہ تمہیں استخارہ دیکھنے کا محل
و مقام بھی معلوم ہے یا بدنام ہی کرنا آتا ہے تل پھوٹے استخارہ پھول سو نگھٹے استخارہ
جتنے محلِ عقل سے مشورہ لینے کی ضرورت ہے وہاں خدا سے مشورہ لیا جاتا ہے
اور بے سمجھے بوجھے الزام رکھنے کو بھی موجود ہیں اُس ڈھٹائی کی قائل ہوں اس میں
بھی شک نہیں ہے کہ عورتوں نے دخل در معقولات دے دیکر مردوں کو عاجز و مضور
کیا اور اُن بجا روئے نے اپنی ہذنامی خاندان کے پاس حرمت کے لحاظ سے طرح
دے دیکر عورتوں کو حریف غالب بنا لیا کیا اندھیر ہے کہ جو مقابل ہونے کی لیاقت
نہ رکھے اُس کو فوقیت دیجائے (امجدی سلیم حقیقت میں آجکل بڑے بڑے گھرانوں
کی عورتوں کا یہی حال ہے ہزار ہزار خرا کا شکر کہ ہمیں ان عینوں سے پاک رکھا
نجاتا و رد وطن بھی اپنے میان کی کسی بات میں دخل نہیں دیتیں ماشاء اللہ بڑے
آن بان کی ہیں دورانِ حال اُن کے میان ماندے پڑے اور ایسے ماندے کہ راجھتا
نے کام ہرج ہوتے کی وجہ سے دوسرا نوکر رکھ لیا دو مینے تک تو تنخواہ بھیجی اسکے بعد
سے وہ صورت ہوئی آمدنی ٹکنا غمی کہ خرچ کی بلوں بلوں پگم پھر اُسی نے ماشاء اللہ

سارے گھر کا بڑا سنبھالا گل گمنا بیچ ڈالا اور مان باپ کے عتاب خطاب کے خیال سے یہ دانائی کی کہ جو چیز بیچی ویسی ہی چاندی کی ملمع دار بنوائی چھ مہینے تک اب سے دو رو چھوٹے بھیا بیمار رہے اور سارا کنبہ دیکھنے کو آیا انھیں گمنے پاتے میں لدا پھندا دیکھا جب خدا نے فضل کیا وہ اچھے ہوئے تو انھوں نے ایک دن مجھے پرچھاکہ باجی کیا تم نے روپے خرچ کے دیے میں نے کہا کہ بھیا میں نے نہیں دیے کہا اور بہت کہا مگر تمھاری بیوی کی کیا بناتی ہیں انھیں ضرورت ہی کیا تھی وہ ہنسنے لگے اور کہا مجھے تعجب ہے کہ پھر خرچ کیونکر چلا گئیں اپنے گھر سے تو نہیں ننگوایا میں نے کہا کہ مجھے یہ بھی معلوم تھیں آخر میرے سامنے انھوں نے بلا کر پوچھا پہلے تو ہنساکیں پھر گمنا بیچنے کو کہا انھوں نے پوچھا کہ کیا کیا بچا کہا کہ طوق جوشن چھڑے کرے ڈھولنا پاؤں کے چھلے نوٹکے چوہے دتیاں گنگن بھائی نے کہا کہ ہا میں کرے کون سے بیچ ڈالے وہ سمجھے کہ شاید چڑھاوے کے کرے کہا کہ جینروا لے انھوں نے کہا اور تم پہنہ جو ہو کہا کہ دیے ہی میں نے چاندی کے بوا کر ملمع کرا لیا بھیا بولے کہ آخر اس سے کیا مطلب تھا کہا کہ اس سے بڑا مطلب یہ تھا کہ گمنا بیکنے کا حال کسی پر ظاہر نہ ہو اور کوئی میرے عزیزوں سے خبر پا کر طعنہ منہ نہ دے بھیا دیر تک تعریف کیا کیے اور کہا کہ درحقیقت خدا نے تمھیں بہت اچھی طبیعت دی ہے اور عقل سے کام کرتی ہو میں تمھارا احسان مند ہوں انشاء اللہ جیتا ہوں اور اچھا ہو گیا تو سب سے پہلے جتنی چیزیں تم نے بیچی ہیں خواہ چاندی کی ہوں خواہ سونے کی میں سب سونے کی بنوا دوں گا وہی انھوں نے کیا کہ گوا یار کی نوکری کو سال نہ پلٹا تھا ایک ضرورت سرکار سے وہ آئے ہزار روپے گمنے کے لیے دے گئے اب انشاء اللہ ان کے پاس ایک تار چاندی کا نہیں سونے

میں پہلی موتیوں میں سفید بین دین، امجدی بیگم صاحب اس وقت آپ سے بختلور دھن
 کی یہ دانا ئی سکر مجھے چو گئی محبت ہو گئی کمان سے پاؤں جو گلے سے لگا لوں داہ
 واہ واہ کیا دل خوش کیا ہے خدائے کو ہمیشہ خوش رکھے نیک بیباں اور اُن کی
 اچھی باتوں کا کیا کتنا کسی کی اچھی بات کیوں نہ ہو دوست دشمن کے منہ سے
 تعریف نکل جاتی ہے (امجدی بیگم جی ہاں وہیہ بیگم) بختلور دھن کی میرا منہ
 نہیں جو تعریف کر سکوں خدائے کو مانگ کو کھسے ٹھنڈا رکھے اُسکے بچے اُسکے سایے
 میں پر دان چڑھیں رُجے بچے ایسے بلے عجیب نیک اور ملنسار یوی ہے آسانی جی
 یہی اک بات نہیں اُس نے ایسی ایسی ہزار دانا ئیوں سے ہم سب کو اپنا لوٹدی غلام
 بنالیا ہے لڑکے بالے جوان بوڑھے سب اس کے لیے دست برد ہا میں محلے کی
 عورتیں بھلا فرض کر کے دیکھئے کو نہ تو آئیں اور جو تین دن گھر میں نہ دلی سے ٹھٹھ تو ہیں
 استغفر اللہ بہت سی رات کو بہت سی دن کو اُس کی زیارت اور باتوں کی
 شتاق ہو کر آیا جایا کرتی ہیں قریب اور دور کے عزیز آس پاس کے غیر اُس کی
 سیرت کے عاشق ہیں میں ہجو کہیم بجا ہے اچھی خصلت نیک سیرت ہی ایسی
 شوق خدا جلد جہان کی بہو بیٹیوں کو ایسی نیک توفیق دے کہ وہ غیروں میں جا کر
 عزیزوں سے زیادہ ہر دل عزیز ہوں راہ چلتے پیروں کے نیچے آنکھیں بچھائیں
 غیر آنکھوں پر عزیز سر پر بٹھائیں حاتم میں ایک سخاوت کی صفت تھی دنیا والوں
 نے اُس کی کمائی جو ڈالی مثل میں نام ملا لیا پھر کیا ان لوگوں سے اور حاتم سے
 عزیز داری تھی جو کچھ ہوا اُس کی سخاوت کی وجہ سے نوشیروان عادل تھا ہمارے
 نبی نے فخر کیا کہ الحمد للہ میں بادشاہ عادل کے عہد میں پیدا ہوا وہ کافر مطلق

یہ نبی برحق کمان نور کمان نار کمان گل کمان خار مگر چونکہ وہ عادل تھا حضرت نے حق کلمہ کہہ دیا اچھے کو سبھی تو اچھا کہیں گے جب ہم میں کوئی صفت ہی نہوگی تو تعریف کا ہے کی کی جلنے کی خوشامد و لہ کی سند نہیں یہ تو حقوڑی بات کو بہت سادہ کھاتی ہے اور مزاج میں ذرا ظہور جو نیکی ہوتی ہے اسے بھی خاک میں ملا دیتی ہے پھر خواجہ خواجہ کے آپ ایسے اور آپ ویسے رہ جاتے ہیں سونا جانے کسے آدمی جانے بسے ساتھ پر حال کھلتا ہے کہ ہر جہی یہ تو ایسے ویسے مشہور تھے ڈھاک کے تین پات ہائیں ان میں تو کچھ بھی نہیں خاک نہ دھول بکاتن کے پھول ایسا مشہور کرانا دو کوڑی کا امجدی میگم صاحب آج کل کسی کی اچھی بات اگر سننے میں آتی ہے تو یہ سمجھ لیجے کہ پیر نہیں اوڑتے مرید اوڑتے میں خوشامد کے مارے بوقت کاراگ گاتے ہیں مجھے بختاوردو وطن کی شیکھتی اور سادگی خوش مزاجی اور بے تکلفی کا حال بخوبی اتنے دنوں میں کھل گیا تھا لیکن اس درجے کا میں اُن کو نہیں سمجھتی تھی اس وقت تو اپنے اُن کا یہ ذکر کر کے مجھے بے چین کر دیا دل ڈھونڈ رہا ہے کہ اس گوشے سے نکل آئیں اُس کو نے سے آجائیں تاکہ میں انھیں جی بھر کے کلجے سے لگا لوں واہ میو بیخلو رو واہ خدا تمھاری لڑکیوں میں بھی ایسی ہی صفتیں مے جن کی میری طرح چار غیر تعریف کریں اور تمھاری طرح اُن کا ساتھ نیک بختوں اور قہر دانوں کا ہو کہ اُن کی زندگی عیش و راحت سے گزرے اندھون کے آگے ہوئے اپنے دیدے کھوئے کی زحمت و مصیبت سے یہ بچیان دو چار نہ ہوں اور خدا نہ کرے ہوں تو صبر کے جوہر دکھائیں بیتاب و بیقرار نہ ہوں خداوند اتو بڑا قادر و توانا ہے میری سفارش میری دعا سب بے مایہیوں کے حق میں قبول فرماتا اور انکو سسرال کے جنم میں جلتے سے بچانا۔

امجدی سلیم میرے ہر فقرے پر آمین اور انشاء اللہ کہتی تھیں کھانے کا وقت آ جانے سے یہ ذکر ختم ہوا اور دسترخوان پچھا امجدی سلیم میرے ہاں کے دسترخوان کے ادب کا عہد سے دیکھ چکی تھیں دل میں بہت سی باتیں آئیں مگر سر ہلا کر اور مسکرا کر وہ گہنیں کھانا کھانے کے بعد جب سب ہاتھ منھ دھو چکے تو نشست ہوئی میرے پاس آئیں اور کہا کہ ذرا ہاتھ دیکھیے میں آنکھوں سے لگاؤں یہ لڑکے کھانا کھاتے تھے اور میرے دل میں گندمی ہو رہی تھی اُسدن ہول ہول میں میں نے دیکھا نہیں آج جو ان کے ساتھ بیٹھ کر کھایا تو جی چاہتا تھا کہ ہر نوالے پر آپ کے گرد پھرون ایک میں حرکت نہ تھی معلوم ہوتا تھا کہ تصویریں ہیں ووزانو ادب سے سر جھکاتے نیچی نظریں کیے چھوٹے چھوٹے نوالے اٹھانا اور نرمی و ملائمت سے چبانا کھاتی وہ تھیں مزاج میں لے رہی تھی ہائیں یہ وہی بچے ہیں جن کے خشکا کھانے کی چڑچڑاہٹ آواز دوسرے دالان تک جاتی تھی آج ایک دسترخوان پر بیٹھنے والے کان لگائے ہیں آنکھ ملائے ہیں نہ آواز آتی ہے نہ منہ چلتا دکھائی دیتا ہے خدا کی قسم خدا رکھے آپ کے دم کو ہم جب آتے ہیں دو چار سبق تہذیب اور علم مجلس کے آپ سے پڑھ جاتے ہیں سبحان اللہ ما شاء اللہ جی چاہتا ہے کہ روز پیر دوپہر آپ کی خدمت میں رہ کر آدمیت سیکھیں مگر مجبور ہیں کچھ زور نہیں چلتا بڑے بوڑھے دسترخوان پر بیٹھ کے وہ وہ دنیا بھر کی باتیں بناتے ہیں جن کا سننے سے تعلق ہے یہ تو بچے ہیں مگر آپ کی صحبت کے اثر نے ان کو کیا ما شاء اللہ نستعلیق کر دیا اور پھر مزاج یہ کہ میں نے کسی وقت آپ کو ان کے ساتھ سر بھرتے نہیں دیکھا دو دو تین تین پہر بیٹھی نہیں معلوم آپ کن اشارے کنایوں میں سبق دیتی ہیں اور یہ بچے

کیونکر سمجھ لیتے ہیں ہم نے ایسا انداز تعلیم و تربیت کا دنیا میں نہ دیکھا نہ سنا ہم کو اور احمدی بیگم کو بھی آؤ نے پڑھایا متحدہ بیگم اور مبارکہ بیگم بھی اُستانی سے پڑھیں لیکن یہ بات کہاں کہان میں نے کہا کہ آپ سچ کہتی ہیں خدا بختمے اُستانی جی کو یہ سب اُمحسین کا صدقہ ہے پھر رات گئے امجدی بیگم سوار ہوئیں اُن کے جانے کے بعد امان جان نے کہا کہ امجدی بیگم نہایت ہوشیار اور ملنسار ہیں اُن کی ہر ک بات سے احسان مندی اور وفا شعاری کی بو آتی ہے ناقدری اور احسان فراوش نہیں تم سے بہت بڑی ہیں مگر کس قدر لحاظ د پاس کرتی ہیں ادب و انی بھی عجب جوہر ہے سچ کہا ہے کہ با ادب بانصیب جمی تو ماشار اللہ نصیب کی تیز اور سب طرح سے خوش ہیں میں بھی ہاں میں ہاں ملا کر دہان سے اٹھی اور لڑکیوں کے کمرے میں جا کر کاموں کا جائزہ لیا کئی دن سے روزمرہ کا خرچ اور کیفیت نہیں لکھی تھی وہ لکھی ایک کتاب پر اچھی اچھی باتیں لکھا کرتی تھی اور اچھی کتاب اُس کا نام بھی تھا ان سب باتوں سے فرصت کر کے دفتر بہ خاست ہوا جا کر سو رہی صبح کو سویرے نانا جان تشریف لائے اور فرمایا کہ ایک کتاب لکھی جس میں طرح طرح کی باتیں لکھی ہیں اور عجیب و غریب نسخے غیر مشہور و عائن شہیدے نکتے گزرتے ہیں شعر لطیفے حکایتیں لکھی ہوئی ہیں بکے کو آئی ہے اگر تم بھی پسند کرو تو لے لیں میں نے اس کتاب کو نانا با دا سے بیکر دیر تک اُلٹ پلٹ کر دیکھا بکرا نامعلوم ہوئی جا کر عرض کیا کہ بظاہر بہت اچھی چیز معلوم ہوتی ہے فرمایا کہ رہنے دو میں نے تسلیم کی اور کتاب کو ایک جزدان میں رکھا شام کو اباجان نے کہا کہ طاہرہ بیگم آج اباجان نے ایک کتاب لی ہے حکیم بڑے صاحب کتے تھے

کراؤس کی قیمت پچاس روپے دئے تم نے بھی دیکھی مین جی ہاں کہہ کر وہ کتاب
 اٹھا لائی اباجان نے رات کی وجہ سے پڑھا تو نین مگر دونوں خطوں کی پٹنگلی
 اور عمدگی کی دیر تک تعریف کیا کہ حقیقت میں کسی بہت مستعلیق خوش نویس
 نے لکھا تھا اور دونوں خط نہایت روشن تھے یا ہی اور سرخی سفید افشانی کاغذ
 پرتا نکھون میں کبھی جاتی تھی امان جان کا سر بھیچین تھا آنکھوں نے نماز کے بعد
 آرام کیا اباجان باہر چلے گئے مین مکتب خانے میں آکر اس کتاب کو بے بیٹھی
 دیکھتے دیکھتے ایک مقام پر امن عجیب المضطر کے عمل پڑھنے کی یہ ترکیب
 لکھی تھی کہ نوچندی جمرات کو قبل از غروب غسل کرے اور پاکیزہ لباس پہن کے
 فضیلت کے وقت نماز مغرب میں پڑھے ختم نماز پر قبلہ رخ ایک تسبیح صلوات
 پڑھ کر یہ آیہ شریفہ پڑھنا شروع کرے نماز صبح تک جس قدر ہو تسبیح درود پڑھا
 کر کے روزے کی نیت کرے اور نماز صبح بجالائے جس مطلب اور مراد کی
 خدا سے دعا کرے گا ضرور قبول ہوگی دوسرے دن نچستہ تعارات کو تو کچھ ذکر
 نہ کیا صبح سویرے دن کو نہاد مھو کر نین سکھ کا کرتہ اور تہمد بنا کر اس پر چادر
 اوڑھ لی اور عمل کو ختم کیا دعا مانگ کے سو رہی بارہ بجے کے بعد آنکھ کھلی
 نماز پڑھی اور رورور کر خدا سے پھر اپنے مطلب کی دعا مانگی الحمد للہ کہ میرے
 خدا سے برحق نے میری دعا اس عمل کی برکت اور اپنے کلام پاک کے صدقے
 میں سن لی دو مین مینے نہ گزرے تھے کہ آثار قبولیت امان جان کے حمل سے
 معلوم ہوئے مجھے اس ترکیب اور عمل پر انتہا کا اعتماد و اعتقاد تھا جب روزہ
 کھول کر کھانے بیٹھی تو اباجان نے نہایت اصرار سے فرمایا کہ ظاہر ہو گیا کس کام

کے لئے تم نے عمل پڑھا تھا میں نے کہہ دیا فرمایا کہ ہاں خدا تمھاری ہی سہی میں برکت اور زبان میں اثر دے میں نے کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دن بعد آپ پر کھل جائے گا وہ چپ ہو رہے جب میری بات کی تصدیق ہوئی تو شب کو میں نے پھر کہا کہ ابا جان دیکھیے خداوند عالم نے فضل کیا میرے اعتقاد کا اثر ظاہر ہوا وہ ہنس کر چپ ہو رہے ان مہینوں میں دو چار مرتبہ اندر امیر خانم باہر آؤنی امجدی بیگم کے یہاں سے خبر کو آئے گئے لیکن اُن کو آنے کی فرصت نہ ہوئی کچھ گو و کا بچہ دانتوں پر تھا اُس کی اٹل پلٹ میں رہیں پندرہ بیس دن سسرال میں گزرے گھر پر آئیں تو زکام اور بخار میں آٹھ دس روز مبتلا رہیں پھر نہایت نہ تھیں کپڑے میلے تھے خدا خدا کر کے پورے تین مہینے بعد ایک ضرورت سے بی امجدی بیگم صاحب آئیں اور کہا کہ چچی سلطان بیگم صاحب تشریف لائی ہیں مجھے بھیجا ہے کہ اجازت لیکر مجھے بلواؤ اگر مصلحت ہو تو میرا پیام بھی دینا میں نے کہا شوق سے تشریف لائیں آپ کو کچھ خیال ہے تو امان جان سے اجازت لیے لیتی ہوں یہ کہہ کر میں وہاں گئی اور امان جان سے کہا اُنھوں نے کہا کیا منتقام بلوالو میں تمھارے ابا جان سے کہہ دوں گی کہ میری اجازت سے بلایا ہے میں اُنکا حکم لے کر پٹی اور کہا کہ بلو ایچھیے باہر آدمی موجود تھا کہلو ابھیجا سلطان بیگم صاحب آئیں پہلے تو ادھر ادھر کی باتیں رہیں پھر کہا کہ آستانی جی میرا پیام آپ کو پہونچا میں نے کہا کہ نہیں تو کس سے کہلو ابھیجا تھا کہا امجدی بیگم سے ہیں نے کہا کہ اگر آپ کو بلوانا منظور نہ ہوتا تو میں اُن سے پوچھتی اُنھوں نے تو کہہ دیا تھا لیکن مجھے آپ کی زبان سے سُنا منظور تھا کیونکہ اپنا مطلب اپنے ہی سے خوب ادا ہو سکتا ہے

اب فرمائیے کہا کہ دودھ بڑھائی میں جو آپ نے نسبت کا وعدہ کیا تھا اسے وفا کیجیے
 میں نے کہا کہ آپ اپنے غدیے سے مجھے آگاہ کیجیے کس طرح منظور ہے کس کے ساتھ
 ارادہ ہے کب کا قصد ہے جلدی ہے یا دوسرے کی مرضی سے بھی غرض ہے
 کہا کہ وجیہ النسیا یکم کے ساتھ میں نے کہا خدا نے چاہا تو ہو جائے گی آپ ایک
 اسم نویسی بھیجو ادھیجیے گا لیکن یہ خوب سمجھ لیجیے لڑکے اور لڑکی میں بڑا فرق ہوتا ہے
 صالحہ بیگم بچاری وعدہ کر چکی ہیں مگر ان کے میان کو انہیں بچن کی تقدیر سے
 خدا نے کارخانہ دار کیا ہے کچھ نہ کچھ ضرور ہی وہ اپنا نام چاہیں گے اسکی درستی
 اور سامان میں اگر دیر ہو یا مہلت مانگیں تو آپ کو قبول کرنا پڑے گی اور باتوں
 کی نسبت تو کہنے کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے اپنا زبانی وعدہ یاد ہے آپ نے
 تو لکھ بھی دیا ہے انھوں نے کہا کہ مجھے بہت اچھی طرح سے حفظ ہے بظاہر جمع
 رکھتے ہیں نے کہا تو آپ بھی مطمئن رہیے میرا وعدہ خداوند عالم وفا کر دینا دوپہر
 تک ٹھہر کر جب دو نوں صاحب چلنے لگے تو میں نے اچھے دن بتا کر رقعہ کی تاکید کی
 اور امجدی بیگم صاحب سے کہا کہ جب رقعہ آئے تو آپ اس کے ساتھ ہی صالحہ بیگم کو
 بھی میرے پاس بھیج دیجئے گا لے خدا حافظ وہ قبول کیا کہہ کر سوار ہو میں جمعہ کو
 صالحہ بیگم امین اور یہ کہہ کر رقعہ دیا کہ امجدی بیگم نے تسلیم کہی ہے اور یہ کاغذ آپ کو
 دیا ہے میں نے ان کا مزاج اور خیریت پوچھ کر کہا کہ آپ نے تو آنا ہی چھوڑا ہم تو
 ہم اپنی لڑکی کا بھی کچھ خیال نہیں ہم نے تو یہ سمجھ کے اس کا گھر جانا رد کا کہ آپ
 اس کی لڑکی خود امین کی اس بہانے آپ سے ملنا ہو گا آپ نے ہماری سمجھ
 کے بالکل برعکس بہادری دکھائی یہ غفلت آپ کی اچھی نہیں ما شاء اللہ اب

وہ سن تیز کو پہنچیں کہیں شادی بھی ٹھہرائی یا بٹھا رکھنے کا ارادہ ہے وصالِ حکیم ہستانی جی بھلا میں کہاں اور نسبت نانا کہاں یا آپ جانیں یا انکے باپ میں نے کہا کہ ہماری نہ کیسے ہمارے اور پر منحصر ہے تو اسے لیجیے یہ ٹھہر گئی اور یہ لکھ میں نے وہ رقعہ انکے آگے رکھ دیا اور کہا کہ میرا صاحب کو دیکھیے کہ وہ لڑکے کا چال چلن وضع طرح پوچھ گچھ کے اقرار انکار سے مجھے مطلع کریں اور اپنے ارادے اور مستعدی کی بھی خبر دیں کاغذ دیکھ کر انکی باچھیں کھل گئیں اور کہا کہ وہ بھی آپ کو ہر نماز کے بعد دعا دیا کرتے ہیں کئی روز اوھر کا ذکر ہے کہ مجھے اسی نسبت کے بارے میں کہتے بھی تھے اس رقعہ کو دیکھ کر بہت خوش ہو گئے اور آپ کی معرفت کا حال سن کر میں جانتی ہوں کہ وہ دریافت بھی نہ کریں میں نے کہا خوب ہوا کہ آپ نے یہ کلمہ کہہ دیا کہ میں ایسا غضب بھی نہ کریں میں نے لڑکے کی جان خالہ بنوں کو دیکھا ہے نہ اُس کو وہ مرد میں باہر کے آنے جانے والے چار محلہ والوں یا اپنے شناساؤں سے ادپری اور پر دریافت کر لین دھڑکی کی ہانڈی تو ٹھونک بجا کر لی جاتی ہے نہ دریافت کرنا کیا معنی ذات رات کا پوچھنا نہیں چال چلن تو خواہ مخواہ معلوم کر لینا چاہیئے اور ایک دو جگہ نہیں پانچ چار جگہ اور بڑی چھان نشان سے پوچھیں ہندی کی چندی کر کے تاکہ کوئی بات رہ نہ جائے کہ پیچھے کو خدا نہ کرے افسوس ہو۔ حالِ حکیم یسکر خاموش ہوئیں وہ رقعہ پیکر اپنے گھر آئیں اور کانوں میں تیل ڈال کر بیٹھ رہیں جب میں نے امجدی بیگم صاحب سے کہلوایم جی اور انھوں نے تقاضا کیا جب انھیں یاد آیا میرا صاحب کو وہ کاغذ دیا انھوں نے ایک ہی دو روز میں لاکر بیوی کو پھیر دیا اور کہا کہ لڑکے کی سب تعریف کرتے ہیں تم اُستانی جی کے ہاں جاؤ میری تسلیم کہو اور منظوری ظاہر کر دو وہ آئیں

نادر جہان

اور پیام دیا اُن کے نزدیک نسبت ٹھہر گئی مین نے ابا جان سے شب کو کہا کہ مین
 امجدی سیکم سے کھلو اُنھے بھیجتی ہوں جب لڑکا بردھوے کو آئے تو اس کے مزاج
 کی کیفیت سعادت مندی اور غیرت پنھاوے بشرے اور قیافے سے دریافت
 کر کے مجھے مطلع کیجیے تاکہ وجیہ النسا کی شادی ٹھہرائی جائے دوسرے دن صاحبزاد
 اپنے دو چار عزیزوں اور باپ کے ساتھ آئے نانا بادا کے باغ میں ٹری ویر تک
 نشست رہی ابا جان نے اچھی طرح سے اپنا اطمینان کر لیا جب مجھے کھلو ابھیجا
 تو میر نقش علی صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا کاغذ مین نے صبح دیا جس مین لڑکی
 کے تخیال اور دو خیال کی سات پیرھی تک کے نام لکھے تھے وہ کاغذ
 سید و جاہت حسین صاحب کے باپ میر بشارت حسین صاحب کو دیا تاکہ وہ بھی
 ذات رات کو دیکھ بھال لین اس کے تھوڑے ہی روز بعد اُنھوں نے بھی
 کھلو ابھیجا کہ میر نقش علی صاحب اور انکی بیوی سادات بارہہ سے مین ہم کو بدل منظور
 ہے کوئی فی اُن کی ذات مین نہیں جب طرفین قبول کر چکے تو میر بشارت حسین
 صاحب نے آکر ابا جان سے ایک دن کہا کہ اب کوئی بیوی ہم ہو جائے کہ دونوں جانب
 غدر باقی نہ رہے اور بات پکی ہو جائے ابا جان نے کہا کہ ایک عہد نامہ آپ
 انھیں لکھ دو مین ایک مین اُن سے لکھو اگر آپ کو بھی بیرون گا چلیے فراغت ہوئی
 ہزار رسم کی ایک رسم یہ ہے جو کچھ ہے انسان کی زبان ہے کیا رسم سے پابندی
 بہ نسبت زبان کے زیادہ ہوتی ہے مجھے امید نہیں کہ رسم کا ڈھکڑا سلا میر نقش علی
 صاحب کی بیوی منظور کریں اور آپ نے شاید اپنے گھر مین بھی ذکر نہیں کیا در نہ
 وہ بھی آپ کو راسے نہ دیتیں کیونکہ یہ سب لوگ میر مبارک حسن صاحب کے

ہاں دودھ بڑھائی مین عمار کر چکے ہین انھون نے اپنی لاعلمی ظاہر کر کے کہا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہوئی سبحان الداس سے کیا بنتر مین آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ جس طرح وہ فرمائیں گے اور جس وقت کہیں گے مجھے بلا عذر قبول ہوگا اباجان باہر ہی سے باہر ان کو رخصت کر کے ٹہلتے ہوئے میر نقش علی صاحب پاس چلے گئے اور ان سے بھی اقرار مار کر کے مجھے ان باتوں کی اطلاع دی اطمینان ہو گیا شادی ٹھہر چکی ہے اتوار کا دن ہے ہم سب کھانا کھا کر بیٹھے ہین سبق شروع ہوا ہے کہ راحت نے ایک میاں آنے کی خبر دی مین نے کہا کون ہے کہا کھاروے کے پروے کا ایک جو پہلا پھانگ پر رکھا ہے کوئی بیوی و جہین کی عزیز دار آئی ہین اجازت دی وہ جا کر انھیں لائی سب لڑکیوں نے میرے ساتھ تو سلام کیا لیکن وجیہ النساء نے انھیں دیکھ کر سلام کے بنا کچھ ٹھٹھکا لیا جب وہ مل جل کر بیٹھیں تو مین نے وجہین کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ ہماری وجہین کی رشتہ مین کون مین انھون نے ہنسر کہا کہ صاحب میرا یہ تو پھر پوچھیے گا یہ فرمائیے کہ تم کون ہو اور کہہ رہا مین نے کہا اچھا یہی سہی بولین کہ صاحب میرا مین لڑکیاں پڑھانے پر اسکول مین نوکر ہوں وجہین نسا کا امتحان لینے آئی ہوں مین نے کہا جو انھون نے پڑھا ہے وہ سب یاد ہے اٹکے بھٹکیں گی نہیں شوق سے پوچھیے ہاں اسکول کے قاعدے اور طریقے البتہ نہیں جانتیں کما نہیں بیوی موے اسکول صاحب میرا سے کیا مطلب مین عقل کا امتحان لون گی وہی پوچھوں گی صاحب میرا جو انھیں معلوم ہو گا یہ کہہ کر وجہین کی طرف مڑیں اور کہا بیوی جان صاحب میرا ذری میرے قریب آؤ وجیہ النساء تو پہلے ہی سے اکھڑی اکھڑی تھیں ان باتوں سے

تو اور زیادہ گون متھون ہو گئیں مجھے اُن کے نہ ٹسکنے اور چپ ہو جانے سے اُنکا آنا اور بلانا ناگوار معلوم ہوا بات بنانے کے لیے کہا کہ آپ نے اُن کی تعریف کس سے سنی کہا اُن کے باپ سے صاحب میران کیا ان کی امی جنیانے میرا نام آپ سے کبھی نہیں لیا میں نے کہا نہیں کہا میں اُن کی نند انگلیا کی بند بھی ہوں اور صاحب میران ایک طرح سے بھینا رہن ابھی لگتی ہوں میرا نام مبارک آؤ تو جاؤ کہاں جگ کی امان جہان کی خالی بچ کی دلالہ اچھی خاصی ایسی ویسی بڑ کی جان صاحب میران ادیب النسا بیگم ہے لڑکیوں کو صاحب میران ہی کی شدت پر مسکرا ہٹتا رہی تھی اس فقرے نے تو دل میں وہ گڑ گڑی کی کہ ضبط نہ ہو سکا کھل کھلا کر ہنس پڑیں لیکن ادھر تو ہنسی کے چھپانے کو بچوں نے منہ پھیرا ادھر اُنھوں نے ٹالنے کی غرض سے گردن جھکا لی جب رب سے پھر آنکھ اٹھائی تو وجہین کے چہرے پر میں نے کچھ جلالی کچھ ہنسی دیکھی اُن سے کہا پھر تو آپ کا بڑا حق ہے جس طرح چاہے امتحان لیجیے۔ وجیہ النسا بیگم پاس جاؤ وہ بے غدار اُن کے سامنے جا کر بیٹھ گئی کہا سلائیوں کے نام بتاؤ اس نے کہا پسلی پیٹھی پستوج بخبیہ شلنگا اور مانتی مئی ڈوری زنجیرا ترپنا لڑھکیا نا لکیا نا دھرا نا کہا بیوی یہ تیری میری کون سی سلائی ہے کیسی ہوتی ہے اُس نے قلم دات اٹھا کر کہا کہ اُلٹے سیدھے ڈھیروں الف لام سیم ہوتے ہیں پھر تختی پر یہ صورت  بنا کر دکھائی کہا پیٹ والی کو کس کس چیز سے براؤ کرنا چاہیے میں نے کہا کہ ابھی یہ وہاں تک نہیں پڑھی ہیں مجھے اجازت ہو تو کچھ عرض کروں کہا نہیں بیوی میں تم سے نہیں پوچھتی تم بتاؤ کہ راز کب تک کہا جاسکتا ہے وجہین نے کہا کہ جب تک اپنے

دل میں ہے کہا ایماندار کی کیا شناخت ہے جواب دیا کہ وہ صاحب غیرت اور
 باجیا ہوگا پوچھا عورت کا مرتبہ زیادہ ہے یا مرد کا انھوں نے کہا مرد کا کم کمائی
 دلیل و حجتیں نے کہا بڑی دلیل یہ ہے کہ مرد کامل العبادت ہے دوسرے عقل میں
 زیادہ ہے جو عقل میں سوا ہوگا رتبے میں بھی بڑا ہوگا کہا عورت کے نام میں چار حرف
 ہیں مرد کے نام میں تین ہیں کیا حرف بڑھنے سے بھی اُس کا مرتبہ نہیں بڑھا
 و حجتیں نے کہا کہ اگر ناموں کے حرف ہی بڑھنے پر مرتبے کا بڑھنا موقوف ہے تو
 باز سے کہو تو اور تھا سے ابابیل بیوسی سے نوٹدی مالک سے خدنگار میں سوا
 ہیں اگر دہان عورت کو فضیلت دیکھیے گا تو یہاں بھی دینا پڑے گی کہا مرد میں
 جو تین حرف ہیں ہر اک سے کیا مراد ہے جواب دیا کہ مرد انگلی اور مروت کی سیم
 راستی اور ریاست کی رے وینداری اور دولت کا دال کہا عورت میں جو چار
 حرف ہیں ان سے کیا مقصود ہے بولیں کہ عین سے ایک نہ ایک علت داؤ
 سے دہم رے سے راحت پسندی تے سے تکبر پوچھا عورت کسی حال میں مرد کو
 نصیحت کر سکتی ہے کہا ہاں اگر مرد اس کے سامنے گناہ کرنے پر بالکل آمادہ
 ہوا ہو تو در نہ کوئی حق نہیں ہے کہا عورت پر کس کس کی اطاعت فرض ہے
 اور مرد پر کس کس کی کہا عورت پر والدین اور شوہر کی مرد پر فقط والدین کی
 کہا اگر ایک بات پر مان باپ بچہ ہوں اور شوہر منع کرے تو عورت کو کس کا
 کہا کرنا چاہیے کہا کہ شوہر کا بولیں کہ شوہر کی اطاعت کا تو قرآن مجید میں کہیں
 حکم نہیں ہاں مان باپ کے بارے میں لا نقل لہما ائت البتہ آیا ہے جواب
 میں کہا کہ نہ تو مجھے سارا قرآن شریف یاد ہے نہ میں حافظ ہوں لیکن ایک جگہ

عورتوں پر مردوں کے غالب ہونے کا ذکر ضرور ہے اور شاید وہ آیت یہ ہے
 الرجال قوامون علی النساء پس جب مردوں کا غلبہ حکم خدا سے ثابت ہو گیا تو انھیں میں
 شوہر بھی ہیں اُن کا بھی غلبہ نکلا اب جو مغلوب ہے وہ مطیع ہے اور جو غالب ہے وہ حاکم
 ہے کہا شوہر کی اطاعت کب تک عورت پر فرض ہے کہا کہ جب تک دھنگدھنگی پر
 دم ہو کہا کہ خدا کی اطاعت اور شوہر کی اطاعت میں پھر فرق کیا رہا نماز کے بلے
 میں بھی مرتے مرتے پڑھے جانے کا حکم ہے ایسی قید تم شوہر کی اطاعت میں لگاتی ہو
 کہا طاعت و اطاعت کا خود ہی فرق کیا کم ہے اس کے علاوہ وہاں سجدہ ہے
 سب پر طرہ جعفر و قلب اطاعت کے واسطے اگر ظاہر باطن یکساں ہو تو مبادرنہ
 ظاہر داری ہی سہی جو عبودیت میں فرق ہے وہی طاعت اطاعت میں بھی ہے
 کہا میان سے بیوی کہاں تک لے سکتی ہے اور کس قدر حق ہے کہا جہاں تک وہ
 اپنی خوشی سے بے مانگے دے جو ملجائے وہ اپنا حق سمجھے کہا عورت کا سلیقہ مکان
 صاف ستھرا رکھنے سے ظاہر ہو گا یا اپنے بنے بنورے رہنے سے کہا دل پاک صاف
 رکھنے سے کہا دل کی بات شوہر پر کیونکر ظاہر ہو گی کہا دل کے کارندوں کے ذریعے
 سے کہا کون کارندے کہا ہاتھ پاؤں آنکھ زبان رات دن ہاتھ پاؤں پہلے دم
 نہ لے زبان پر بہت اچھا ہوا آنکھوں کے اشارے پر چلے کہا یہ تو اطاعت و خدمت
 ہے نہ سلیقہ کہا سلیقہ وہی سلیقہ ہے جس سے شوہر خوش ہو اگر کسی گھڑ عورت سے اسکا
 شوہر ناراض رہتا ہو تو اس کا گھڑا بیکار ہے اور صفائی بے سود اگر گھڑ لپا پتا بیوی
 صاف شفاف ہیں دل میں خاک اڑ رہی ہے خاطر پر سیل ہے تو زندگی حرام چھوڑ
 غیرت دار اور خدمت گزار سلیقہ شمار ناک چوٹی گرفتار بیوی سے ہزار درجے بہتر ہے

آجے شفاف بچھونے کی پلنگٹری پر بیٹھ کر بد مزاجی کے حملے سننے سے کھری کھاٹ اچھی جس پر آؤ بھگت ہو کہا اگر مرد چار نکاح کرے تو کیا کرنا چاہیے کہا مرزا اور بھیر لہا ہے خدا کا شکر کرے جس نے یہ دن دکھا یا جو اُس کا سیان حکم رسول بجالایا کہا اگر سیان بائزج ہے کہا میٹھی زبان کا شربت اس کا علاج ہے کہا اگر شوہر روٹی پٹا دینے میں کمی کرے کہا بھو کے اور نٹلے کی اُسے تصویر دکھائے تاکہ وہ رحم کھائے کہا اگر اس کے دل میں محبت نہ ہو کہا اپنی محبت اُس کے دل میں ڈالے کہا اگر وہ بے غیرت ہو کہا اپنی غیرت سے دوہرا کام نکلے کہا بدزبانی کا علاج کہا سکوت و خاموشی کہا ناقدرے پن کا تدارک کہا اپنی بھلائیوں کی فراموشی کہا اگر سب برون سے برا ہو کہا ہزار اچھون سے اچھا سمجھے کہا اگر بنائے سے بھی نہ بنے کہا مقرر کا لکھا سمجھے کہا اگر کھوٹا ہے کہا اپنی اطاعت کی تیز آگ میں تیلے کہا اگر حد سے زیادہ بد راہ ہے کہا نیک توفیق کی دعا دے کہا اگر جھلا ہے کہا ڈرنا چاہیے کہا اگر ٹڑا ہے کہا ادب حاصل کرنا چاہیے کہا اگر ظاہر بظاہر دشمنی کرے کہا حاضر و غائب دوستی کا دم بھرے کہا اگر آنکھ نہ ملائے کہا کہ یہ آنکھیں بچھانے کہا کہ اگر بہت چھٹ ہو ہاتھ چلا بیٹھے کہا پاس سے دور جا بیٹھے کہا اگر رعب ٹھانے کے لیے بے خطا بھی کچھ کہے کہا گنگار کی طرح دم بخود ہو رہے کہا اگر مرٹھنے پر بھی نہ دھیان کرے کہا اور زیادہ اپنی جان ہلکان کرے کہا یہ روز کی اچاپت کب تک کرے کہا جو وقت تک مرے ادیب انسانے یہ شکر سکوت کیا اور کہا کہ بس میری جان صاحب میران میں تم پر قربان ہتھان ہچکا تمہیں انسانا بلنا پھولنا پھلنا راج رجا نصیب جیسا مجھے خوش کیا تم بھی سدا خوش ہو میں نے کہا اتنی دیر سے آپ کے صاحب میران کہاں تھے کہا بیوی کام کے وقت میں

اُن کو رخصت کر دیتی ہوں اس بات سے معلوم ہوا کہ اُنھوں نے صاحب میران کو جان بوجھ کر تکلیف دی تھی مطلب یہ تھا کہ بوکھل اور سرسری سمجھ کر لڑکی جواب دے نکلے رعب میں نہ آجائے پہلے پہل کی ملاقات پھر امتحان کا نام اُنھوں نے اس مشکل کو اپنی دانائی سے اس طرح سہل کیا تھوڑی دیر اور بیٹھ کر جب وہ رخصت ہوئیں میں نے وہیں کو گلے سے لگا کر کہا کہ یہ تمھاری خالہ چھو بھی تمھیں اُنھوں نے کہا وہ چھوڑا ایک رشتہ بھی نہیں میں جانتی بھی نہیں کہ یہ کون میں میں نے کہا بیٹھو تمھارے سامنے اُنھوں نے کہا اُس وقت تمھ سے نہ بولیں کہا جی میں اب سُنتی رہتی کیا اُنکی بات کو دیکھتی میں نے پوچھا تمھیں ملال کس بات کا تھا کہا جی ملال تو نہیں شرم تھی میں نے کہا کیوں؟ کہا خود بخود میں نے ایک رقعہ میں یہ سب کیفیت لکھ کر امجری بیگم کے ذریعے سے ادیب النسا بیگم کا حال دریافت کیا جواب سے بھی وہی بات ظاہر ہوئی جو وجیہ النسا بیگم نے کہی تھی دوسرے دن صالحہ بیگم آئیں اور کہا کہ آپ نے رقعہ لکھا تھا جب جواب لکھوا چکی تب مجھے یاد آیا یہ بیوی بیاہ مانگنے والوں کے ساتھ آئی تھیں لڑکیاں پڑھاتی ہیں اور کسی اسکول میں نوکریں پڑی تڑاق پڑاق کر ماکرم ہیں یہ سن کر مجھے خیال گذر ا کہ وہیں کے شرمانے کا یہی سبب تھا شاید اُس نے آواز پہچانی ہماری وہیں کی واجبی صورت تھی اس کی بھی غیرت آئی ہوگی کہ سسرال کی عورت آکر مجھے دیکھ گئی الغرض جب صالحہ بیگم جالین تو میں نے بجا ہو کر سب حال پوچھ لیا جب وہ قبولین کہ میں نے آواز ہی سے نہیں پہچانا بلکہ صورت سے بھی اس لئے کہ میں پاخانے سے چلی آئی تھی جو یہ بیوی صاحب ڈولی سے اتر پڑیں خاطر خواہ میں نے اُن کی زیارت کی اور اُنھوں نے مجھے دیکھا

مین نے کہا کہ الحمد للہ تم نے اُن کی بات کے پورے پورے جواب دے کر اگر
 ہچکچا جائیں یا شرعاً جائیں تو کیا ہوتا میری تمھاری دونوں کی آبرو یا کپور و گار
 نے رکھ لی دو رکعت نماز شکر کی پڑھو اور اپنی سونلی رنگت لمبے قد کھڑے نقشے
 سیتلا کے داغون سے بد دل اور آزر دہ خاطر نہ ہو صورت کیسی ہی ہو سیرت اچھی
 ہونا چاہیے بروقت اسی کی فکر رہے کہ دنیا و دین دونوں جگہ ناموسری اور سخر دلی
 حاصل ہو اس وقت جو تم نے کہا ہے اسے بھول نہ جانا وقت پر کر دکھانا خدا
 تمھیں اس دن کے امتحان میں بھی پورا کرے جس کا آج سے دھڑکا لگا ہے
 اور بہت بڑا ہے ہماری اُستانی خدا بخشے یہ شعر بہت پڑھا کرتی تھیں ۵
 اپنے عصیان سے نہ ذلت ہو مجھے امی دادور حشر کے روز ترے ہاتھ ہے پرد امیرا
 الحاصل جب ہمارے ہاں خدا نے شادی دکھائی اور میری چھوٹی بہن عابدہ بیگم
 کی چھٹی مین ان سب بیویوں کی دعوت ہوئی تو شب کو مین نے پھر نسبت کا ذکر
 چھیڑا اور ہر اک طرف کی مستعدی اور رضامندی دریافت کر کے ماہ جب مقرر کیا
 پھر یہ بھی کہہ دیا کہ اگر اُس زمانے تک خدا کی رحمت سے کوئی امر نو حادث نہ ہوا
 تو اب رجب نہ ٹلے گا گو آٹھ مہینے کا وقفہ تھا لیکن خدا کے صدقے سے سب طرح
 امی جمی رہی اور جمادی الثانی کا مہینہ آیا اب ہماری وجیہ النساء اشار الدربارہ بین
 مین تھیں کوئی تین برس تک میرا اُن کا ساتھ رہا جب عفار اور خست کی تیاری
 بالاتفاق مقرر ہو چکی تو مین نے اس کے پہلے چاہا کہ وجیہ النساء کو رخصت کر دوں
 اس لیے عقد سے اٹھ روز پیشتر جمعہ کا دن ٹھہرا کر سب صاحبون سے پیام بھیجا کہ اگر
 فرصت ہو اور ہرج بھی نہ ہوتا ہو تو آپ پھر دوپہر کے واسطے آجائیں جتنے سویرے

ایسے گا اتنی ہی جلدی فرصت ہوگی سب اپنی محبت کی وجہ سے میرے بلانے
 سے شاد ہوتے تھے اور گویا کہ یہی راہ دیکھا کرتے تھے علی الخصوص بختاورد وطن
 اور امجدی بیگم اس پیام کے سنتے ہی مستعار ہو گئیں اور سارے کنبے میں خود سوار
 ہو ہو کر گئیں ادھر میر نقش علی صاحب کی بیوی اپنے نیکے میں قریب کے عزیزوں
 کو نبوت آئین جمعہ کو کوئی پہر بھرون بھی نہ آیا ہوگا کہ ان صاحبوں کی دودلیاں
 میانے پستین آنے لگیں آج کے دن میں نے نکانہ توڑا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بھی
 حکومت کیا کی اور اپنے جو اس خمسہ سے کام لیا کی لڑکیوں پر میں نے اپنا ارادہ
 بالکل نہ ظاہر ہونے دیا مہمان اور گھر کے آدمی ملا کر کوئی تنو سے اوپر تھے ماما
 اسیلوں نوٹدی باندیوں کا ذکر نہیں لڑکیوں نے آج نہایت خوبی سے
 دونوں بڑے والالون میں پر نکلف بچھونا کیا مسرین اور گاؤتین طرف قاعدے
 سے نکائے ہر مند کے آگے ایک اگالان خاصدان صراحی گلاس دودو
 گلدستے رکھے جو آتا گیا اس کے عطر ملا ہا دیا اور سندر پرے جا کر ٹھہرا دیا خاصدان
 کا ڈھکنا تمباکو کی ڈبیا کھول دی آٹھ آدمی شکھے پر مقرر کئے اوٹون پر پھول
 ڈال دئے ہوا کے رُخ پر اگر سوزون اور انگلیٹھیوں میں خوشبو سلگادی بچے زالیوں
 کو باہر کے دالان میں اوچھڑے چھٹانک بیویوں کو اندر بٹھایا شہ نشین میں بھی بچپونا
 تھا لیکن بیچ کا در میرے لئے مخصوص تھا جب آنے والے آچکے تو میں نے
 ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آج آپ صاحبوں کو میں نے خاص اس غرض سے تکلیف دی
 ہے کہ کچھ اپنے دل کے بھید آپ کے سامنے اُن بچوں سے کہوں جو ایک زمانے
 سے میرے ساتھ ہیں اگر یہ بچے قدر کی نگاہ سے انھیں دیکھیں گے تو جو ہرات سے

کہیں زیادہ پائین گئے غبار کے صدف سے یہ بھی ممکن تھا کہ میں آج کے روز
 وجیہ النسا بیگم کو کچھ زیور یا نقد روپیہ دیکر رخصت کروں کیونکہ اب مجھے انکی
 جانی کا زمانہ بہت قریب ہے لیکن روپیہ پسیا ہاتھ کا میل ہے اور یہ بھی خیال
 تھا کہ یہ غیرت دار بچی شاید میری اس ادا سے دل میں ناخوش ہو یا انکی اماں جان
 کو گراں گذرے اس لیے میں نے اُس ارادے کو موقوف کر کے اُسے
 یہ امر تجویز کیا جو نہ اُن کے مزاج اور کنبے کے خلاف ہو نہ روپیہ پیسے کی طرح
 چار روز میں کہیں کا کہیں ہو رہے جس وقت میں تقریر کو شروع کر دینا جس میں
 خاص کر کے خطاب وجیہ النسا بیگم سے ہو گا اور ضمناً دلہا و جہت و غیرہ بھی شریک ہیں۔
 اگر آپ کے بچے روئیں تو اپنی ماماؤں یا میرے گھر کے آدمیوں کو (جو اسی کے لیے
 باہر کے دالان میں معین کیے گئے ہیں) دیدیجیے گا تاکہ وہ بہلا لیں اور میری بات
 سننے میں آپ صاحبوں کو تکلف و تکلیف نہ ہو اگر ایک فقرہ بھی اس کا سننے سے
 رہ گیا تو میری محنت کی پوری داد نہ ملے گی اور مطلب خبط ہو جائے گا جب آپ کا
 دل دوسری طرف ہوا طبیعت ہٹی بچار دیا چار نے اس صدا پر کان لگائے
 دس اُس کا بھیا تاک چہرہ دیکھنے کو مڑے تو پھر کہ پوچھنے لگے چار نے اشارہ کیا لیجیے
 جس سے خاص خطاب تھا اس کا بھی دھیان بٹا چو کنا ہو کر رہ گیا اشارہ دیکھے
 تو گون کے پھرنے پر نظر کرے یا میری سننے محبت اور محنت کی ایک املا ہے میری
 محنت کو اپنی محبت سے را لگان نہ کیجیے گا آپ میں آپ کی اجازت کی منتظر ہوں
 تاکہ اپنا راز دل ظاہر کر دں ان سب باتوں کو میں نے لکھ بھی لیا ہے اگر آپ
 سب صاحب دل لگا کے بنیں اور اس لکھے ہوئے کا غنیمت رجو جو اس وقت

اپنے جوشِ محبت سے مین زیادہ کمون) ملاتے جائیں تو دونوں لطف ہو جائے گا
 بیگم صاحب نے اٹھکر کاغذ میرے ہاتھ سے لے لیا اور قلمدان لیکر بیچ والا ن
 مین جا بیٹھیں سب نے بڑے تپاک اور دلوے سے مجھے اجازت دی اور مین
 شہ نشین کے بیچ والے درمیں جا بیٹھی جن جن بیویوں کا سامنا نہ تھا وہ اندر چلی
 آئیں اور بچوں کو باہر چھوڑا اب ماشاء اللہ والا ن کی رونق ہی اور بگم بسم اللہ
 بسم اللہ کی چو طرف سے آواز میں بلند ہوئیں اور مین نے دوزانو ہو کر آنکھیں
 بند کر کے تاثیر کو رجوع قلب کے ذریعہ سے تکلیف دی اور بعد بسم اللہ و صلوات
 کے یوں شروع کیا کہ ”ہزار ہزار شکر اُس خدا کا جو ہمیں دنیا پر لایا اور نبی برحق
 کی امت گردان کر اشرافیت کا جامہ عطا فرمایا زبان کو دل کا عرض سگی کیا
 اور دل کو بادشاہ کا مرتبہ دیا چشم و گوش کو دیکھنے سننے کی خدایت دی ہاتھ پاؤں
 کو چلنے پھرنے کی طاقت عقل و خرد کو مشیر کا رکھا اور قلب و زبان کو خزانہ دار و دماغ
 کو گنجینہ خیالات بنایا اور تصور و قیاس سے کام لینے کو فرمایا دنیا کی خوبیاں اس
 آدمی میں بھر دیں جہاں بھر کی صفتیں اس کو عطا کیں اس پر بھی اتنا فائدہ کیسے ہو
 کے ذریعے سے اس کی خبر لی ہدایت کے لیے ہادیوں کو روانہ کیا رحمت کے
 بہانے سے کام کیا ہدایت کی وہ راہ نکالی کہ اس کی مٹی آگ میں جلنے سے بچالی
 گو کہ وہ بھی کچھ دے چکا تھا کوئی کسر نہ تھی لیکن بے علمی سے آدمی کو کچھ خبر نہ تھی جب
 علم ہوا تو نیک و بد جاننا چھوٹے بڑے کا مرتبہ پہچانا بچوں میں سوائیکی کے بدی کا
 مادہ ہوتا ہی نہیں اور بڑھکر پیدا ہو جاتا ہے تو دنیا کی ہوا یا صحبت کے اثر یا علم
 کا وقت ٹل جانے یا شیطان کے بہکانے سے جتنے نبی پیمبر مرسل ہدایت کو آئے

مین سمجھون نے رنج پر رنج اٹھائے مین بوڑھے تو تے پڑھانا خدا ہی کپڑھائے مین
 کا کام تھا ورنہ سب کا کام تمام تھا خدا کے دوست حضرت خلیل آگ مین ڈالے گئے
 کلیم خدا وطن سے نکالے گئے حضرت عیسیٰ کو دار پر چڑھایا نوح نے طوفان کا صدر سے
 اٹھایا حضرت یونس کا مچھلی کے تنگ و تاریک پیٹ (چلتے پھرتے قید خانے)
 مین بدن گھل کر بہا حضرت ایوب نے کیا کیا ظلم اٹھائے صبر کیا کچھ منہ سے نہ کہا
 حضرت زکریا کا ذکر دل پر آ رہے چلاتا ہے جناب یحییٰ کا افسانہ پھر بگھلاتا ہے
 ہمارے نبی برحق خدا کے حبیب کا دمنان مبارک شہید ہوا اُن کے بچوں پر ظلم
 شاید ہو حضرت آدم کے زمانے سے آج تک اور آج سے قیامت تک نصیحت
 و فہمائش کا سلسلہ چلا آیا اور چلا جائے گا اگر فیصل معاذ اللہ بڑا ہوتا یا نہ سننے اور نہ
 ماننے کا خیال کیا جاتا تو کاہے کو ہزاروں نبی خدا کی طرف سے آتے اور اپنی اپنی
 امتوں کو سمجھاتے حجت خاتم ہوئی شرط بلاغ تمام مانا اچھے رہے انجام بخیر ہوا
 جنت پائی نہیں اپنے پانون مین کلھاٹھی ماری دوزخ کی جاگیر ہاتھ آئی کمنے
 والے کو حق کا چھپنا نا حرام ہے اور جانے والے کو راہ بتانا واجب سمجھی قسم کا خشک
 و تر قرآن مجید مین موجود ہے عمل کرو گے پھل پاؤ گے ترک کرو گے پھٹاؤ گے یہ بھی
 راہ منزل مقصد پر پہنچاتی ہے غولون کی ہمارا ہی اونچ نیچ مین ٹھوکر مین کھلاتی ہے
 کوئی عاقبت مین کسی کے کام نہیں آتا یہ اک مشہور بات ہے لیکن جب غور سے اس پر
 نظر کی جائے تو بالکل دہائیت ہے فرض کیجیے کہ ایک شخص مین طرح طرح کی برائیاں
 اتفاقات سے جمع ہو گئیں نہ گناہ سے پاک تھا نہ روز جزا کا اندیشہ و غل فصل سے
 کھاتا تھا حرام کا لقمہ کھاتا تھا دوسرے نے سمجھاتے سمجھاتے اُس کی سب بُری غلطیاں

چھڑائیں نیک راہ میں دکھائیں ڈرایا دھمکایا نشیب و فراز سمجھایا خود تکلیف اٹھائی
اُس سے توبہ کرائی نیک بندوں میں داخل ہوا جنت کے قابل ہوا کیا اب بھی
کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ ناصح عاقبت میں اُس کے کام نہیں آیا اور اس کا بگڑا ہوا
انجام نہیں بنایا دنیا میں کسی کا کسی کو سمجھانا نہ اپنے فائدے اور ناموری کے لیے
ہے بلکہ دوسرے کے نفع اور بہتری کے لیے دنیا ہی مقام امتحان ہے سونے
کی کوٹی پتھری ہے اور آدمی کی کوٹی دنیا جو کھرا اور پورا اُترا بازار حشر میں
پہلے اسی کا سودا ہوا جو کھوٹا تھا جہنم کی آگ میں تپایا گیا جب ہم کو اُتنا بڑا بیش بہا
وقت اس کی سرکار سے عطا ہوا ہے جس کا ایک پل سبقتِ اعلیم کا خراجِ دیکر
نہیں مل سکتا کتنے بڑے افسوس کی جگہ ہے کہ ہم اُس کو بڑے کاموں یا افضل
باتوں میں گنوا دیں جو کرنا ہے اسی دنیا میں جو ہونا ہے اسی میں نصیحت ہے
تو ہمیں تک اور اس پر عمل ہے تو اسی دنیا تک نہ مرے پر کوئی کسی کو سمجھا سکتا
ہے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے پس اس وقت کی قدر آپ پر فرض ہے اور ہم پر
واجب اتفاق سے آج کی صحبت ہے نہیں معلوم زمانہ کیا رنگ دکھائے اور
انقلاب کیا گل کھلائے اس کو غنیمت جانئے اور مجھے اپنا اک دن بچھڑنے والا
دوست سمجھ کر میری باتوں کو گرہ میں باندھیں شاید پھر ایسا دسویں ہمارے دل
قدرِ نعمت بعد زوال تو بھی کرتے ہیں آپ اپنی عقل و تیز دانا ئی اور قدر و دانائی
سے جیتے جی میری باتوں کی قدر کیجیے نعمت تو میں آپ کو نہیں کہہ سکتی کیونکہ اپنے
منہ میان مٹھو بننا ہے ہاں وہ کلمات حق ضرور اک قسم کی نعمت ہیں جو اس وقت
میری زبان سے نکل رہے ہیں۔ وجہ النساتم نے سنا کہ میں نے کیا کہا میری بہاری

وحشیں تمھیں اور میری چارون بہنوں کو خداوند عالم نیک تو فیق دے اور تمھارا
 تھوڑا سا علم بڑے بڑے کام دکھائے اور کام آئے دیکھو وہ وقت بہت قریب
 ہے کہ خدا کے حکم سے ایک نیا بادشاہ تم پر فوج کشی کرے اور تم اُس کے پنجے
 میں گرفتار ہو کر سسرال کے مضبوط قلعے کی چار دیواری میں جاؤ گودہ جلگئی ہونے
 کی وجہ سے پہلے تمھیں بہت کچھ تنگ و دل بستہ کرے گی وہی حال ہو گا جو نئے
 پکڑے جانور کا پنجرے میں ہوتا ہے روح پھڑکے گی اور دم گھبرائے گا چار طرف
 سے لوگ گھیرے ہوں گے لیکن عورت آشناؤں میں ایک نہ ہو گا دعویٰ عزیز ہوا
 کا کریں گے لیکن ہوں گے سب غیر بظاہر محبت سے چمکا چمکا کر کے باتیں کریں گے
 لیکن نگاہیں سب کی عیب جو ہوں گی کوئی تمھارے قدر کی مذمت کرے گا
 کوئی صورت پر نام دھرے گا کوئی ایک ایک خال پر نکتہ چینی کرے گا
 کوئی چوٹی دیکھ کر پھبتی کہے گا کوئی کہے گا ہے بے ماتھا بہت چھوٹا اور تنگ
 ہے کوئی کہے گا ناک سوتوان نہیں کوئی دانٹوں کی تیسری دیکھ کر بوٹ لٹکائے گا
 کوئی پیٹھ کے کُتب پر الزام دے گا ایک گھونگھٹ کو گھوڑے کی اندھیاری
 کہے گا ایک بات نہ کرنے پر گونگی کا خطاب دے گا تم ہرگز ہرگز برائے ماننا نہ ان
 چیزوں میں سے کوئی چیز تمھاری بنائی ہوئی ہے نہ تمھارے ہاتھ کا کوئی کام ہے
 گھونگھٹ ہو یا پیٹھ کا کُتب دو روز کے لیے عاریتی ہے رہی اور چیزیں وہ
 خدا کی بنائی ہیں وہ خود سمجھیں گے اور اصل مطلب پر پہنچیں گے اپنے منہ
 پر آپ تھپڑ ماریں گے تو بہ کریں گے اگر بندے ہو کر خدا پر نام دھریں گے خود
 ہی چار غیر زون کے ذریعے سے بدنام ہوں گے ہاں اس کی ضرورت فکر کرنا تمھاری

سیرت خصلت طبیعت عادت پر نہ کوئی عیب لگائے نہ بُرا بتائے جو بات ہو اعتبارِ ال سے جو کام ہو سمجھداری سے تمہیں اُن لوگوں سے دل ملانے اور ایک ہو جانے کی سخت ضرورت ہوگی اور ایک ایک میل میل اجنبیت کے باعث یا دھننا پے کے سبب سے بہت دشوار ہوگا کیونکہ نہ تم اُن کے مزاجوں سے واقف نہ عادتوں سے نہ طبیعتوں سے نہ خصلتوں سے تمہاری اور راہ اُنکی اور راہ تمہیں چاہیے کہ مایوں مٹھنے کے دن سے یہ قصد کرو کہ ہم جو تھے وہ نہیں رہے اچھے مین تو غیروں کی اطاعت کے لیے اور بُرے مین تو اپنوں کی شتمات کے لیے وہ کام کیوں کریں جو انجان نام و دھرمین بد خصلت کے لیے الزام ہے اور سعادت مند کے واسطے دعا نہ تم نفس کو اپنا نفس سمجھنا اور نہ مزاج کو مزاج جب تم ساری سلی کسی کی کنیزی یا اختیار مین دے ڈالی گئیں تو نفس و مزاج کمان رہے دل ہزار کہے اس کا کہنا نہ کرنا شیخی۔ غرور۔ مزاج داری آن بان غصہ شوخی ان مین سے ایک کو منہ نہ لگانا بلکہ عاجزی خاکساری بردباری تحمل خلق قناعت کے جوہر دکھانا جھک کے چلنا جھک کے ملنا بڑا بول قاضی کا پیادہ بڑی بات آبرو کی دشمن بڑا تو الہ خلق کا دربان ہے جب تم اپنے نفس کو دوسرے کا یا بنا کر دو گئی وہ خود تم سے کام لینا چھوڑ دیکھا جب تم اپنا دل اور کے ہاتھ مین دے دو گئی وہ آپ تم پر حکومت نہ کرے گا میان اور ساس نندوں کا اپنا کر لیکھا و شوار ہے ذرا سی توجہ و رکار ہے عقل سے کوئی مشکل بڑی نہیں خردمند کی خالی کوئی گھڑی نہیں سب سے بڑھکر بڑی بات یا مشکل اور کمٹھن یہ ہے کہ رفتہ رفتہ بڑے بڑے زور لگانے اور مکلفین اٹھانے

کے بے تحسین اپنے میان کے ساتھ ایک محبت ہوگی خبردار زہار اس محبت کو
 حد سے نہ بڑھنے دینا یہی محبت جب مقام معین سے بڑھ جاتی ہے تو بہت
 بُرے بُرے رنگ دکھاتی ہے محبت دریا کی طرح بڑھتی اور دل اندھی کی طرح
 آتا ہے جس سے انسان گھبرا جاتا ہے دیکھو اس وقت بہت سنبھلنا بس اتنی
 محبت کافی ہے کہ اپنی ذات سے اُن کو تکلیف یا رنج نہ پہنچے کوئی کام یا
 بات خلاف مزاج نہ گزرے یہی محبت بڑھ کر تمھاری دشمن ہو جائے گی
 رات رات بھرجی جلائے گی نیند اڑائے گی تم چاہو گی کہ وہ سانے سے دم بھر
 اوچھل نہ ہوں اور وہ مرد ذات کماؤ پوت کبھی گھر میں کبھی سفر میں کبھی پشمر میں
 میں کبھی یار دوستوں کی لٹ بھر میں اُن کی آزادی لہری بنانا بنائے لئے
 پھرتی ہے تمھاری پر وہ نشینی تمھیں قید و بند کئے ٹیھی ہے طرح طرح کے وہم جو
 بی محبت کے چیلے چاڑ میں چو طرفہ سے گھیر لیتے ہیں دیوانی باؤلی بنا دیتے
 میں کوئی بات اچھی کوئی خیال نیک دل میں گزرنے ہی نہیں دیتے جسے خیال
 آتے ہیں بُرے جس قدر منسوبے بندھتے ہیں غلط جہان تک گمان ہوتے ہیں فاسد
 رفتہ رفتہ یہی وہم مرض لا علاج ہو جاتا ہے خفقان اور اختلاج ہو جاتا ہے آگے بڑھ
 کے جنون ہے یا لٹو لیا ہے پھر دیوانگی ہے سودا ہے وہ بات کیوں کرو جو وہم کو راہ ملے
 اور سڑی سلطان ہونے کی نوبت پہنچے اُن کا خیال رکھنا مگر اعتدال کے ساتھ
 محبت کرنا مگر دیکھ بھال کے ساتھ جو کہیں وہ کرو یا جو دین وہ لے لینا انھیں
 خوش کر کے خوش رہنا انھیں رنج نہ دینا خود غم سہنا تھوڑی شے پر قناعت اچھی
 جو بے مانگے ہاتھ آئے بہت سی چیز دو کھوڑی کی جس کے لیے ہاتھ پھیلا یا جائے کھوپے

پیسے کو بے اجازت ہاتھ نہ لگانا گنتے پاتے پر رحمائی بکر جی نہ دوڑانا نہ اُن کے بلے
 آنے سے کام نہ دیر کرنے پر الزام کسی بات کا دل میں گھولوانہ ڈالنا زبان سے
 خلاف شان کوئی کلمہ نہ نکالنا بات کی گتھی دل کو الجھا دیتی ہے زبان بڑھکر رتبہ
 گھٹا دیتی ہے شکوے شکایت سے دل پھر جاتا ہے زبان لڑانے سے آدمی نگاہین
 سے گر جاتا ہے غصہ آتے ہاتھی گھوڑے تو لگتے نہیں ذرا میں آتا ہے اور برسوں کی
 بنی بنائی بات بگاڑ جاتا ہے اس کو تھامنے والا کوئی نہیں مگر رحم جو عقل بھیج کر
 اسی وقت بلا لیا جاسکتا ہے اس سے غصہ یوں بھاگتا ہے جیسے آگ سے
 تیر یا شیر سے آدمی تم غصہ کو آنے ہی نہ دینا اُس کی یہ تدبیر ہے کہ نہ رحم کی جگہ
 خالی کرو گے نہ غصہ آئے گا جس طرح اکیلے مکان میں ہوا کا گدڑ رہو جاتا ہے
 یہی حال غصے کا بھی ہے دل ہر شخص کا رقیق ہے اور مرد کے بہ نسبت عورت
 کا زیادہ پھر کیا ستم ہے کہ دل تو رقیق ہوا اور رقت قلب کے لیے رحم لازم بیان اس کے
 برعکس معاملہ ہو غصے کی حالت بدلتے ہی اور غیظ و غضب کم ہوتے ہی عرق شرم
 کی طعنائی ہو جاتی ہے خطا کی براست او کے آنسو رواتی ہے اور عینوں آنکھ
 چار نہیں کی جاتی جہنم النساء تمہیں جتنا رونا ہو خوف خدا میں رونا اور جتنا ہنسنا ہو
 اپنے میان کی باتوں پر ہنسنا طاعت سے خدا خوش ہوتا ہے اطاعت سے شوہر عادت
 کے یہی معنی نہیں کہ کبھی کبھار پان بنادیا کھانا پکا کر کھلا دیا پیٹھا اُدھڑا سی دیامزاج
 کا حال پوچھ لیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ ہر حالت میں اس کی خوشی کی پابندی کی اپنے
 لیے آپ بنا بندھی کی ایک پالون اشارے پر اٹھایا دوسرا قدم رضی پر رکھا
 چاہے اپنے اوپر شاق گذرے چاہے گران شکل امر ہو کہ آسان وجہیہ النساء یکم یہ

وہی جگہ ہے کہ بے اجازت جہان سے نکلنا نہ ملے گا تا مگر قید کا نہ ہوگا مگر قید ہوگی جس کا دل زخمی ہوتا ہے وہ صید ہوگی سارے گھر پر اختیار اور پھر مجبوری پوری انکاب اور پھر ادھوری خدمت کروگی اختیار پاؤگی حکومت کروگی نگاہ سے گرجاؤگی نیابتاً حکومت ہوگی اور اصالاً خدمت دم مارنے کا وقت نہ ملیگا سانس لی اور بے صبری کا خطاب رکھا ہوا ہے ذرا ملین اور جہنم کا جیتے جی عذاب موجود الٹی سیدھی نکر سیدھی رہنا کبھی بات بڑھکر نہ کہنا اپنے کام سے کام اچھا نہ دو کہ اچھا نہ الزام اچھا ہر شخص کے کان میں شیطان پھونک گیا ہے کہ ہم ایسے اور ہم ویسے بوجھ بھاریں مدوشا ہی پیسے اگر اسی گردہ میں کی تم بھی ایک ہو مگر تو بہت بڑی نیک ہو مگر تو بہت شیطان کی پیرو اس کے کہنے پر چلنے والی احمق سے بھری عقل سے خالی میری بہن تم نہ عقل پر ناز کرنا نہ نہر پر افتخار خدا نے پاک نے ایک پر دوسرے کو تفصیلت دی ہے ایک سے ایک کی اچھی خلقت کی ہے جن ہے تو زوال ہے کمال ہے تو زوال پھول ہوں یا خار خاک میں ملنے کو آئے ہیں چند روزہ زندگی لائے ہیں جب بستی خود ہے وار ہے تو ہمارا تمھارا کیا اعتبار جب سراسی کی بے بنیاد عمارت ہے تو مسافروں کے قیام کی کونسی صورت عالم کو بات بات پر تغیر ہے انقلاب اپنا رنگ دکھانا ہے وقت جا کر پھر ہاتھ نہیں آتا اگر تم قارون کا خزانہ اٹھاؤ سر سے زمین کھودو زمین آسمان کے قلابے ملاؤ تو کبھی بچنے کا زمانہ بے فکری کا وقت رہا و شاہی کا عالم اب نہیں مل سکتا صبح دوپہر کو نہیں آسکتی اور دوپہر شام کو اپنی صورت نہیں دکھا سکتی آج کا سادہ پھر نہ ملیگا اور نہ پھر یہ نیک وقت ہاتھ آئے گا خدا کے

کرم سے ہم تم ہم ہیں آپس کی چار صورتیں جمع ہیں جس میں بعض پر گزری ہوئی
یہ باتیں ہیں اور بعض پر آنے والی جن پر گزر چکیں وہ اب امتیاط فرمائیے جن پر
آنے والی ہیں وہ اپنے دلوں پر لکھتی جائیں دنیا میں آنا عبادت کے لیے ہے
عبادت ایک قسم کی اطاعت کا نام ہے جس میں رکوع سجود و قعود و
قیام ہے یہ عبادت خدا سے بے نیاز نے محض اپنی ذات پاک کے لیے
مقرر فرمائی ہے جو خلق خدا کرتی آئی ہے اب خیال کرو کہ دنیا میں آنے کا کونسا
زمانہ ہے؟ وہی بچپنا جس میں بادشاہی کے خطاب اور بنیکری کے نام
سے موسوم کر چکی ہوں اگر اس بنیکری کے زمانے اور بادشاہی کے وقت
میں آنکھ کھولنے اور زبان چلنے کے ساتھ ہی کوئی امر واجب ہے تو وہ اطاعت
ہے اور کس کی اطاعت ہے؟ اپنے مان باپ کی پھر کب تک؟ جب
اُن کے سایہ سے دوسرے گھر کی دھوپ میں جاؤ وہاں شوہر کی اطاعت
کا زمانہ ہے اور اس کے قریبوں تلے آنکھیں بچھانا یہ سرے ہی سے بندگی
و فرمانبرداری کا لگا اس لیے لگادیا ہے کہ انسان جو کہ اطاعت و بندگی ہو کر
اطاعت مجازی سے اطاعت حقیقی بجالائے اور جس لیے پیدا ہوا ہے
وہ کام انجام کو پہنچائے یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کی عادت ڈالو وہ پڑتی
ہے اس لیے یہ طریقہ اطاعت مقرر ہوا کہ طاعت خدا کی کسی ہی سے عادت
پڑے اور تسلیم و خاکساری کی خصلت ہو المختصر جو بات تم نے اپنے مان باپ کے
گھر سے میرے مکان (مکتب) تک جاری رکھی ہے اس پر لحاظ رکھنا کہ
گھر میں جا کر بھول نہ جانا عقل و فراست کا مشا تو یہ ہے کہ وہاں اس جوہر دار

چیز کو زیادہ کام میں لاؤ نہ یہ کہ اس کے برعکس شیخی اور برابری کی وجہ میں ہیوقت
 کا راگ گاؤ وجیہ انسا بیگم واجب الاطاعت شوہر کے نہال قدکی دوست جانی
 بنکر پھولوں کی سچ پر آرام کرنا سرکشی و نخوت سے گل رخ کی دشمنی میں کانٹوں پر
 لوٹ لوٹ کر اپنی نیند نہ حرام کرنا وہم کا لہلہاتا ہوا باغِ سبز تم سے طح طرح
 کے پھول چنے کو کسے کا تم انھیں ہاتھ نہ لگانا نگاہ بھر کر نہ دیکھنا ورنہ کانٹوں میں
 الجھ جاؤ گی اور تمام عمر بچپتاؤ گی مرد میں ایک قوت زیادہ ہے جو اس کی مردی
 کے لیے ضروری تھی جس سے شجاعت مراد ہے اگر وہی قوت کبھی تھوری کے
 لباس میں جلوہ گر ہو جائے اور اُسے تمھارے مقابلے پر لائے خبردار اس وقت آنکھ
 نہ ملاتا سامنے سے ٹل جانا اگر تم ناز برداری کی خوگر اور اپنا کما کرنے کی عادی ہو
 تو جس دن تمھیں زرد کپڑے پہنائے جائیں تم اس جوڑے کو بھی اتار ڈالنا اور اُس
 کے بدلے اطاعت خدمت محبت قناعت غیرت مروّت محبت سات پارچہ
 کا خلعت اپنے لیے عقل کے ہاتھوں نکالنا جس مقام پر مایوں مٹھو گی اکثر وہاں
 کوئی نہ ہوگا اُس تنہائی میں اپنی بھلائی کی دعا کرنا خدا سے التجا کرنا دنیا ہی کے
 نیک کاموں سے عاقبت بھی بچھڑتی ہے زہنہار اس خلوت کدرہ میں دوسو سو کو
 نہ آنے دینا ورنہ انھیں کے ساتھ ساتھ شیطان بھی چلا آئے گا اور کام بگاڑ جائیگا
 تمھیں اکیلے پا کر وہم و دوسو اس بہت کچھ محبت جتانیں گے گھوم گھوم کر آئیں گے
 تم سمجھو گی محبت سے آتے ہیں میرا دل بہلاتے ہیں وہ عداوت ہے محبت نہیں
 خبردار اُن کے کسے پر نہ آنا میرا کہنا نہ بھلانا وجیہ انسا میں تم سے خوش ہوں مگر
 میری خوشی سے کچھ مطلب نہ نکلے گا دین و دنیا کا کام میان کی خوشی سے چلے گا

میری بھی خوشی اسی وقت کمال کو پہنچے گی جب تمہاری سب سے اہم بات تم سے خوش ہونگے وجہ النسا خیال کرو کہ ایک زمانہ تمہارے بچنے کا تھا ایک وہ وقت تھا جس میں تمہارے ماں باپ نے تمہیں نام رکھا ایک یہ وقت ہے کہ جو ہے تمہیں محبت کی نظر سے دیکھتا ہے جس طرح وہ دونوں وقت گزر گئے اس کی بھی عمر تمام ہے اب تم اپنے ان سب خوش ہونے والوں میں سے نئی جگہ جاؤ گی پھر اُس جگہ سے سر سے تمہارے لیے وہ رکھا ہوا ہے جو کمسنی میں ملتا تھا فرق اتنا ہے کہ وہ ماں باپ کا عطیہ تھا یہ غیر دن کا تحفہ سمجھو اور عقل سے کام لینا تم بخوبی جانتی ہو کچھ ادب تین برس ہمارا تمہارا ساتھ رہا نظام ہر تم میں کس نہیں اچھی اور بہت اچھی ہو اگر پیٹ میں کچھ اور گن نہ بھرے ہوں ان سب کی آزمائش دوسرے گھر جانے پر موقوف ہے جس کا سامان بہت جلد ہونے والا ہے ہمیں الزام ہے بچانا برا نہ کہو انا تمہیں ہم سے جتنی محبت ہے اس سے زیادہ میں تم سے الفت ہے ہم نے تو اپنی دوستی اور آج ختم کر دی کل کے دن تمہاری محبت دیکھنا ہے دیکھیے تم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی ہو یا تو تمہیں آفرین کا دھواں خلعت آیا یا طوق لعنت دونوں میں جو چیز آئی گی ہم پر تمہارے برتاؤ کی حالت کھل جائے گی یا اپنے ساتھ تم نے ہماری بھی قلمی کھلوائی آبروسی شے گنوائی یا لڑی جھیل کر دھائی چھولی جو ہر کھلے عزت بچائی بچون کے پالنے اور اٹھان اٹھانے کا طریقہ بھی ہمیں معلوم ہے ابتدائی تعلیم کی چار طرف دھوم ہے کسی کا دل ہاتھ میں لینا مشکل ہے مگر عقل کے ذریعے آسان ہے اُس سے مشتق انسان ہے جب خود رانی

اور کشتی ہامی اور زبان درازی سے بچ کر چلو گی اپنی خواہش پر اور کی خوشی مقام کرو گی دوسرے کا دل ہاتھ میں آجائے گا تمھاری گرہ سے کیا جائے گا نفس کشی سے آدمی صاحب تاثیر ہو جاتا ہے جس طرح پارہ کشتہ ہو کر اکیس ہو جاتا ہے جو بات خلاف شرع ہے وہ بیجا ہے جس ناموری میں گناہ ہو وہ نازیبا ہے ہرگز ہرگز تم ایسا حوصلہ نہ کرنا جس کا قول و قرار ہو چکا ہے دلیل بھر میں زبان حلال ہے اس کا خیال رہے نشیب و فراز کی جانچ پر تال رہے بچوں کی محبت کی بھی ایک مقام تک حد ہے اُس سے زیادہ کی تین سند ہے دیکھو اس محبت کو عقل کے زور سے روکنا بڑھے تو ٹوٹنا خواہ میان کے ساتھ ہو یا بچوں کے ساتھ اپنی بات اپنے ہاتھ اسی محبت میں جی کا زیان ہے اور خون جل کر کا نقصان زبان شیریں بادشاہت کا مزا دکھاتی ہے چھوٹوں بڑوں کو بندہ بناتی ہے اپنے فائدے کا وہیں تاک خیال اچھا ہے کہ دوسرے کا نقصان نہ ہو دنیا عالم اسباب ہے کبھی رنج کے سبب پیدا ہو جاتے ہیں سبھی خوشی کے سامان نظر آتے ہیں نہ ان پر خدا کا بھولنا نہ ان پر بھولنا ادب و تہذیب رحم و خلق کو اربعہ عناصر بنانا اپنے مرتبہ کی چو حدی کے باہر نہ جانا خانہ دل کی صفائی میں آنکھوں سے کام لینا پلکوں سے جھاڑو دینا رکھنا و سے کام رکھنا کسی کو بڑا کہنا نہ نام رکھنا کہنا پاتا گو زینت کا سبب ہے مگر اتر اجاتا بڑا ہے تقویٰ طہارت زہد و تقدس کا زیور ہی دوسرا ہے دل خانہ خدا مشہور ہے اس کا ادب ضرور ہے جب کسی کے دل میں گھر بنانا پھر اُسے نہ ستانا پاک صاف دل کو یوں خدا عزت سے دیکھتا ہے جس طرح کوئی اپنا گھر محبت سے دیکھتا ہے دشمن اچھی بات ملے

اس پر عمل کرتا تاغم فردا سے رنگار ہو دوست بری بات کو کسے اُس پر نہ چلتا کہ خدا کی گنہگار ہو کمال میں چودھویں رات کا چاند ہونا مگر بہت اونچی ہولناچی بات نہ کھونا پہلی رات کے چاند کی طرح ایسی شہرت نہ چاہنا کہ لوگ اُنکلیان اٹھائیں کسی کے درپے سے اُلٹی چال نہ چلنا کہ بڑھتے ہوئے رتبے گھٹ جائیں اپنا عیب اور کے عیب کی طرح ٹوٹنا کسی کے سہر پر اپنے سہرون کے جوہر نہ کھلنا نہ گپ چپ کے لڑو کھانا نہ بڑھ بڑھ کر زبان لڑانا سہر پر ناز نہ کرنا پرہیز سے احتراز نہ کرنا و در چلنے سے آدمی گرتا ہے بہت باتوں سے سر بھرتا ہے بناؤ سنگار شوہر کو دکھانا پنچھاوا اور روید اچھا رکھنا آپے سے نہ گذر جانا خیرت و حیا کو سیلیان بنانا بے غیرتی کی ایک بات نہ ماننا دل بغلی گھونسا ہے آنکھ ایک طرح کی دشمن ہے روپیہ پیسہ سانپ کا من خدا کے خوف کو دل سے نکلنے نہ دینا کہ اکیلا یا کر کوئی بُری حسرت آجائے آنکھ کو جھکائے رہنا کہ اونچی ہو کر کوئی فتنہ نہ اٹھائے طبیعت کو بدلنے سے بچانا اور جوانی کی دیگ کو اُبلنے سے خیر سے عافیت بخیر بے یہان کی قید پر وہان کی سیر بے نیکی ہی سے انجام بخیر ہوتا ہے اپنا اور دوست دشمن غیر ہوتا ہے نیکی ساتھ جاتی ہے نیکی بیڑا پار لگاتی ہے دنیا مزرعہ آخرت ہے اچھے اچھے بیج بوجا نا عمہ عمہ پٹر لگانا آج ریاضت کر جاؤ گی کل اس کا پھل پاؤ گی بھوت پریت سے نہ ڈرنا غصے کے بھوت سے گریز کرنا اکیلے گھر میں رہنے کا ارادہ نہ کرنا طبیعت کی بُرائی کھل جائے گی اور طرح طرح کی وقت پیش آئے گی اکیلا نہ رہنا بھلا نہ ہنستا بھلا مشہور ہے گھر کو پہلے سے قبر بنانا کیا ضرور ہے میان کو ابھار کر ساس سے جدا نہ کرنا آتمہ

کی آنچ کو نہ بھڑکانا لڑکوں کو اپنے ساتھ خود سونے نہ دینا لڑکیوں کو باپ سے مانوس نہ ہونے دینا نماز میں میان کے سامنے نہ جانا آواز نہ سنانا صورت نہ دکھانا وجیہ النسا میری باتیں گرہ میں باندھو اور ان پر عمل کرنے کا خاے پاک سے عہد کر دو ہی تمھارے ارادے کو پورا کرے گا وہی تم کو توفیق نیک دیگا اب میں وہ مناجات پڑھتی ہوں (جو زمانے بھر کی لڑکیوں بالیوں بچھڑنے والیوں کی طرف سے نیا بتائیں نے کہی ہے) جس کا تمھیں بھی وظیفہ کنا واجب ہے اور ہر شعر پر آئین کنا نہایت مناسب۔

مناجات

کہ ہے تو سمیع و بصیر و رحیم
کہ ہے سب طرح کا تجھے اختیار
نہ سر پر حماقت سے الزام لین
کہ اپنوں کو شادی ہو دیکھیں اگر
گنوا کر یہ موتی سی شے رد نہ دین
عسل تلخ کامی کا چاٹنا کریں
جو مل جائے اس پر قناعت ہو بس
یہ گھر صاف ہو ہو کے دکھلائے سیر
خیال اپنی وسعت دکھانے نہ پائیں
پھرے سر نہ لین سول سوداے خام

ہمیں نیک توفیق دے اے کریم
بنا ہم غریبوں کا انجسام کار
تری دی ہوئی عقل سے کاملین
کریں یوں مصیبت میں خوش خوش رہ
تری دی ہوئی آبرو دکھو نہ دین
شجر غم کے تنہا تنہا کریں
برے سمجھیں حرص و ہوا دہوس
نہ دل میں باری ہو نہ کینہ نہ بیر
تصور برے دل میں آنے نہ پائیں
نہ ہو وہم و دوسا اس سے ہم کو کام

طبیعت کا نقشہ بدلنے نہ دین
 نہ شیطان کو ہم دل پہ دین دسترس
 صفا یوں رکھیں شیشہ دل کو ہم
 کہ دورت سے آئے نہ اس پر غبار
 کرین کبر و نخوت نہ ہم بھول کر
 نہ چوری چھپے لینے کی ہوئے خو
 کوئی حرف شکوہ زبان پر نہ آئے
 صد ابرکین بد زبانی کو ہم
 زبان کے لڑانے کی عادت نہو
 جہان کی بلاؤں پہ صابر رہیں
 بلا سمجھیں اہل دلا کے لیے
 بُری بات کرنے سے نفرت رہے
 نہ غصے میں ہو تلخ گوئی شعار
 ترمی یاد سے ہم نہ غافل رہیں
 کبھی روئیں ہم تو ترے ڈر سے روئیں
 جلانے اگر آتش رنج و غم
 کسی طرح کا ہو جلا پا اگر
 جو ہو مرگ اولاد سے دل میں داغ
 نہ بھولیں تجھے بال بچوں میں ہم

درا نفس کا زور چلنے نہ دین
 نہ الجھن سے دل کو بتائیں قفس
 کہ ساغریہ ہو غیرتِ جامِ جم
 کہ بھر جائے یہ جامِ اعجوبہ کار
 نہ بیٹھیں کسی رنج میں پھول کر
 نہ چھوٹے بڑوں سے ہوں ہم دودھ
 کوئی لفظ بیجا زبان پر نہ آئے
 سمجھ لیں بُرائی ترائی کو ہم
 کبھی حد سے بڑھنے کی جرأت نہو
 فلک کی جفاؤں پہ شاکر رہیں
 جفا جانیں اہل وفا کے لیے
 زبان میں ہمیشہ حلاوت رہے
 رہے نرمی و آشتی پر مدار
 عبادت پہ ہر وقت مائل رہیں
 ہمیں گرتو آپے سے باہر نہ ہوئیں
 کرین یاد نارِ جہنم کو ہم
 تو ہونے نہ دے عقل دل پر اثر
 تو سمجھیں جلا تیرے گھر میں چراغ
 ہوں مشہور کہنے کے سچوں میں ہم

نہ چھوڑیں کبھی تیرا روزہ نماز
 نہ دین فکر اولاد میں غم کو طول
 نہ پیسے کے ہونے کی پہ پیٹ چائیں
 سوال و طلب اپنا شیوہ نہ ہو
 سمجھ لیں تجھے ضامن رزق جب
 نہ تر لقمے تو ہم کو ذلت کے دے
 کرین ترک باطل رہے حق سے کام
 حیا آنکھ میں سرے کی جا رہے
 وہ روز جزا کا ہو کھٹکا لگا
 کسی سے برائی کی عادت نہ ہو
 گنہ کوئی چھوٹا بھی سرزد نہ ہو
 نہ طوفان جوڑیں نہ غیبت کریں
 ہم اک طرح کے پیچھے آگے رہیں
 ملیں جس سے کہنے میں دل سلین
 ہو بیٹیوں میں وہ روشن ہونا م
 کچھ اس طرح حق بات کہہ جائیں ہم
 ہمارے کہے کے اثر کم نہ ہوں
 نہ ہوں ہم ہمارے طریقے رہیں
 اطاعت کے انداز سکھلا کے جائیں

رکھیں گرمی حشر سے دل گداز
 نہ جائیں تجھے اُن کے ماتم میں بھول
 نہ بیکار کی فکر میں تن گلا یں
 غذا استنجا ہوئے میوہ نہ ہو
 تو کیوں ہم کسی سے کرین کچھ طلب
 چنے دے مگر ساتھ عزت کے دے
 عطا کر تمیز حلال و حرام
 نظر میں گنہ کا فیتجا رہے
 کرین آئے دن جس سے ہم رت جگا
 ہر اک نیک خو ہو پڑی لت نہو
 بلا ہم نہ ہوں گو بلا رو نہو
 نہ ہم مفتری ہوں نہ تہمت کریں
 بدی رونے سے دور بھاگے رہیں
 چنیں غیر باتوں میں وہ گل کھلیں
 کہ شرائے گردون پہ ماہ تمام
 کہ مر کر بھی دنیا میں رہ جائیں ہم
 یہ باتیں جہان میں رہیں ہم نہوں
 سب اس طرز کا ہم کو موجد کہیں
 ہم اس طرح گھر کر کے دکھلا کے جائیں

کمین آف نہ مان باپ کے جبر پر
 دل و جان سے حق اُن کا جاننا کریں
 نہ شک لائیں احکام قرآن میں
 یاد اہو کے جب دوسرے گھر میں جائیں
 کریں شوہر و ن کا نہ ہم حق تلف
 نہ بے پوچھے اُن کے قدم اُلٹھائیں
 بچائے رہیں اُن کی عزت کو ہم
 نہ دین ہاتھ سے اپنی عزت کبھی
 نہ نامحرموں پر کریں اک نگاہ
 سدا نقد عصمت بچائے رہیں
 چلیں اُن کی مرضی پہ پیل و نہار
 کریں اُن کو ایون اپنا مختار ہم
 ہوں دل سے ہماری وہ باتیں پسند
 بگڑ کر زبان کو بگڑنے نہ دین
 نہ تردد امنی سے ہو چشم اپنی نم
 جو اولاد ہو صالح و نیک ہو
 نہوں چھپ کے بھی جرم پر ہم دلیر
 بجا لایق آنکھوں سے ہم اُن کے کام
 مروت نگاہ کی نگہبان ہو

صلہ نیک لین نبھے اس صبر پر
 ترے بعد بس اُن کو مانا کریں
 نہ فرق آئے ہم سب کے ایمان میں
 سلیقے سے سو گھر دون میں بنائیں
 اطاعت سے ہو اُن کی اپنا شرف
 نہ بے حکم مان باپ کے گھر میں جائیں
 لٹائیں نہ اُن سب کی دولت کو ہم
 دھٹائی سے بلین نہ ہم مرت کبھی
 نہ ہم دین و دنیا میں ہوں رو سیاہ
 کلجے سے یہ شے لگائے رہیں
 نہ نکلے زبان سے ”نہیں“ زینہار
 کہ مانک وہ ہوں اور نکو ابرہم
 کہ منہ دکھیتی ہی رہیں ساس نہ
 اُلجھ کر گرہ دل میں پڑنے نہ دین
 نہ سوکھے لہو خوف سے دہم
 نہ دو چار دس پانچ ہوں ایک ہو
 رہیں فقر و فاقے میں نیت کے سیر
 نظر اُن کے رخ پر رہے صبح و شام
 حجاب ایسی آنکھوں کا دربان ہو

کرین ان سے جب بات نہسکر کرین
 وفاداریوں کے دکھائیں چلن
 نہ بگڑیں نہ روٹھیں نہ غصہ دکھائیں
 رکھیں سوکھے ٹکڑوں پہ بھی تزیان
 ادب سے جھکائے زمین اپنے سر
 خوشی سے کرین گھر کے سب کام کاج
 اگر دل کچھ اپنی نزاکت دکھائیں
 ہر اک دان کی ایدہ اوراحت ہمیں
 چنے انکی محنت کے خوش ہو کے کھائیں
 ہر اک راز شوہر پہ دین اپنی جان
 عزیزان سے کپڑا نہ گنا کرین
 مصیبت رہے یا فراغت رہے
 ہزار آفتیں جھیل کر جائیں ہم
 سدا نفس کو اپنے مارا کرین
 جواب اُسکو دین تنہیکے حسب الطلب
 نہ فرمایشوں کی ہو عادت ہمیں
 نہ صورت نہ سیرت پہ ہو ہم کو تاز
 وہ ہوا اپنا رکھ پت رکھاپت پر دھیان
 کسی رنج میں سامنا ہو اگر

اگر نے سے خوش ہوں نگہ سے ڈرین
 کرین شکریہ اُن کا سر و عن
 کبھی آنکھ پھیریں نہ تیوری چڑھائیں
 گزری گاڑھے کا وصف ہو بزبان
 بڑی اُن کی حرمت ہو پیش نظر
 نہ جھٹکائیں نہ شکلیں نہ ہوں بد مزاج
 تو ہم صبر کی سل کا پتھر لگائیں
 نظر آئے عسرت بھی عسرت ہمیں
 غذا کی طرح ہاتھ منہ دھو کے کھائیں
 نہ نام اُن کا رکھیں نہ ہوں بد گمان
 جو لین دین دہی کھایا پہنا کرین
 ہماری مگر ایک حالت رہے
 نہ میکے میں اک بات دھرائیں ہم
 نہ شوہر کا حد مرہ گوارا کرین
 رہے آنکھ نیچی کرین بات جب
 رہے ہند سے اور ہٹ سے نفرت ہمیں
 بہت دیکھے بھالیں نشیب و فراز
 نہ بگڑے کبھی خواب میں بھی زبان
 تو شوہر کے آگے نہوں ہم ٹھہرے

طبیعت کو اپنی سنبھالے رہیں
 ترے اور تیرے نبی کے طفیل
 مرض ہو نہ جھک کا نہ بلکواس کا
 نہ ہم اپنے شوہر کی دین بددعا
 تو ہی سہل کر یہ کڑا امتحان
 نہ ہے عقل کامل نہ صائب ہر لے
 مساوات کا ہو نہ سودا ہمین
 محبت سے اُن کی نڈر ہوں نہ ہم
 گرا دین جو نظر دن سے ہم کو کبھی
 عتاب اُن کا سمجھیں عنایت مدام
 رہیں سبز و تر اُن کے سائے سے ہم
 کبھی طعنہ مہنہ نہ اُن سے کریں
 یہ سمجھیں دھنی ہین نصیب کے ہم
 بڑی بد نصیبی کی ہے یہ بھی بات
 وہ ہے زندگی بے تلاوت کمال
 نہ ہم رانڈ ہو کر جہان میں رہیں
 نہ چوڑی نہ منہری نہ مٹی سے کام
 جیسے کیا نہ پوچھی گئی جبکہ بات
 ہے بعد اپنے شوہر کے جینا ستم

بہت اپنی حد دیکھے بھالے رہیں
 نہ ابرو پہ بل ہو نہ تیور پہ میل
 نہ آزار ہو وہم و دوسو اس کا
 حیا دین و ایمان سمجھیں سدا
 کہ جا پوچھیں منزل پہ ہم خستہ جان
 تو ہی نت نئی آفتوں سے بچاے
 نہ دے خار حسرت کا پودا ہمین
 کبھی مطمئن عمر بھر ہوں نہ ہم
 تو سمجھیں کہ معراج حاصل ہوئی
 لرز جائیں جب لیں وہ غصے سے کام
 نہ دکھ دین اشارے کنائے سے ہم
 تنہی سے مرین اور خوشی سے بھین
 وہ پہونچا وین ہکو جو سوئے عارم
 کرے بعد شوہر جو بی بی وفات
 صد اجس میں خون جگر ہو حلال
 نہ ہم چھوت ہونے کی ایذا سہین
 نہ صحنک نکلنے میں نے کوئی نام
 ہو بیوہ کو کیا خاک لطف حیات
 نہ ہو ہم کو بے وارثی کا الم

<p>مشتیت سے تیری تو چار انہیں تو ہے جانتا خوب بیوہ کا حال خدا یا سہاگن اٹھانا ہمیں کفن میں ہوں منہ دی لگے اپنے ہاتھ سیان پر جو آئی ہو میوی پر آئے جہان زندگی میں جہنم نہ ہو رہے مرتے مرتے سہاگ اور راج بدل بے قبول اپنا مرنا ہمیں کرین ہم جو دارمحن سے سفر یہ بن بیامیوں کی مناجات ہے پسے روح پاک جناب قبول</p>	<p>مگر ایسا جینا گوارا نہیں کہ رہتی نہیں دل میں جاے ملال نہ شوہر کا مرنا دکھانا ہمیں نہ چھوڑے مگر دیکھنے والا ساتھ تو ہی اس کو سب آفتوں سے بچائے مکان عیش کا خانہ غم نہ ہو نہ سر پر سے اٹھ جائے سر پر کا تاج مگر رانا بیوہ نہ کرنا ہمیں تو ہوا اپنے شوہر کے پیرون پر سر جو بات انکی رکھ لے تو کیا بات ہے و عاکین یہ کر طاہرہ کی قبول</p>
---	--

میرے پڑھنے میں تو سناٹا پڑا تھا وہ عورتیں جن سے کسی وقت چپ بٹھیا ہی نہیں جاتا اور بکنے کے عیب کو عیب نہیں جانتیں چپ بٹھیں مناجات کا تمام ہونا تھا کہ ان کے بھرے ہوئے دل اور ڈبڈبائی آنکھیں ابل پڑیں تھرائی کانتی آوازوں سے آمین آمین کہہ کر جو رونے لگیں تو بہتوں کی ہچکیاں بندھ گئیں اور اکثر بیہوش ہو گئیں بیامیوں اور بن بیامیوں کا ایک عالم تھا مجھے بھی جوش رقت اس قدر ہوا کہ آنسوؤں کا سہرا بندھ گیا جس کا دیر تک تار نہ ٹوٹا اور رہ رہ کر اپنے انجام کا خیال یا خطاؤں کا ملال دل و جگر کو اس طرح دکھاتا تھا کہ پھر وہی محفل کا حال ہو جاتا تھا بڑی وقت سے رقت

کم ہوئی اور بازار آہ گرم سرد میں نے اٹھ کر خلیج سے پھولوں کا ہار اٹھا کر وجیہ النسا بیگم کو پہنایا اور خدا حافظ و ناصر کمر گلے سے لگایا پان خاصہ ان سے دیا پھر تو سب نے باری باری رخصت کیا وجیہ النسا کا ٹیڑھا اور ہلکا ایک افسانہ ہے جس سے ول ملول ہو گا اور بات کو طویل خلاصہ یہ ہے کہ سارے براتی اس دو لہن بننے والی کو بیچ میں لیے چار طرف سے گھیرے ہوئے دروازے پر آئے اور دوبارہ گلے لگا لگا کر سوار کرایا شمت و شوکت دلدار و سردار کے تعلق و اضطراب کی کہانی دل دکھاتی اور جگر برماتی ہے کئی وقت کھانا نہ کھایا اور رو رو کر آنکھیں سجائیں و حقیقت ساتھ ایسی ہی چیز ہے جس کے چھٹنے سے دل کو تاب نہیں رہتی آدمی برداشت نہیں کر سکتا تین روز میں نے اُنکے دل کی بھڑاس نکلتے دی چوتھے روز پڑھانے میں لگے ہاتھ میں نے یہ بھی سبق دے دیا کہ تین دن ہم نے تمھاری خاطر سے کچھ نہ کہا اب تم ہماری خاطر کرو آج سے رونادھونا موقوف کرو کیا تم ہمیشہ دنیا کو ایک چال پر چلتا ہوا جانتی ہو اور انقلاب کی قافلہ نہیں اپنی فکر کرو دوسرے کے چھٹنے کا ملال اس وقت چاہیے کہ جب ہم خود نہ چھٹنے والوں میں ہوں کوئی پابرکاب ہے اور کوئی مسافر تمھارے بھی پائز اب کا زمانہ بہت قریب ہے یہاں سے گھر اور گھر سے پرگھر جاؤ گی نہ ہمیں نہ اپنے مان باپ کو پاؤ گی اُس آنے والی جہانی کا پیلے سے تم کر لینا جب اُس کی گھڑی سر پر آ جائے تو نہ رونا خبردار اب آنکھوں میں آنسو نہ دیکھو نہ ہائے وائے کی آواز نہ سنو اپنے کام میں لگو سبق یاد کرو رو رو کر کب تک جل تھل بھرو گی کیا ساری محنت برباد کرو گی زندگی ہے تو نہ ہر دفعہ

وجیہ النسا کا سامنا ہوگا دنیا کے پردے کی جدائی ایسا اوٹ نہیں کر ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکے جب کہوگی تمہیں بھجوا دین گے یا اُنھیں بلا دین گے مگر ہم وعدہ نہیں کرتے کیونکہ اب وہ دوسرے کی تابعدار ہیں اور خوبے اختیار یہی مجبوری اور بے بسی تمھارے لیے بھی آنے والی اور اپنی کمزوری دکھانے والی ہے صبر سے کام لو خدائے دعا کرو سب کے پچھڑے ذریعے ملاتا ہے قیدیوں کو قید سے چھڑاتا ہے لڑکیاں غور سے میری باتیں سنائیں ٹھنڈی سانسین بھرا کین جب میں نے اپنے ملا کا ذکر کیا اور عدم توجہی پر اُن کو اُلٹھ دیا اس وقت گھبراہٹ میں خفا کر زبان پر لائیں کہ اُستانی جی ہم سے قصور ہوا معاف کیجیے اب رو میں تو قسم لیجیے یکمکراؤں یونچھ ڈالے کئی روز وجیہ النسا کی خالی جگہ دیکھ کر میرا دل بھر بھرا آیا مگر ضبط کر کے رہ گئی رجب میں دھبہ کے پھول کھلے نئے نئے دوست ملے آپس میں سیل جول اور میان بیوی کی موافقت کی خبر سن کر میں نے خدا کا شکر کیا اور اپنی محنت کی داد ملنے سے دل بڑھا جو صلے کے ساتھ بچوں کو پڑھاتا شروع کیا کیونکہ جو کچھ ہے وہ علم ہے علم خدائے علم شیطان سے بچائے علم شمشیر عقل کا صیقل ہے علم انسان کے لیے جو ہر اول علم ہی کے ذریعے سے زمین انسانے سسرال میں کام کیا مجھے شابشی دلوائی اپنا نام کیا بے علم رہتین مان باپ کو بدنام کر تین بیٹھنے پر سے کس کا گھر بھرتین میری پیاری بیٹو علم سیکھو علم سکھاؤ وقت جاتا ہو جلد ہوش میں آؤ

لو ہو چکی بیویو کہانی میری ابراہیمی لونڈی ہون گراک بات بھی مانی میری قربان گئی تم سے محبت ہے مجھے دل میں رکھو تم بھی یہ نشانی میری

ت ————— بالخیال



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُس خدا کے صدمے جس نے میرے امدادے پورے کئے اور
تصنیف و تالیف کے حوصلے دیے ایک حصہ تمام ہوا دوسرے کی ہمت
دی اپنی قدرت سے مجھ میں یہ قدرت دی جس طرح اس کے لکھنے میں امداد
کی ہے اُسی طرح سے کلام کو تاثیر بھی دے تو میری محنت ٹھکانے لگے
میرے مالک اپنے پیارے بنی کا صدمہ اس نشر کو مقبول و مطبوع عالم
بنا نا اور علی گڑھ نفع پہونچانا جو سن لے دیوانہ ہو جائے جو دیکھ لے پروانہ
ہو جائے برستی عاد توں کے پاس نہ جائے اچھی خصلتوں کو اپنا رفیق
بنائے عورت بامرد بولھا ہو یا جوان اس نعمت خانے کا جہان ہو کر اُس کا
دل دنیا سے ایسا سیر ہو کہ پھر نیت نہ بدلے اسی کا ذلیقہ لیا کرے اور
چٹخارے بھر کرے بھول کر بھی یہ راہ نہ بھولے اس خضر کا ساتھ نہ چھوڑے

اسی باغ کا گلچین ہو اسی کے درختوں کے پھل کھائے اسی کی سیرے جی
 بہلائے جو بہشت کا طالب ہو گا اس باغ پر ضرور راغب ہو گا اس کی
 دوستی اپنی جان و ایمان کی چاہ ہے اس کی دشمنی اس سے پرہیز و کنارہ
 بہت بڑا گناہ حق بات کے سننے والوں ذرا سا دھڑکتو جو ہو جاؤ تھوڑی دیر
 کے لیے دنیا کے کاموں سے ہاتھ اٹھاویہ ایک فقیہ کی گدڑی ہے جس میں
 ہزاروں پیونہ ہیں اور طرح طرح کے جوڑ بند مگر جو ہے اپنے ٹھکانے پر نہ بے محل نہ
 بے موقع ہر ایک ٹکڑا اپنے اپنے مقام پر جو اہر کا ٹکڑا ہے رکھو اور دیکھو کسی مالدار کا
 دو سالہ بچہ کہ ظاہر میں لمبا چوڑا اور بھڑک دار باطن میں بیکار نہ جاڑا جائے
 نہ پالے میں کام آئے بچھاؤ تو بیوقوف کہلاؤ رکھو تو کٹیڑوں کی غذا ہو سچاؤ
 جب دھرو نہی تو بڑی احتیاط کر ولیکن اوڑھنے کے سو کسی کام نہ آئے اپنے
 دور میں کبھی راحت نہ پہونچائے اُس کے پھول بوٹوں پر نظر نہ ڈالو اس
 گدڑی سے کام نہ لکاو یہ طالب علم کی نشی سے ہزار درجے رتبے میں بڑی
 ہے وہ دنیا ہی میں کام آتی ہے یہ دین کے کام بھی سکھاتی ہے ہزاروں
 عیب چھپائے کی جامہ اصلی کے دھبے مٹائے گی۔

رباعی

احمق تو سدا دل میں برا ٹھہرتے ہیں	عاقل جو میں وہ بُرا بھلا جانتے ہیں
اور ظاہر اُسکے نیک بندے ہیں وہی	جو دل سے ہر ایک کا کما مانتے ہیں
اے نیک حجت بیبیو خداے پاک کا نام لے کر اب میں دوسرا حصہ اپنے	
وحدے کے بموجب شروع کرتی ہوں یہاں تک تو تم سن ہی چکی ہو کہ جو ہیں	

کی شادی ہوئی اور اُسے مین نے جوڑے باگے گھنے پاتے کے بدلے
 اپنی گانٹھی ہوئی ایسی ہی اک گڈڑی دے کر رخصت کیا خدا کے فضل و کرم
 سے اُس گڈڑی سے اُس نے وہ وہ کام لیے کہ کہنے بھر مین نام کیے جب
 مین اپنی خدمت کا صلہ پا چکی اور بہت سے گھر دن مین نیکنامی اٹھا چکی
 تو نانا بادا نے ہر مہینے کا آخری جمعہ میری وعظ بیان کرنے کا مقرر فرمایا اور
 صابر ہارو پیہ ڈولی کے کرایہ مین اٹھلے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے
 ذریعے سے تمام شہر کے اچھے اچھے گھرانوں کی ہوبیٹیاں جمع کیں اور اُنکو
 میری ٹوٹی پھوٹی تقریر سنوائی جا بجا اس کا چرچا ہوا اور یہ بات پھیلی پھر
 تو سارا گھر بھرنے لگا دو آدمی باہر کماری ڈولیاں کی دیتے دیتے اور
 لکھتے لکھتے تھک جاتے تھے اس قدر لوگ آتے تھے دو تین برس کا مل ہی
 طریقہ اور سلسلہ جاری رہا اس مین نانا بادا نے میری بہن عابدہ بیگم کی
 بھی ہتھیری شادیاں کیں مگر سب ایک قاعدے اور طریقے سے
 ہر مہینے آخری جمعہ کو وہ ایک نہ ایک تقریب کا بہانہ کر کے اپنا حوصلہ
 بھی نکالتے تھے اور سب دماؤن کی دعوت بھی ہو جاتی تھی جب مجھے
 پندرھواں برس شروع ہوا تو جا بجا سے نسبت کے پیام آنے لگے اور باہر
 ہی باہر دس پانچ پیاموں مین ایک آدھ پنہ کر کے اسم نویسی رکھ لی اور
 دریافت و اطمینان کے بعد وعدہ کر لیا جب بات ٹھہر گئی تو آبا جان
 نے ایک دن ہماری امان جان سے سب حال کہہ کے مبارکباد دی
 انھوں نے ہنس کر جواب دیا کہ خدا تمہیں بھی مبارک کرے لیکن میری

طاہرہ کی نیک نفسی اور سعادت مندی سے تم بخوبی واقف ہو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ذرا اچھی طرح سے دیکھ بھال لینا تاکہ بعد کو اُسے کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اباجان نے کہا کہ بھلا تمہارے کہنے کی بات ہے اباجان کے مزاج کو تم جانتی ہو ذرا اسی بات کو وہ کریدتے ہیں اور ہنسی کی چندی کرتے ہیں یہ تو شادی بیاہ کا معاملہ ہے انھوں نے خوب ہی بچت و پرہیزگری ہے اور اچھی طرح سے اطمینان کر لیا ہے جب مجھے کہا ہے امان جان بس یہی سیرا مطلب ہے کہ بعد کو خدا نہ کرے کچھ خرابی پڑے مجھے طاہرہ کے سے مزاج و طبیعت کا وہ لھالنا ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے ہزاروں لاکھوں میں شاید ایک آدھ نکلے چودہ برس کس عیش و عشرت سے اس کی بسر ہوئی بڑوں نے اطاعت کی چھوٹوں نے خدمت اپنے بیگانے جان و دل سے اس کو عزیز جانا کیے کہا مانا کیے ہزار ہا عورتیں اشارتہ ہر معنی آئین گیتیں اگر انھیں میں سے کسی کے ہاں نسبت ٹھہرتی تو اچھا تھا کیونکہ ہر خاندان کی عورتیں اشارتہ میری طاہرہ کا لوہا مان گئی ہیں اور اس کے بھاری بھر کم ہونے کو بخوبی جان گئی ہیں جن کو نہیں معلوم وہ کیا جاہن خرا معلوم اباجان نے انھیں میں سے کہیں بات ٹھہرائی ہے یا اور لوگ میں ذرا کسی وقت اس بات کو پوچھا اباجان نے کہا کہ میرے پوچھنے کا موقع نہیں ہے تمہیں اختیار ہے یہ سب باتیں سکر مجھے اپنی خیر ماننا پڑی اور دل سے کہا کہ موت کی طرح اب انتقال کا زمانہ آگیا اس کے دوسرے ہی دن امان جان کو وقت ملا تا نا باوا

سے پوچھ بیٹھیں اُنھوں نے سب حال مفصل بیان کر کے کہا کہ جان پہچان
لوگوں ہر مہینے کے آنے والوں میں سے تو کوئی پاک صاف نہ نکلا پانچ
چار پیام تھے ہر ایک میں ایک نہ ایک فی موجود کوئی بے پڑھا کوئی
بدمزاج کوئی ناکار کوئی بدراہ نک سب سے درست یہی لڑکا ہے
بہت اچھا جوڑ ہے خدا اس لئے اک ذرا چپ تو ہے اب چاہے اُسے
شرم پر لے جاؤ چاہو گھونا کھو اور بظاہر کوئی بات نہیں دل کا حال خدا جانے
ذات رات چال چلین بہت اچھے پٹھا د اشریفون کا پڑھا لکھا لائق صورت دار
دال روٹی سے آسودہ امان جان تعریف منکر خاموش ہو رہیں اور اُن کے
اطمینان کو کہا کہ جی ہاں یہی باتیں دریافت کرنے کی تھیں خیر الحمد للہ کہ میا
دل چاہتا تھا ویسا لڑکا ملا اس کے دو ہی چار مہینے بعد وہ مہینہ آیا دن تیار
ٹھہرا کر ہم کو رخصت کیا شادی بیاہ کے حال میں طول ہو گا خلاصہ یہ ہے
کہ دولہا اور براتی چپ چپاتے کوئی پہر رات گئے آئے اور بارہ بجے بجے
بیاہ لے گئے اسی طرح سے ہم نے وجیہ النسا کو بھی رخصت کیا تھا اپنا
سارا کنبہ اور امجدی بیگم کا گھرانہ وجیہ النسا کے میکے اور سسرال کے
لوگ بختاوردٹھن کے عزیز سب ہی اس شادی میں جمع تھے کوئی دھن
ہماری طرح سے بچہ ساتھ لیکر نہ بیاہی گئی ہوگی عابدہ بیگم میرے ہی ساتھ
رہتی تھی اور بوجہ نا بھگی کے کوئی اُسے سمجھا بھی نہیں سکتا تھا مجبور ہو کر ساتھ
لے جانا پڑا اُس کا ساتھ لے جانا میرے لیے لڑکیاں پیدا ہونے کا شگون
تھا امان جان نے نانا باوا سے کہی دفعہ کہا کہ آپ طاہرہ بیگم کے میان

اور سرے سے اُن کی خوبیاں نیکیاں سیرت غیرت کا حال ضرور گہرا سمجھ گئے گا تاکہ ایک عزت و وقار اُن کا اُن کی نگاہوں میں زیادہ ہو مگر نانا بابا اپنے مطلق ذکر نہیں کیا یا بھول گئے یا مصلحت نہ سمجھے غرض ہم اُن سیدزادے کے ساتھ بیاہ گئے جن کا نام مصلحت سے نہیں لے سکتے اور کیونکر بیاہ گئے جیسے معمولی دو لہنیں بیاہ جاتی ہیں نہ ہمارے بہتر ظاہر گئے نہ فن نہ ہمارے جو بہر کھو لے گئے نہ اوصاف ہماری سسرال والوں میں بھی باجا کا جاریت رہیں ٹوٹنے ٹوٹکے نہیں ہوتے تھے اور نہ مہر لمبا چوڑا ہزاروں لاکھوں کا بندھتا تھا اس سے شادی کے اندر اور اس سے پہلے کسی طرح کی بے لطفی اور شکر رنجی نہیں ہوئی سب کچھ ہنسی خوشی طو ہو گیا چوتھی چالون تاک بھی خیریت رہی سب سے پہلے ہماری ساس نے عابدہ بیگم کا نام ٹھکانا رکھا اور کہا کہ ادنیٰ بیوی یہ انوکھی دھن ہے کہ گھر سے چھو سا تھلے کر آئی ہے نہ بڑوں کو اس بات کا عیب سوچھان چھوٹا کونسی نادون اور بانس کی نہرنی مہینہ ڈیڑھ مہینہ شادی کو ہو گیا اب صحیحی سے نکلیں گھونگھٹ اٹھائیں گھر کا کام کاج دیکھیں یہ نہیں کہ تو تاپا لے بیٹھی ہوئی میں اُنھیں اُسی سے کیوں فرصت ملنے لگی جو اور کسی کے مرنے جینے کی خبر لین گی رحمت اور اعجوبہ میرے ساتھ آئی تھیں اُنھوں نے مکر اُن سے یہ باتیں سنیں اور مال مال دین جب اُنھوں نے دیکھا کہ کسی طرح ان کو خیر ہی نہیں ہوتی تو فرض کر کے بطور پیغام صحیحی کے پاس آکر مجھے مٹایا اور غیرت کی بہت کچھ تعریف کی میں نے

رحمت اور اعجوبہ سے کہا انھوں نے اقبال کیا کہ جی ہاں ہمیں بھی سنا کر
 کہا تھا لیکن ہم نے غیبت کی راہ سے نہیں دہرایا مین نے کہا کہ تم نے
 کسی کا نام نشان نہ لیا ہوتا اطلاع دیدتین تاکہ میرے کان کھل جاتے
 بات نہ بڑھتی آج انھوں نے عاجز ہو کر چوتھے پر کھڑے ہو کر کہا خبردار
 کل سویرے اٹھ کر امان جان پاس جانا اور اُن سے کام پوچھ کر مجھے کہنا
 دو چار روز تو یہ ہوا کہ رحمت اعجوبہ کوئی چلا گیا انھوں نے ٹھنڈے پیٹوں
 بتا دیا انھوں نے ہنسی خوشی کام کر دیا پانچویں یا چھٹے روز جو اعجوبہ پوچھنے
 جاتی مین بگڑ گئیں اور غصے سے کہا کہ واہ جب دیکھو ایک بلا سر پر نازل
 میری بلایہ سزا ولی اٹھائے گی نماز پڑھ کر تہ دل سے نہ بیٹھنے پائی نہ
 پان کھایا نہ ہوش درست ہوئے نہ حواس کہ ایک نہ ایک چرخہ آموجود
 صندرتچہ کھو لو سبق پڑھاؤ کمانکاروز کا جھکڑا نکالا ہے چوٹھے میں جائے گھر
 اور بھاڑ میں جاؤ تم اعجوبہ اُس وقت ٹل آئیں نفور دیر بعد پھر پہنچیں بلے
 پان وان کھا چکنے سے ذرا طبیعت بحال تھی کہا بی بھسکو منہ اندھیرے
 آکر تقاضا نہ کیا کرو اس وقت طبیعت بے قابو ہوتی ہے انھوں نے
 کہا بہت اچھا دوسرے دن وہ ٹھہری دیکھا کین جب انھیں سبکامون
 سے فرصت ہوئی انھوں نے جا کر کنجیان دکھلا کر ہاتھ پھیلائے کہ
 گوشت ترکاری کے پیسے دیجیے اُن کی کنجیان ازار بند سے کین کھل پڑی
 تھیں غصہ تو اُس کا تھا ہی اُن کا مانگنا بہت برا لکاشاں تھیں تو بوہی رہی
 تھیں نہ آنکھ چار کی نہ اُن کی طرف دیکھا ازار بند پھر ٹول کے صندرتچہ لی

اور انگنائی مین پھینک دی کہ لو بس اب تو کلیجے مین ٹھنڈک پڑی
 وہاں شیشیان چورا ہو گئیں عطر خاک مین ملا صندوقچی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی
 پٹر الگ ہو گیا یہاں یہ بیجاری ہاتھ کھینچ کر سٹائے مین دکہ یہ ہوا کیا مین تو
 کنجیان دیتی تھی انھیں غصہ کس بات پر آیا بڑی دیر تک کھڑی رہیں پھر
 کہا کہ بیگم صاحب دیکھیے یہ کسی کی کنجیان پیخانے مین گر پڑی تھیں مین دھوکہ
 اٹھا لائی ہوں انھوں نے ہاتھ بڑھا کر کنجیان لین اور دیکھ کر ماتھا کوٹا کہ
 اے ہے تم غارت ہو جاؤ کنجیان لیے کھڑی رہیں اور میری صندوقچی چلنا پڑی
 کر داڈالی موٹی چھو نہ ردون اعجوبہ بیوی مین تو ملتے کے ساتھی دینے کو
 لائی فقط دھونے مین جو کچھ کہیے وہ دیر ہوئی ہاتھ پھیلانے دے رہی ہوں
 آپ نے نہ دیکھا بھالا گوشت ترکاری کا نام منکر صندوقچی پھینک دی
 میری کیا خطا آپ ہی کہتیں کہ کنجیان نہیں مین کوئی تہبیر کی جاتی صندوقچی
 پھینکنے سے کیا حاصل ہوا یہ سنتے ہی کھڑی ہو گئیں اور میزلم لے لیکر
 پٹینا شروع کیا اور یہ مین کیسے کہ آپ تو الگ رہی بلاؤن کو میرے
 پیچھے لگا دیا ارے میری چیز مٹے میرا نقصان ہو مجھی پر لازم دیا جاتا ہے
 یہ کیسا غضب ہے اعجوبہ گردن جھکائے وہاں سے نکل آئیں اور
 اپنے دالان مین آکر بیٹھ رہیں نہ انھوں نے مجھے کہا نہ اُن حضرت کا غصہ
 آسرا کھانے مین دیر ہو گئی سارے گھر مین دھوپ پھیل گئی ابا جان کے باہر
 سے آنے کا وقت آگیا یہاں چوٹھے مین آگ تک نہیں پڑی کتاب
 دیکھتے دیکھتے ایک دفعہ مین نے جو سر اٹھایا تو باورچی خانے مین سناٹا پڑا تھا

رحمت کو بلایا پوچھا انھوں نے کانون پر ہاتھ رکھا ہوا العجبہ کو بلا کر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیگم صاحب کو غصہ ہے سر دست اُس وقت اور کیا ممکن تھا میں نے جلدی سے آؤنگو اگر کچھ تل ڈالے آدھوں کا بھرتہ بنو الیہا اور پوریان تلنے کے لیے رحمت کو بٹھا دیا دوسری چار پوریان اُتری تھیں کہ باپ بیٹے باہر سے کھانا مانگتے آئے دردِ ازاہ بڑے دالان کے قریب تھا ڈپٹھی سے آتے ہی امان جان کا سامنا ہوا انھیں سے کھانے کو بھی کہا وہ اکیبار یہ سنتے ہی چلا اُٹھیں کہ کیا کھانا تمھیں گھر کی بھی خبر ہے دیکھو صندوقچی کا کیا حال ہے صاحبزادی صاحب نے بچھراپنے آدمیوں کو کڑوا کر کیا ہے اب کل سے جو ہاتھ لگائے تو اُس پر تبرا تم جانو تمھاری بہو جانے ددلو پکواؤ اور ندھواؤ جو چاہو کرو میرا بچھا چھوڑو اباجان بیٹھ گئے اور کہا کہ آخر ہوا کیا کچھ معلوم تو ہو انھوں نے اُلٹا پلٹا حال کہہ کر میرا سر مجھے خطا وار ثابت کیا دریافت کون کرے اور دریافت تو جب کرے جبکہ جھوٹ کا شہمہ ہو معاذ اللہ بڑے بوڑھے کہیں غلط بولتے ہیں اتنا سُکرا رے گھر نے متعہ پھلایا میں نے کچھ سنا کچھ نہیں سنا دس پندرہ پوریان اُترنا تھیں کہ دسترخوان بچانے کو بوا رحمت سے کہا وہ سینی لیکر جیسے ہی دالان میں گئیں کہ مولوی صاحب خوش ہو کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے لڑکے کو آواز دی وہ بھی ہاتھ دھو کر موجود ہوئے دسترخوان بچھا بیگم صاحب کو جو بلاتے ہیں تو جواب نہیں دیتیں جب بہت کہا تو جلا بھنایا جواب دیا کہ تم زہر مار کر دوسرا کیا چاہے نکلون چاہے فاقے سے رہوں بہو کو پکوانا تمھیں کھانا نصیب اللہ اس گھوٹی

بس کی گانٹھ کے فیل تو دیکھو کہ ہم نے روز کما کتے کتے تھک گئے اور اس نے ہاتھ نہ لگایا اور آج جوہین رنج ہوا الگ رہے تو آپ پل پٹری - تو کیا - سا جھانبین جاہتی - اُف ری فیلمائی اس کی منتظر بنی بیٹھی تھی کہ ساس مردی اپنا ہاتھ کھینچے تو میں گھر داری کر دیں یہ کہہ کر چھین مار مار کر رونا شروع کیا میں گھر اگر دڑھی گئی اور ہاتھ جوڑ کر تسمین کھا کر غار معذرت کی کہ دن پڑھنے کے خیال اور آپ کے ملال سے میں نے یہ ترکیب کی میری مجال ہے کہ آپ سے بیرغض گردن اور جب آپ نے فرمایا دادگو مجھے نہیں اپنی جگہ پر فرمایا لیکن میں نے یہ منکر فوراً رحمت اور اعجوبہ سے کہہ دیا کہ سوہرے امان جان سے جا کر پوچھ لیا کہ آپ رنج نہ کریں مجھے آپ کی خوشی سے کام ہے جو آپ کو فرمانا ہوا کرے مجھے یاد کر لیا کیجیے زبان سے یہ کہتی جاتی ہوں اور آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں ہاتھ جوڑے گردن جھکانے کھڑی ہوں دیر تک یہی صورت میری رہی جب انھوں نے بالکل میری معذرت نہ سنی اور خیال نہ فرمایا تو شرم نے میرے بدن کو عرق آلودہ کیا اور غیرت سے سارے جسم میں تھر تھری پڑ گئی ان دونوں نے چاہا کہ مجھے روکین اور باز رکھیں مگر طبیعت اور عقل نے اُن سے مقابلہ کر کے میری مدد کی جس سے دیر تک یہی صورت بنائے کھڑی رہی یہاں تک کہ ابا جان کھانا کھا چکے اور ہاتھ دھونے کو جب وہاں پہنچے تو مجھے کہا کہ بس بیٹیا بس عذر ہو چکا اُن پر اس وقت شیطان چڑھا ہے وہ ایک نہ نہیں گی کیونکہ ہاتھ جوڑے کھڑی ہو

جاؤ کھانا کھاؤ میں نے عرض کی کہ جی نہیں بے امان جان کے تو میں کھانا نہ کھاؤں گی اُنھوں نے میری اُن کی بات چیت سنی جھلا کر بولیں کہ شیطان کی گھوڑی اور آدمی میں کیا نسبت مجھ پر شیطان سوار ہے جب وہ آتریگا جب خالی ہوں گی یہ کہہ کر اُنھوں نے چند باتیں بولوی صاحب کو کہیں جن میں سے بوکات جھڑوس کھوٹ نکھٹو جھٹو مجھے یاد رہ گیا اُن کے بعد پھر میری گردن پکڑی اور جو جو منہ میں آیا فرمایا بازار کی مٹھائی تک بنایا نہ اُن چپارے نے جواب دیا نہ مجھ میں بحال جواب تھی اباجان نے میرے صبر و سکوت پر خیال فرما کے وہاں سے ہاتھ پکڑ کر میری صفائی میں مجھے پہنچا دیا اب میں وہاں جا کر سوچ میں بیٹھی کہ کس تدبیر سے اُن کا غصہ کم کروں سارا دن اسی فکر میں کٹا شام آئی پھر کھانے کی وقت پکواتی ہوں تو وہ نہ کھائیں گی اور نہ پکواؤں تو کیونکر نہ پکواؤں سارے گھر پر کڑا کا گزر جائے گا دو چار تو صبح سے بھوکے ہیں آخر کو میں نے اباجان سے رحمت کی معرفت پچھو ابھیجا اُنھوں نے کہا کہ تم شوق سے پکواؤ مری حیز کا نام لیکر کہا کہ اُنھیں وہ کھانے دو میں نے خوشی خوشی کھانا پکوا یا جب دسترخوان بچنے کا وقت آیا تو پھر لو پانی ایک ہوا وہی پیٹیا پھیلا دہی غصہ وہی ہے ہے کھے کھے وہی ملال وہی غم وہی خیال آخر کو اباجان نے کہا کہ تمہیں منظور کیا ہے اس بک بک جھلک جھلک سے کیا معلوم ہو گیا کہ ہو کی حجت ہو چکی روپے اور حکومت کی لالچ ہے صاف صاف کیوں نہیں کہتیں اُس نے تو نہ درمنہ کہہ دیا کہ جو کتنا ہو مجھے کہیں پٹھے پیٹھے

کہنے سے کیا فائدہ تم جو کو نے میں منہ ڈال کے کہتی ہو تو اسی غرض سے کہ سب اُس کو الزام دین سیرا حق بہ طرف لین اب جو اُس نے ہاتھ لگایا تو زہر ہو گیا اگر تمھاری خوشی یہی تھی تو کیا بُرا کیا خواہ مخواہ کی بائیں بناتی ہو چاروں میں تمھاری طبیعت اور طبیعت کا حال کھل گیا وہ تو بس کی گانٹھ نہیں ہے تمھیں فساد کی جڑ ہو یہ سننا تھا کہ جھوٹے جھوٹے امان جان کھڑی ہو کر پٹینے لگیں اور ہے ہے کرتی ننگے سر ننگے پاؤں گھر سے چلین سب کے پہلے تیور پہچان کر میں دوڑی اور میرے ساتھ اُن کی لڑکی ساجدہ بیگم دروازے کی راہ روک کر کھڑی ہوئی وہ ادھر سے مڑ کر کنوئیں کی طرف چلین رحمت اور اعجاز نے تھما دیا ہاں سے منہ اُٹھائے یہ بھی روشن علی صاحب کے ہاں دہائی تہائی دینی چلی گئیں کھڑکی میں اب بھکر دوپٹہ پھٹا۔ چوٹ لگی۔ اُدھر جا کر انھوں نے دوپٹے کی لمبیرین کر ڈالیں سارے اگھر سٹائے میں ایک ایک دم بخود سب کو جُدا جُدا حیرت پھر دیاں جا کر بھی چین نہ لیا میان کا اور میرا نام لے لیکر چیخنا شروع کیا میرا صاحب بچارے اٹھکر باہر بھاگ گئے بڑا لڑکا کھانا کھا رہا تھا وہ آنکھیں پٹی کر کے گھر سے نکل گیا انھوں نے زمین آسمان کے قُلابے ملانا شروع کر دیے ساجدہ بیگم تڑپ کر دو دفعہ کھڑکی میں گئیں اور جب زنانہ ہوا تو وہ بھی اُدھر پہنچیں میں بیچ انگنائی میں تصویر بن کر کھڑکی کی کھڑی رہ گئی ایک کو ایک کی خبر نہ تھی جب نماز کا ازل وقت ٹلنے لگا تو رحمت نے میرے پاس آکر چپکے سے کہا کہ بیوی نماز پڑھو بس کب تک کھڑی رہو گی ہو گا بھی یہاں تو روز کا یہی جھگڑا ٹھہرا رحمت کے

اس کہنے سے بین چٹناک پڑی اور وضو کر کے نماز پڑھ کر بھی ہوئی ابھی فرصت نہیں پائی ہے کہ ساجدہ بیگم آئین اور کہا کہ بھابھی جان اگر تم ایک بات مانو تو امان جان چلی آئین میں نے اشارہ کیا کہ ذرا ٹھہر جاؤ وہ بیٹھی رہیں فراغت پا کے میں نے پوچھا کہا کہ تم کسی بات میں دخل نہ دینا نہ اچھے سے غرض نہ برے سے کام وہ چلے گھر کو فاقہ دین اور چاہے لنگر لٹائیں دوسرے اپنے آدمیوں کو بھی منع کر دینا کہ وہ اُن کے پاس نہ جائیں نہ کام کو ہاتھ لگائیں جس طرح پہلے گھر بھر کی مالک بنی بیٹھی رہتی تھیں جو چاہتی تھیں کرتی تھیں وہی اب بھی وہ چاہتی ہیں گو اس بات کے جواب مناسب اور بھی تھے مگر میں نے سکوت و صبر سے کام لیا سجدہ کر کے تعجبی باز بھی اور اُن کو ساتھ لیکر اباجان کے پاس گئی کیونکہ مجھے بھی تو ایک گواہ کی ضرورت تھی اگر ہون اُن کی اطلاع کے ایسا کرتی اور اگ تھلگ رہتی تو چار روز بعد پھر جھجڑا سو جوتھا کتنے بڑے الزام کی بات ہے کہ خود ہاتھ نہ لگاؤں اور آدمیوں کو بھی ممانعت کر دوں حالانکہ اُن کے گھر میں نجات در کے سوا دوسرا کام کرنے والا نہ تھا ایک چھو چھو تھیں وہ بیچاری اندھی ہو گئی تھیں اباجان کو ساجدہ بیگم کی تقریر سنوا کر میں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اقرار کرتی ہوں کہ کبھی اُن کی مرعنی اور حکم کے خلاف نہ کروں گی نہ میں ہاتھ لگاؤں نہ میرے آدمی وہ شوق سے تشریف لائیں یہ کہہ کر میں چلی آئی اور ساجدہ بیگم جا کر اُن کو لے آئیں دسترخوان پر سب نے مل کر کھانا کھا یا میرا حصہ سینی میں لگا کر بھیج دیا صبح کو دوسرے دن بعد نماز میں سلام کو گئی گو غصہ کے خیال سے

مجھے نہ جانا چاہیے تھا لیکن نہ جانا بھی خلاف آدمیت تھا دو دن صاحبون کو سلام کیا تھوڑی دیر بیٹھی پھر چلی آئی یہی معمول رہا رفتہ رفتہ بات کرنے لگیں مگر میں نے اپنی عادت نہیں بگاڑی کچھ کہا جواب دیا نہ بولیں ملال نہ کیا کام کو کہا آنکھوں سے بجلائی نہ کہا انگلی نہ لگائی شاید کوئی مہینہ یا کچھ زیادہ اس حال سے گذر ایک دن میں جیسے ہی سلام کر کے بیٹھی ہوں کہ آنکھوں نے پھر چھیر نکالی اور کہا کہ ادنیٰ لڑکی تو نے نکا توڑنا ہاتھ لگاتا تاک چھوڑ دیا ساری گھرداری مجھی نگوڑی کے ذمے ذرا بھول چوک ہو اور چار آئے گئے الزام دینے کو موجود ہم نے ہو بیٹھوں کے یہ دتیرے نہیں دیکھے کہ ہناری بیگ کے لوٹے بنے پھرین اور حکومت سے کام کاج لین بڑے بوڑھے خدمت لینے کو ہوتے ہیں نہ خدمت کرنے کو تجھے کسی نے اچھی الٹی پٹی پڑھائی ہے کہ معنی میں بیٹھی راج رجا اور چلی چاڑون سے کام لینا بات کیا ہے کہ ایک تو اپنا گھر نہیں سمجھتی دوسرے کسی کی شرکت منظور نہیں جہان دوسرے نے ہاتھ لگایا اور تو نے اپنا پانن نکالا پھٹک کے الگ سا جھے کی ہنٹیا چور ہے پر پورا اپنا قبضہ ہو کوئی دخل نہ دے اتدری تری چند فندیہ بڑھاپا اور ہر روز ٹیکے سے سر اٹھلتے ہی چولھے میں ہمارا منہ دینا کچھ نہیں سو جھائی دیتا ہمارے یہ دن ہیں کہ ہم بیٹھکر روز دو وقتہ دینا بھر کے کام کریں بوڑھے مردے تو اٹھا بیٹھی کیا کریں اور زندہ ہے جوان میر فرش بنے بیٹھے ہیں یہ تقریر ایسی نہ تھی کہ جو پتہ رکھتا ہوتا اسے سکر جواب نہ دیتا سوا میرے کہ چپ بیٹھی ہوئی سب سنا کی نہ روٹی

نہ بگڑی نہ تیور پر پیل آنے دیا جب وہ فرما چکین تو میں نے کہا کہ امان جان
گو آپ نے ساجدہ بیگم کے ذریعے سے مجھے ہر بات میں دخل دینے سے
روک دیا تھا لیکن میں آپ کی محبت اور اپنی عادت کے چھوڑ دینے کو
بہت بڑی مشکل خیال کر کے ہر روز اسی لیے آ بیٹھتی تھی کہ جب میں سلنے
ہوں گی کوئی نہ کوئی کام لے ہی میں گی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ نے
بھی جب چاہا کام لیے اب جو فرمایے بجالاؤن حقیقت میں آپ بجا
فرماتی ہیں محنت کے قابل آپ کے دشمن نہیں ہیں اور پھر خدا رکھے ساجدہ بیگم
کے ہوتے ہوئے اُن کے علاوہ یہ نئی نوٹدی بھی تو بے عذر خدمت کو
موجود ہے یہ سنتے ہی اُنھوں نے بگڑ کر جواب دیا کہ بس لڑکی بیٹھ مجھ سے
دنیا سازی نہ کرنا مجھے لاجالوجی آئے نہ میں دنیا داری کرنا جانوں صاف
دو ٹوک بات کی عاشق ہوں ساجدہ دو دن میں اندر رکھے اپنے بیان کے
یہاں چلی جائے گی جب تک ہے بیشک اُس سے سب ہی طرح کی امید
ہے جس طرح چاہوں کام لون کان پکڑ کر اٹھاؤن کان پکڑ کر بٹھاؤن تم
اپنی کہو کہ ٹیڑھی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی میں نے کہا یوں میں کچھ اُن سے
زیادہ تھوڑی ہوں آپ ہر طرح میری بھی فخر دمالکاب ہیں فرمایا کہ نوج
چھائیں پھوئیں مجھے اپنا سر منڈوانا تھوڑی منظور ہے تمھارے طرف خواہ سکے
سو جھڑے گرو گھنٹال مولوی بڈا صاحب جو اٹھ پہر کھٹ بڑھئی کی طرح
کلیجہ کریدنے کو موجود ہیں اُن کے ہوتے ہوں سے چون کر سکتی ہوں
مجال پڑی ہے طاقت ہے میں نے عرض کیا کہ میرے نزدیک وہ اور آپ

برابر میں جیسا آپ کو سمجھتی ہوں ویسا ہی اُن کو سمجھتی ہوں فرمایا کہ میری اُن کی کیا نسبت وہ دوست میں دشمن اُن کی محبت کی نظر میرے عداوت کے تیور اپنے بچے کا آدمی خوب سر کچل سکتا ہے تم رنگا کے آئی ہو جا چاہا ہر لگے میں نہی نویلی دُلعن نوجوان کس کپنی چٹیری کھچی کھچائی نی ٹھنی بھلا کہاں میں کہاں تم جو تمہارا خیال واپس ہو گا وہ مجھ سٹری سانپ کا ہو سکتا ہے؟ مجھے اس کلمہ سننے کے بعد تاب قیام نہ رہی وہاں سے اُٹھ آئی سپر کو فریض کر کے پھر مجھے بلا کر کہا اے بی رہری بھنڈا اس کان سن اُس کان اگر ادنی سنتی ہو کل سے تم جاؤ اور تمہارے سسرے یہاں جو ہاتھ اُٹھا کر دیدو گی کھالیں گے نہ دو گی بُردن کی جانوں کو صبر میں نے اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا شام کو جب گھر والے میان صفحی میں رونق افروز ہوئے تو رحمت نے اپنی محبت سے اُنھیں ٹٹولا کہ دیکھو یہ بھی کچھ کہتے ہیں سارا قصہ سنا اور اُن بندہ خدا نے جواب نہ دیا رحمت نے پھر پوچھا پھر کہا اسوقت بولے تو یہ بولے کہ اجی میں اس جھگڑے کے بیٹے کو نہیں جانتا ہو گا بھی رحمت نے کہا ادنی میان کوئی آپ سے یہ تھوڑی کہتا ہے کہ آپ جھگڑے میں شریک ہو جیے تدبیر پوچھتے ہیں کہ وہ روز کہہ کر بدل جاتی ہیں ہاتھ نہ لگائیں نہ لگائیں کام کریں نہ کریں ایسی بات بتائیے کہ بات نہ بڑھے خدا نہ کرے لڑائی جھگڑا تو ہے نہیں مزاجوں کا اختلاف ہے بولے کہ میں طبیب نہیں ہوں جو کسی کا مزاج بدل دوں اور علاج کروں جو جس کو بن پڑے وہ کرے۔ ”ایسے قصوں سے مجھ کا کام نہیں“ رحمت چپ ہو رہی

مین نے کہا کہ تم اُن سے کیا پوچھتی ہو بیشک اُن کے اختیار سے باہر بات ہے وہ کیا کریں وہ بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ کمانا آیا اُنھوں نے چاہا کہ مین بھی یہیں کھالوں مین نے کہا کہ تم دسترخوان پر جا کر کھاؤ ایسا نہ ہو امان جان کے خلاف گذرے کہا ہو گا بھی اس وقت تو مین تھکا ہوا ہوں ہلنے کو جی نہیں چاہتا مین چپ ہو رہی وہ ہاتھ دھو کر کھانے کو بیٹھے ہی مین کہہ پکا ہوئی رحمت نے کہہ دیا کہ وہ یہاں نوش کرتے ہیں یہ سننا تھا کہ اُنھوں نے میان سے شکایت کا دفتر کھولا اور ایک پہلو ہاتھ آتے ہی میری طرف سے لگانا بھجوانا شروع کیا وہ سن رہے ہیں یہ کہہ رہی ہیں کہ سالن کم ہوا ایک آدمی سے دو ہو گئے رحمت پیالہ لے کر گئیں کھڑی رہیں کہ یہ بات کر لیں تو کمون جب وہ مڑیں تو رحمت کو دیکھ کر ایک پیچ ماری کہ دوسوئی چھچھو نہ رہتی تھکیل اری کیا مجھے کسی کا ڈر پڑا ہے یا چوری ہے جو جاسوسوں سے ڈر جاؤں بڑی سن گن لینے والی غارت ہوئی پچھل پائیوں پیزا پیٹیون نے میرا گھر گھیرا ہے کہاں تقدیر کی بندوڑیں لکھی تھیں ارے ہم بھی وہاں جاتے ہیں اے پھٹے سے منہ اے تھوک اے زوف بے غیرت نکلی رحمت تو ایسی سنائے مین آئیں کہ وال سالن سب بھولیں پیالہ لیے کی لیے رہ گئیں کہیں تو کس سے کہیں اور ٹھہریں تو کیونکر وہاں غصہ تیزیوں پر ہے ہم دونوں آدمی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں آخر کو رحمت نے کوئی چارہ نہ دیکھا وہ اپنی کہا کہیں اور اُنھوں نے نجات دہ سے سالن نگاہ کر اپنی راہ لی میان نے کہا ارے صاحب

تم کو کچھ خط ہے سودا ہے وہ سالن لینے آئی تھی یائین گن بجری اور
 جاسوسی کیسی باتیں کرتے دیکھ کے ٹھٹھاک رہی یہ بھی جڑا کیا کہ اجازت
 لینے کو ٹھہری رہی خود لے لیتی تو اُس کا پیٹنا ہوتا انتظار کیا کہ تم پھر تو
 حکم لے کر سالن لے اس پر تم نے کیا کیا اس کو کہا سہا رھیانے کی
 عورت دوسرے سمجھنا رہشیا رہو کا پاس نہ سہی اپنی عزت کا تو نیال
 چاہیے دوسری ہوتی تو اُلٹ کر جواب دے بیٹھتی اُس وقت قرعہ
 کھلتی چار دن کا ذکر ہے کہ اسی زبان پر مجھ سے کیا کچھ رد و بدل ہو چکی
 ہے دشمنی پڑ گئی آخر اُسے نکالتے ہی بنا تم اُسے وہ تمہیں زہر دینے کو
 تیار تھی یہ سننا تھا کہ انھوں نے ایک دو ہڑ مارا کہ ہے ہے یہ سمجھانا
 ہے کہ آدمیوں کو ابھارنا ارے جوتیان ہاتھ دین دے دے اور
 کہ کہ اس سے خبر لو ارے تم مٹو ارے تم غارت ہو میرا حق اٹانے
 والے میری بات بگاڑنے والے ارے یہ بزرگم ہو میرا ہر ابھرا بارغ
 سکھائے گی ارے یہ بھن پیری میرا بھرا پڑا گھر جاڑے گی رحمت
 مردار کا تو یہ یاں کہ سہا رھیانے کی ہے کلجے کی نکلی ہے اُس کو سبق
 پڑھایا جاتا ہے کہ دوسری دفعہ ٹرے منہ پر جواب دے بیٹھے اور ہجاری
 یہ مٹی خراب مرتے ہیں مرتے پر نہ راہ چلتے پر بھاڑ میں جائے یہ گھر چلے
 میں پڑے یہ ساتھ ارے تم سب سے خدا سمجھے جیسا مجھے بڑا کر رکھا ہے
 اباجان تو یہ سنتے ہی وہاں سے ٹل گئے اور انھوں نے ان کے طرح
 دے جانے سے اور زیادہ زبان کو دراز کیا کھانا کھا کر میں ہاتھ دھونے

باہر آئی سستی جو ہون تو میرے ہی اوپر لے دے ہو رہی ہے اور اسکی
 نہ حد ہے نہ انتہا دوسری ہو ہوتی اپنی بے گناہی اور انکی زیادتی پر
 خیال کر کے بھڑ جاتی لڑ پڑتی کلیجہ تو میرا بھی پک گیا کان جل گئے مگر جلدی
 سے ہاتھ دھو کر بھاگی اور اپنی صفحہ مین جا کر بیٹھ رہی رحمت سے پوچھا
 کہ اس وقت امان جان کس پر خطا ہو رہی مین انھوں نے کہا بیوی
 مین سالن لینے گئی تھی وہ بات کر رہی تھیں مین ٹھہری رہی کہ یہ چپ ہوں
 تو سالن مانگوں وہ جو بات کرتے کرتے مڑیں مجھے وہاں دیکھ کر سمجھیں
 کہ یہ توہ لینے کو آئی تھی پھر کیا تھا آؤ تو جاؤ کمان ہاتھ دھو کر میرے پیچھے
 پڑ گئیں وہ بات ناتمام رہی دوسرا قصہ چھڑ گیا مجھے ادھر کا خیال تھا
 آخر کو بختاؤر سے سالن نکلو اگر سر پر پانوں رکھ کے بھاگی جب سے
 اس وقت تک اسی کا تار بندھا ہے بیچ مین مولوی صاحب نے
 سمجھایا وہ اور تم ہو گیا مین نگوڑی ماری اگر پہلے سے جانتی کہ وہ آپ
 کا ذکر کر رہی مین تو کیوں جاتی اور گئی تھی تو جلدی سے سالن لے کر
 چلی آتی ٹھہرتی کیوں اور پوچھنے کی ضرورت ہی کیا تھی لیکن خیر اب
 سے آئے گھر سے آئے آئندہ کو کان ہو گئے اب ایسی خطا نہ ہوگی
 مین نے کہا کہ تم کچھ بولی تو نہین رحمت نے قسم کھا کر کہا کہ کیا مین
 نادان یا سٹرن ہوں مین نے کہا ہاں اس کا خیال رکھنا کہ انکو الٹ کر
 جواب کبھی نہ دینا گھر کا واسطہ ہے جانے کا تو عہد ہو نہین سکتا کوئی
 کام نکلے گا تو کیوں نہ جاؤ گی یہ سمجھو کہ ایک بڑی بوڑھی گھری مالک مین

خدا اُن کے دم کو رکھے زیادہ کاموں میں آدمی کو نرا جانا ہے دوسرے
خوار رکھے سن زیادہ گیا ہے بڑھاپے میں عقل جاتی رہتی ہے دل کمزور
ہو جاتا ہے غصہ بات بات پر آتا ہے اُن کے کہے کا بُرا نہ ماننا تم خود
سمجھا رہو مگر میں نے احتیاطاً کہہ دیا کہ بندہ بشر شاید اُن کے ہر وقت
کے غصے سے کبھی تم بھی بے قابو ہو جاؤ اور گڑبٹھو تو ایسا نہ ہو اُن کے
برے تم مجھے کہہ لینا مگر خبردار کبھی اُن سے رد و بدل نہ کرنا و رحمت بھلا
بیوی آپ کے کہنے کی یہ بات ہے میں بھی جانتی ہوں جو اُن کا مرتبہ ہے
وہ وہی ہیں میں ہی ہوں میری اُن کی برابری کیا سوئی ٹکے کی ماما
جیسے آپ کی نوکر ویسے اُن کی ایسا کیا غضب ہے کہ میں اُن کو جواب
دوں گی رد و بدل برابر والوں میں ہوتی ہے یا نوکر اور آقا میں ہاں ذرا
بوا عجوبہ کو سمجھا دیجیے آج بدت اُداس میں صبح سے کئی دفعہ جہیز ہو کر
چلی تعین میں نے روکا کہ ناہن کہیں ایسا کام بھی نہ کرنا کیا میری بیوی
کی محنت خاک میں ملاؤ گی اُن کے صبر کو دیکھو انھوں نے کہا کہ ہاں
ہن سچ ہے تم سے سنا جائے تم بٹھو ہم تو یہاں نہیں ٹھہر سکتے بیچ پی
نہرا لغت کھائی پیروں کے نیچے کی زمین نکلی جاتی ہے بھلا میرے سامنے
میری بچی کی دھیان اُڑیں فضیحت ہو اور میں سنوں غضب اندھیرہ بڑبائی
اور کوٹا جو پا جیوں میں نہیں ہوتا خدا معلوم کیسے مولوی ہیں اور کیسا اُن کے
گھرانے کا انداز ہے میری بچی بھلا ان باتوں کی عادی کہاں نہیں معلوم
کیونکر صبر کرتی ہے اور اُس کے دل کا اندر سے کیا حال ہے مجھے اس کی

جان کے لالے پڑے مین کانٹون مین لے کر پھول کو الجھا دیا خدا اس پر رحم کرے مین نے یہ سنکر کہا کہ ذرا بوا ا عجوبہ کو بلا لا وجہ مین تو مین نے دیکھا کہ زبان بونی اور پوٹے بھر بھرائے ہوئے مین پاس بٹھا کے پان بنا کر دیا کھانے کو پوچھا کہ کیا کہ بھوک نہیں ہے مین نے کہا کہ یا مین صبح کو ایسا کیا کھالیا تھا جو بھوک جاتی رہی رحمت نے کہا کہ ایک نوالہ کھا کر فقط پانی پیا ہے صبح کو کیا کھالیا مین نے بہت کہا اُنھوں نے ایک نہ سنا اُس وقت مین نے اُن کے گلے سے لاک کر کہا کہ بوا غیر آدمین مین جا کر اُن کو اپنا بنانا تمھارے نزدیک کیا بچن کا کھیل ہے میری بات ہے مجھ کو ایسا ناگوار نہیں اور اگر میرے دل جلنے پر خیال کر کے تم اپنا دل جلاتی ہو تو یہ بالکل بے سود ہے ممکن ہے کہ کسی کے دل پر صدمہ ہو اور وہ ظاہر نہ ہو جائے اگر میرے دل مین ملال ہوتا تو کبھی نہ کبھی زبان سے طریقہ سے بات چیت سے ضرور ہی کھلتا جب تم پر نہیں کھلتا تو معلوم ہوا کہ نہیں ہے پوچھ کیا وجہ جو تم بے واسطے کا رنج مول لیتی ہو گالیان ہوں یا کو سنے جو کچھ مجھے دیے جاتے ہیں اگر مین اُن کی سختی ہوں تو جا سے دیے جاتے ہیں جیسی کرنی دیسی بھرنی اور اگر بیگناہ ہوں اُن باتوں کے قابل نہیں تو دوسرا شخص اپنی زبان خراب کرتا ہے کہتے کی زبان نہیں پکڑی جاتی بھلا ہو سکتا ہے کہ جس وقت وہ کچھ کہیں تم اُن کی زبان پکڑ لو اور نہ کہنے دو یہ ہرگز ممکن نہیں بلکہ محال ہے پھر محال شے کی تمنا کرنا سراسر نادانی ہے اس کے علاوہ تم کو ملال کرنے کا کیا حق ملال تو مجھے ہونا چاہیے مین قسم کھا کے کہہ دوں

کب مجھے اُن کی کسی بات کا رتی ریزے برابر ملال نہیں تم بھی اپنے دل
 سے رنج نکال ڈالو تم مجھے واسطہ رکھتی ہو میرے رنج سے تمہارا رنج میری
 خوشی سے تمہاری خوشی ہے پھر بے میرے ملال کے ملال کیسا میرے
 سر کی قسم کھانا کھاؤ اور جس طرح رہتی تھیں اُسی طرح ہنسی خوشی سے رہو
 میں نے سنا کہ تم آتما کر ایسی بد دل ہو رہی ہو کہ گھر جانا دل پر ٹھان لیا
 میں تم سے پوچھتی ہوں کہ مجھے چھوڑ کر جب تم چلی گئیں تو ہر ایک اس کا
 سبب پوچھے گا کیا بتاؤ گی جھوٹ بو دو گی نہیں پھر سچ کہہ کر کیا میل بیان کا
 رہنا چھڑاؤ گی اور وہاں سارے گھر کو کانٹوں پر لٹاؤ گی میری ایذا اور تکلیف
 کا حال منکر امان جان کو قرار آئے گا اور پھر وہ بے بلائے چین لین گی
 نانا باوا کے دشمنوں کا کیا حال ہو گا اور ابا جان کو کیسا ملال آدمی بات
 سوچ سمجھ کر کرے تنہا دن میں بلاوا آئے گا ہم جائیں گے تم کو
 نہ آنا ہو کوئی بہانہ کر کے رہ جانا ابھی تمہارا جانا بالکل مصلحت کے خلاف
 ہے ہوا عجوبہ میری بلائیں لے کر رونے لگیں اور کہا کہ ہا افسوس یہی
 غیرت دار لالوں کی لالہ بچی کی اس گھر میں کیا قیام رہی ہے کیا مقررہ
 سے پالا پڑا ہے جنہوں نے خواہ مخواہ ہو اکی طرح چراغ سے دشمنی باندھ
 رکھی ہے میں نے کہا کہ ہوا تمہارے سر کی قسم یہ دشمنی نہیں ہے جس طرح
 بچے کھلونوں میں سے کبھی بوے اور کبھی گجری کو پکڑ لیتے ہیں اور بیرون
 اس کا پھینچا نہیں چھوڑتے چاہے ٹوٹے چاہے پھوٹے اسی طرح بوڑھے
 وہ بوڑھا بالابرابر "گھر بھر میں ایک آدھ کو اپنا کھلونا بنا لیتے ہیں نہ بچوں

کو کھلونوں کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے نہ بڑوں کو سیرِ نبض بات صرف اتنی ہے کہ زوالِ عقل ہو جاتا ہے نیک و بد کی تمیز نہیں رہتی سب اعضا کی طرح دل بھی ضعیف ہو جاتا ہے عقل نہ ہونے سے سیدھی بات کو اُلٹا سمجھتے ہیں اور تمیز نہ ہونے سے نیک و بد نہیں سوچتے سمجھتے ضعف سے دل نہیں برداشت کر سکتا زبان چلا بیٹھتے ہیں چاہے کوئی بُرا مانے چاہے گہرے اٹھین اپنے کمرے بیٹھنے سے کام لے دیا عجوبہ نے کہا ہاں بیوی جو کہو بجا ہے ہم نے تو بال دھوپ میں سفید کئے نہ بوڑھوں کو دیکھا نہ بڑوں کو راجہ دیکھے رانی دیکھی حلق میں لکڑی کہیں نہیں دیکھی میں ہنس کر چپ ہو رہی اور ٹال کر کہا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب غصے کو تھوک دوز مانتے کی ہمیشہ ایک چال نہیں رہتی دیکھو تو ہوتا کیا ہے تمھارا ہی کہنا سہی کہ وہ دشمن میں تو کیا دشمن سے مل کے چلنا گناہ ہے یا عقل کے خلاف تم تو عقلمند ہو کوئی یہ قوف بھی اس بات کو بُرا نہ بتائے گا کسی کل اونٹ بیٹھے ہی گا دیر آئے درست آئے جلدی ہر کام میں اچھی نہیں ہوتی وہ بیچاری چپ ہو رہی اور جب اٹھنے لگیں تو میں نے اُن سے نہ جانے کا اقرار لے لیا جو مقام ہیں کسمرال سے غایت ہوا تھا وہ گو ایک گھر میں تھا لیکن انگنائی بہت بُری ہونے سے بالکل جدا تھا صدرینِ سلیم صاحبِ رہنمائی اُس کے سامنے یہ دُہری صبحی تھی جس کے پہلو میں ایک دالان اور کمرہ تھا کمرے کے دروازے باہر تھے مردانہ بیٹھکا تھا اندر کے دالان میں عجوبہ رحمت

عابدہ بیگم رشتی تھیں صحیحی میں ہمارے رہنے کا ٹھکانا تھا جب مولوی حسا نے اپنے لڑکے کی شادی ٹھہرائی تو اُس آدمی صحیحی میں شمال رو میں دروازے لگا کر کمرہ کر دیا تھا باہر والے کمرے کے پہلو پر یہ کمرہ بنایا گیا تھا اس وجہ سے رحمت والے دالان اور اس کمرے میں کچھ فاصلہ ہو گیا تھا عجوبہ کے جانے کے بعد میں نے چراغ کے آگے کچھ کام کیا بعد ازاں لیٹ رہی کروٹیں لیکر نیند کو بلا رہی ہوں کہ صحیحی میں کچھ ہٹ ہوئی رحمت نے آواز دی میں نے دلائی منہ پر سے ہٹائی دیکھا تو کسی نے چراغ پھونک دیا رحمت کے جاگنے سے مجھے اطمینان ہوا کہ میں پھاڑ پھاڑ کے دیکھا کچھ معلوم نہ ہوا صحیحی میں جو دروازہ تھا اُس کے قریب اس کا پلنگ بچھا تھا اُس وقت وہ باہر تھے اس پلنگ پر ٹوٹل کے بیگم صاحب تختوں پر ٹیڑھیں کچھ تخت چر چرائے کچھ چاپ معلوم ہوئی مگر مجھے اُن کا خیال تھا نہ گمان نہ کھینچے پری رہی وہ میری پلنگ ٹری پر آئیں اور دونوں پہلوؤں میں خوب ٹولا بھلایہ کوئی عقل کی بات تھی آدمی کو دیکھتی تھیں یا سوئی ڈھونڈتی تھیں سرھانے پائنتی دیکھا تو کیہ اٹھا کر دیکھا تکیں ہٹا کر دیکھا جب کسی کو نہ پایا اور مجھ کا سونا سمجھیں تو صحیحی سے باہر نکل کر پوچھا کہ بختاوارے کیا لڑکا باہر ہے اُس نے کہا کہ جی مجھے معلوم نہیں کہا جا دیکھ اگر ہو تو بلا لا وہ گئی آواز دی سبق پڑھ کے وہ کمرہ بند ہی کر رہے تھے بختاوارہ ٹری رہی جب باپ بیٹے اندر آئے تو اُس نے پیام دیا تھوڑی دیر بڑھے تھے کہ ان جان ملیں

کہا کہ سنتا ہے لڑکے خبردار جو تو آج سے میدان سویامین نے بڑے
 دالان میں پلنگ بچھا کر بچھونا کر دیا ہے وہاں جا کر آرام کرو کہ کتاب لے
 وہاں چلے گئے اور سو رہے اب انھوں نے یہ تدبیر کی کہ لاؤ اس
 طرح سے اسے ستاؤں دیکھوں کہ سر اٹھاتی ہے یا سمہ جاتی ہے مجھے
 کیا تھا وہ مان وہ بیٹے میں منع کرنے والی یا بگڑنے والی کون جہان
 چاہتے رہتے چار پانچ روز میں ایک ایک کر کے اُن کی کتابیں قلمدان
 صندوقچہ الماری سب وہاں منگالیا اب یہ نوبت پہنچی کہ آٹھ آٹھ
 دس دس روز میں اُن کی صورت دیکھنے کو ترس گئی اور وہ بھی لاکھ لاکھ
 چاہتے ہیں امان جان جسے نہیں دیتیں روز رات کو جب وہ سو رہے
 ہیں تو آپ سوتی ہیں گھر بھر میں سو ابا جان کے تھا کون جو اُن کی ان
 باتوں پر خیال کرتا جب کئی مہینے اسی طرح سے گزرے اور اس درمیان
 میں پندرہ پندرہ دن میسے میں بھی جا کر میں رہ آئی امان جان نے داماد
 کو کس کس لڑکے سے بلا بھیجا مگر اُن کو بیگم صاحب نے ہرگز نہ جانے دیا
 اور ہر دفعہ ایک نہ ایک حیلہ بہانہ کر دیا جب روز آدمی آنے لگا تو
 مجھے بولا بھیجا کہ نہ یہ بہت وہاں رہے گی نہ کوئی بلانے آئے گا پھر بلایا
 تو اس طرح سے کہ بیس کہار آدمی جا کر صبح سے باہر سزا دل ہوئے اور
 بخدا در اندر سانس لینا دشوار ایک دفعہ تو کھانا کھا کر سوار ہوئی اور دفعہ
 بھوک چلی آئی ایک دن ابا جان نے اُن کو انگ بلا کر پوچھا کہ بیگم یہ
 تم نے لڑکے کو بہو سے کیوں جدا کر لیا اس طرح سے انھوں نے ایک

بات کہی کہ وہ اپنا سانس لے کر رہ گئے اور دوبارہ کہنے کا حوصلہ نہ ہوا
 آٹھ سات روز بعد انھوں نے ایک دن پھر چھیڑا کہ دیکھو یہ جبر ظلم اچھا
 نہیں تم شکر کرو کہ خدا نے تمھیں بڑی نیک بودی ہے آجکل کی بہبود
 کی زبان دیکھتی ہو کہ ساسون کو جوتی میں پن لیا ہے نہ ادب کرتی ہیں
 نہ لحاظ نہ شرم ہے نہ حجاب جب حد سے زیادہ ایک بات ہوگی تو
 رفتہ رفتہ پھر وہ بھی شرم و لحاظ اٹھا دے گی اُس وقت بڑی خرابی پڑیگی
 چنچو پیٹو نہیں ایک قاعدے سے میری بات کا جواب دو کہ میں سچ کہتا
 ہوں یا جھوٹ اگر خدا نہ کروہ بتنا کہ اُس نے بھی کوئی بات ایسی کہی
 جو تمھاری آبرو یا عزت کے خلاف ہوئی جب بے کسے منے تم ہر وقت
 پیچھے پڑی رہتی ہو اور طرح طرح سے قرق بٹھاتی ہو تو اُس حالت میں ناگوار
 طبع ہونے سے نہیں معلوم تم اُس کا کیا جواب دے بیٹھو اور پھر وہ کیا
 کہے بات بے طرح بڑھے گی اور نتیجہ نہایت بُرا نکلے گا آئندہ تمھیں اختیار
 ہے اُس وقت نیکی کے دم میں تمھیں چپ بیٹھی سنا لیں اور مولوی صاحب
 سے کچھ نہ کہا دل میں لے رہیں دوسرے دن اس کا بار لا مجھ سے اس طرح
 لیا کہ جیسے ہی وہ باہر گئے اور انھوں نے بُرے بُرے خطاب مجھ دینا
 شروع کئے پھر آواز بڑھا کر کہا پھر وہاں سے اُٹھ کر حوض پر آئیں تاکہ اچھی طرح
 میں سنوں اور میسوا شاہ - مردار - ناشاد کہہ کر یہ الزام لگایا کہ خود آگ تلک
 رہتی ہے اور اُس موئے چودھری پگڑ باز کو اُبھار دیتی ہے پھر یہ نام ہے
 کہ اہل ہے اور بے زبان ہے ظاہر میں ایسی ننھی بنتی ہے گویا کچھ جانتی ہی

نہیں اور باطن میں وہ وہ عیب بھرے ہوئے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ میں نے
یہ سن کر اپنے دل میں کہا کہ اس وقت ابا جان آجائیں تو تم ہو جائے یہ
امان جان کو کیا ہو گیا ہے مجھے کہہ لیں اُن بیچارے نے کیا قصور کیا ہے
یہ بھی نہیں سمجھتیں کہ جو جو میں اپنے میان سے بُرائیاں اور بدزبانیاں کر چکی
میرے بچے کے لیے مضر ہیں وہی ہی خصلت ہو کی پڑے گی اور
اپنے میان کو بے حقیقت سمجھ گئی لیکن نہیں معلوم انھیں کسی محبت
تھی محبت کے تو یہ معنی نہیں کہ اپنے کسی چاہتے کے وابستہ کو بُرے
سبق پڑھائے جائیں میں اپنے دل سے یہ کہہ رہی ہوں اور وہ بنکار رہی
ہیں کہ مولوی صاحب گھر میں آئے مرد تھے کمان تک صبر کرتے اپنے
کمرے تک جاتے جاتے آپے سے گزر گئے اور تھرا کر بولے کہ بس کرو
بس خدا تمہیں شرائے اب کمان تک پیچھا لو گی کہنے کی کچھ حد بھی ہے
گھوڑے کا دماغ کتے کا بھیجا جھینگر کی زبان ہے کسی طرح سے تار ہی
نہیں ٹوٹتا چاہے جواب دو چاہے صبر کرو زبان ہے کہ خدا کی پناہ
کہیں رکتی ہی نہیں انھوں نے کچھ اور بگڑ کر جواب دیا مولوی صاحب
کو تاب نہ رہی اور کہا کہ خدا کے لیے صبر کرو ایک رات کا اور جھگڑا ہے
کل سے اور کچھ انتظام کیا جائے گا میں ابا جان کے پاس اس غرض سے
چلی گئی کہ انھیں روکوں بلکہ ایک آدھ بات بھی کہی کہ آپ جانے دین
غصہ نہ فرمائیں وہ دوڑتی ہوئی اپنے بیٹے کے پاس گئیں اور ہاتھ پکڑ کے
کھینچتی ہوئی انھیں باہر لائیں دکھا کر کہا کہ دیکھ لکاتا جو رو کیا کیا اس

کھوسٹ کو سکھاپڑھا رہی ہے اور یہ کہہ کر انھیں قبا کر جو بیگم صاحب نے
 کہا وہ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکتا مولوی صاحب لاجل والا استغفر اللہ
 کرتے اسی وقت باہر چلے گئے اور وہیں رہنا اختیار کیا چار روز بعد جمعہ کو
 اُن کے بڑے بھائی آکر اپنے ہاں لے گئے جھوٹ سیج کا ظاہری ایک
 سہارا تھا اُن کے چلے جانے سے جو کچھ مجھے قلع و اندودہ ہوا ہے اُسے
 بیان نہیں کر سکتی لیکن تیسرا سی روز اس غم و غصہ کھائے کو تھا کہ اُن کے
 بڑے بھائی اُن کو پھر لے کر گھر میں آئے اور بھادوچ کو دیر تک سمجھا کر دھیرا
 کیا نیک بات میں خدائے ہمیشہ سے ایک تاثیر دی ہے اُن کے کہنے نے
 یہ کیا کہ پانچ چھ مہینے تک وہ بالکل سیدھی رہیں اس درمیان میں میرے
 ہاں صابرہ پیدا ہوئی اور ساجدہ بیگم کی شادی رچی کچھ ان دونوں شاہدوں
 میں اُبھی رہیں اور کچھ جیٹھ کے کہنے کا خیال تھا صابرہ کی چھٹی مین مرگ مارنے
 پر اپنے لڑکے کے خوب خوب کاں بھر دیے امان جان بڑے حوصلے
 سے چھٹی لے کر آئی انھیں اور چیزوں کا کیا مذکور فقط مرغیوں سے باہر والا
 سارا احاطہ بھر گیا تھا پانچ اشرفیاں انھوں نے داماد کو بھی دین وہی خوشی
 لے کر چلے گئے جب انھیں معلوم ہوا تو بھری محفل میں کو لے پر ہاتھ رکھ کے
 امان جان سے کہنے لگیں کہ خوان بڑا خوان پوش بڑا اندر کھول کے دیکھو تو
 آدھا بڑا نواسی کے لیے تو تین چار ہزار کا فقط گنا اور داماد کو پانچ اشرفیاں
 انھوں نے کہا کہ سمجھ میں ہمارا منہ دینے کے قابل کب تھا فقط تمھاری خوشی
 کے لیے میں نے اس کو بھی گوارا کیا اور نہیں تو مرگ کیا اور اُس کے

مارنے کی مزدوری کیسی تم نے دو تین دفعہ کہا میں نے عذر کیا زیادہ اس لیے
 نہیں کہا کہ شاید تم کو پسای عزیز ہونے کا خیال ہو اس لیے امجدی بیگم بیچ میں
 بول اٹھیں کہ آپ کو اس سے کیا غرض کہ مرگ بھی مارا جائے داماد کو جو دنیا
 ہے وہ دے دیا جائے گا ہمارے یہاں تو ترک رسوم کا عہد ہو چکا ہے
 اُس کی مزدوری بھی نہ چاہیے تھی میں نے آپ کی خاطر سے بے رسم ادا
 ہوئے اُس کے حاضر کرنے میں بھی تا مل نہیں کیا کم و زیادہ اپنی ہمت
 پر موقوف ہے امجدی بیگم آکھڑی ہوئیں اور کہا کہ بیگم صاحب مرگ ملنے
 میں کیا چھین ٹکے اٹھتے ہیں اور جب مارا ہی نہیں گیا تو جو ملا وہ پڑا ملا آپ تو
 شیر کے شکار کا سامان چاہتی ہیں ہم اس میں بھی باہر نہیں آپ ہی تجویز
 کر دیجیے حاضر کیا جائے ہیں آپ کو ناراض کرنا تعویڑی منظور ہے میں بیٹھی
 ہوئی سُن رہی ہوں اور حسرت ہے کہ ان میں سے کوئی میرے قریب آئے
 تو اشارے کنایے سے اُسے روک دوں کہ اُن سے شہسی دل لگی نہ کرو
 ایسا نہ ہو کہ بگڑ جائیں وہی ہوا میں نہ منع کرنے پائی نہ امجدی بیگم نے
 میری طرف دیکھا نہیں نہیں کر جو اُن سے ایسی باتیں کہیں وہ بگڑ گئیں
 مگر ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر بولنے والا موجود تھا کہتیں تو کیا کہتیں
 پی کے بیٹھ رہیں جب سب گمان رخصت ہو گئے فقط امان جان اور
 رُکھیاں رہ گئیں تو ایک رات بیٹھے بیٹھے وہی ذکر پھر نکالا اور امان جان کا
 خوب مُزّمہ لیا وہ بیٹھی سنیں بجا درست کہا کہیں جب جی بھر کر دل کھول کر
 کہہ سکیں تو اُنھوں نے کہا کہ بیگم صاحب روپیہ کیا ہے اور اشرفی کیا ہے

ہم نے اپنی عمر بھر کی دولت آپ کے تواضع کر دی آپ اس دولت کو اگر کچھ نہ سمجھیں تو ہماری قسمت آپ کا یہ خیال کہ امجدی بیگم نے بنایا میں اُن کی طرف سے قسم کھاتی ہوں کہ وہ ایسی نہیں آپ اس بات کو دل سے نکال ڈالیے جب ہم آپ ایک ہوئے تو جیسے آپ کو بنایا ویسے ہم بنایا کوئی بھی اپنی ذلت آپ چاہے گایا دنیا میں کوئی ایسا بھی آدمی نکلے گا کہ جس کے ساتھ جائے جس کا طرفدار ہو اُسی کو رسوا کرے امجدی بیگم سے عزیز دن سے زیادہ ہم سے ربط ہے بہت نیک اور خوبیوں کی بیوی میں ہاں ذرا ہنس مکھ ہیں۔ بیگم صاحب ہنس مکھ تو نہیں ہنستا چل اور ہری چگ ہیں سعد من تم ہزار اُن کا عیب چھپاؤ میں بھلاک نامتی ہوں وہ اُس دن ضرور مجھے لالچ خوری بنا گئیں۔ (امان جان)۔ اے نہیں سمجھیں اپنے سر کی قسم اُنھوں نے لالچی نہیں بنایا آپ کی خوشی کے لیے کہا کہ جو فرمائیے وہ اب حاضر کیا جائے۔ بیگم صاحب تو کیا مجھے عنایت فرماتی تھیں۔ (امان جان)۔ جی نہیں آپ سے کیا کام تا جدار دو لھا کا ذکر تھا میں نے چپکے سے ہاتھ بڑھا کر امان جان کے زانو کو دبایا وہ سمجھ کر چپ ہو رہیں پھر بیگم صاحب نے بہت کچھ کہا لیکن اُنھوں نے ایک بات کا جواب نہ دیا جب وہ چلی گئیں تو امان جان نے اُن کے مزاج کی کیفیت پر کم ملنے اور کم آنے کی حالت سے خیال فرما کر مجھے کہا کہ طاہرہ بیگم تمھاری ساس مجھے کچھ کم عقل اور زود درخ معلوم ہوتی ہیں دوسرے اچھے بُرے کی تمیز نہیں یہ تم سے اتنے دن کیونکر نہی کس طرح کچھ ادھر سال بھر نہ کیا بیٹا میرے

تو دماغ کے کیڑے جھڑ گئے آج ساتواں دن مجھے آلے کو ہوا ہے اتنے
 زمانے میں اُنھوں نے بیسیوں رنگ بدل ڈالے تھارے میان کی بھی
 کیا ایسی ہی خلقت ہے؟ میں نے کہا جی نہیں نہ وہ ایسی میں نہ آپ کے
 داماد ملوں مزاج ہیں آپ کو فقط نئے سابقے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے
 آپ کی سہی عادت اور خصلت دوسرے میں کیونکر ہوا اپنے مزاج کے
 موافق نہ ڈھونڈھیے اپنی طبیعت سے جدا کر کے دیکھیے دنیا میں سب ہی
 طرح کے تو لوگ ہوتے ہیں اُنھیں میں سے میں میرے ساتھ تو آج تک
 اُنھوں نے کوئی بڑائی نہیں کی ذرا مزاج کی تیز میں تو مجھے کیا کچھ برابری
 کا تو اُن سے دعوے ہے نہیں کہ مقابلہ کروں اور اُن کی بد مزاجی سے
 مجھے کوئی صدمہ ہو نہ بڑھاپے میں سارے مزے اور بان بھر کی
 طاقت زبان میں آجاتی ہے پیٹھ پیچھے بادشاہ کو کہتے ہیں اگر اپنی جگہ
 کچھ کہتی بھی ہوں تو نہ میں سنتی ہوں نہ سُکر برا مانتی ہوں بڑی بڑھی ہیں
 جیسے آپ ویسے وہ بڑھ کر کہہ جائیں زیادتی کر جائیں بُرا کہیں بھلا کہیں
 تو کچھ میری عزت نہیں جاتی ہر گئی ایک وقت خفا ہو گئی دوسرے وقت کھجے
 سے لگا مینگی آپ کے دم کو خدا رکھے اپنے پہلو سے اٹھا کر جبکہ پہلو سے لگا دیا
 ہے لگے بیٹھے ہیں ہماری نالائقی ہے جو بڑوں کی بات پکڑیں یا اُسکا
 شکوہ کریں مجھے آپ کی طبیعت کا طال معلوم ہے کہ آپ کسی سے بُرائی
 کرنے یا بدلا لینے پر قادر نہیں اگر کوئی بُری بات اُن کی مجھے بُری لگتی تو
 آپ سے کہہ دینے میں کوئی قباحت نہ تھی میں ہر طرح نہایت خوش و خرم

ہوں اور کسی قسم کی تکلیف بے چینی ایذا نہ تھی نہ ہے ہاں آپ کے پہلو اور آبا جان کے سایہ نانا جان کی زیارت سے محروم ہوں سو اس کے اور مجھے کسی طرح کا رنج بہنیں اگر آپ کسی سے سنا ہو یا اب کوئی کہے اول تو آپ اسے سماعت نہ فرمائیے گا اور سن کے یقین نہ مانے گا بس اتنا ہی ہے جیسی جی چاہے مجھے قسم لے لیجیے کہ اگر مجھے کچھ بھی صدمہ ہوا ہوتا تو میں آپ سے ضرور کہہ دیتی کہی نہ چھپاتی مجھے یقین ہے کہ آپ بے قسم کھائے بھی مجھے سچا سمجھتی ہیں (امان جان) خیر الحمد للہ میں تمہاری خوشی اور راحت سے غرض ہے آم کھانے سے کام ہے نہ پیر گننے سے وہ کیسی ہی مزاج کی تیز ہوں جھٹی ہوں اس کے کریدنے سے کیا مطلب فقط اس سے ہے کہ تم سے سیدھی رہیں کھڑیج کی نہ لین مگر طاہرہ سلیم جو جس کی خصلت اور عادت ہوتی ہے وہ کہیں حاتی بھی رہتی ہے تمہیں پورا سال گذرا ایک بد مزاجی نہیں کی ہم سے سات دن میں سترہک کی نوبت پہنچ گئی بھلا یہ عقل میں آنے کی بات ہے تمہاری خاطر سے کہو ہاں ہاں کر دین زبردستی مان لین ہمارے تجربے کے تو بالکل خلاف ہے نام بڑا اور درشن تھوڑے اسی گھر کے حب حال ہے مجھ کو تو ساتھ ہی دن میں تین تلوک نظر آنے لگے تم لاکھ چھپاؤ چھپ نہیں سکتا میں کیا کروں میرے دل ہی سے نہیں نکلتا مجھے بے واسطہ خواہ مخواہ چھوٹا ہو گیا تو وہ لڑنے کو آئیں اور تمہیں بہو ہو کر میں سے بیٹھے دین میں نے کہا کہ امان جان آپ نے شاید خیال نہیں فرمایا ان کی بات چیت کرنے کا

ڈھنگ یہی ہے کچھ عداوت اور دشمنی سے ایسی باتیں تھوڑی کرتی ہیں۔
 خلقت سے سب ہی ناچار ہیں اُن کا کیا زور اب وہ بدل سکتی ہیں نہ
 چھوڑ سکتی ہیں آپ زیادہ رہیں گی کیون ورنہ میرے کہنے کا حال کھل جاتا
 (امان جان) خزانہ کرے بیوی میں رہ کر کیا حلال دماغ مول لون گی اچھا
 خاصا آدمی اس گھر میں آکر تمہاری ساس کی معرفت تیسرے ہی دن تو
 تنکے چھننے لگے کل انشاء اللہ شب بخیر صبح کی نماز پڑھ کر تو میں جاؤں گی میں
 نے یہ بات کہی اسی غرض سے تھی کہ اگر وہ دس پانچ دن اور ہیں تو میں
 کسی نہ کسی طریقے سے سہی سفارش اٹھوا کر میگم صاحب کو اتنے دن کے
 لیے روک دوں اور یہ کہہ دوں کہ اپنے گھر کی لڑائی دوسرے گھر کی
 ہنسائی ہے مجھے منظور نہیں کہ آپ کی میری بد مزگی کا حال میرے بیکے والوں
 پر کھلے جب تک امان جان میں آپ تامل فرمائیں ذرا خیال رکھیے
 اُن کے جانے کے بعد پھر آپ کو اختیار ہے یہاں امان جان کو خود
 نہیں رہنا منظور تھا اب پیام سلام کی کیا ضرورت تھی ایک رات کی
 تو بات تھی صبح کو وہ اپنے گھر سادھا رہیں اور میرا راز ڈھکے کا ڈھکا
 رہ گیا امجدی بیگم نے بھی ایسی ہی کچھ باتیں کہی تھیں میں نے اُن سے
 کہا کہ آپ مجھے بے غیرت سمجھتی ہیں یا غیرت دار مٹھون نے جیسے ہی
 غیرت دار کہا میں نے کہا بس غیرت دار ہو کر کوئی بھی اپنی نفیضتی اٹوا سکے
 اور پھر بٹانا رہے گا اور کچھ میرا زور نہیں چلتا تھا کسی کا کچھ نہیں کر سکتی تھی
 اپنی جان پر تو قابو تھا سچ تو کرتی دل میں تو کڑھتی پھر گھٹن نہ لگ جاتا

آج تک گھل کر بہ نہ گئی ہوتی غم و رنج سے عادی کو ذلت اور تکلیف سے دشمن انسان کو اس کے اصلی حال پر بھی کہیں رہنے دیتے ہیں ذرا بین تو شاہوا چہرہ خود بول اٹھتا ہے کہ ادھر دیکھو ہماری خبر لو ہمارا حال پوچھو نہ مجھے رنج ہے نہ پریشان ہوں آپ خاطر جمع رکھئے اور میرے اسی حال پر رہنے کی خدائے پاک کی جناب میں دعا کیجئے اس طرح سے میں نے انہیں بھی ٹالنا تھا امان جان اور اڑکیوں کا سوار ہونا تھا کہ وہ جہن کے پاس آکر بیٹھیں اور باہر والے والمان میں بیٹھ کر اس کی تعریف میں قصیدہ شروع کیا اپنے نزدیک میری سچو کر رہی تھیں لیکن اصل میں وہ میری تعریف تھی وجہ انسا نے کہا کہ سلیم صاحب مجھ میں جو کچھ ذرا اٹھو اور اہمیت ہے سب آپ کی بہو صاحبہ کے تصدیق سے ہے کہ دہن بریں میں نے ان کی خدمت کی جو تیان سیدھی کہیں کچھ پڑھا کچھ لکھا کچھ محبت اٹھائی معاذ اللہ ان کے قدم با قدم تو نہیں کہہ سکتی ہاں تقلید کرنے والیوں میں ہوں کہا اے بیٹھ لڑکی تیری جوتی کی تو برابری کر لین اتیری گھوٹی گھسی بس کی گانٹھ زہر کی پڑیا سیٹھی چھری صورت حرام گورمی چٹی ہیں اپنے لیے چاند کا ٹکڑہ میں اپنے واسطے ہیں صورت شکل سے کیا کام سیرت اچھی ہونی چاہیے اس کا یہ حال ہے کہ بس دل ہی مزے اٹھاتا ہے کلیجے میں چھید ڈال دئے دل میں سوراخ ہو گئے دور سے بھی وہ شاہ بازار کرتی ہے کہ تو یہی بھلی جس میں چنگی ڈال جا لو دور کھڑی ہوئی نکالی بھلائی میں استاد جوڑ توڑ میں ایک نہیں معلوم سہارمن کے کیا کان بھر دیے کہ وہ

چلتے وقت مجھے دل کھول کر اچھی طرح نہ ملین انجیری بیگم نے رخ دے کر بات کرنا چھوڑ دی تم کو وہ بچی پڑھائی کہ چھوٹوں میرے پاس نہ بیٹھیں وجہ النساء اولی بیگم صاحبہ توبہ توبہ مجھے قسم لیجیے جو انھوں نے مجھے منع کیا ہو یا کچھ کہا ہو بات دہرانے کی انھیں عادت ہی نہیں وہ ایسی داستان باتیں کیا جانیں (بیگم صاحبہ) اسے دواوری چھو کر سی تو خدا کا کلمہ کیون پڑھتی ہے بس انھیں کا پڑھا کر (وجہ النساء) میں میرا مارا کنبہ اُن کے محلے والے پڑے پڑے گھر رنے کے لوگ اُن کا کلمہ پڑھتے ہیں نہیں معلوم آپ کیا فرماتی ہیں ایک مجھے نکال ڈالیے میں دوترا غوث تو ان سے اُن کے فرشتہ خصلت ہونے پر گوہی دلو اسکتی ہوں معاذ اللہ وہ اور ایتری یا گھوٹی گھسکی ہوں اُن کو تو خدا نے بڑا مرتبہ دیا ہے ایسے عیب اُن کے ہاں کی ماما اسیلون نک میں نہیں بیگم صاحبہ - یہی ماما اسیلون رحمت - عجوبہ ان چتر خدیون کا کیا کہنا ہے عیب معصوم پاک صاف چھینا چھتی (سیناسی) ایک نیک زن دوسری نیک چلن دونوں کی دو گون فرشتوں کی تصویریں عروں کی مثالیں سوجہ انعام یہ تو آپ فرمایا ہیں مگر ہاں اس زمانے کے لوگوں سے اچھی میں جو اُن میں خوبیاں ہیں اچھے اچھے گھروں کی بیویوں میں نہیں بیگم صاحبہ - بیٹھ لڑکی عقل کے قانون (ناخن) لے اپنا منہ بنا تو نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے ایک ہفتے کا سن دودھ کی منہ سے بہت بھتر بھتر پواتی ہے اور یہ باتیں بناتی ہے تو کیا جانے کہ اچھے بگ کیسے ہوتے ہیں اسے ہمیں دیکھ کہ ایسی بہو کا ساتھ دے رہے ہیں

ایک دن دنیا میں جس کے ساتھ کوئی بسر نہ کر سکتا جس کے کاٹا کا منتر نہیں
 وجیہ النساچو فرمائیے بجائے میں آپ کی بات دیکھ نہیں سکتی لیکن دنیا جہان
 کا دستور ہے کہ ایک کے بڑا کئے سے نہ کوئی بڑا ہو سکتا ہے نہ اچھا کئے
 سے اچھا جس کو ہزار اچھا کہیں وہ اچھا ہے اور ہزار بھی کیسے جو خود اچھے
 ہوں مجھ ایسے نکلے نہیں مجھے بیان بھی آئے کئی دن گزرے جس کی جو عادت
 ہوتی ہے چھٹ نہیں جاتی میرا کچھ ڈرنیں پڑا تھا اُن کی کچھ بڑی نہیں تھی
 جو ادب و لحاظ کر گئیں میں نے تو ایک بات بھی نہیں سنی اگر بیان اگر اٹکا
 مزاج بدل جاتا یا طبیعت اور ہو جاتی تو مجھ پر پہلے ہی روز کھل جاتا کوئی نہ میں
 ایک مدت تک اُن کے ساتھ رہ چکی ہوں اور کس طرح سے کہ ہر وقت
 کا ساتھ کئی برس تک ایک دم کو بھی جدا نہیں ہوئی قدموں سے لگی رہی
 ایسا نہ میرا ہے یا میری عقل پر پتھر پڑ گئے جو میں اُن کو بھول جاؤں گی اور
 احسان فراموش ہوں گی آپ جیسی ہیں اگر کوئی اس کے خلاف کہے تو کیا
 ہوگا جس طرح سے چاند کا داغ نہیں مٹ سکتا اسی طرح سے اُس پر خاک
 بھی نہیں پڑ سکتی سلیم صاحب کچھ کہنے کو تھیں کہ وہ اپنے بچے کو گود میں لیکر
 میرے پاس چلی آئیں اور وہ منہ کھول کر رہ گئیں پندرہ دن رہ کر وجیہ النسا
 اپنے گھر گئیں اس مدت میں کئی دفعہ امان جان نے اس کو گھیرا اور اس نے
 نہایت خوبی اور لیاقت سے اُن کی باتوں کے جواب دیے وجیہ النسا
 کے جانے کے بعد امان جان نے اُس کی نسبت خوب خوب زبان صاف
 کی کچھ بھشتن حلال خوری بختا در چھو چھو ان میں سے جس کو پاگین پکڑ لیا

اور جہین کا قصہ بنا کر کہنے لگیں کوئی نہ ملا دیوار پا کھون کے سامنے دھرایا
 سنتے سنتے کان ہرے ہو گئے کوئی ددین میں نے ساجدہ بیگم کی شادی کو
 گزرے تھے کہ بیگم صاحب نے لڑکی کو اب کی دفعہ جو بلایا تو مہین سے
 کھلو ابھی کہ بیوی ماٹا را اللہ تمہارا لڑکا ہے دن میں دس دفعہ تمہارے پاس
 جا سکتا ہے میں اپنی لڑکی کو دیکھنے کیلئے ترس جاتی ہوں تم آزدہ نہ ہونا
 اور نہ اپنے دل میں کچھ اور خیال کرنا لڑکی کے ساتھ ہی لڑکے کو بھیج دینا کہ
 دونوں ملکر مہین رہیں ہمارا تمہارا کوئی جدا نہیں ہے اور درحقیقت
 بھی ایسا ہی تھا کیونکہ بہت قریب کے عزیزوں میں ساجدہ بیگم کی تھیں
 ان پچا رہی کے ان کی طرح پتال میں تو جڑتی تھیں یہ سنکر بے حد حیرت اٹھیں
 نے اپنے لڑکے کو ہمارے یہاں رہنے کے ارادے سے بھیج دیا مکان
 ٹھہرا ایک دو چار مرتبہ تو فوراً پردہ ہو گیا اگر مہین کے دن تھے میں تختیوں
 پر بیٹھی ہوئی مغرب کی نماز کے لیے وضو کا ارادہ کر رہی ہوں یا نون دھوئے
 ہیں کہ انھوں نے پکارا میں نے اشارے سے رحمت کو بلایا کہ کچھ چاہی
 اٹھا کر آکر لو کہ شہریار دولا نکل جائیں میرے پاؤں گیلیں جب تک
 رحمت جائیں اور دلائی چادر لائیں کہ اماں جان نے جان کھالی پردہ
 نہ ہوا بلائے جان ہوا جان بوجھ کر آپ ہی اُس کے آنے کے وقت
 توپ کے ہرے پڑھیں اور آپ ہی پردے کی شق نکالی بڑے پردے
 (پردے) والی جب لڑکے کے آنے کا وقت ہوتا ہے ابدی کر باہر نکلتی
 ہے میری کیا شامت تھی کہ یہ باتیں سنکر وہاں ٹھہری رہتی رحمت آنے نہ پاتی

تھیں کہ جوتیان ہاتھ میں لے کر بھاگی وہ گھر میں آئے انھیں سلام کر کے کونٹھے پر چلے گئے مین اپنی ننھی مین ناز پڑھنے لگی پہرات گئے جو پیشاب کہ اس طرف جاتی ہوں اسی پردے کا ذکر اب کی اتنا اور بھی سنا کہ صاحبزادے صاحب ذرا گھر میں آئیں تو مین اُن سے کہہ کر آج ہی تو اس موہنے پردے کو خاک مین ملائی ہوں پروہ نہ ہوا عذاب جان ہوا اپنا گھر نہ ہوا غیر کا مکان ٹھہرا ڈیورٹھی ہی سے روک ٹوک شروع آتے کی آواز دی اور مافوت کی صدا پہونچی ماشاء اللہ کیا اچھا طریقہ اس گھر کا ہے کسی بات پر اختیار ہی نہیں مگر فکر دیدم دم نہ کشیدم اپنا بیت مین یہ غیریت اور اس غیرت پر یہ بی غیرتی بڑی پردے والی ہوا اپنے کونے مین بیٹھی رہا کرو نکلیں گی تو عین وقت پر اور پھر پردے کی بھی پون نگائیں گی آج تک مین منے اپنے میر صاحب کو کسی دن اشتیاق یا حکومت یا ضرورت سے نہیں بلوایا تھا مگر یہ باتیں مگر مجھے بجز اس کے کوئی چارہ نہ ہوا کہ انھیں گھر میں آنے کے وقت سے پہلے بلوایا مچوں اور پوری سے بلوایا مچوں یہ خیال کر کے مین رحمت کے پاس گئی اور اُن کو انگ لے جا کر کہا کہ جس طرح سے ہوا تم میری خاطر سے ذرا باہر چلی جاؤ اور اُن کو بلا لاؤ مجھے ایک ضروری بات کہنا ہے یہ ڈر لگا تھا کہ وہاں ایک بات کی دشمن لگی ہے آتے کے ساتھ ہی تو سامنے کرنے کا پیام دے دیا جانے گا وہ ایک صاف آدمی مین مان کی خاطر سے قبول کر لیں گے مین اُن کے پیام سے پہلے اُن کی بات کے جواب سکھا دوں تا میرا حجاب بدستور باقی رہے اور درسیان کا پرزہ نہ اٹھے

رحمت بیجاری چادر اوڑھ سر منڈ لپیٹ باہر گئیں اور اُن کو اپنے ساتھ لیکر آئیں جب سے لڑکی پیدا ہوئی تھی امان جان نے اپنے صاحبزادے پر سے وہ نقیر اٹھا دی تھی آزاد کر دیا تھا جیسے ہی وہ گھر میں آئے بیگم صاحبہ تو تاک لگا کے بیٹھی ہی تھیں جھٹ پکارا ادھر آؤ آج سویرے سے کیوں چلے آئے انھوں نے کہا کہ کتاب لینے کو آیا ہوں رحمت نے کہا یہ بات کہ ایک ضروری کام ہے پہلے بیوی کے پاس جائیے گا اور اُنکے بلانے کا نام نہ لیجیے گا اُس کے علاوہ وہ خود جانتے تھے کہ ہر روز یہ تھکا فٹھیجی کیا کرتی ہیں کوئی دن ناغہ نہیں جاتا اگر بیوی کے بلانے کو کہو لگا تو وہ ضرور سمجھ جائیں گی کہ کوئی نہ کوئی میری ہی بات کہنے کو بلایا ہے لغو نہ کتاب لینے کا بہانہ کر کے وہ فارم اٹھائے پیٹنی میں آئے پوچھا کیا ہے میں نے کہا ذرا بیٹھ جاؤ وہ پانوں شکالے جو تاپنے سامنے پلنگ پر بیٹھ گئے میں نے مختصر واقعہ کہہ کر کہا کہ اگر امان جان تم سے میرے سامنے کر دینے کے بارے میں کچھ کہیں تو تم صاف انکار کر دینا زیادہ بجا ہوں کہنا کہ آپ اس کے عوض میں اپنی لڑکی کو مجھ سے چھپائیے گو وہ میری حقیقی بہن ہے مگر میں خوش ہوں لیکن اپنی بیوی کو میں سامنے نہیں کروں گا خبردار نہ مانا وہ آج اس بات پر اڑی بیٹھی ہیں کہ شہ یار دوا سے پردہ اٹھ جائے اتنی دیر میں انھوں نے کئی دفعہ جھک جھک کر انگنائی کی طرف دیکھا کہ کہیں امان جان نہ ٹوہ لیئے کو آئی ہوں کہ بات کا بتنگڑ بن جائے ذکر تمام ہوتا ہے جلدی سے کتاب لیکر باہر چلے گئے

تھوڑی دیر میں آنے کا وقت آیا گھر میں آئے کتاب میں رکھ کر جیسے ہی تختوں پر جا کر بیٹھے اُنھوں نے دسترخوان کھولنے سے پہلے پردے کا دفتر کھولا وہ سب سنا کیے ساری پٹی پڑھ کر بھلا دی کہا تو یہ کہا کہ امان سامنے کر دینا تو اچھا نہیں (بگیم صاحب) وئی بیٹا سامنا اچھا نہیں اور کانا پردا اچھا ایک گھر کا واسطہ ایک نہ ایک دن غیب سے سامنا ہو جائے گا وہ بہتر تم کو کبھی عقل نہ آئے گی پڑھ کر گدھے پر کتابیں لاد دی ہیں۔ کیا نہ بات کا اونچ نیچ دیکھتے نہ سوچتے سمجھتے ہو آدمی وہ بات کرے جس میں اپنی بات رہے وہ یہ تقریر منکر منطق کے زور سے ہر بات کا نتیجہ نکالنے میں مصروف ہوئے اور اُنھوں نے بولو جواب دو کہہ کر اُن کا دماغ کھالیا میرے منع کرنے کا بھی خیال تھا کہا کہ اس وقت میرا دماغ صحیح نہیں سوچ کر جواب دوں گا کہا دو چار برس کے بعد اُنھوں نے کہا کہ جی نہیں کل پرسوں تک اس کہنے سے تھوڑا سا اطمینان ہوا دسترخوان پکھا نوالہ حلق سے اترتے ہی دور کی سوچیں سُکر اکر کہا کہ شہزادی بنی سے تو کہیں نہیں پوچھنے پر رکھا ہے میری خوشی وہ کیوں ہونے دین گی اُنھوں نے کہا کہ جی نہیں اُنھیں ان باتوں سے کیا کہا کہ ان کہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا وہ میری ضد سے کبھی راضی نہ ہونگی یہ سب باتیں میں نے اپنے کانوں سے سنیں جب وہ کھانا کھا کر سونے کو آئے تو مجھے پکارا کہ کیا سوتی ہو میں نے کہا کہ نہیں تو کہا تم نے اپنے نزدیک سامنے ہونے میں کیا قباحت تجویز کی ہے کیا عزیزوں کے

کوئی سامنے نہیں ہوتا میں نے کہا پہلے پردے کی قباحتیں تم کو اُسکے
 بعد میں سامنے ہونے کی برائیاں کہوں گی کہا پردے میں ایک یہی
 قباحت کیا کم ہے کہ کسی روز تمہارے اُن کے ہاں بھڑکے ہو جائے میں نے
 کہا کیوں ہوگی مجھے قسم لو جو چنچنی سے قدم باہر نکالوں ایک پانچا نہ تم اس
 طرف اور بنو ادا مان جان روپیہ نہ دین گی میں دون کی ممکن نہیں جو زندگی
 بھر میرا اُن کا سامنا ہو کہا اُن تمام زمانے کی شکلیں اٹھاؤ اور سہل بات
 نہ کرو شاید تم نے سُن لیا ہے کہ امان جان کی مرضی ہے اسی سے تم اس کے
 خلاف کرنے پر مجھے مجبور کر کے محنتیں پیش کر رہی ہو میں نے کہا تو بے اُن سے
 ضد کر کے میں کہاں رہوں گی صرف انجام کے خیال سے کتنی ہوں کہ
 جب سامنا ہوا تو پانچون کھلے گادہ آئے جائیں گے امان جان بات میں
 بات پیدا کرتی ہیں ایسا نہ ہو کہیں خدا نہ کرے کوئی تہمت و معذرتیں اول
 تو سامنا ہی نہ ہوا اور اگر ہو تو میری حد میں نہ آئیں دور کی صاحب سلامت
 رکھیں غیر مرد سے نہ میری آنکھ چار ہوگی نہ اس کو پاس بٹھانے کا کوئی موقع
 ہے میری اس جواہر میں تولنے کی تقریر کا اُٹھون نے جواب دیا کہ تمہیں
 وہم خط ہے اس کی دو القمان کے پاس بھی نہیں خواہ مخواہ تصور و خیال
 کے گھوڑے دوڑاتی ہو کچھ بھی نہیں ہوگا تم بکا کرو میں اُن سے کل کمد رنگا
 میں نے کہا تمہیں اختیار ہے تم ایک چار کے سامنے کر دو میں عذر نہیں
 کر سکتی مالک ہو لیکن یہ بات اچھی نہیں انجام اس کا بہت بُرا ہے یاد رکھو
 کہ ایک نہ ایک دن ملال دھرا ہوا ہے شیطان ایسے ہی ایسے موقعوں پر

آکو دلتا ہے اور رسوا کر دیتا ہے یہ تم اپنے ہاتھ سے اُس کے آنے کا رستہ
 کر رہے ہو دیکھو باز آؤ اور جوین کہہ چکی ہوں یہی اُن سے کل لکڑی جواب
 صاف دید و قطعی انکار کرو کہ یہ امرشدنی نہیں جس میں اُنھیں پھر کہنے
 اور سمجھانے بچھانے کا موقع نہ ملے و دروز تک طرح طرح سے سمجھایا
 صاف صاف کہہ دیا کہ میری تمھاری دونوں کی رسوائی ہوگی اُنھوں
 نے نہ مانا اور تیسرے دن مان کی خوشی کے لیے کہہ دیا کہ اگر آپ
 کی یہی مرضی ہے تو کیا مضائقہ سامنے کر دیجیے یہ سنتے ہی اُنھوں
 نے بلائین لین اور کہا کہ میرا بچا کیا کہا مانتا ہے پھر خوشی کے مارے
 خود ہی زینے کے پاس دوڑی گئیں اور داماد کو لیکر لڑکے کو بلایا پھر
 سب ملکر میری صحنچی میں آئے میں اُس وقت صابرہ کو دودھ پلا رہی
 تھی کہ اچانک یہ سب پہونچے یقین ماننا کہ اُسی دن سے دودھ خشک
 ہو گیا اور اس قدر مجھے شرم و غیرت آئی کہ سارا بدن کاپنے لگا جیسے
 لرزے کا بخار چڑھا اُنھوں نے خوشی خوشی داماد سے سلام کرایا
 اتنی عمر میں مجھے ہنس کے اُنھوں نے بات نہیں کی تھی سو اُس
 دن کے اور مجھے بھی کوئی بات اُن کی ایسی بُری نہیں لگی تھی جیسا
 بے کے چلے آنا اُس دن بُرا معلوم ہوا مگر چارہ ہی کیا تھا سب آئے
 بیٹھے میں اُٹھ گئی اور لڑکی کو دے کر پھر اُٹھی پان بنا کر سب کو دیے
 آج امان جان نے بھی مسکرا کر پان لیا اور ہنس ہنس کر چبا چبا کر
 باتیں کیں بڑی دیر تک داماد کو لیے بیٹھی رہیں اس میں بیٹی کو بلوا دیا وہ

وہ باغ باغ آئین مان کے گلے لگین میرے گلے ملین بخت اور چھو چھو
 سے کھلو ابھیجا وہ آئین پھر لونڈی سے میان کو بلوا بھیجا مولوی صاحب
 تشریف لائے بیوی کی نظر عنایت مجھ پر دیکھ کر وہ بھی تبسم ہوئے اور
 فرمایا کہ چلو اچھا کیا سامنے ہونے سے رشتہ قرابت مضبوط ہوتا ہے
 محبت بڑھتی ہے معاوم ہوتا ہے کہ عزیز دار میں دوسرے کے دل میں گھر رہتا ہے
 وہ سمجھتا ہے کہ میں اپنا سمجھتے ہیں پردے کا جھگڑا ابھیڑا نہیں رہتا بیوی نے
 ہان میں ہان ملائی اپنی تعریف ہونے سے خوش ہوئے پھر سب اٹھ کر
 چلے اُس دن خوشی میں آکر بیگم صاحب نے فرمایا کہ شہزادی نبی اب
 سب ملکر کھانا ایک ہی جگہ کھایا کریں تو اچھا ہے۔ یہ پیموٹ پھٹک کیسی
 تین تیرہ ہو کر کھانا کیا معنی میں نے اس کا بھی جواب نہ دیا وہ فرماتی ہوئی
 چلی گئیں اُن کے جانے کے بعد میں نے شہریار دولہا کی وضع طرح
 پر جو غور کیا تو جو جو خیال یاد آئے مجھے ہوئے تھے درجہ یقین پر جاہو پنے
 مکے دار دوانگل کی دویلٹری ٹوپی جو پوری مانگ کو بھی نہیں چمپا سکتی تھی
 سلامتی سے بنے ہوئے گھونگروالے بال جن میں ڈھیر دن تیل پڑا ہوا
 جامدانی کا چست انگرکھا کوڑی پر چولی بابر لوٹ کا رنگا ہوا کرتا آنکھوں میں
 گہرا گہرا سرمہ پانوں کی بوٹوں پر لالی رنجون میں مٹی ہاتھوں میں منھدی دونوں
 چھٹکائیوں میں دس بارہ انگوٹھیاں ریشمی رومال او دے گرنٹ کا چوڑی دا
 گھٹا کا مادار بوٹ پیرون میں چمیلے بازوؤں پر جوشن اور اندویان دونوں
 کانوں میں عطر کی ڈوبی روئی گلے میں کالے ریشم کی سیلی گنار بابا بن میں

خلال بڑی بڑی سوچیں چھوٹی چھوٹی داڑھی اُن کے جانے کے بعد
 مجھے سخت اُلجھن رہی اور دیر تک سر جھکائے انجام کو سوچا لی کر دیکھیں
 کیا ہوتا ہے ایسے وضع دار کا سامنا اچھا نہیں جن کی طبیعت اور پسند
 سے طرح طرح کے فسادات پیدا ہین بڑی باتوں پر اُن کی نگاہ بہت
 مائل ہوتی ہے اس انتشار میں جو میرے آٹے آئی وہ عقل تھی جس نے
 مجھے اس خیالات فاسد اور غم آئندہ سے بچایا اطمینان کی شکلیں
 دکھا کر اُس کس صورت کو میرے دل سے نکالا اور اُس سے مفراور
 پر سیر کی راہ میں اور تدریر میں بتا سکھا کر مجھے سمجھا لا کچھ کچھ چہرے کی
 سیر دلتی دل کی گتھی کم ہوئی ہے کہ کھانے کا وقت آیا حکم تو پہلے ہی
 صادر ہو چکا تھا اُس پر اپنے لڑکے کو کڑا پیادہ سمجھ کر بھیجا وہ مجھے آکر
 لے گئے مجبوری اور معذوری سے گئی کھانا کھایا یا تو ہاتھ دھونے کے لیے
 سب اٹھ جایا کرتے تھے اُس دن سے تسلا آنے لگا اور دہین
 بیٹھے بیٹھے سب نے ہاتھ دھوئے مین نے اٹھنے کا ارادہ کیا ابان جان
 نے روکا ٹھہرنا پڑا اب روز دو وقت کی یکمائی اور گھڑیوں کی نشست
 ہونے لگی مجھے اس محبت سے اُن کی وہ دشمنی ہزار درجے اچھی
 معلوم ہوتی تھی اس لیے کہ نہ کسی نامحرم کا سامنا تھا نہ دونوں وقت
 غم کا کھانا دو چار مہینے اسی طرح سے گزرے ہزار ہزار چاہا اور اُن کے
 بگڑنے کی تدبیریں کین جو باتیں کہیں نہ کی تھیں وہ کین مگر بگیم صاحب کو
 کوئی بات بُری نہ لگی نہ ہستی چلی گئیں نئی بات کا بُرا نہ معلوم ہونا اور کسی

کی عادت بدلنے کا اثر نہ پڑنا یہ بھی انھیں کے اختیار کی بات تھی دوسرے
 مین مین نے یہ صفت نہیں دیکھی نہ جواب سن کر بگڑیں نہ سرتابی و عدول حکمی
 پر غصہ آیا نہ کھانا ماننے پر ملال فرمایا روز بروز محبت کو ترقی ہوتی چلی گئی اور
 مزاج کی باگ بالکل اور طرف پھیر دی معلوم ہوتا تھا کہ یہ وہ مین نہیں
 مجھے ان جیجا باتوں کے کرنے میں گواہ ایک دقت پڑی مگر ضرورت سے ناپا۔
 تھی جب کچھ اثر نہ ہوا تو عادت بگڑنے کے ڈر سے جھک مار کر مین نے
 انھیں خود ہی چھوڑ دیا اور تھک کر بیٹھ رہی میان کے مزاج کا ہمیشہ سے
 جو انداز تھا تھا ایک دن بیٹھے بیٹھے کجخت خیال جو اُدھر دوڑ گیا اس میں
 بھی کچھ نامعلوم سافرق دکھائی دیا دن گزرنے اور مدت بڑھنے کے ساتھ
 وہ بھی بڑھتا گیا بچہ پھرنے پر پیٹ کا جیسے شک و شبہ جاتا رہتا ہے
 وہی بیان بھی ہوا امان جان نے تو ایک خاص ضرورت اور اپنی غرض
 سے دل پر جبر کر کے اپنی خصلت کو بدلاتھا بے کسی ضرورت و مصلحت و سبب
 کے میان کے تیور بدلے اور نگاہ پھری دیکھ کر مین پر دن اسی میں غلطان
 پہچان رہنے لگی ایک دن میرے خیال میں یہ بات گزری کہ ابا مین نے
 جو ان کی امان کی نسبت دو چار مرتبہ کھانا اور ایک آدھ شکایت
 کی ہے بگڑی ہوں شاید اس کا انھیں ملال ہوا ہے اور اُسے دل
 میں لیکر پالا ہے اب وہ پردان چڑھایہ فقط میری نازک خیالی تھی
 آخر کو معلوم ہوا کہ وہ بات ہی اور ہے مین نے اپنے اس بیان کے
 عنوان اور تقریر کے اُن پہلوؤں کو دل میں سوچنا شروع کیا کہ جن کے

ذریعے سے بات نہ بڑھتی اور دفعیہ معقول ہو جانا میں اسی ادھیڑ بن میں
تھی اور وقت ڈھونڈ رہی تھی تاہو اس سے نہ ملا کہ آپ کے خود بادولت
پے کسی کے درغلانے اور اشتعالک کے خود ہی رک کر الگ الگ
رہتے تھے ایک دن عابدہ کو میٹھی کھانا کھلا رہی ہوں رحمت سے
پانی مانگا وہ جو آئین تو تین بھرے جام لے کر دو تون آنکھوں میں آنقدر
آنسو بھرے تھے کہ بے ہلے ڈلے گرے پڑتے تھے کٹوری لے کر
میں نے کہا کہ خیر تو ہے آنکھوں نے کچھ جواب نہ دیا اور ٹل گئیں آنسو
یونچہ کر پلٹ آئیں اور کٹوری لے کر پھر چلین میں نے کہا ہوا رحمت
تمہیں میرے سر کی قسم کیا بات ہے کچھ کہو تو سہی کہا کہ ہاں بیوی
آپ ہی خدا کے ڈر کا سمجھ میں فعل لگا دو اور آپ ہی اپنی محبت کی
کنجی سے اُس کے کھولنے کو کہو ہم تو آپ کے یہاں آکر کہیں کے
بھی نہ رہے چار باتیں آپ کے صدقے میں اپنی طرف سے زیادہ
جان کر وہ مختصے میں پڑے کہ تو بہ زبان کھولیں خدا کے گنہگار بنیں
نہ کھولیں گھٹ گھٹ کر جان دین آپ کی صحبت سے ذرا ظہور عقل
مل گئی ہے اُس نے وہ اگر نگر میں الجھا رکھا ہو کہ نکل ہی نہیں سکتے بات
کو دیکھتے ہیں اُس کے انجام کو دیکھتے ہیں بال کی کھال کھینچتے، میں
پہرون سوچ میں گذر جاتے ہیں۔ یہاں آکر تو ابھی ہماری جان پر آفت
ٹوٹی بہتیری مار پڑ رہی ہے اور ہونٹ نہیں ہلا سکتے خدا معلوم کیسے
اعمال میں جن کا بھگستان ابھی سے بھگتنا پڑا نوج کوئی ایسا کھوت ہو

سب طرح سے اُس کا شکر ہے ایک پنخ ایسی موتی دنیا نے لگا دی ہے کہ جس سے زندگی دو بھر ہو گئی کہیں موت بگتی ہوتی تو زہر کی طرح منگوا چکی ہوتی شکھیا کھا کر حرام موت مرنا ہو گا نہیں تو یہ بہت سہل تدبیر تھی مین نے کہا کہ تم نے تو باتوں کا ایک باغ لگا دیا مطلب کی کہو ان مین سے کچھ تو مین سمجھی کچھ بالکل نہیں سمجھی کہا کہ بیوی خدا کے لیے ذرا رات دن کرے ہی مین نہ بیٹھی رہا کرو باہر نکل کر جاتی دنیا کو بھی دیکھ لیا کرو تم نے تو اللہ رکھے ایک کو نے کو جو پکڑا تو باہر ہی نکلنا چھوڑ دیا نہ ہوا کے بدلنے کی خبر ہے یہ فصل کے آنے جانے کی جاڑ اگر می برسات سب دنوں مین وہی کونا وہی کمرہ وہی تم مین نے کہا کہ آخر باہر نکل کر کیا کروں اور جب ضرورت ہوتی ہے تو آتی بھی ہوں ہر وقت تو مین انگنائی مین کھڑی رہنے سے رہی کہ سب کام چھوڑ کے یہی ایک کام اپنے اوپر واجب کر لوں کہا کہ یہ کون کتنا ہے کھڑے کھڑے دو چار پھیرے کیے ادھر ادھر دیکھا پھر اپنے کمرے مین چلے آئے ہر وقت کیون کھڑی رہیے یہاں زبان کے آگے خنق ہے جو چاہا منہ سے کہہ دیا دوسرے کا دل دکھاتے عیب لگاتے کچھ خرچ نھوڑی ہوتا ہے مین نے کہا کہ اگر تم اسی کے لیے روتی تھیں تو خیر مین تمھاری خاطر سے دن مین دو چار مرتبہ ایسا بھی کر لیا کروں گی کہا کہ رونا تو اپنے اعمال کا تھا کہ دیکھیے مر کر کیا گذرتی ہے دنیا مین جیتے جی جب یہ حال ہے تو قبر مین کیا ہونا ہے یہ کہہ کر وہ چلی گئیں اور مجھے رحمت کے اس کمنے

سے خیال ہوا کہ شاید ادھر کچھ میری باتیں رہتی ہیں انھیں کو انھوں نے کہا ہے وہاں بات ہی اور تھی بلکہ صاحب کا تو مزاج ایسا بادل گیا تھا کہ گرمی سے جاڑا ہو گئی تھیں نہ وہ تیزی تھی نہ حرارت نہ گرم انھوں کے لو کے تھے نہ دل جلانے کی ہوا میں میان کی طرف سے ایک خارشہ تھا پھر وہ بھی کچھ ایسا نہ تھا کیونکہ ان کی طبیعت کا انداز ہمیشہ سے ایسا ہی تھا اس زمانے میں جیسا ذرا ظہور بگڑ گیا تھا دیر سا پہلے بھی کئی دفعہ بگڑ چکا تھا جب ان دونوں صاحبوں کی طرف سے کوئی بات ہاتھ نہ لگی تو اور طرف ڈھونڈنے کو چلی میں اسی فکر میں مٹھی ہوئی ہوں کہ شہر باد لھا بھا بھی جان بندگی عرض کہتے مسکراتے نازل ہوئے چہرے کو فوق زنگت کو بقیار دیکھ کر پوچھا کیوں آپ کا مزاج کیسا ہے میں نے کہا کہ اچھی ہوں پانچ چھ مہینے کے زمانے میں اب انھوں نے بیٹھ بیٹھ کر اور آ کر مجھے بات بھی کرائی اور ہوا و بھی ٹروایا زیادہ لحاظ و حجاب اس مصلحت سے نہ کیا کہ امان جان کہیں کوئی لم نہ لگا دین اور شرم کی بھی دو تین مہینے تو سلام کا جواب تک نہیں دیا بات کیسی رفتہ رفتہ سب ہی کچھ کرنا پڑا اب نوبت خاطر و ارات تک کی پہنچ گئی پان دینا سلام لینا جواب دینا خیر خبر پوچھنا فرض ہو گیا انھوں نے کھانے کے وقتوں کے علاوہ بھی دن میں دو ایک دفعہ آنا مستحب سمجھ لیا کبھی گرنٹ نئی نئی وضع کی لیے چلے آتے ہیں کبھی گاج لاپتی شرتی ملل دکھانے کو مستعد کھڑے ہیں ڈھونڈ ڈھونڈا ہلکریسی اچھی اچھی چیزیں

لاتے ہیں کہ آدمی دیکھا کرے نہ لینا ہو تو بھی لے لے لو پہلے ہی روز
 مین نے اُن سے کہہ دیا تھا کہ بھائی اللہ رکھے امان جان کو میرا کھانا کپڑا
 اُن کے سر پہ مجھے لینے دینے بے کیا جیسا اُن کا جی چاہے ویسا
 بنو ادین ایک دن اُن کے اصرار سے پوچھنے پر مین نے ایک پھولامٹلس
 کی تعریف کی اس کے پہلے ایک دن وہ یہ بھی کہہ چکے تھے کہ آپ
 پسند کر لیجیے مین تو لو اداؤں گا مجھے اس اپنے کہنے کا خیال نہ آیا وہ ٹلس
 لیے امان جان کے پاس گئے کہا کہ آپ کی بہو نے یہ پسند کی ہے
 ایک پانچ جامے کی لے دیجئے انھوں نے کہا کہ ابھی روپیہ نہیں ہے
 کہا کہ مین قرض لا دوں گا وہ چپ ہو رہی تھیں بیوی کو پسند کر کے پوچھو کہ
 ایک پانچ جامے کی ٹلس لے آئے اور میرے آگے لا کر پھینک دی مین
 نے قیمت پوچھی کہا آپ کو کیا مین امان جان سے لے لوں گا یہ بات
 اُن کو نہایت ناگوار گزری اور داماد سے ایک ملال ہوا اور کیونکر ناگوار
 نہ ہوتا کہ داماد کا واسطہ میں روپیہ کا پانچ جامہ دیتی مین تو نقصان عظیم
 ہوتا ہے نہیں دیتی مین تو غیرت نہیں قبول کرتی طبیعت کا یہ حال کہ
 دوسرا برس میری شادی کو ہونے آیا اور انھوں نے جوتے تک کی خبر
 نہیں لی جوڑے اور پوشاک کیسی مین نے چار گے دکھانے اور اُن
 لوگوں کا نام کرنے کو سو روپیہ میان کو دے کے ابا جان کی معرفت
 سے ملائی ان رزایان پانچ سات جوڑے بچون سمیت بنوائے وہ پریم
 ابا جان نے برفعات مجھے واپس دئے لیکن بیگم صاحب کو مطلق خیال

نہ آیا ایک دفعہ ہو لوی صاحب نے کہا بھی تو جواب دیا کہ کیا کچھ محتاج گھر کی لڑکی ہے نگلی لچی آئی اور ہنسنے پھنسنے کو نہیں نصیب کیا دھاڑ کیا پڑی ہے بوا دیا جائے گا یوہین ٹالا لیا ہاں تک کہ سال پلٹا دوسرا تمام ہونے کے قریب آیا اب چوتھی کے جوتے میں بھی دم نہیں رہا لفافہ تو وہ بنا ہی تھا دو سال پہننے سے جھوڑے نکل آئے سلمہ ستارہ خاک میں ملگیا اندر سے سوت نکل کر کھوٹا ہو گیا ایک تو سجا برا دوسرے دن زیادہ کٹے مری گھونس کو کھینچتی پھرتی تھی آخر اس کی یہ بے حیثیتی دیکھ کر میرے دل میں آیا کہ شہر یار دو لہا چیز اچھی لاتے ہیں لاؤ انھیں سے منگوا لوں ساجدہ بیگم کو بلا کر فرض کر کے میں نے دو روپے دے کر کہا کہ اپنے بیان سے ایک کینا اسی خوبصورت گرگابی منگوا دو انھوں نے روپے پھر دیے اور کہا کہ روپیہ کی کیا جلدی پڑی ہے جب آئے اور پسند ہو جائے اُس وقت دے دیکھیے گا بدت کہا نہ مانا میں چپ ہو رہی اُسی دن اس اطلس کا ٹکڑا لیے ہوئے امان جان کے پاس گئی وہ اور اُن کی بڑی بہو بڑے والان میں بیٹھی ہوئی تھیں میں نے رومال سے وہ ٹکڑا نکال کر اُن کے آگے رکھ دیا اور ساری حقیقت بیان کی پھر اُسی رومال سے روپیہ کھول کر دیے کہ آپ اپنے ہاتھ سے بھائی شہر یار دو لہا کو درجیہ میں نے اُن کی خاطر او بار بار کے تقاضے سے تعریف کی وہ سمجھے پسند ہے اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو یہ روپیہ حاضر میں ورنہ جیسا آپ مناسب جانیں انھیں سے میں نے قیمت و قرض کا حال سنا خاکی قسم میں نے

نہ فرمائش کر کے منگائی نہ کسی اور غرض سے تعریف کی انھوں نے ہنس کر اکر
 میری طرف دیکھا بڑی بیو نے وہ ٹکڑا اٹھا کر بے دھڑک کہا کہ امان جان یہ تو
 مین لون گی وہ بولیں کہ اچھا تمھیں لے لو ان کے توپ بھی نہیں ہے
 مین نے بھی کہا کہ آپ کے پتے آئے تو حاضر ہے کہا وئی تم تو اس طرح
 کے کنتی ہو گویا تمھارا مال ہے کہا کرکین سے لائی ہو مین چپکی دہان سے
 روپیہ اور رو مال لے کر اٹھ آئی بات کا جواب بات ہے مگر مین نے طرح
 دی آج پہلی بسم اللہ انھوں نے یہ کی اگر ٹوک دون تو اچھی رہوں
 لیکن میری آنکھ مین تو مردت اس قدر خاٹنے دے دی تھی کہ جسے
 مین ہی جانتی ہوں یہ صاحب ان کے بڑے لڑکے مولوی سید مجاور حسین
 کی بیوی تھیں جب سے شوہر ان کے مر گئے تھے چڑھی بارگاہ ہو گئی تھی
 خود مختاری کے علاوہ ذرا آزاد مزاج اور بیباک بھی تھیں مین نے
 ان کے تیور اس وقت کی جلی کٹی سے پہچانا کہ بے بے شاید انھیں
 کی نسبت رحمت نے اس دن کہا تھا اب مجھے بھی اس کے کھوج
 کی حاجت ہوئی اور جو کچھ دیکھا وہ بظاہر ناگفتہ بہ ہے مگر مین قسم کھا کر
 کہتی ہوں کہ سوا ایک بیباکی کے ان کے مزاج مین اور کوئی بات نہ
 تھی ساس کی خاطر اور ان کی پاسداری دیور کی محبت سے انھوں نے
 اپنے سر بہت بھاری الزام لیا جو انھیں کے سسرال والوں کی
 بیٹی پر محمول ہے مجھے جس نے کہا مین نے ٹکڑا توڑ کے اس کے ہاتھ مین
 رکھ دیا اور صاف کہا کہ کوئی قرآن کا جامہ بھی پہن کر آئے گا تو مین یقین نہ

ماون کی آدمیوں کو بھی نہایت تالکیر سے مین نے روکا اور حلقی دیا کہ کسی
 نے سانس تک نہ لی کئے والوں نے آپ ہی مجھے کہا آپ ہی اُن کو
 ابھارا کہ انھیں ایسا ایسا گمان ہے انھوں نے ضد کے مارے اپنی
 اس محبت و حالت کو اور بڑھایا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اباجان
 نے ایک دن بے ترکیب بات دیکھ کر اپنے لڑکے کو انگ لے جا کر
 بڑی لعنت ملاست کی اور سمجھا کہ قسین دین انھوں نے ساری کیفیت
 باپ سے بیان کی کہ امان جان نے اپنی چھوٹی بہو کے جلانے کو یہ باتیں
 کی تھیں انھیں کے ٹھیل سے اس حد تک اب پہنچیں کہ وہ مجھ سے
 نہیں لگیں اور آپ کو شبہ ہوا اشد بات کہ مین انھیں اپنی مان جانتا ہوں
 اور وہ بھی مجھے اپنا چھوٹا بھائی یا فرزند سمجھتی ہیں پہلے مجھے کہا کہ تم انکے
 ساتھ عقد کر لو خدا و رسول بھی خوش ہوں گے میری بھی خوشی ہے مین نے
 کہا کہ جناب مجھے یہ بے ادبی نہ ہوگی تب انھوں نے کچھ اُن کے
 کان بھرے کچھ مجھے ابھارا دو نوں کو بے غیرت بنوایا اور ذلیل کرایا
 آپ کی چھوٹی بہو بڑی نیک مین ورنہ غضب ہی ہو جاتا سارا محلہ روشن
 ہونا اور کوئی دوسرا ہونا جھنڈے پر چڑھتا جس قدر مشہور ہوا ہماری تاویب
 اور تنبیہ کو کافی ہے بس اب آپ انھیں اُن کے گھر بھجوا دیجیے تاکہ روز
 کی آفت اور ذلت جائے اباجان نے انھیں سمجھا کر آگاہ کیا وہ چلنے کو
 تیار ہو مین سارا قصہ ساجدہ بیگم کی زبانی مین نے سنا کہ یہ بات یوں سے
 یوں تھی اگر خدا نہ کرے میری زبان سے کچھ نکل جاتا تو آج مین مفت

چنی بیگم دلہن صاحب کی گنہگار ہوتی چلتے وقت جب مین ملنے لگوئی انھوں نے گلے سے لگایا اور کہا کہ تمہارا پانچواں امان جان پاس رکھا ہے ضرور لے لینا اور بہن خدا کے لیے میری اس دن کی نالائقی کو معاف کرنا مین نے تمہیں بہت بڑھکرا ایک بات کہی تھی کل امان جان پانچا نے مین تمہیں ابا جان نے تمہاری ساری بیگناہی کی داستان اور انکی زیادتی کی کہانی بیان کر کے مجھے کہا کہ تم پر کیا پتھر پڑے تھے کہ تم نے بے سمجھے بوجھے اپنے تین مطعون کرایا اگر شہزادی بنی سے بدلا لینا ہی منظور تھا اور تمہارے نزدیک وہ ساس کے فرمانے کے بموجب قابل جملانے ہی کے تھی تو کیا دنیا میں سو اس تدبیر کے دوسری تدبیر نہ تھی خدا کی قسم بہن یہ سنتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں اور پردے آنکھ پر سے اٹھ گئے خدا کے لیے میری خطا بخش دینا شاید دوبار ملاقات نہ ہو زندگی کا کچھ اعتبار نہیں مین نے ہنس کر کہا کہ انشاء اللہ نہ ہر دفعہ ملاقات ہوگی کہا خدا نہ کرے اب تم سے ہمیشہ کے لیے بچھڑتے مین لے جلدی خطا معاف کرو مین نے کہا کہ خطا کیسی آپ نے میری خطا کیا کی اور اگر کی تو مین نے معاف کی میرے خدا نے معاف کی وہ پھر میرے گلے لگ کر سوار ہو گئیں مجھے اُن کی ایک بات پر کھٹکا ضرور ہوا مگر ساتھ ہی یہ بات بھی دل میں آئی کہ اب یہاں نہ آئیں گی انھوں نے وہاں جا کر ایفون کھالی اور وہ بھی بہت سی پہر بھر کسی کو معلوم نہ ہوا جب حال کھلا تو اُن کا غیر حال تھا یہاں خبر آتے ہی مین اجازت لے کر پونچھ بیٹنگ کاغذ جو گیا انڈیا کی

کو پل پانی میں پس کر کو ٹکر پلائی مگر وہ کبخت اپنا کام کر چکی تھی خاک
 فائدہ نہ ہوا تھوڑا دن باقی تھا کہ اُن بگیناہ بیوی نے نادانی اور کم علمی
 کی وجہ سے اپنی لال سی جان اس کالی بلا کے ہاتھوں دے دی
 جس مشکل اور سختی سے اُن کا دم نکلا ہے اور جو کرب و غم اُنھوں نے
 اپنے ہاتھ سے مرتے وقت اُٹھایا ہے وہ دیکھنا نہ جاتا تھا میں ایسے
 مقام پر بھی نہایت مضبوط اور دل کی سخت تھی مگر اُن ناشاد کی بیعت
 مرگ پر بے اختیار ہو کر روئی افسوس ہے کہ غیرت داری کی تو اس قدر
 کی اور پہلے سمجھ کر کام نہ کیا پھر اتنی دلیری کی اور انجام کو نہ سوچا اگر تھوڑا سا
 بھی علم ہوتا تو ضرور ہی خوف خدا اتنی بڑی جرات نہ کرنے دیتا یہ حماقت
 اور جسارت جو اُن سے سرزد ہوئی فقط اُن کی بے علمی کی وجہ سے مگر
 افسوس اور نہرار افسوس جس وقت مجھے اُنکی جان دینے کا اس وقت
 بھی خیال آجاتا ہے دل تھرا جاتا ہے خدا اُن کی اس بیجا حرکت سے
 درگزرے اور وہ قصور معاف کرے اُن کے تیجے تک رہ کر میں گھوٹ
 آئی ابا جان نے بڑی ہو کے مرنے کا نہایت غم کیا اور اُسی غم و غصہ
 میں بیوی کو اُن کا قاتل ٹھہرایا اس پر وہ بہت آزر دہ ہوئیں اور کئی
 روز تک میان سے لڑائی رہی بات نہ کی جب شہر یار دو لہا کو سسرال
 میں کئی مہینے گزرے تو اُس محلے کے لوگوں سے میل جول ہوا مکان کے
 قریب کوئی شخص رمال رہتے تھے اُن کے لڑکوں سے بھی راہ و رسم ہوا
 دو چار مہین مہین نماز مغرب کے بعد وہاں جمع ہوتے تھے یہ بھی وہاں

بیٹھنے لگے اور اُس کو رفتہ رفتہ ترقی ہوئی یہاں تک کہ کھانے کا وقت ملنے لگا اکیلے کی وجہ سے ساجدہ بیگم کو ٹھٹھے پر نہ جاتی تھیں اور دوسرے وہ کھانا بھی کھا کے نہیں جاتے تھے پانچ چار روز تو امان جان چپ رہیں ایک دن اتفاق سے وہ ٹھیک کھانے کے وقت آگئے دیکھتے کے ساتھی اُنھوں نے آڑے ہاتھوں لیا اور اُلٹی سی بھی سنانا شروع کی اول تو وہ اس دن سویرے آئے تھے کنا ہی بے موقع تھا اور اگر کہا تھا تو ایک طریقے سے کہا ہوتا جس طرح بڑے بوڑھے کتے ہیں اُنھوں نے تو طمنون کے دار لگانا شروع کیے کہا کہ بس وہیں جاؤ خلاف وضع کرنا کیسا آج کیا ہے جو کھانے کے وقت پسلی پھڑکی خوب پیٹ سے پانوں نکالے مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم بھی میری جان کھانے والوں میں ہو گے ایک ہی آفت توڑنے کو میری جان پر کیا کم تھی کہ تم دوسرے قہر ڈھانے کو اور نازل ہوئے کیا معلوم تھا کہ پاس رہ کر ہیلوین مٹھکر کلیجہ چاٹو گے تم ہرگز اس قابل نہ تھے کہ سر چڑھائے جاؤ ہماری محبت اور احسان دیکھو اور اپنی نالائقی اور کچھوڑے پن پر نظر کرو یہ آدھی آدھی رات گئے تک باہر رہنے کے کیا معنی ہم نے تمہیں گھر کے لیے بلایا ہے کہ در بدر کے لیے چار گھڑی دن رہا اور بن سنو کر تم اینڈتے بررتے نکل گئے گئے گئے بارہ بجے آئے کچھ میرا لکھ بھٹیا راخانہ بنایا ہے کہ جب جی چاہا آئے تن تن کے پتے مارے اور منڈیا مڑوڑ کے پڑے جب بارہ بجے تھکے تھکے آئے اپنے سر پر کی تو خبر نہ رہتی ہوگی جو رو کیسی

اور جاتا کیسا وہ بد نصیب تمھارے انتظار میں اپنی نیند بھوک کھوئے آدھی رات تک بیٹھی جاگا کر رہے اور تم بات نہ پوچھو بڑے غیرت دار ناک والے معلوم ہوتے ہو سبحان اللہ کیا کمنا خوب خوب گن پیٹ بن بھرے ہیں وہ یا تو ہاتھ دھو کر آتے تھے یہ باتیں سنتے ہی آٹے پاؤں پلٹ کر کوٹھے پر جا کر سو رہے بیوی نے بھی کھانا نہیں کھایا جب سب کھا چکے تو وہ اُن کا کھانا لے کر گئیں مگر انھوں نے نہ کھایا دونوں کے دونوں بھوکے پڑ رہے مجھے سا جہہ سلیم کے خاتے سے رہنے کا حال تو صبح کو معلوم ہوا لیکن شہریار دودھ لھا کے جلدی سے ہاتھ دھو کر آنے اور مایوس خاموش پلٹ جانے پر دیر تک اندر سے دل کڑھا کیا صبح کو سا جہہ امان جان کے پاس ہو کر میرے پاس آئیں اور کہا کہ رات کو انھوں نے کھانا نہیں کھایا بڑی دیر تک جاگا کیے اور اس وقت جانے کی تیاری کر رہے ہیں میری بھابھی میں قربان جاؤں کسی ترکیب سے انھیں روک لیجئے پھر چاہے کل یا پرسون عقد کم ہونے پر چلے جائیں مگر آج نہ جائیں امان جان تو یہ ٹھیک جو منہ میں آتا ہے نکال ڈالتی ہیں داماد اور نیا داماد کیون سننے لگا میں نے کہا کہ جو تم کو وہ میں کر دینا کہہ دو کہہ دو کوٹھے پر میرے ساتھ چلیے میں اُن کی خاطر سے کوٹھے پر گئی دیکھا تو وہ اپنی گٹھری نفچی باندھ رہے ہیں میں نے کہا کیون خیر تو ہے بھائی شہریار دودھ لھا اس وقت کا ہے کی تیاری کر رہے ہو کہا بھابھی جان بس اب یہاں رہنا بالکل نامناسب ہے رات کی بات کیا آپ بھول گئیں میں نے کہا اب تو اُس بات کی مجھ آفت توڑنیوالی

ہی کے نام سے ہوئی تھی تم مرد ہو کر ایک ہی دن میں بہت ہار گئے تھی چھوڑ دیا
 نہ بیوی کا خیال رہا نہ اپنی بات کا لوگ سن کر کیا کہیں گے بڑے بوڑھے
 بوہن دل جلا کے کہتے ہیں اگر دل نہ جلا میں تو ناگوار کیوں ہوا رہے ناگوار
 ہوئے کوئی اپنی عادت چھوڑے کیوں جب تک تم نہیں آئے تھے کچھ کام
 نہ تھا اب یہاں آکر رہے جاتا نہیں اچھا معلوم ہوتا اگر جانا ہی منظور ہے تو
 دو چار روز بعد جانا ابھی نہ جاؤ گنا بھابھی جان دو چار روز میں تو دو چار ہزار
 فیضیختون کی نوبت پہنچے گی میں نے کہا نہیں میرا ذمہ کہ وہ اب کچھ نہ
 کہیں گی مگر تم بھی بہت رات گھنے نہ آیا کرو وہ یہ منکر چپ ہوئے میں نے
 ساجدہ بیگم سے کہا کہ تم بقیچے لے کر اپنے صندوق میں رکھو اور ان سے کہا کہ
 میں تمہارے لیے کھانا پکواتی ہوں خبردار چلے نہ جانا ورنہ مجھے رنج ہوگا
 یہ گمہ کے میں چلی اور اشارے سے ساجدہ بیگم کو بلا کر زینے پر بیٹھا دیا کہ
 تم ہاتھ جوڑ کر منت خوشامد کر کے غدر کرو بالکل صاف ہو جائیں گے اور
 غصہ دھیرا ہو جائے گا ادھر ان بیچاری نے میرا کہا کیا ادھر میں نے آکر
 جلدی جلدی ان کے واسطے پرٹھے پکوائے اٹھے تلے بالائی سنگائی
 دسترخوان بچھا کر دو نون صاحبون کو کھانا کھلایا کھانا کھاتے ہیں انھوں
 نے ابدیدہ ہو کر کہا کہ بھابھی جان میں نے آپ کے حکم کو مانا کہ آپ نے
 کبھی کبھار کوئی بات فرمائی عدول و انکار کیا کروں آپ کو ناگوار ہوگا لیکن
 آپ بھی مجھ پر اتنا احسان کیجیے کہ جب تک میں یہاں ہوں مجھے وہاں کھانے
 کو نہ بلایئے گا یا کوٹھے پر بیج دیجیے گا یا اپنی صفحہ میں بلا کر کھلا دیجیے گا نہ

میری غیرت قبول کرتی ہے نہ آنکھ چار ہوتی ہے میں نے آپ کا بڑا لحاظ کیا جو رک رہا ورنہ اب یہاں میں کھڑے پانی نہ پیتا اور ایک آن نہ ٹھہرتا افسوس ہے امان جان نے بھگوا ایسا ذلیل و حقیر بے گھرا بے دیا سمجھ لیا کہ جو باتیں نہ کہنا چاہیے تعین وہ کہیں نہ عزیز داری کا پاس نہ قرابت کا خیال نہ رشتے کی غیرت افوہ کلیجہ بل جانا ہے جب یاد آتا ہے کہ اللہ ہم بلا کر اس جھوکم جھوکا کے قابل ہو گئے کس منہ سے بلایا تھا اور کس دل سے اول فول سنایا تمام دن گھر میں رہتا ہوں کچھ دن رہے البتہ باہر چلا جاتا ہوں تو وہ بھی کہیں دور نہیں دروازے پر ایک یہ صاحب ہے میں پہلے مجھے پوچھتین منع کرتین اگر میں عمل نہ کرتا تو جو چاہتین فرمائین انہوں نے بے پوچھے مجھے میرے لئے لے ڈالے دھریاں اڑا دیں نہ میرے کان ان باتوں کے آشنائین نہ میں عادی سارے کنبے میں بانکا مشوہ ہوں سب سے بڑھکر مجھے غم اس کا ہوا کہ آپ کے سامنے ذلیل کیا اور پھر خطا اگر نجات و رڈ پور معی ہی میں سے آواز دیدے تو مجھے خبر ہو جائے اتنی نزدیکی بیٹھتا ہوں مگر کہوں کس سے پوچھے کس کی بلادین بھر بند بیٹھے بیٹھے جی گھبرا جاتا ہے کبوتر دہان بیڑ دہان مولوی صاحب کی بدنامی کے خیال سے کنکو انہیں اڑاتا خالی رہنے سے دم خفا ہوتا ہے الجھکر دہان دو گھڑی جا بیٹھتا ہوں میری کیا شامت تھی اگر اس روز یہ کا حال معلوم ہوتا تو میں کیوں جاتا نہ ربط بڑھتا نہ ملاقات کرتا انہوں نے چھڑ چھڑ کر صاحب سلامت کی آتے جلتے ٹوکا دماغ کی تو مجھے لینا نہیں آتی آنے جانے لگا ییے لشت

ہوئی پانچ چار دن سے اُن کے ہاں ایک مہمان کا کوری سے آکر اترے
تھے اُن کو شاعری کا خطبہ ہے تنکے سے ناپ ناپ تقطیع کرتے ہیں اُن کی
مسخری باتیں اور شعر سننے میں دیر ہو جاتی تھی کل وہ چلے گئے میں آٹھ بجے
کے بعد اُٹھ آیا یہاں آکر میں اپنی سزا کو پہنچا میں نے کہا بھائی تم دل گھبرانے
کا تو اس قدر گلا کرتے ہو اور کتاب نہیں دیکھتے جس کے دیکھنے سے دل
بھی بھلے گا اور چار باتیں اچھی ذہن پر چڑھیں گی کہا حضرت میرے ساتھ
کوئی کتاب نہیں گھر پر کبھی کبھی شغل بھی رہتا تھا میں نے کہا تمہیں بیٹر
کنکوٹے کبوتر سے کہاں مہلت ملتی ہو گی جو تم کتاب دیکھتے ہو گے ہا تم نے
اپنے پیچھے کیا کیا بلائیں لگائی ہیں غیرت تو ماشار التدر مزاج میں اس قدر
اور شوق ایسے بُرے جنہیں غیرت سے کچھ لگاؤ ہی نہیں کیا معلوم تم نے یہ
کس دل سے کہا کہ کنکوٹا میں یہاں نہیں اڑا سکتا مولوی صاحب کی
بدنامی کا اُس میں خیال ہے اور جب بیٹر ہاتھ میں لیکر نکلو گے اُس وقت
کیا ہو گا تم تو لکھنے پڑھنے کا شوق کر بھی نہیں سکتے دو ہی تو ہاتھ میں بیٹر
کس میں لو گے اور کتاب کس میں لیکر دیکھو گے میں جانتی ہوں کہ شاید
یہ فقرہ تم نے ادھری دل سے کہہ دیا تمہیں مولوی صاحب کا بالکل خیال
نہیں اگر ہوتا تو شادی کے قبل کی وضع آج تم نہ اختیار کرتے کنکوٹے
ہی کی طرح سے تو آپ کی ٹوپی اور گھٹنا اور اونچی چلی کا انگرکھا بھی ہے
کیا اس میں مولوی صاحب نہ بدنام ہوں گے اور مولوی صاحب کیسے
آدمی کو اپنی ناموری کا خیال چاہیے وہ وضع کبھی نہ اختیار کرے جو اپنے

خاندان یا اپنی شان کے خلاف ہو کیا غضب ہے کہ مولوی مسادب کی بدنامی یا آزدگی کا خیال کرو اور خدا کا نام ہی نہ لو لہو لوب کی خدانے بھی تو ممانوت کی ہے بیزبانوں کا ستا نا کھیل کو دین وقت گنونا بڑی خراب بات ہے کہا اچھا بھابھی جان پھر کون سی وضع اختیار کروں میں نے کہا چو گوئیہ ٹوپی نیچی چولی کا انگر کھا بر کے پانچے کا پانچا جہ سفید یا سرخ بوٹ سفید کرتا سفید رومال کہا بہت اچھا آپ کا فرماتا بسر و چشم قبول کیا انشا اللہ اب آپ اس وضع سے مجھے نہ دیکھیے گا اور نہ بے وضع برے میں یہاں سے جاؤں گا کھانا کھا کر کہا کہ اور رب باتوں پر تو میرا دل اٹھتا ہے نیچی چولی کے انگر کھے پر رُج نہیں ہوتی کچھ اور بتائیے میں نے کہا بیٹھو بھی تم تو اس طرح پوچھ رہے ہو گویا ابھی تیاری کرنے جاتے ہو کہا تو کیا اس میں آپ کو کچھ شک بھی ہے آپ نے سمجھا یا ہی اس طرح سے ہے کہ میرے دل میں چھو گیا ایک امان جان نے سمجھایا تھا معلوم ہوتا تھا پتھر کھینچ مارا میں نے کہا اب بات بات پر اُن بچاری کا کیوں ذکر کرتے ہو وہ یہ بھی آدمی میں نہ سات پانچ جانیں نہ اونچ نیچ دیکھیں اس کے علاوہ اپنی اپنی بات چیت کا طرز ہے وہ تمھاری میری دونوں کی بڑی میں گزری بات کا بار بار ذکر سوا اپنا دل دکھانے اور جی بھلا کے اور کسی کام کا نہیں مطلب کی بات کہو تو ہاں تمھیں نیچی چولی کا انگر کھا نہیں پسند کہا کہ جی پسند کیوں نہیں ہے مگر ایک دل اُس پر نہیں اٹھتا میں نے کہا تو اچھا چکن پنا کرو چاہے پروے دار چاہے سادی مگر چولی

یہ سچی ہو کہا بہت اچھا بہت خوب میں نے پان بنا کر میان بیوی کو دیے
وہ کوٹھے پر گئے میں امان جان کے پاس گئی بیٹھی رہی کھانا کھایا سو رہی
صبح کو کھانا کھا کر شہر یار دو لھا گھر پر گئے ڈور کناؤ اچھوٹے بھائی کو دیا بیٹر
ایک گھرے دوست کے یہاں بھجوا دیے کبوتر محلے والوں پر تقسیم کیے
تین چار ورزی بٹھا کر جوڑا سلوایا اور اُسے پن کر چار گھڑی دن رہے گھر
میں آئے بے تکان جو صبحی میں چلے آئے بدلی ہوئی وضع سے پہلے تو بن چکی
پھر پہچان کر مسکرائی جو سہی تو آپ نے جھاک کے تسلیم کی مجھے اُن کے ہاں
کہا ماننے اور اچھا بُرا جاننے پر اُن سے نہایت محبت ہو گئی اور جو کچھ دل
میں تھا اُسی وقت نکل گیا بالکل بے کھٹکے ہو کر اپنے حقیقی بھائی کی طرح
سے ملنے لگی شرم و لحاظ تو جو تھا وہ باقی رکھا مگر دل نہیں صاف تھا اُسے
صاف کر لیا جب اُنھوں نے اپنے شوق دور کرنے کی خبر سنائی اُس وقت
تو مجھے اور زیادہ اُن کی فیرت داری پر بھر دسہ ہو گیا دعا دے کر میں نے
اُن کو مبارک باد دی اور کہا کہ اب کپڑے بدلے ہین تو چہرے کو بھی رعب دار
بناؤ واڑھی منڈوانا بڑا گناہ ہے کہا بھابھی میں کیا کروں واڑھی کسی طرح سے
نکل ہی نہیں چکتی فقط ٹھڈی پر تھوڑے سے بال ہین اُنھیں رکھتے شرم
آتی ہے لوگ پھبتیاں کہتے ہین اس کے حصے کے سب بال مونچھوں کو
کو مل گئے میں نے کہا لوگوں کی پھبتیاں اچھی مگر فرشتوں کی لعنت بُری
واڑھی خدا کا نور ہے اس کا رکھنا ضرور ہے جب حکم خدا کے خلاف کوئی کرتا
ہے تو فرشتے اس پر ملامت کرتے ہین یہ تو تم خود بھی جانتے ہو میرے

کھنے کی کیا ضرورت صرف اس خیال سے کہ جب تک کچلچا کے ڈاڑھی نہ نکلے سناوانا اور گناہ بے لذت کرنا کیسی بری بات ہے مونیچون پر تھکادی مجھے غصہ آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اُس با اختیار ایرانی کی مونچھ کی طرح سے (جس کو ایک عالم نے قینچی سے بالکل کاٹ ڈالا تھا) میں بھی تمھاری مونچھیں کاٹ ڈالوں کما آپ خود کیون تکلیف فرمائیے آمینہ اور قینچی مجھے دیجیے میں انھیں خاک سیاہ کر دوں میں نے کہا کہ تم سے حد نہ درست رہے گی ضرور ہاتھ ہیکے گا کل جمعہ ہے نائی سے کتر والینا یہ سنکر بہت اچھا لگتا وہ اپنے کو ٹھے پر چلے گئے اور میں اپنے خیال و تصور پر بار بار لعن طعن کرنے لگی ساجدہ بیگم کے خوش نصیب ہونے پر خدا کا شکر کیا کہ بارالہا تو نے اپنے فضل و کرم سے عجب نیک باطن اور خوش خود و دلہا اس کو دیا ہے اپنے صدر سے ہمیشہ اس کی طبیعت میں یہی نیکی رکھنا اور ہر بلا سے بچانا ظاہر میں وہ بری وضع تھی کہ اپنے بیگانے دیکھ کر حذر کرتے تھے اور دل ایسا پاک صاف خالص بنایا تھا رنگے ہوئے سیاروں اور بد نفس ریاکاروں یا بے عمل عالموں اور براے نام کاملوں سے تو ایسے جاہل ان پڑھ ظاہر کے بُرے اور باطن کے نیک ہزار درجے اچھے نہ ان میں فریب و دغا کی جرأت نہ دغل و غفل کی عادت نہ علم پر ناز نہ اچھی بات مان لینے سے احتراز جہول خدا کا کھر اُس میں اُسی کا ڈر نہ علم کے ساتھ فخر نہ عبادت کے ساتھ ریا نہ روزے کے لیے جاربنین نہ عیاری کے واسطے یا رتہ طبیعت میں فساد نہ کلینت میں عناد نہ گٹھی میں مکر و زور اور نہ خمیر میں

کبر و غرور نہ سینہ میں کینہ نہ دل کا پر غبار آئینہ نہ تسبیح کا جال نہ مکر کی چال نہ
 ماتھے پر گھٹا بنانا جانیں نہ کسی کو تسبیح کے دام میں پھنسانا جانیں نہ سر پر منہ سوار
 نہ ہیچ من دیکرے نیرت کا دعوائے نہ دماغ میں اور کے لیے خلل نہ اپنے
 مطلب کا سودا جس کا سرخوت کا مکان ہے اُس پر عمامہ نہیں شیطان ہے
 خدا اس کنٹھے اور زیر پائی سے بچائے جس سے کوئی بندہ خدا دھوکا کھائے
 جس کا خمیر اچھا ہوتا ہے سب کچھ زور چلتا ہے بُرا نگوڑا کسی کے سنبھالے نہیں
 سنبھلتا شہر یا روٹھانے اپنے پاک صاف سینے کو شہداء کے لباس
 میں ایسا چھپا رکھا تھا جس کا کچھ حال ہی نہیں کھل سکتا تھا دوسرے
 روز انھوں نے مونچھیں بھی قاعدے سے بوالین گمراہیہ دیکھ کر اپنی صورت
 جو آپ برمی معلوم ہوئی شکایت کرنے کو مجھے دوڑے آئے کہ دیکھیے بھابی
 مونچھیں کتنے سے برمی صورت بگڑ گئی مین نے کہا سبحان اللہ نیک کام کر کے
 جزا نہ ہوتے مین نے تمہیں کو دیکھا نئی بات ہے اس سے برمی معلوم ہوتی
 ہے اگر فقط مونچھیں بگڑنے کو کہتے تو مین مان بھی لیتی کہ کم ہونے سے شاید
 بگڑی معلوم ہوں صورت مین کیا ہو گیا وہ خدا نہ کرے کیون بگڑنے لگی اب
 دس روز مین داڑھی کے بال نکلیں گے انھیں دیکھ کر کتہ چینی اور عیجی
 کرنا مرد قول کے پورے بات کے دھنی ہوتے مین کام کر کے چھپتا نا کیا
 معنی اگر نہیں منظور ہے جانے دو تھوڑے دن مین پھر نکل آئے گی گھر کی
 تو کھیتی ہے کہا کہ جی نہیں خدا نہ کرے اب بھلا مین کب بڑھنے دیتا ہوں
 جو کہا وہ کہا صورت بگڑے گی تو کیا ہو گا مین نے کہا کہ بگڑے ہی گی نہیں

ہاں دس پندرہ روز تم آئینہ نہ دیکھنا آئینوں نے میرے ہر اک کئے پر عمل کر کے اس قدر اپنی طرف مخاطب کیا کہ ہر قسم کی فہمائش پر مجھے جرات ہوئی پانوں کے چھلے بازو کی انڈویاں اتر دین باریک کپڑے پہنے کو منع کیا گرمی میں لگی باندھنے کے بدن پھرنے کو روکا سوٹے کپڑے پہنوائے سر کے بال کا وزن تک رکھوائے پھر تیل چھڑنا کم کرایا گھونگر بنانے میں الجھے رہتے تھے اُسے چھڑوایا رفتہ رفتہ اچھے خاصے معقول وضع بن گئے جب کسی بات کو کہنا ہوا پہلے میں نے اُن کی غیرت سمجھ نیک نفسی کہا ماننے کی تعریف کی پھر اس کا ذکر کیا دو چار دفعہ کے بعد پھر تو یہ ہو گیا کہ ادھر میں نے منہ سے بات کہی اور وہ سمجھ کر مسکرائے کہا کہ جی تمہیں کی کچھ ضرورت نہیں جو آپ کو فرمانا ہو فرمائیے میں فرض کر کے اسی لیے زیادہ آتا ہوں کہ آدمی کو اپنا عیب نہیں بھجائی دیتا جس جس بات کو میرے حق میں آپ مضر دیکھیں شوق سے روک دین میری قسمت میں بننا لکھا تھا کہ بیچ کا پردہ اٹھا آپ کے سامنے آنا ہوا اور آپ نے اپنی محبت اور عنایت سے مجھے بہترے عیبوں سے پاک کیا اپنی مان سے بھی مجھے یہ فیض نہیں پہنچا جو آپ سے ہاتھ آیا خداوند عالم آپ کو خوش رکھے میں نے کہا بھائی یہ سب تمہارے مزاج کی خوبی ہے خود اچھے ہو جو اچھی بات کے طالب ہو اس وقت میں کون کسی کا کہنا سنتا ہے ہاں یہ خط سوار ہے کہ ہم جو کرتے ہیں وہی خوب ہے مان باپ کا کہا تو کوئی ماننا نہیں اور کسی کا ذکر کیا جیسے ہی تو دیکھو سیکڑوں گھرانے کیسے بدنام ہو رہے ہیں خود رانی

بلست جبرامرض ہے بقول تمھارے اپنا عیب کوئی آپ نہیں نکال سکتا
 کیونکہ وہ عیب دکھائی نہیں دیتا اور اگر دیکھتا بھی ہے تو عیب نہیں
 سمجھتا دوسرے کا کہنا برا معلوم ہوتا ہے پھر اُسے عیب جو کا خطاب ملتا
 ہے چاہے وہ اس خطاب کے قابل نہ ہو پھر بھائی تمھیں بتاؤ کہ وہ
 عیب کیونکر نکلتے اور بے عیب ذات خدا کی ہے کمی و بیشی کے علاوہ
 کوئی نفس اور کوئی آدمی برائی اور عیب سے خالی نہیں مگر خدا نہ کرے
 تم میں وہ عیب تھوڑی تھے چند نقص عارضی طور پر مسافروں کی طرح
 آپرے تھے جو اوپری اوپر معلوم ہوتے تھے مین نے اُن عیبوں کو
 کہا کہ جس کو تمام زمانہ عیب سمجھے اور درحقیقت وہ عیب ہوں اگر
 کسی کے سمجھانے اور کہنے پر خیال کر کے کوئی بڑی عادت چھوڑ دیگا
 تو خود اچھا ہو جائے گا نہ چھوڑے گا تو آپ بُرا کہائے گا شہر بار دہلا
 جی ہاں اور کیا خدا سب کو نیک ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق کرات
 فرمائے میری طبیعت اور مزاج کی کیفیت تو آپ لوگوں پر بخوبی
 ظاہر ہو چکی ہے شہر بار دہلا کے نیاک چلن ہونے کا حال میری ان
 باتوں سے اچھی طرح کھل گیا ہو گا کیونکہ دیگر مین ایک ہی دانہ
 ٹٹولتے مین اُنھوں نے مجھ کو اپنی ہدایت کے لیے پسند کر کے صحبت
 بڑھائی اور مین نے اُنھیں قابل نصیحت سمجھ کر اُن کی نشست گوارا
 کی تھوڑے دن تک تو ہماری خوش دامن صاحبہ نے صبر کیا آخر کو
 ضبط نہ ہو سکا ایک دن اُبل پڑ مین نے پہلے ہی سے یہ کیا تھا کہ

رحمت کو امان جان کی طرف کر دیا تھا اور بچنا اور کو اپنی جانب دوسرے
 ساجدہ بیگم کو بھی اسی ایک خاص مصلحت سے اس قدر مانوس کر لیا
 تھا کہ انھوں نے سب جگہ کا بیٹھنا چھوڑ دیا تھا جب بیگم صاحب نے
 جوتا آنے سے مجھ پر بہت بھاری تہمت لگائی تو سب سے پہلے ساجدہ بیگم
 نے شکر سمجھایا اور ہاتھ جوڑ کر منع کیا کہ خدا کے واسطے ایسا کلمہ منہ سے
 نہ نکالیے وہ اپنا بھائی سمجھتی اور بھائی کتنی مین انھیں کے مدد سے
 انھوں نے وضع بدلی نیک طرح اختیار کی یہ وہ شوق چھوڑے
 آدمی بنے کہا کہ اس اب میرا منہ نہ کھلواتو تو آؤ یہ اس بات کی تہ
 کہ کیا سمجھے گی احمق بے وقوف نادان گدھی ظاہرین یہی دوستی کا
 بہانہ کیا ہے اور باطن میں اپنی پسند کے موافق اس کو بنا لیا ہے حسان
 تیرے چونڈے پر کیا مطلب اپنا ساجدہ بیگم نے ہاتھ اکوٹ کر کہا کہ اے ہے
 ابان خدا سے ڈرو وہ ایسی پاک نفس بیوی ہیں کہ میرا دل ہی
 جانتا ہے یہ تم کیا غضب کرنی ہو لہذا ایسی بات نہ کہو کہ خدا کو بڑی لگے
 دوسرا ہوتا تو میں منہ فوج لیتی تم کو کیا کہوں (بیگم صاحب) ورموار تجھے
 تو اس نے اپنا پیالہ پلا کر چلیا کر لیا ہے ایسا نہ کرتی تو کام کیونکر چلتا تو روادار
 ہوتی؟ جلاپے کے مارے اندھی نہ ہو جاتی تجھے کیا خبر یہ جوڑ توڑ میں ہی
 خوب جانتی ہوں دیکھ سر پر ہاتھ دھر کے روئے گی غفلت سے چونک
 آنکھیں ملکر دیکھ تیرے دیدوں میں چربی چھائی ہے ماسٹا کے مارے
 نہیں سوچتا دو ہی چار دن میں بھوین مٹکانے اور دیارے چمکانے کا حال

کھل جائے گا ذرا اُس کا وار چلنے اور نگاہ بار لئے دے (ساجدہ) ارے
تو بہ تو بہ خداوند اتو اُن کو عقل دے یہ کیا کستی میں کیونکر سمجھاؤں کیا تیر
کردن امان تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ دیکھو بہت کسی کے پیچھے پڑنا اچھا نہیں
ہوتا۔ ساس نہ کر بُرائی تیرے آگے بھی جانی۔ میرے اوپر رحم کر دے کیا
مصیبت ہے کہ تم نے اُن کی دشمنی میں بالکل آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی
کوئی بُرے کو بھی اُس کے سامنے بُرا نہیں کرتا تم بے عیب پر عیب
تھوپ رہی ہو (سیگم صاحب) پھر وہی اُلٹے پلٹے جواب دے جاتی ہے
ارے تو نے تو اپنی آنکھوں پر پہلے ہی بیٹی بندھوالی بنے تجھے کیا خبر
کہ چھاتی پر کو دون دلی جاتی ہے یا مونگ ہوئی اندھی بصیر وہ تیرا
خضمہ پکے جن کا پڑھایا ہوا ہے ارے وہ تجھے بھی ملار ہے گا اور سر
سہلا کر بھیجا کھائے گا زینت پہلو نہیں اب تو اُسے نبلی گھونسا سمجھ آنکھ
کھول کے دیکھ کہ دن دن بھر وہیں گھسارہتا ہے فر فر مائش آ رہی ہے
ابھی پر سون ہی سارے شہر سے ڈھونڈ کر جوٹا لایا ہے تجھے نہیں سوچھا
کبھی تیرے لیے بھی ایسی آرام پائی لاتا نصیب ہوئی تھی (ساجدہ) ارے ہے
اُس کے روپیہ تو بھابھی نے مجھے خود دیے تھے میں نے ہی پیوئے
اور جب جوٹا ملا اور وہ لائے تو آنکھوں نے پھر اس کی جمع تیرے ہی
ہاتھ میں دی تیری معرفت بھیجی میرا پاؤں جوتے کے مٹلے سے کب نکلا
دن دن بھر تو میں بھی وہاں بیٹھی ہوں ننھی چھینوا نہیں کہ کسی کی بُری نگاہ
مجھے نہ سوچھے گی اور نیک بدنہ دکھائی دے گا خدا معلوم تم کو کیا بیر پڑ گیا

ہے یہ خواہ مخواہ کی تمت بے واسطے کا عیب مجھے نہیں اچھا معلوم ہوتا
 آخر خدا کو ایک دن بخود کھانا ہے دنیا سے جانا ہے کیون کسی کا جبر سمیٹی
 ہو تم تو کیا تو بہ تو بہ میں حضرت جبریل کے بھی کہنے کو نہ مانو گی اُن کی
 طرف سے بڑی روٹی اُٹھانے کو موجود ہیوں دیگیم صاحب چل دو رو فان
 تو اپنی بڑی چھوٹی روٹی اُٹھا رکھ کوئی نہیں اُٹھو اتا کسی کی بلا کو کیا پڑی
 ہے تو جانے تیرا کام اپنے ہاتھ سے اپنا گھر ڈھاتی ہے کوئی کہاں تک
 اڑانے لگانے کا جہنم میں جا کا لامٹھ نیلے ہاتھ پانوں دو رہو میرے
 سامنے سے خبردار جو جس صورت لے کر پھر میرے آگے آئی۔ وہ بیچاری
 ابدیدہ ہو کر کوٹھے کی طرف چلین کھڑک کر کہا کہ وہاں کہاں جاتی ہے
 اُسی اپنی سوت کے کھجے میں گھس اُسی کی جوتیوں پر ناک گھس حرمت
 و اعجوبہ کے پاس جگہ دے دیگی کوٹھے پر قلم رکھا اور ٹانگیں توڑ ڈالیں
 آخر کے ٹکڑے اُن پر تیروں کی طرح برسے وہ بیچاری کوٹھے پر فقط دل
 کی بھڑاس نکالنے کو جاتی تھیں روتیں تڑپتیں جب دل ٹھہر جاتا میرے پاس
 چلی آتیں اُن کی تقیہ سے مجبور ہو کر بھری ہوئی آنکھوں کے آنسو پتی
 ہوئی اور دوپٹے سے گال پونچھتی میری طرف آئیں میں عابدہ اور صابرہ
 کے کرتے بیونت کر کھڑے کر رہی ہوں کہ پیر کی چاپ معلوم ہوئی۔ آنکھ
 اُٹھا کر جو دیکھا تو ساجدہ بیگم منہ پھرائے والاں کی جانب چلی جاتی ہیں
 مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس وقت ان کو رنج ہے اور یہ باتیں سن کر آئی ہیں
 اُن کا نام لے کر پکارا کہ بی وہاں کہاں جاتی ہو ادھر آؤ کیا کچھ خفا ہوا انہوں

نے جواب نہ دیا خلاف عادت جو یہ بات معلوم ہوئی مین کمرے سے مچنی
 مین آئی اور اُن کو پھر پکارا اُن کا دل بھرا تھا اور گریہ گلو گریہ جواب کیا
 دینتیں میرے پکارنے سے اعجبہ نے اُن کو جھک کر دیکھا اور کہا کہ ہائیں
 بیوی روتی کیوں ہو خیر تو ہے کیا ہوا کسی نے کچھ کہا سنا اعجبہ کا اتنا پوچھنا
 تھا کہ اُن کا دل بے قابو ہو گیا اور بے اختیار ہو کر رونے لگیں مین جلدی
 دوڑی اور انھیں گلے سے لگا کر جب بہت پوچھا تو کہا کہ امان جان نے
 خفا ہو کر مجھے نکال دیا اور کہا کہ اپنی بھابھی کے پاس رہا کر خبردار جو میری
 طرف آئی بیٹھا بیٹھا جو منہ میں آیا کہا مین نے کہا واہ ہم تو بہن تعین
 سمجھدار جانتے تھے مگر بڑی نا سمجھ ہو یہ گھر کس کا ہے اور وہ کس کا نکلنے
 پر ابھی تو تم انھیں کے گھر مین ہو اور پھر انھیں کی مرضی کے بموجب کوئی اپنی مان
 کے غصے پر رنج کرتا ہے لے میرے سر کی قسم جواب روئیں شکر کرو کہ بے
 کسے سنے تمھاری آرزو برآئی اُس دن تو تم خود کہتی تھیں کہ یہاں رہنے کو
 جی چاہتا ہے اب جو حکم ملا دل کی بات پوری ہوئی تو ملال کرتی ہو
 لے ذرا سچکی روک کر آنسو پونچھ کر مجھے تو بتاؤ کہ یہ کیا بات ہوئی جس پر
 انھیں غصہ آیا کہ مین میرے پاس بیٹھنے پر تو نہیں ناراض ہیں کہا جی نہیں نہ
 کوئی بات نہ چیت نہ مین بولی نہ چالی فرض کر کے قریب بلایا اور کلبے مین
 زور سے چٹکی لے لی پھر یہ ستم ہے کہ جو وہ فرمائیں اُس کا اقرار کرو منہ سے
 ہان کو چاہے خدا کے یہاں وہ منہ کالا ہو جہنم کی ٹھری مین ٹھونسے باؤ گنبہ
 بھر جوتیان مارے عزیزوں مین بیر پڑے جا ائی ہو اُن کی خوشی کر دو چاند پر

خاک ڈالو سورج کو گرد آلود کرو خدا کے جلائے ہوئے چراغ کو چھونک مارو جس شمع سے سارا گھر روشن ہے اُسے بڑھاؤ و نظام بنو جو ٹے کھلاؤ سلطنت کے مستحق ہو مگر اُن کی صدا کے لیے گنبد کی طرح پریٹ کے بلکے ہو کر کام دو جو وہ کہیں وہ کہو مین نے کہا دوئی بیوی تم نے تو اس وقت مجھے اُدھیرین مین ڈال دیا بھلا ان کنایوں اشاروں کو مین سمجھوں گی اتنا تو ضرور معلوم ہوا کہ میری نسبت کچھ وہ فرماتی تھیں اور تعین نہیں منظور ہوا لیکن اصل مطلب ابھی سمجھ مین نہیں آیا صاف صاف کہو سیلیاں نہ بھجواؤ کہا کہ بھابھی کیا خاک کہوں مجھے کہا جائے گا کہیں بھی یہ اندھیر آپ نے دیکھا ہے کہ میری بات اور مین ہی جھوٹی پھر اُس پر اصرار ہے منہ سے ہٹ ہے کہ دم ہونٹوں پر آگیا آپ ہی کا حوصلہ تھا جو اُن کے بے تکے پن پر کچھ خیال نہ کیا میرا تو دل اُن کی ایک ہی بے جوڑ بات سنکر ٹوٹ گیا مین نے پھر پوچھا کہا کہ آپ مجھے محبت کرتی ہیں کہہ کر آپ کو بھی رنج و دن دو رہی کیجئے آپ نے منع کیا ہے اب روؤں گی نہیں چلیے فرصت میرے مطمئن کرنے کو ساجدہ بیگم نے یہ فقرہ کچھ اس طرح سے بشارت ہو کر کہا کہ مجھے اُن کے رنج برطرف ہونے کا بالکل یقین آگیا وہ میرے پیچھے پیچھے یہ کہتی ہوئی بڑھیں کہ مو سے شیطاں پر خدا کی مار کیا کیا شگونے چھوڑتا ہے وہاں سے کمرے مین جو آئین تو ہمیشہ کی طرح نہن نہن کر دیسی ہی اپنے چُلبے انداز سے ادھر ادھر کی باتیں بنانا شروع کر دیں وہ یہاں بیٹھی ہیں اور شہر یار دو لہا گھر مین آئے جیسے ہی کوٹھے کی طرف چلے کہ

بگیم صاحبہ نے بیٹھے ہی بیٹھے رُوحِ کمان جاتے ہو کی آواز سے، اُن کی راہ رو کی وہ پلٹ کر پوچھنے لگے کہ امان جان کیون کہا کہ امان جان تمہاری وہاں ہون گی اور کیون کیا کیسا اپنا گھر نہیں جانے دیتے اُنھوں نے ہنس کر کہا کہ آخر کوئی قصور گناہ خطا کہا سنا کہ نہیں یہ مسخر اپن اُس مردار شفتل سے کرنا جو اُس کی عادی ہو لو اور سُنو ہنس کر کہتا ہے کہ قصور التدر سے بد ذات جس رکابی میں کھا اسی میں چھید کر چنی بھر پانی میں ڈوب مر ڈاؤں بھی سات گھر بچا جاتی ہے تو اس سے بھی بڑھ گیا احسان فراموش کندہ نا تراش ہم کو بناتا ہے۔ فلاح کر پوچھتا ہے کہ قصور دیدے کی صفائی تو دیکھو بے غیرتی کی عمر دراز موابے حیا بد نظر ابر نیت نکم حرام اُنھوں نے کہا بس غصہ ہو چکا ذرا زبان روکنے دیکھیے میں کہے دیتا ہوں کہ اگر آپ نے اور کچھ کہا تو میں اپنا سر ہی پیوڑ ڈالوں گا میں ایسی بد زبانی کا خوگر نہیں میں قصور پوچھتا ہوں اور آپ فضیحی اڑا رہی ہیں ہوا کا رخ تھا اور میں دروازے کے قریب بیٹھی تھی کچھ آواز پہچان کر جلدی سے باہر نکل کر چلی اُس وقت پہونچی کہ امان جان کا نکاحرام والا فقرہ سنا اور جب تک روکوں روکوں کہ دو چار باتیں شہریار دولہا نے بھی کہہ دیں میں نے دانتوں میں انگلی دبا کر کہا کہ ابھائی اپنے بڑوں سے کوئی اس طرح ٹیڑھے تر چھے کلام کرتا ہے پس چپ رہو میرے ہاں چلو وہیں تھکادی بیوی بھی ہیں میں انھیں زبردستی پھیر کر یہ کہتی ہوئی لے چلی کہ واہ بھائی تم تو دل کے بڑے بودے نکلے وہ یہ

سکھ کر اے امان جان کی تو نگاہ اُدھر لگی ہی ہوئی تھی میرا شاہ پیکر لڑکھو
 ہٹاتا اور اُن کا بوسے کی لفظ پر بے اختیار مسکراتا غضب ہی ہو گیا کھلم کھلا
 میرا نام لے لیکر پٹینے لگیں اور یہ کہا کہ ارے میں تو پہلے ہی سے جانتی تھی
 کہ وہ تیرا ہ بناہ بے دام زرخیز غلام ہو گیا تیرے جال میں چھنسا جو چاہے
 کر ہائے اس ہونے ناک کٹوائی ہائے اس ہونے بزرگوں کی عزت
 مٹائی اب یہ گھر آباد رہ چکا کوئی اُن میں طبقہ اُلٹنا ہے ارے اس
 ہو پر آم کے درخت برابر بجلی ٹوٹے ارے اس کے کالے سانپ کے
 سے کپڑے پڑیں یہ غارت ہو اس کی جوتنی میں آگ لگے اس کے علاوہ
 بھی کو سنے اور گالیوں کی کوئی حد نہ رہی شہر یار دو لھا تو قانون میں
 انگلیاں ٹھونس کر کمرے میں جا بیٹھے اور میں جب تک نہیں سمجھی تھی
 کھڑی رہی جب سمجھی تو قریب تھا کہ گر پڑوں دل سنبھالے کمرے میں
 آئی شہر یار دو لھانے بیوی سے وہ سب حال کہا جو میں ابھی لکھ چکی ہوں
 اُنھوں نے راز فاش ہو جانے پر اپنا واقعہ دہرایا کہ سب کے پہلے تو مجھی
 سے کہنا تھا میرے یقین نہ ماننے سے خوب اچھیلیں کو دین گھر سے نکالا
 گالیوں دین بھابھی کے رنج کی وجہ سے میں نے نہیں کہا میں نے کہا
 کہ سجان اللہ بھابھی کچھ دیوانی بادی نہیں ہیں کہ طوفان بہتان پر مٹھی رنج
 کیا کریں یہاں تو یہ باتیں تعین اور وہاں بگیم صاحب کو غصے کا دوسرا بخار
 چڑھا انگنائی میں کھڑی ہو کر میرا عیب اُچھالنے لگیں جس میں سارا محلہ
 ٹسے اور ویسا ہی ہوا کہ یہ غل غباڑا چنچ دھاڑ نہ کر تو میں یہ وہ ایرے غیب

کھڑکی چھتے والے چو طرف سے آگئے اُنھوں نے ایک ایک سے بھان کرنا شروع کیا ساجدہ کو غصہ آیا دوڑ کر قرآن مجید اٹھا لائیں جب وہ کہتے کہتے تھکین ذرا چپ ہوئیں اُنھوں نے قرآن شریف ہاتھوں پر بلند کر کے کہا کہ صاحبو یہ کلام خدا ہے اگر میں جھوٹ کہتی ہوں تو یہی کلام مجھے سمجھے یہ بالکل جھوٹ کہتی ہیں خواہ مخواہ ہو کی ابتدا سے اتنی سی بات پر دشمن ہو گئی ہیں کہ وہ گھر سے اپنی چھوٹی بین عابدہ کو برات کے روز ساتھ لائی تھیں ان کو ضبط نے گھیرا ہے کہ خانہ کرے وہ لڑکی بھابھی نے حرام سے جنوائی ہے جب تو پچھپچھائیں چھوڑتی اس خیال کو اس قدر چڑھایا کہ وہ آج تم سب کے سامنے پہاڑ بن کر آیا اس بیچاری بیگناہ معصوم بچی کا جلن کے مارے ٹمکننا نام رکھا ہے میں اس کلام پاک کی قسم کھاتی ہوں کہ میری بھابھی جو حوض کے پاس سر جھکائے کھڑی میں ظاہر میں طیب ہیں پاک میں بیگناہ میں اور میرے بیان بھی ایسے ہی ہیں اُنھیں اپنی مان اور بڑی بن کی جگہ جانتے ہیں وہ بھی ایسا ہی سمجھتی ہیں یہ جھوٹی بین جھوٹی بین جھوٹی بین بیگم صاحب جو تالیکر مارنے دوڑیں ساجدہ بھی کچھ اور کہا چاہتی تھیں کہ میں نے دوڑ کر مغیر ہاتھ رکھ دیا چار طرف سے توبہ توبہ کی آواز بلند ہوئی سب کے سب بیگم صاحب کی تعریف کرتے مجھے برا بھلا کہتے اپنے اپنے گھر گئے میں قرآن مجید اور اٹھانے والی کو لیکر جب پلٹی تو دیکھا کہ دروازے کی اوٹ میں چھوٹے بڑے مولوی صاحب بھی کھڑے ہوئے سن رہے تھے سب عورتوں کا جانا تھا

کہ وہ ٹھٹھی ٹھٹھی ٹھٹھی کرتے بیوی کے منہ پر تھوکنے کو چلے اُنھوں نے اس کے پہلے اپنا حربہ کیا زور سے چیخ ماری پھر ایک دو ہٹرمیان کے ہنڈ پر یہ کہہ کر لگایا کہ ارے مردے یہ سارا فساد تیرا ہی ہے نہ تو بہو کی جنبہ داری کرتا نہ یہ نوبت پہنچتی جُڑے کی جانوں پر میرا صبر خدا کا تہ یہ کہہ کے اس قدر پٹین کہ سر سے پاؤں تک لہو لہان ہو گئیں سارے گھر کو اُنھوں نے گہرے گہرے زخم لگائے تھے تقدیر نے اُنھیں کے ہاتھ سے اُن کو بھی گھائل کر لیا یہاں تک نوبت پہنچی کہ غش آگیا اور گرین اب نہ لڑکی جاتی ہے نہ لڑکا داماد اور مین تو دشمن ہی تھے جب کوئی نہ بڑھا اور اباجان باہر چلے گئے مین نے دوبارہ جا کر جو دیکھا تو اُن کے زمین پر پڑے رہنے سے میرا دل ہل گیا اور کلیجہ منہ کو آیا رحمت اور اعجوبہ کو بلا کر ہوشیار کیا پانگ پر لٹایا گرم پانی کرا کے بدن پونچھا جا بجا پن کپڑا بانہڑھا جوڑا بدلا بختا اور رحمت کو دہان چھوڑ کر مین نماز کو چلی آئی نماز پڑھ کر پھر گئی کئی روز اُلٹ پُلٹ کی جب جا کر خدا خدا کر کے وہ اُٹھنے بیٹھنے کے کام کی ہوئیں دے مارنے یا کھڑے قدر گر پڑنے سے سر مین بڑی چوٹ آئی تھی اتار دین خون بہا صبح کو سارا سفید سر جو بگلے کا پر تھا گل انار دیکھا اس چوٹ کی وجہ سے دماغ بہت ضعیف ہو گیا ایک تو بڑھا پا اُس پر خون کی بربادی آخر کو یہ ہو گیا تھا کہ پھرون چپ چاپ بیٹھی رہتی تھیں اور ذرا لہجہ کے بات کرنے سے سر اور بھیجے مین درد ہونے لگتا تھا باوجود ان باتوں کے بھی اُنھوں نے میرے کلیجے کو

نہیں چھوڑا منظور تھا کہ ہزاروں چھید بنا کر بھڑون کا چھتا کر دین یا دل
 کا غبار چھاننے کو میرے دل کی چھلنی بنائیں ہاں داماد سے پھر کچھ نہیں کہا
 اُن کے ایک ہی دفعہ کے دھمکانے سے ڈگبیں کہ سچ مچ کہیں یہ اپنا سر نہ
 پھوڑ ڈالیں غریب کی جو رتو میں ہی تھی اور غریب بھی کیسے جو اتنی بڑی
 بات سُکر مُتھ سے نہ بولے چپ کھڑے دیکھا کئے ٹال کر باہر چلے گئے
 اُلٹوانسی دیکھیے کہ اس دھندھورے کا صدمہ اُن کے دل پر ایسا ہوا
 کہ مجھے اور زیادہ رک گئے نہ پوچھا نہ کچھ نہ تحقیق کی نہ تصدیق اب
 رات کو سبق بھی ہو چکا تھا ہے تو کمرے ہی میں پڑے رہتے ہیں جب
 آدھی رات کے قریب میرے سو رہنے کا یقین ہو لیتا ہے تب گھر
 بہن تشریف لاتے ہیں بہن نے پکڑو معطر کر پڑی وقت سے آٹھ روز
 ساجدہ بیگم کو اور روکا پھر میان کے ساتھ سسرال میں اُٹھ گئیں
 اسی آٹھ روز کے اندر بیگم صاحب نے پانچ چار مرتبہ مورچے بندی
 کر کے مجھ پر چڑھائی کی مگر میں اپنی صبحی کے قلعے سے باہر نہ نکلی ساجدہ
 کے جانے کا کوئی دوسرا باتیں یاد نہ تھا کہ شہر یار د و لھا اُن کی پیارے
 صندوق لحاف تو شک کپڑے لئے گٹھری گٹھری لینے کو آئے مزدور
 ساتھ لائے تھے سب کو ایک جگہ جمع کرنے اور باندھنے بوندھنے
 میں کچھ دیر ہوئی کہ بیگم صاحب لائیں پکڑ کر کنوین پر آکر بیٹھیں جوت
 اعجوبہ بختا وراور شہر یار د و لھا ان چاروں آدمیوں نے ملکر صندوق پکڑا کر
 باہر ہونچا یا وہاں آدمی تھے اُنھوں نے ملکر مزدورون کے سر پر رکھا

وہ اُدھر گئے یہ میرے پاس آئے کہا کہ بھابھی سلیم نے آپ کو بندگی کہی ہے اور کہا ہے کہ جب سے آئی ہوں آنکھیں ڈھونڈھتی ہیں اسفار جی گھبراتا ہے کہ قابل بیان کے نہیں آپ ہی میں ہر وقت دمیان لگا ہے بچے انگ یاد آتے ہیں میں میں اُن سے یہ کہہ رہی ہوں کہ میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ میں گھبرانے اور بے چین ہونے کی کیا بات ہے میں خدا کے فضل سے سب طرح اچھی ہوں ہر وقت کے ساتھ سے دو ایک روز البتہ الجھوکی اور پھر دل لگ جائے گا گھبراؤ نہیں جب جی چاہے چلی آنا لکڑی مارے کہیں پانی تھپا ہوتا نہیں تم بیکار رنج نہ کرو تنہی خوشی رہو رفتہ رفتہ بہل جاؤ گی یہ سنتے ہی تگم صاحب نے کنوین کی جگت پر سے آوازہ پھینکا کہ سینان بھٹے کتوال اب ڈر کا ہے کا سب کو ڈھکیل آپ ہی اکیل خوب کھل کھیلو گل چہرے اڑاؤ دل کھول کر آنکھیں سینکوارے ہم تو جانتے ہی تھے کہ یہ جوڑ توڑ و فتنہ غصب کے ہیں اُس موئی مردی سے کہ جس کی موٹی سمجھ پڑ پٹی پردے پر گئے ہیں ہائے کیا آنکھوں میں خاک جھونکی جاتی ہے کیا تم بے مٹوئے نکتے بغیر تو ناشاد و خامرہ و خاتم پر اپنا قہر نازل کرے اس رسوائی اور بانامی کے بعد بھی باز نہیں آتے اور اپنی ہی کیے جاتے ہو دیون کا پانی ڈھل گیا غیرت اڑ گئی شرم کو موت آگئی نہ مڑے بگڑنے پر برا مانتے ہیں نہ اپنے ہتکندے چھوڑتے ہیں میں نے ایسے دیدہ دلیل غارتی نہیں دیکھے اُن کی صفائیوں پر جھاڑو پھرے ان کی گرمیوں پر بجلی گرے

اُن کی خواہشوں پر قہر ٹوٹے اُن کی محبتوں پر آگ لگے سر پر چڑھ کر تم ٹوڑتے
 مین ڈھٹائی تو دیکھو کان پر جون نہیں رہی کتنی جوان بنے مین پھٹ پڑیں
 یہ جوانیاں انوکھے ہی دونوں مردے تو جوان ہیں اور کوئی دنیا میں جوان
 تھوڑی ہوتا ہے یہ قہر اپنی جانوں پر نہیں توڑتا اُن کی لہلہاتی جوانیاں
 بیٹیں اٹھتی ہوئی اُن کی مٹی میں مین انھیں ڈھائی گھڑی کی موت آئے
 اُن کے دل کی حسرت خاک مین مل جائے مین تو سنتے سنتے ان کلمات
 کی عادی ہو گئی تھی دوسرے بے غیرت تھی شہر یار دو لہا کو جو غصہ آیا
 منہ سرخ ہو گیا رحمت نے جلدی سے پاں دے کر انھیں گھر سے
 نکال دیا عجوبہ نے رونا شروع کیا رحمت سر کاٹ کر رہ گئیں بختاور پہلے تو
 سنا کی آخر کو تاب نہ لاسکی بیٹی ہوئی اُن کے پاس گئی اور کہا کہ بیوی
 تمھاری زبان کو خدا بند کرے کیونکہ سمیٹتی ہو ہر بات کی ایک حد ہوتی
 ہے تمھارے مزاج کو خدا بدلے مین نے ایسے آدمی نہیں دیکھے ارے
 یہ تم بیوی ہو ہم باند بون سے بھی بدتر تمھاری غیرت کہاں اڑ گئی مرنے
 کے قریب آئیں سر ہلنے لگا ہاتھ پاؤں مین رعنہ پڑ گیا اب بھی موافقہ کم
 نہیں ہوتا خدا کی بار ایسے غصے پر تم کو تو کیا کو سون پھر نہ کوئی بات نہ چیت
 نہ گناہ نہ قصور بیٹھے بیٹھے ایک فتنہ اٹھایا دل سے ایک بات بنالی
 اور اس کا گھول اڈال دیا روز اک نیا شوشہ چھوڑتی ہو بیٹھی مین اپنے
 کو نے مین خبر سارے گھر کی کیا دور سے بیٹھی شست لگاتی اور بال
 باندھی کوڑی اڑاتی ہو اگر خدا نہ کرے (شیطان کے کان بہرے) سچ

ہوتا تو نہیں معلوم کیا غضب جو تین بیگم صاحب مجھے چھوڑ کر اُسکے پیچھے
 لپٹے لیٹے اور دھوکا دے کر اس زور شور سے اس کے لکڑیاں ماریں کہ
 سارا بدن لہو لہان ہوا اور سر پھٹ گیا کبھوت تیور اگر گر پڑی رحمت و دین
 اور جاہری سے سر کا لبو بن گیا اُس پر ہاتھ رکھا عجوبہ عابروہ کو جٹھا کر آگ لائیں
 ریشم جلا کر بھرا پھر پلنگ پر لے جا کر لٹا دیا خون کی طرح سے اُس کے آنسو
 بھی جاری تھے بیگم صاحب سر پھوڑ کر خون بہتا دیکھ اپنے ٹھکانے پر چلی گئیں
 یہاں دور و زبر ابرائے سینکا سلایا دو اور من کی دودھ پھٹکری پانی مٹیائی
 کھلائی تیسرے روز اس میں ذرا طاقت آنا تھی کہ وہ اٹھی باہر تو نکلتی
 ہی تھی رنگیتی ہوئی چوکی پر پہنچی رو رو کر سر دکھایا اپنا حال سنایا تین
 برقرار اس کے ساتھ ڈیوڑھی پر اُٹے اور ایک نے (ارے مولیٰ
 صاحب ہو کہہ کر) پکارا وہ وقت باپ بیٹوں کے در سے جانے کا تھا
 نہ ڈیوڑھی پر کمار تھے نہ آدمی اس بھیانک آواز پر میرے کان کھڑے
 ہوئے رحمت سے کہا کہ دیکھو یہ کون گستاخ مولوی صاحب کا نام
 بے ادبی سے لے رہا ہے وہ پردے کے پان لٹین اور پوچھا کہ کون ہے
 کہا کہ ہم ہن سپائی رحمت کیوں بھائی کیا ہے کہا کہ ارے وہیں سے
 کا ہے کا ہے چچیاوت ہو مولیٰ صاحب کا بھج دو جادار تھانے پر سے
 آئے ہیں یقین ماننا کہ تھانے کا نام سنتے ہی میرے تو ہوش و حواس جاتے
 رہے جب تک کچھ کمون کمون رحمت نے کہہ دیا کہ بھیا وہ تو نوکری پر
 سدھارے ہیں کہا ارے کوؤ اور بھی گھبران ہے کہ ناہین (رحمت) نہیں

بھائی مردِ جمی جم میں اُس نے کہا کہ اس بڑھیا کو کاہے ٹھونک ڈالا اس کا سر پھٹ گوا اپنے گھرانہ حکومت کرتے ہو نہیں جانت ہو کہ انگریجی جمان ہے لے تڑت پھرت باہر کھڑا بھینچو کسی اروسنی پروسی کو بلانے لیا کہ وہ لکھا جائے مار بڑھیا کا بوگرا نکس گوا دیکھو تو کاہوت ہے میں تو یہ سنتے ہی سائے میں آکر رہ گئی اور رحمت میر روشن علی صاحب کی طرف چلین بیگم صاحب نے دور سے دیکھ کر پوچھا کہ وہاں کہاں جاتی ہے کیا ہے اُنھوں نے جلدی جلدی سب کہہ کر کہا کہ میر صاحب کو بلانے جاتی ہوں یہ سنکر آپ بول اٹھیں کہ میر صاحب آکر کیا دونوں کر لین گے کون مر د آیا ہے میں آپ جاتی ہوں یہ کہہ کر چلین میں دوڑی ہاتھ جوڑے منت کی مگر اُنھوں نے ایک سماعت نہ کی دروازے پر جا کر اکڑو بیٹھا کہ کہا کہ کون ہے بر قنداز تو پردے سے ملا کھڑا ہی ہوا تھا اُس نے کہا کہ ارے ایک بیر تو کہہ دیا گوا کہ سپائی ہن سپائی سرکاری ملاجم جس بڑھیا کے کھون نکلا ہوتا وہ رپٹ کس ہے تمکیکات کو آئے ہن کا ہے اس غریب کو مارا پیران نکس جات تو مجا ہوت (بیگم صاحب) مردار اور مردار کا نمک حرام مرنے جوگی چڑیل گالیان دیتی تھی خوب کیا مارا کسی کے باوا کا اجارہ ہے اپنا گھر ہے اپنی لونڈی (برقنداز) لو صاحب لکھو (جمعہ دار) آپ نے مارا (بیگم صاحب) ہاں (جمعہ دار) یہ آپ کی لونڈی ہے (بیگم صاحب) ہاں میری لونڈی ہے (جمعہ دار) کیون مارا (بیگم صاحب) گالی دی تھی بد زبانی کی تھی اور کیون مارا (جمعہ دار) کیون بد زبانی کی تھی کیا سر پھٹا

یا دیوانی ہو گئی تھی (بیگم صاحب) میری بلا جانے دل چل گیا تھا یا سٹرن ہو گئی تھی (جمعدار) وہو سیدھی طرح بات کا جواب دیجیے کوئی خواہ مخواہ کسی کو برا بھلا نہیں کہتا آپ نے کچھ کام کے لیے کہا تھا (بیگم صاحب) نہیں (جمعدار) کچھ اس سے خطا ہوئی تھی اس پر آپ خفا ہوئیں (بیگم صاحب) نہیں (جمعدار) تو کیا میٹھے میٹھے ایک دفعہ آپ کو گالیان دینا شروع کر دیں (بیگم صاحب) ہاں (جمعدار) اس کے پہلے رات کو تو آپ نے نہیں کچھ کہا تھا (بیگم صاحب) نہیں (جمعدار) کبھی از بھی اس نے گالیان دی تھیں (بیگم صاحب) نہیں (جمعدار) آج ہی پہل کی (بیگم صاحب) ہاں (جمعدار) کبھی اس کے پہلے آپ نے اسے اور بھی مارا تھا (بیگم صاحب) نہیں (جمعدار) بھلا گھر میں اور کون کون ہے (بیگم صاحب) رحمت ہے عجوبہ ہے چھو چھو ہے ناشاد وہو ہے (جمعدار) ناشاد وہو کس کا نام ہے (بیگم صاحب) میری ہونا ناشاد نامراد مونی چمرخ آزار بھری پُری زہر بھری ناگن (جمعدار) کیوں کیا وہ کبھی ہنستی نہیں یا آپ نے یہ خطاب دیا ہے (بیگم صاحب) جو چاہا ہے کیا ہے تم کون (جمعدار) جی نہیں یہ میں نے اس غرض سے پوچھا کہ ناشاد نامراد وہو دنیا میں کسی کا خطاب نہیں سنائی بات ہے کیونکہ پوچھی جائے (بیگم صاحب) ہم نے خطاب دیا ہے (جمعدار) اسی طرح سے ناحس طرح اس بڑھیا نے خواہ مخواہ آپ کو گالیان دی تھیں یا کسی خطا پر (بیگم صاحب) ایک بات ہو تو کوئی کہے ہزاروں خطائیں ہیں ایک پرسون نرسون ہی خطا کی تھی جو یہ کھو جڑے پٹی جل ککڑی اس کی

سگی بن کر طرف لینے مامی پینے اور مجھے سمجھانے کو آئی تھی (جمعدار) کیا سمجھانے (بیگم صاحب) میں اپنی بو پر خفا ہو رہی تھی کہ اس نے منع کیا (جمعدار) مگر کلبے کو منع کیا (بیگم صاحب) میرے بچانے اور خفا ہونے کو (جمعدار) چپکے سے، تو کیا برا کیا خیر اچھا پھر جب آپ کو غصہ آیا اُس پر اس نے کہا کہ۔

(بیگم صاحب) دو کا مزاجم ہوئی اتالیقی کی میری درخواستی (جمعدار)۔ یہ جتنی باتیں کہیں جا سکتی ہیں آپ بے جا خفا ہو رہی ہوں گی (بیگم صاحب) تمہارا سر جھوٹے کا کلیجہ (جمعدار) نہیں کر بہت اچھا سیرا سہی پھر کیا ہوا (بیگم صاحب) پل آئی بمطری غصہ تو تھا ہی جب اس قدر سر چڑھی تو میں نے ڈھکیل دیا یہ کنوین پر گرمی اُس کی لکڑی سر میں لگی سر پٹ گیا (جمعدار) ابھی تو آپ کہتی تھیں کہ اُس نے گالیان دین اب آپ سمجھانے کو کہتی ہیں دونوں بات میں سے سچ کون سی ہے (بیگم صاحب) دونوں سچ ہیں (جمعدار) یہ تو ممکن ہی نہیں یا اُسے سچ کیے یا اسے (بیگم صاحب) نہیں وہی سچ ہے (جمعدار) یعنی پہلے والی کہ اُس نے بے سبب گالیان دین (بیگم صاحب) ہاں (جمعدار) گالیوں کے بعد کیا ہوا (بیگم صاحب) میں نے لکڑی ماری (جمعدار) خوب ابھی تو کنوین نے لکڑی ماری تھی اب آپ نے لکڑی ماری۔ اچھا ایک لکڑی ماری (بیگم صاحب) ہاں (جمعدار) کہاں (بیگم صاحب) سر پر (جمعدار) ہاں ٹھیک زبان بھی تو سر ہی میں ہے تو ایک لکڑی ایسی پڑی کہ اُس کا سارا بدن چورا ہو گیا۔ بیگم صاحب بدن اس کا ہمیشہ سے چکنا چور ہے۔

جمعہ دار یہ کیا سدا سے یوں ہی ہے۔ بیگم صاحبہ۔ ہان ہان میرا نکم
پھوٹ کر نکلا ہے۔ جمعہ دار اُتو آپ کا نکم بہت شور ہے اچھا تو میں یہی
سب لکھتا ہوں اور آپ کو پیشی پر صاحبہ مجسٹریٹ بہادر کے اجلاس
پر چلنا ہو گا (بیگم صاحبہ) میری بلا جائے جس کو غرض ہو یہاں اگر پوچھ گچھ
لے کچھ میں نے چوری کی ہے یا بڑا کام یہی ناکہ لونڈی کو مارا اور
لونڈی بھی کون کہ اپنی تم کوئی اجاردار ہو صاحبہ کے یہاں چلنا ہو گا
بڑے آئے صاحبہ والے خدا کی شان ہم کو حکومت جتانے اور زور
دکھانے چلے میں (جمعہ دار) ہفت چاہے اپنی لونڈی ہو چاہے بیگانے کی آپ نے
مارا کیوں اور پھر اس طرح کہ لہو لہان ہو گئی سارا بدن پھوٹ گیا اگر مر جاتی
(بیگم صاحبہ) مر جاتی کیا دل لگی ہے مر جانا اور مر جاتی تو کیا ہوتا جوتی
سے اور اب مر جائے گی تو کوئی کیا کر لے گا (جمعہ دار) اچھا اس تقریر
سے تو کوئی کام نہیں رحمت کو بھیجے گا وہی لکھی جائے (بیگم صاحبہ)
گو وہی شاہی کیسی رحمت گو وہی دے سکتی ہے مجال پڑی ہے ہمارے گھر
میں رہے اور ہماری گو وہی دے (جمعہ دار) اچھا آپ ہی بتائیے رحمت
کون ہے (بیگم صاحبہ) بہو کی ماں (جمعہ دار) ہان خوب یاد آیا یہ بہو کو
آپ نے کیا کہا تھا جو بختاورد کو بڑا معلوم ہوا (بیگم صاحبہ) کہا کیا تھا سچ
کہا تھا بختاورد بالکل جھوٹ کہا تھا اسی پر تو مجھے اور زیادہ آگ لگی
(جمعہ دار) بختاورد سے۔ تم چپ رہو۔ (بیگم صاحبہ) وہ سچ ہی سہی مگر کچھ
کیسے تو کیا کہا تھا (بیگم صاحبہ) خدا اُسے غارت کرے اُس نے میری بیٹی

کے سر کا تاج چھینا اس کے میان سے محبت بڑھائی آفت توڑی جمعدار
توبہ توبہ یہ کیے اسی پر آپ کو غصہ آیا تو آپ کا حق بجانب ہے ہاں ہو
آپ کی مین کس گھرانے کی؟ (بگیم صاحب) جی بڑے لمبے گھرانے کی
جو تاڑے بھی سوا ہاتھ اونچا ہے (جمعدار) آخر کون (بگیم صاحب) جی
نواب مرزا سبحان اللہ خان صاحب بہادر (جمعدار) ارے ارے رے
تو تو آپ بالکل غلط کتنی مین سداے دیکھیے نام بھول گیا صادق صاحب
کی صاحبزادی تو نہیں (بگیم صاحب) ہاں ہاں (جمعدار) بس بس معلوم
ہوا کہ آپ کو خلل دماغ ہے (بگیم صاحب) میرے دشمنوں کو خلل
دماغ ہو تمہیں ہے (جمعدار) پھر اور کیا کہا جائے آپ جھوٹ تمت
لگاتی ہیں اور غلط بتاتی ہیں یہ سنتے ہی میری جان مین جان آئی رحمت
سے کہا کہ لو یہ پان لے جاؤ اور کہو کہ آپ زیادہ تکلیف نہ کیجیے حال
تو معلوم ہی ہو گیا ہے بختاد کو اندر بھیج کر اپنی چوکی پر جائیے ہم کسی مرد
کو آپ کے ہاں بھیج دین گے اور چپکے سے کہنا کہ اُن کی باتوں پر آپ
نہ جائیے رحمت بھرا پڑا خاصدان لے کر جمعدار کے پاس گئیں پردے
سے نکال کر بختاد کو دیا اور پیام پہونچا یا جمعدار بیچارے بڑے نیک
آدمی تھے مان گئے ایک پان کھا کر خاصدان پھیرنے لگے رحمت
نے کہا کہ خاصدان آپ لیتے جائیے وہاں سے خالی کر کے بھیج دیجیے گا
اور اس وقت آپ کی کیا خاطر ہو سکے ہمارے گھر مین تو کوئی خفہ بھی نہیں
پتیا جمعدار بیچارے کسی طرح سے خاصدان اپنے ساتھ لے جانا پسند نہ

کرتے تھے رحمت کے اصرار سے لے گئے خدا خدا کر کے جان میں جان
 آئی نانا باوا کی بیماری کی خبر بیکر آدمی آیا تھا وہ باہری باہر برقنارزون کو دیکھ کر
 بھاگا آبا جان اور اُن کے چار پانچ دوست یہ سنتے ہی دوڑے اُوقت
 پہنچے کہ جمہدار صاحب پھاٹک سے نکل چکے تھے حال پوچھا سب
 بیان کیا اُنھیں اس قدر غصہ آیا کہ تھر تھر کانپنے لگے خدا بخش سے کہا کہ
 پنس کمار جلد لاؤ اور خود دروازے پر آکر پکارا میں نے آواز سچا کر رحمت
 کو بھیجا جب تک پردہ ہو باہر میر روشن علی صاحب آئے آبا جان سے
 پوچھا خیر تو ہے یہ برقنارز کیون آئے تھے مجھے تو چھو چھونے کہا آبا جان
 نے کیفیت بیان کی ہمارا مکان بھی سسرال سے دور نہ تھا پردہ ہوا
 رحمت اُنھیں گھر میں لائی باہر کمرہ کھلوا دیا اُن کے دوست بیٹھے اندر
 آکر اُنھوں نے سلام لے کر مجھے گلے سے لگایا اور کہا کہ طاہرہ تم پر
 بڑا ظلم ہو گیا اور جھوٹوں نے کھلوا بھیجا تمھاری احتیاط نے مین نہایت
 پریشان کیا اس وقت کے مال نے کلیجہ کو دو پارہ کر دیا ساری دنیا
 نگاہ میں اندھیر ہے افسوس ہم نے تو اپنے نزدیک مولوی صاحب
 کے گھر کو امن و عافیت کی جگہ تجویز کی تھی یہ خبر نہ تھی کہ قید خانے سے بدتر
 اور کسی خرابے سے بڑھکر ہے ماحول و لایمان کے مرد کس دل و جگر
 کے آدمی ہیں کہ مطلق حس نہیں اس بے پروائی اور غفلت کی کچھ
 انتہا ہے مردوں کو ہونٹ ہلانا دشوار عورتوں کے یہ کردار بھی جمہدار
 نے مجھے بیگم صاحب کی تقریر لکھی ہوئی دکھائی سبحان اللہ کیا کہنا وہ

میرے دوست تھے مجھے دیکھ کر منفعل ہوئے اور سودہ پھاڑ ڈالا اگر
 بین اس وقت نہ آتا تو غضب ہو جاتا ایک تو بیہودہ حرکت اس پر
 یہ جرات تم پر یہ طوفان جوڑا داماد کا الگ دل دکھایا امان جان انکی
 یہ باتیں سنکر بولیں کہ طوفان شیطان کیسا آنکھوں دیکھنا سہل پڑا
 مجھے کانوں سننے دے یہ بھی وہ مثل ہوئی آپ اپنے گھر میں تھے کہ
 یہاں پھر آپ کو کیا معلوم مردوں کا کیا قصور جان بوجھ کر کھٹی نہیں کھائی
 جاتی کچھ تو آنکھوں نے بھی دیکھا ہے جو ہم کو کہنے سے نہیں روک سکتے
 بھلا کوئی عقل کی بات ہے کہ جھوٹ سچ کوئی کسی پر تہمت جوڑ دیکھا
 اور وہ جڑوا لے گا خدا کو دیکھنا بین عقل سے بچانا ایسی غوی بھی نہیں
 کہ بات کرتے شرماتی ہیں کیونکر جواب دیتیں یہ گھر چڑھ کر لڑنے کا
 کون سا دستور ہے خاپناہ میں رکھے بھٹی داہ پیچ لیتے غیرت نہیں آتی
 اٹا کھا دباتے اور آنکھیں دکھاتے ہیں۔ ابا جان تو یہ سنتے ہی بید کی
 طرح کانپنے لگے اور منہ سرخ ہو گیا کچھ کہنے کا ارادہ کیا تھا کہ میں نے
 اٹھ کر قدموں پر سر رکھ دیا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میرے ابا جان میں آپ کے
 قربان آپ نہ کچھ خیال فرمائیے اگر اس وقت آپ نے غصہ کیا
 تو میری ساری محنت خاک میں مل جائے گی اور پھر یہ کہنے کا موقع
 ملے گا کہ عورت کے منہ لگے غصہ کیا یہ ہوا وہ ہوا بات بڑے گی
 رنج پھیلے گا جو طعنے نہیں سنے ہیں وہ سننا پڑیں گے میری محنت و مشقت
 پر خیال فرما کر صبر کیجیے آپ گھڑی بھر کو آئے ہیں آپ کی بلا بیچ میں بولے

میں جس قابل ہوں خدا خوب جانتا ہے برا کیون مانیے مجھے ملال و رنج نہونے
 کا یہی تو سبب ہے کہ جو بات کہی جاتی ہے وہ مجھ پر شایان نہیں بالکل
 اوپر ہی اوپر معلوم ہوتی ہے نہ کوئی تک ہے نہ جوڑ نہ میل ہے نہ لگاؤ
 خدا و رسول کو بھی تو لوگ کہتے ہیں زبان خلق سے دنیا میں رہ کر بچنا
 بہت مشکل بات ہے جھوٹ سچ ایک دن خود ہی کھل جائے گا
 حق کا راضی خدا ہے وہی میرا حامی و مددگار ہے اسی کا بھروسہ ہے
 آپ اتنی سی بات پر برابر فروختہ ہو گئے مجھے سنتے سنتے کئی مہینے گزر گئے
 اور وہ سنا جو نہیں سنا چاہیے تھا پھر میں سے بھی آواز نکلتی مگر میں نے
 دم نہیں مارا اتنے بڑے صبر کے بعد ذرا سی بات پر اس ریاضت
 کو برابر کر دینا یقیناً آپ بھی میرے لیے مضر سمجھیں گے دنیا چند روزہ
 ہے آخر کب تک یہ کاشش رہے گی میں تو دل سے ٹھانے بیٹھی ہوں
 کہ اگر سو برس جیون اور اسی طرح کے روز سانسے ہوں تو بھی جی نہ
 چڑاؤں ہونٹ نہ ہلاؤں برابر صبر کرتی چلی جاؤں تھوڑے دن کی کسر
 ہے یا اس سرے یا اس سرے میری اس تقریر کا بگیم صاحب نے
 سڑق کر یہ جواب دیا کہ تو کو سننے والی مٹے چند روزہ تیری زندگی ہو
 میرا صبر تیری جان پر ٹوٹے یہ سنتے ہی ابا جان کھڑے ہو گئے اور
 کہا کہ رحمت اللہ پر وہ کر دو میں باہر چلا جاؤں مجھے نہیں سنا جاتا
 انھوں نے دوڑ کر بوغ بند کا پردا کیا ابا جان کا پتہ ہونے باہر
 چلے گئے میں نے بھی بہ صلحت نہیں روکا ان کے جانے کے تھوڑی ہی

دیر بعد خدا بخش آیا اور کہا کہ سواری لایا ہوں سرکار کے دشمنوں کی طبیعت اچھی نہیں ہے آپ کو یاد کرتے ہیں بلگیم صاحب نے فرمایا ہے کہ ابھی سوار کرا لاؤ میں نے کہا کہ رحمت جاؤ خدا بخش سے کہو کہ بھلا اس طرح میں منہ اٹھائے کیونکر جاسکتی ہوں آج معلوم ہوا ہے نیاری کروں دنیا کی چیزیں پڑی ہیں رکھ دھروں اباجان سے پوچھ لوں تو جادو کل سواری لانا رحمت نے یہی جا کر کہا وہ پلٹ گیا تھوڑا سا دن باقی ہے ابراہیم ہوا ہے اندھیرا چھایا ہوا ہے کہ ڈیوڑھی سسین آؤں کی (آواز آئی رحمت نے آواز پہچان کر کہا کہ ایسے شہریار دو لھا گھر میں آئے مولوی صاحب آگے آگے تھے دونوں صاحب آکر دالان میں بیٹھے ابھی کچھ باتیں نہیں ہوئی ہیں کہ مبارک کے اباجان بھی تشریف لائے ڈیوڑھی کا میرے کمرے سے سامنا تھا پہلے وہ اپنی طرف گئے پھر یہاں آئے جب وہ آئے تو اباجان نے مجھے پوچھا کہ میں نے مزرے میں برقعہ ازون کے آنے کا حال سنا اس کی حقیقت کیا ہے میں نے بخدا در کو بلا کر ان کا سامنا کر دیا اس نے ساری روداد بیان کی شہریار دو لھا۔ ارے یہ کل کا ذکر ہے جب میں جا چکا ہوں۔ بخدا وہ ان مولوی صاحب بھی شہریار دو لھا تم نے کیونکر سنا انھوں نے کہا کہ جی میں نے قاری مینڈک کی مسجد پر سنا تھا مولوی صاحب نے منہ پٹیا اور کہا کہ افسوس ہمارا سخت جان کوئی دوسرا دنیا میں نہ ہو گا یہ باتیں پورے ہیں کہ زور شور سے مینہ پڑنے لگا چربائی ہوا کاشٹا چو طرف کی

بوچھا ر سارا گھر شرابور جب تک اٹھاؤ اٹھاؤ یہ بھیگا وہ بھیگا اتنے
 ہی مین نماز مغرب کا وقت آگیا مولوی صاحب نے سب کے ساتھ
 کمرے میں نماز پڑھی مین نے والان بن - اچھی خاصی رات آگئی اور
 خوب اندھیرا ہو گیا کمرہ میں اسی طرح سے چھاجون برس رہا ہے کھانے
 کا وقت آیا سب نے میرے ہاں بیٹھ کر کھانا کھایا رحمت امان جان کو
 کھانا دینے گئیں آنے جانے میں اتنی بھیگن کہ جہاں جاتی تھیں وہ
 زمین تر ہو جاتی تھی ہوانے اور بھی دلون کو کپنوار کھاتا آدھی رات
 کے قریب جب وہ زور شور کم ہوا تو اباجان عبا اوڑھ کر باہر نکلے انگنائی
 میں کچھ سنتے ہی پلٹ پڑے اور بیٹے داماد کو ساتھ لے جا کر نوا یا امان جان
 بار بار یہی کہہ رہی تھیں کہ مردون نے ایک کیا ہے مسکوٹ ہوتی ہے
 کچھ پٹیاں پکتی ہیں آج کھانا بھی وہیں زہر مار ہوا لوٹدی کو اپنا صدقہ بھیج دیا
 مجھے چھتیل بنانے والے اڑین خدا اس مجمع کو توڑے شہر یار دو لھا تو
 اکتا کر باہر ہی باہر سالے سسرے سے رخصت ہوئے دونوں نے منع
 کیا مگر انھوں نے ایک نہ سنی اسی حالت میں گئے بھیگنے کی تکلیف
 گوارا کی مگر جلنے کی ایذا نہ اٹھا کے ہم سب اپنے اپنے مقام پر صبر شکر کر کے
 سو رہے شہر یار دو لھا اس اندھیری میں گئے نہ سسرے کو خیال آیا
 کہ لالیٹن دے کر کسی آدمی کو ساتھ کر دین نہ سالے کو توفیق ہوئی میرے
 بولنے اور کہنے کا موقع نہ تھا اباجان اگر اپنے کمرے میں سلا رکھتے تو کیا تھا
 مگر وہ بھی بچہ نہیں ہوئے اور نہ انھیں اصرار و نیا دارون کا سا آتا تھا

خیر وہ بیچارے جاتے جاتے نالے پر پہنچے نالہ اس وقت کے اندھیرے
 میں بھی آنکھیں دکھا رہا تھا یہ اُنکل سے پل کا اندازہ کر کے اپنے نزدیک
 پل پر چڑھے اور وہاں پانی نے کاٹ کر ایک نشان ڈال دیا تھا
 جو پل معلوم ہوا پانی بانسوں چڑھا تھا جیسے ہی قدم رکھا نالے میں جا رہے
 پیر نا اُتا تھا گرتے ہی غوطہ کھا گئے پھر اُبھرے پھر غوطہ کھایا اور اسی
 طرح ڈوبتے اچھلتے دور نکل گئے زندگی باقی تھی سنو زور یا تاک نہیں پہنچے
 تھے کہ راہ میں ایک جگہ ڈوب کر جو اچھلے کسی نے ہاتھ میں بول
 کے درخت کا ٹنڈا دے دیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے
 اس ٹنڈے کا ہاتھ آنا تھا کہ یہ اس میں لٹک رہے اور جب ذرا اُٹھو
 جو اس آئے تو دوسرے ہاتھ سے بھی اُسے مضبوط پکڑا جس وقت یہ
 بیہوش ہو کر گرے تو فقط کچھ چٹھی پانی اُتر چکا تھا گھر میں جو قیامت برپا
 ہو گئی وہ بھی عجیب و غریب ہے سچ ہے ”دکڑ کو کر نہیں خدا کے غضب
 سے ڈر“ رات کو پہلے تو ان کا انتظار ہوا پھر کھا پیکر سب سو رہے
 ساجدہ بیگم کے ننہولی اپنی صفحہ میں تھے کہ بیوی نے جگا کر کہا
 ”میں کمرے میں بچھو تا بچھاتی ہوں وہاں چلے آؤ صفحہ ٹپاک نکلی نیند
 خراب ہو گئی اور بچھو نے لت پت“ پہلے تو آنکھوں نے کچھ اعتنائے کی
 کروٹیں لے لیکر سویا کیے جب آنکھوں اور منہ پر بوندیں ٹپکیں
 تو بچھیں ہوئے اور گھبرا کر اُٹھے بچھو نا پیٹ کر تختوں پر پھینکا خود
 گرتے پڑتے کمرے میں جا کر ساجدہ بیگم کے پہلو میں لیٹ رہے

بیوی نیند میں اُٹھ کر آئی کھین بے خبر سو رہی تھیں ورنہ میان کو اپنی طرف
 کھینچتیں اور تو اندھیرا اور نیند اور نیند بھی جوانی کی اُن کے فرشتوں
 کو خبر نہیں کہ کس کے پاس بیٹا ہوں جن سے سو رہے تھوڑی سی رات
 باقی ہے کہ ساجرہ بیگم کی ساس کی آنکھ کھلی سناٹا پڑا تھا اب رگھو اتھا اندھیرا
 پھیلا تھا کہ آنکھ کو اپنا ہاتھ نہیں سمجھائی دیتا تھا پان کی انھیں بہت عادت
 تھی انھیں پان کھایا لڑکے کا خیال آیا ہوا کے مارے ہوئے
 چراغ بھی خاموش تھے فرض کر کے آگ نکالی دیا سلائی جلائی چراغ
 روشن کیا کرے میں آئین دیکھا تو ساجرہ بیگم سردی کے مارے
 گنڈ لی منڈ لی بنی پڑی ہن اور دوسرا بھی کوئی پانگ پر ہے اور
 جا کر جو منہ دیکھتی ہیں بیٹے کی جگہ داماد وہ بھی ہماری ساس کی حقیقی
 بہن تھیں چراغ پھینک پانچے چھوڑ پٹینا شروع کیا جیسے بے صبر
 جہل مروے پر دو تھڑون سے پٹتا ہے کمرے میں سب کی آنکھ
 کھل گئی لاڈلی بیگم ساجرہ بیگم سرفراز دولہا گھبرا کر اُٹھ بیٹھے ابھی تاک
 کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہے کوئی کہتا ہے سانب نے کاٹا کوئی کہتا
 ہے گر پڑیں چوٹ لگی کوئی کہتا ہے بچھونے نہ ڈنک مارا ہوا ایک ایک
 گھبرا کر پوچھتا ہے انھیں پٹنے اور چنچنے ہی سے فرصت نہیں محبت
 کے مارے جب بھارے داماد نے ہاتھ پکڑے اور انھوں نے کہا
 کہ دور ہو مجھے ہاتھ نہ لگا بیٹی سے دشمنی مان سے محبت تیری اوقات
 پر لعنت اس وقت بھون نے کان کھڑے کیے اس ہنگامے میں

اب تو سارے گھر کی آنکھ کھل گئی کمرے میں سب کے سب گھس آئے کسی نے چراغ جلایا آنکھیں کھلیں میان نے پوچھا انھوں نے بے تقیہ کہہ دیا کہ یہ مرد اور مردی ایک ساتھ سو رہے تھے یہ سنتے ہی سرفراز دھماکے تو ہاتھ پاؤں میں تھر تھری پڑ گئی اور ساجدہ مٹی کی تصویر ہو کر رہ گئیں کاٹو تو لہو نہیں لاڈلی سلیم کو سنا ثاج مان کو بہت بیتاب دیکھا تو کہا کہ چلو اچھا چھوٹی تو نہیں جو حال ہے کھل جائے گا مجھ سے سوتا پا کر کے کوئی جا کہاں سکتا ہے ہنگامی کا تو ناچ میں بچا دوں جب ہٹی کٹی برابر کی دھنی زور رگانے کو موجود ہے تو تمھاری بلا غم کرے صبح ہونے دو دیکھنا کیا قیامت ڈھاتی ہوں زمانِ آسمان نہ ایک کر دوں تو اپنا نام بدل ڈالوں تم کیوں جان دیے دیتی ہو ادھر مولوی صاحب کو حرات ملتون مرد و بد حاصلت بے غیرت ناشائستہ نامستول نالایق مسل لغو دونوں کو خطاب دیے ادھر مان بیٹوں کی پڑھائی اُن دونوں پر رہ کر آ رہے پلتے تھے پس نہ تھا کہ اپنی جانشین دے دین زمین پھٹ جائے اور کسی طرح سما جائیں ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا دل و جگر تھر تھراتے تھے ہاتھ پاؤں سناتے تھے صبح ہوتے ہوتے دونوں گھل گئے برسوں کے بیمار سے بدتر ہو کر رہ گئے نماز کے وقت سے شہر بارود لھا کی تلاش میں آدمی نکلے ڈھونڈھیا پڑی کنیوں میں ہنس ڈالے گئے ہمارے ہاں بھی آدمی آیا روز روشن ہو گیا اور اُن کا

تیا نہیں جب تک وہ آئین آئین مان بیٹھوں نے ان بھارتیہ بھارتیہ
کو گو سے نکال کر موت میں ڈالا ایک صاحب آتی ہیں قمر سے گھورتی
میں دوسری اٹھٹی میں غضب کی نگاہ کرتی ہیں وہ غریب سر جھکائے
ایک حالت سے اپنے اپنے پلنگوں پر مٹی کے کھلونے کاغذ کی تصویریں
بنے بیٹھے ہیں۔ وہاں شہر پار دو لھا کو دھوپ کی حرارت سے جو راحت
پونجی آنکھ کھلی اٹھے کرتے پڑتے خدا کا شکر کرتے کیچڑ میں لت پت
گھر سوچنے دروازے میں قدم رکھتے ہی آفت کا سامنا تھا مان بہن
پہنچتی ہوئی دوڑیں اور ہے ہے ہے کر کے دونوں طرف سے اُنکو
گھیر لیا وہ منہ کھول کر آنکھیں بھاڑ کر کبھی ہکا بکا ہو کر ادھر دیکھتے ہیں
کبھی اُدھر کچھ حال نہیں کھلتا فقط نوچ کھسوت ہو رہی ہے اتنے
میں سرفراز دو لھا اپنے مقام سے اٹھ کر ہاتھ جوڑے اُن کے آگے
گئے اور کہا کہ بھائی صاحب اللہ انصاف کیجیے خدا اور رسول شاہد ہیں
کہ میں بنجر اور لا علم تھا اصل بات یہ ہوئی رُپنی بہن سے پوچھیں
کہ انھوں نے مجھے جکایا صحیحی ٹپکی کرے میں اندھیرا تھا یا نہیں ٹولتا
ہوا گیا بھابھی کے پلنگ پر سو رہا خدا اور رسول کی قسم جو مجھے معلوم
ہوا ہو کہ کس کے ساتھ سوتا ہوں کون ہے مگر سو یا تو کیا وہ میری
حقیقی بہن ہیں اگر آپ بھی نہ سین گئے تو والدہ بالہ۔ میں اپنی جان
دے دوں گا شہر پار دو لھا ہڑے سمجھا رُادھی تھے کہا کہ بھئی جھاک مارنے
دو کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے تم کیوں اس قدر مبتلا ہو تے ہو

بے قرینی بات پر بھلا مجھے کیوں یقین آنے لگا ہر بات ایک کینڈے
 سے مانی جاتی ہے آج کی رات کے علاوہ اُن لوگوں سے پوچھو
 کہ بات چیت سے چشم و ابرو سے اور بھی تم نے کوئی بات دیکھی بھالی
 تھی ہرگز نہیں دیکھی پھر اس طوفان و آفت بین دفعتاً ایسا طوفان
 بے تمیزی کیوں اٹھنے لگا بھلا کوئی عقل کی بات ہے مجھ پر گز
 بادرنہ آئے گا اگر کوئی قرآن کا بھی حامیہ بین کر کے نہ تم ایسے جاہل
 کہ حرام حلال نہ پہچانو خدا سے نہ ڈرو ناک کٹنے کی بدنامی کی پروا نہ کرو
 نہ میری بیوی ایسی دیر دے شرم کہ اتنی بڑی حرکت کر گزیریں بلکنے دو
 جو بکتا ہے اپنے منہ سے بکتا ہے سرفراز دو لھا یہ سنتے ہی اُن کے
 قدموں پر گر پڑے اور کہا کہ بھائی صاحب ان لوگوں نے اتنی ہی دیر
 میں مجھے نیم جان کر دیا تھا آپ کے قسم کھانے سے میری روح تازہ
 ہو گئی شہر یار دو لھا اپنے کمرے میں گئے وہاں بیوی کو دیکھا کہ سناٹے
 میں بیٹھی ہیں دونوں آنکھوں سے دو نہرین جاری ہیں وہ قریب گئے
 اور کہا کہ تمہیں کچھ خیر ہے یہ کیا حاکت ہے رات بھر میں تم نے اپنے
 تین ہلاک کر ڈالا ذرا آئینہ لے کر اپنے چہرے کا تو حال دیکھو تم عورت
 ہو کر اپنے معاملے میں عقل سے کام لو اور میں مرد ہو کر بات کو نہ سچوں
 بیوقوفی کر بیٹھوں جاؤ ہاتھ منہ دھوؤ آدمی بنو تمھاری عفت و پاکدامنی
 کی میں خود قسم کھاتا ہوں یہ سن کر کسی قدر اُن کا بھی اطمینان ہوا روزا دھونا
 سو قف کر کے ہاتھ منہ دھویا اور لاڈلی بیگم کے پاس جا کر نہرا دون قسمیں

کھا کر کہا کہ اگر تمہیں اب بھی نہ یقین آیا ہو تو میں قید لگا کر دجے دن کے لیے
 تم کو بڑی چیز اٹھاؤں وہ بھی کسی قدر آدمی تمہیں اور عقل بھی جو ان تھی
 یا ظاہر داری ہی کے طور پر سی کر اٹکوں منع کیا اور کہا نہیں بھی مجھے یقین آیا
 قسم قسم کی کچھ ضرورت نہیں ساجہ اٹھ کر ساس کے پاس لگین روہ
 ہاری ساس کی بہن تھیں اور اسی طرح سے اُن کو یقین دلانا چاہا وہاں
 بھلا کب اثر ہوتا تھا مجبور ہو کر اٹھ آئیں مجھے شہر یار دو لہا کے رات کو
 گھر پہ نہ پہونچنے کی خبر سنکر ایک تردد تھا جیسے ہی ابا جان جانے لگے
 میں نے نانا بابا والی بیماری کا حال بیان کر کے اذن مانگا اُنھوں نے
 کہا کہ شوق سے جاؤ آج جمعہ ہے میں بھی بعد نماز شہر یار دو لہا کے
 وہاں ہوتا ہوا ذاب صاحب کو دیکھنے جاؤں گا اُن کے جانے کے بعد
 میں نے صابرہ کے ابا جان سے اجازت لی اور پھر امان جان کے
 پاس گئی اُنھوں نے نہ سلام لیا نہ بات کا جواب دیا میں اٹھ آئی گھڑیاں
 بقیچان بندھو این بچھو نے بدلوائے لڑکیوں کو نہلوایا آپ نہائی کپڑے
 بدلے پھر نماز کو چلی ہوں کہ خدا بخش نے آواز دی بوا رحمت گئیں کہا
 صاحبزادی سے پوچھو کہارون کو بلاؤں میں نے کہا میرا دل لگا ہے
 تم کپڑے سے شہر یار دو لہا کی خبر لاؤ جب تک میں نماز سے فرصت کروں
 خدا بخش اُدھر گیا میں نماز پڑھنے لگی جب شہر یار دو لہا کو میری خبر منگوانے
 کا حال معلوم ہوا باہر نکلے کہا کہ میں خود چلتا ہوں وہ ٹھہرا ہا نماز پڑھ کر
 سوئے تمام کر کے میں بیٹھی تھی کہ شہر یار دو لہا آئے ساری اپنی اور بیوی

کی کیفیت بیان کر کے کہا کہ ابا جان بھی گئے تھے اور وہ بھی سُن آئے
 بھگوا ایک ساتھ سا ہو گیا اور دیر تک حیرت و سکوت میں بیٹھی رہی
 رحمت نے کہا کہ بیوی اس کا اچھا کیا جو پر کو کنواں کھو دتا ہے آپ
 ہی ڈوب مرنے سے میرے جانے کے خیال سے شہر پار دو ملہا بہت کم
 ٹھہرے مجھے معلوم نہ تھا کہ شب کو ان پر یہ حادثہ گذرا گھر پر جا کتیل باش
 بھولنے پر وہ ہوا مانا جان کے پاس گئی اُن کی عجیب حالت دیکھی
 مجھے گئے پندرھواں دن تھا جو آنھوں نے رحلت فرمائی بہت بڑے
 تفتیق کا سرے سایہ اٹھا لیکن میں نے انتہا سے زیادہ صبر کیا اُن کے
 مرنے کی خبر سنکر ساجدہ سلیم بھی اور لوگوں کی طرح سے تیجے میں آئیں گو کہ
 اٹھارہ اُنیس روز اُس بات کو گذر گئے تھے لیکن اُن کے منہ پر ویسی ہی
 مردنی پھری ہوئی تھی معلوم ہوتا تھا کہی برس یا ارہ کر اٹھی میں حقیقت میں
 بے عیب کو عیب لگانے کا بے انتہا صدمہ ہوتا ہے اُن کی عقل سالم
 تھی دوسرے میں دو وطن بنی صاحب کے افیون کھا کر جان دینے پر
 بہت کچھ رو دودھ کر چکی تھی تھوڑے سے خون ہی خشک ہونے پر
 خیریت گزری جبکہ کو ہماری خوشدامن صاحب صبح سویرے آئیں
 ابھی لوگ نہیں اُٹھے ہیں اپنے پرانے سب جمع ہیں ماتم پر سے کے
 بعد ایک دفعہ اُنہیں بندگی کرنے کو میں اُٹھی اور ساجدہ سلیم کو بھی
 اشارہ کیا وہ کسی سے باتوں میں لگی تھیں مجھے آنکھوں سے ہلا کر اپنے
 پاس بٹھالیا جب کہ سُن چکیں تو کہا کہ بھابھی آپ جاییں میں نہیں جاؤنگی

امان نے مجھے کہیں کا نہ رکھا کیا خاک جاؤں ان کی بے جا باتوں کا خیال
ان کی زیادتیوں کا ملال کسی وقت دل سے نہیں نکلتا ایسا نہ ہو کہ جا بجا
کوئی لفظ بھری محفل میں میرے منہ سے نکل جائے اور اپنے بیگانے نام
و حریم کیا کم ذلت اٹھا چکی ہوں کہ آگے اور حوصلہ کروں مجھے وہاں
لے جا کر ذلیل نہ کرو ایسے اُن کے آنے کی تجویز سن کر دل میں پٹکھے
لاگ گئے آگ بھڑک اٹھی سامنے جا کر نہیں معلوم زبان قابو میں رہے
نہ رہے کیا ہو کیا نہ ہو بھری ہوئی تو ہوں کچھ کہہ بیٹھوں اُبل پڑوں تو اس
سے فائدہ ہی کیا میں اپنا منہ جھلے ایک کونے میں پڑی رہوں گی
تین چار پہر کا راستہ ہے سمجھانا بھجانا مناسب تھا میں اُنھیں اُن کی
خوشی پر چھوڑ کے وہاں سے امان جان کے پاس گئی سلام کیا اُنھوں
نے گلے سے لگایا بلا میں لین دعادی مجھے تعجب ہوا کہ آج خلاف عادت
یہ مہربانی کیسی پھر خیال گذرا کہ چار غیروں کے دکھانے کو عقل نے کہا
کہ تنہا نے دالے لوگوں سے زیادہ اور کون غیر واجب ہو گا ذہن
نے سمجھایا کہ ذرا غور تو کرو فکر جو کرتی ہوں تو وہ امان جان ہی نہیں
ہا میں یہ کیا ہو گیا نہ وہ جھومنا ہے نہ ٹھسا نہ غور نہ سکوت نہ ابرو پر بل
نہ ماتھے پر شکن نہ وہ غصہ نہ بالکلن پیران پریشان ہو ہو کر دیکھتی تھی
کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا جب ادھر ادھر سے آکر اُن کو دیکھا یک یک
ہو کر رہ گئی کھانے کے وقت تک آٹھ دس مرتبہ اُن پر نظر پڑی
ایک نہ ایک سے بات کرتے دیکھا اور بات تھی قاعدہ کے ساتھ

جس طرح بڑے بوڑھے چھوٹوں سے ایک محبت اور ملہ ہوتے ہیں جب دسترخوان بچھا اور سب کے ہاتھ دھو لئے لے تو اٹھ کر بڑے والان میں آئے ابھی کسی نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا ہے ایک ایک کا منتظر بیٹھا ہے میں کھڑی ہوئی دسترخوان کی سب چیزوں کا شمار کر رہی ہوں کہ کہیں کچھ کم و زیادہ تو نہیں ہے کہ ہماری امان جان اٹھیں اور مجھے بلا کر سہارا دے کر کانپتے یا ٹون سے کھڑی ہوئیں پھر کہا کہ بیویوں میں اپنی بہو کی حد سے زیادہ گنہگار ہوں آپ سب صاحبوں کے سامنے حلف کی رو سے قسم کھا گئے کتنی ہوں کہ اس بچی پر جو میں نے جبر و ظلم کیا بدعت و عداوت کی وہ قیامت کے دن مجھے طرح طرح کے عقوبت و عذاب میں مبتلا کرے گی جب تک یہ میرا قصور نہ بخشے میں بخشے جانے کے قابل ہی نہیں اب میری آنکھیں کھلیں غفلت کا پردہ اٹھا اُس خالق عادل نے اپنے اختیار و قدرت کا نمونہ مجھے دکھایا بیبیوں میں نے اس بے گناہ پر خدا واسطے جھوٹ کا پل باندھ کر عیب تھوپا تھا چارہ ہی دن اُسے نہ گزرے تھے کہ میری لڑکی پر وہی آفت آئی اور کس طرح کہ اُسے اور اُس کے نندوں کی کو ایک پلنگ پر کرا مت بیگم میری چھوٹی بہن نے دیکھا اب اس سے بڑھ کر کیا ہوگا دونوں کی یکجائی کی وہ صورت پھر اس کی شہادت لیکن میں اپنے خدا کے صدقے جاؤں جس نے میرے ڈرانے اور راہ پر لانے کو یہ کرشمہ قدرت دکھایا اور پھر دونوں کو مقصور و بگینا

: اگر میں اپنی بہو طاہرہ بیگم کو عیب نہ لگاتی تو میری لڑکی
 پر بھی یہی بات نہ آتی سچ ہے اُس کی لاشی میں آواز نہیں بیسیوں
 اپنے خدا کو مان کر مجھے قبر میں پاتوں لٹکائے جان کر میرے بڑھاپے پر
 ترس کھا کر تم سب ملکر طاہرہ بیگم سے میری خطا معاف کرادو میں تو بہ کرتی
 ہوں مرتے مرتے اپنے قول سے اب نہ پھروں گی اور اس کے پاتوں
 دھو دھو کر بیوں گی یہ کہہ کر امان جان کا پنے لگیں اور ایک طرف
 جمکیں جیسے کوئی گرنے کو ہوتا ہے میں نے چاہا کہ سنبھال کر بٹھا دوں
 وہ بیٹھتے بیٹھتے میرے قدموں پر گر گئیں اور مہمانوں کو سعی سفارش
 کے لیے آواز دی کہ بیسیوں اپنے بچوں کا صدقہ جب تک یہ دل
 سے نہ معاف کر لے تم گواہی نہ دینا میں نہ پاتوں چھوڑوں گی نہ
 قدموں پر سے سر اٹھاؤں گی سب کے سب بلبل کر دوڑے میں
 عجیب مصیبت میں تھی ہزار ہزار عیش کئے اُنھوں نے کانپتے ہاتھوں سے
 اس طرح مضبوط مجھے پکڑا تھا کہ ہل نہ سکی پاتوں چھوڑنا کیسا برابر کہے
 جاتی ہوں وہ نہیں مانتیں جب سب نے گواہی دی اُس وقت
 سر اٹھا کے بلائیں لے کر کہا کہ یہ بھی تیرا ہی طرف تھا میری طاہرہ خدا
 تجھے ہمیشہ اسی طرح عیش و راحت سے رکھے میں اُن کے قدموں پر گرنے
 کو جھکی وہ نگاہ سے پہچان گئیں اور جلدی سے روک کر دیر تک مجھے
 گلے سے لگائے رہیں میرا منہ اُن کے سینہ پر تھا کانون میں اُنکے
 دل دھڑکنے کی برابر آواز آرہی تھی اور کچھ ہل رہا تھا یہ سب صورتیں

اُن کے انتہائے زیادہ مضطرب اور خوف زدہ ہونے پر گواہی دے رہی تھیں جب مجھے سینے سے جدا کیا تو قسم دے کر کہا کہ بس بیٹا اب مجھے گنہگار کرنے کی تدبیر نہ کرنا میں ہرگز اس قابل نہیں کہ تم نجس پر دن پر اپنا پاک سر جھکاؤ۔ جب سب کھانا کھا چکے تو سگیم صاحب نے اپنی لڑکی کی عصمت و عفت کی گواہی پر روداد بیان کی کہ دو بیبیوں پرے ہاں ایک ماما بین فہمین نام شخص اب سب چھو چھو کہتے ہیں ساجدہ سگیم کو اُنھوں نے پالا ہے ساجدہ دودھ پیتی ہے اور یہ اُسے لیکر باہر دروازے پر بیٹھی کھلیا کرتی ہیں مہینوں یہ صورت رہی نہ یہ کسی سے بولتی ہیں نہ بات کرتی ہیں نہ کوئی راہ گیر اُنکو چھیرتا چھڑتا ہے مکان بہراہ تھا ایک دن یہ لڑکی کو لیے بیٹھی ہیں اور اب اُسکا سن کوئی چار پانچ برس کا ہے کہ ایک کانامردا غارت ہوا جو دنیا کی ہر چیز کو ایک نگاہ سے دیکھتا تھا اگر کھڑا ہو گیا کھڑے کھڑے چلا گیا دوسرے دن پھر آیا چھیر کر بات کی لڑکی کو بیچ مین ڈالا چیز بست دینے لگا پھر ساجدہ کو گود میں لینا شروع کیا شدہ شدہ فہمین سے بات چیت ہونے لگی آخر کو راہ و رسم پیدا ہوئی کوئی برس دن تک اس ناشاد شدہ نے یوں ہی اوقات اپنی ضالیع کی اب ساجدہ پر دے بھی بیٹھیں اور چھو چھو کا نکلنا بیٹھنا بھی موقوف ہو اگر اس بندہ خدا نے آنا نہ چھوڑا جب دروازے پر ڈٹا ہے جب سنا چو کھٹ پر حاضر دیوڑھی پر موجود ہے تنخواہ طلب کا آدمی کسی سودے سلف کے لیے اگر فہمین نکلیں تو ایک آدھ بات ہو گئی ورنہ کچھ اس سے بھی مطلب نہیں فقط حاضری دے رہا ہے

ہماری چھو چھو کے میان مچکے تھے رائڈ تھین سن بھی کچھ ایسا نہیں گیا
گذرا تھا کوئی تیسویں مین تھین جب کئی مہینے اسے پرہ دیتے کئے ایک دن
چھو چھو کے دل میں آیا کہ میں اس سے پوچھوں کہ بندہ خدا تو جو دن بھر
یہاں دھنا دیے بیٹھا رہتا ہے آخر اس سے مطلب کیا پھر کچھ سوچیں اور نہ
پوچھا دو چار روز بعد رول کڑا کر کے ایک دن پوچھ بیٹھیں اُس نے کہا کچھ
نہیں انھوں نے منع کیا کہ پھر یہاں نہ آیا کرو نہ میں معلوم وہ اپنے دل
میں کیا سمجھا کہ بے اختیار ہو کر کمانگا کہ تم برا نہ مانو تو ایک بات کہوں انھوں
نے کہا کہ میں کیوں برا ماننے لگی کہنے لگا کہ میں تمہاری آنکھوں پر عاشق ہوں یہ
سننا تھا کہ دنیا اُن کی نگاہوں میں اندھیر ہو گئی گھر میں آئیں اور مجھے کہا میں
بگڑنے لگی برا بھلا کہہ کر اُن سے کہا کہ آدمی سے کہہ کر اس کو رخصتی کر دو
دو چار لکڑیوں اور دھوکوں میں سیدھا ہو جائے گا دلاور علی اچھی طرح
سے خبر لے گا رات کو مولوی صاحب سے میں نے ذکر کیا انھوں نے
ہنسی ہنسی کہیں یہ کہہ دیا کہ اب تمہاری آنکھیں سو اچھوڑ ڈالنے کے اور
کسی کام کی نہیں رہیں یہ دیوانی بیوی سمجھیں کہ (مولوی جھوٹ تو بولتے
نہیں) سچ کہتے ہیں افوہ ذرا اُن کے دل گروے کو دیکھو کسی مرد کی کیا
جان تھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالے وہ یہ سنتے ہی اٹھی
ہوئی سیدھی تکیے پر چلی گئیں اور سیری میں سے دو شاخی ایک ٹہنی
چاقو سے کاٹ لائیں پھر اس میں نوکین نکال کر ایک ہاتھ سے اوپر
کو پوٹے اٹھائے اور دوسرے ہاتھ سے بے تردد بھونک لیا

دونوں ڈبیلے نکل پڑے پریضط کیا اور صبر کمان کا ایک پیچ زمین ایک آسمان تھی مین دوڑی جا کر دیکھا پیٹھ پیٹھیں چارہ کیا تھا صبح تک لیے پیٹھے رہے جو جو سمجھ مین آیا کیا اثر نہ ہوا پھر حیدر گنج مین نئی نئی اسپتال کھلی تھی وہاں مجھ کو دیا پندرہ برس روز رہیں خدا کر کے اچھی ہوئیں دیکھ دو گیا سا جہاں مین پوری پوری خصلتیں ہوا فہمیں کی ہن جس کی دوا ایسی غیرت دار پاک صاف ہو اس کی کھلائی گمان تک نیکوخت اور پارسانہ ہوگی اگر مین بد نصیب اپنی بے گناہ ہو سے بُرائی نہ کرتی تو کاہے کو میری بچی پر عیب لگتا اس دن تیک مین چھو چھو کی نکھیں جانے کو مرض و عارضہ سمجھتی تھی آج معلوم ہوا کہ انھوں نے اپنی نکھیں یوں کھوئیں گو ایک قسم کی بیوقوفی چھو چھو نے ضرور کی صرف اسوجہ سے کہ وہ لاعلم تھیں مگر جب اُن کی جرأت پر نظر جاتی تھی تو بے اختیار دل سے تعریف نکلتی تھی سارے مہمانوں مین دیر تک اسی بات کا چرچا رہا اور چھو چھو کو دعائیں دیا کیے ہم کو تو ہفتے انوار کے شروع ہونے کا خیال نہ تھا مگر اور لوگوں کے دس واس کرنے سے یہ انتظام کیا تھا کہ فاتحہ سویرے سے ہو جائے ادھر ایک بجے لوگ نماز پڑھ پڑھ کر بیٹھے ادھر مین نے فاتحہ دلوا دی تین تین بنیں بجنے پائے تھے کہ مہمان سوار ہونے لگے جب سے میری شادی ہوئی تھی اپنی امان کو مین بیوی امان اور ساس کو بیگم امان کہتی تھی علی الخصوص اس مقام پر جہاں یہ دونوں صاحب جمع ہو جاتے تھے تین بجے کے

بعد بیگم امان سوار ہوئیں چالیسویں تک عورتوں میں سے سب انجنا اور مردوں میں بجز چھوٹے مولوی صاحب کے اور کوئی نہیں آیا گیا جب تاریخ چلم مقرر کر کے دوبارہ اطلاع دی گئی تو بیگم امان نے کہلو بھیجا کہ گو میں تیجے میں شریک ہو چکی ہوں چالیسویں میں آنے کی ضرورت نہ تھی لیکن ایک ضرورت سے فرض کر کے آؤں گی چالیسویں میں بیگم امان جب آئیں تو اپنی بہن کو لیتی آئیں یہاں تک کہ رات کو کھائے اور نماز سے فرصت ہوئی سب ایک جا بیٹھے اس وقت امان جانے لگا کہ میری بہن نے ایک خواب دیکھا ہے جو سننے کے قابل ہے ہاں کراست بیگم بیان کرو اٹھون نے کہا کہ ایک بہت بڑے عالیشان مکان میں میں نے دیکھا کہ کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی کچھ باتیں کر رہی ہیں دور سے دیکھ کر ایک نے مجھے اشارہ سے بلایا دوسری نے کہا کہ دو اتم کچھ جانتی ہو جیتی بھی ہو یہاں ان کا کیا کام ہے کیونکہ بلاتی ہو میں یہ سنتے ہی قریب پہنچی اور چاہا کہ بیٹھ جاؤں ایک نے کہا کہ بیوی ہمارے ادھر مصیبت آئے گی جواب مانگا جائے گا ہمارے مالک کا حکم نہیں آپ یہاں نہ ٹھہریے ہاں تھوڑی دور پر آپ باہن ہاتھ جا کر ایک دروازے میں چلی جائیے ادھر آپ کے ڈھب کے لوگ ملین گے گو ادھر بھی آپ کی ایک لڑ ہے لیکن ہم بٹھانہیں سکتے میں شرمندہ ہو کر دروازے کی راہ ادھر گئی اب جو دیکھتی ہوں تو کچھ میری سا

مکان ہے اور بہت سے آدمی بھرے ہوئے ہیں مجھے کسی نے کوٹھے کا رستہ بتا دیا برآمدے پر جا کر مین کمرے میں چلی گئی دروازہ کھلا جو دیکھتی جوہن خوب سینھ برس رہا ہے سامنے دریا بھر نظر آئی دیتا ہے پانی اس کا ایک طرف بہہ رہا ہے پھر کیا دیکھتی ہوں کہ میرا لڑکا دوتا اچھلتا چلا جاتا ہے دل بھرا آیا اور چیخ کر رونی یا اللہ بچانا یا اللہ بچانا کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور قصد کیا کہ اپنے تئیں بھی پانی میں گرا دوں پھر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ وہ ایک درخت میں الجھ کر رہ گیا دل کو چین آیا اُس کے باپ سے کہنے کو چلی کہ جلدی اپنے لڑکے کی خبر لو دروازہ بند کر کے مڑتی جوہن دیکھا کہ جس کمرے میں کوئی نہ تھا وہاں سب کے سب مردی کے مارے گھس آئے اور ایک پلنگ پر میری بہو اور داماد پڑے سو رہے ہیں مجھے اس خواب میں بہت ہی غصہ آیا چنچی پٹی سارا گھر اکٹھا ہو گیا ایک ایک سے وہ حال کہا تو تین تین میں صبح ہو گئی لڑکے کا پتا نہیں پھر کیا دیکھتی ہوں کہ وہ کیسے پت پت سامنے کھڑا ہے میں اور میری لڑکی اُسکے جھاڑ کا کاٹا ہو کر پٹ گئی اس کی بیوی کا گلا شکوہ کر رہی ہے اور نام دھر رہی ہیں اُس کے ڈوبنے کا ملال ہے نہ ترنے کا خیال بیٹے کی مامتا میں بہو کا دکھڑا رو رہی ہوں وہ گردن جھکائے چپ کھڑا ہے کہ ایک دفعہ دروازے پر غل ہوا درو دیوار کا پنے زمین بھرائی پانوں لرزے زلزلہ سا آیا ایک ہنگامہ مچ گیا لمبے لمبے قدم کے پانچ چار

آدمی بھیانک چہرہ اور ہنسیت ناک شکلون کے میرے گھر میں گھس آئے اور کون ہے کہ صر ہے یہ ہے وہ ہے کہتے ہوئے چوٹ فرہ چار دن کے چاروں چکر کرنے لگے پانچوین نے اشارے سے مجھے اور میری لڑکی کو بتا دیا ان چاروں نے ہم دونوں کو باندھ لیا اور لے چلے نہرا نہرا پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو بھائی ہم نے کیا خطا کی وہ کچھ جواب نہیں دیتے گھسیٹتے ہوئے لے گئے اور ایک ٹوٹے سے دھع بے میں لے جا کر بند کر دیا اپنی اپنی جگہ پروان اور بھی بہت سی عورتیں بھکرا ہند سلین بدبو سٹرا ہند سارے میں پھیلی ہوئی اونچی نیچی زمین نہ اوڑھنا نہ بچھونا چھت کھڑے ہونے پر سر کھلتی ہے کمان سی دھنیاں سر پر چلی آتی ہیں دیواریں چار طرف سے منہ میں خاک جھونک رہی ہیں کڑیاں اپنی زبان میں کڑی ساتی ہیں نہ روشنان نہ کھڑکی نہ ٹاٹ نہ چٹائی اونچی زمین نیکی۔ نیچے بچھونا۔ چلنے میں ساری دنیا کا نشیب و فراز طے کرنا پڑتا تھا سانس لو تو دماغ سڑتا تھا دم کھینچو تو کلیجہ صغہ کو اتانھا بیٹھنے سے دل مٹیجا جاتا تھا اندھیرے سے قبر کی تاریکی مات مہیات خدا کی ذات پھر تو سر پھرے چکر آئے لیٹو تو چھت سر پر آئے خوف کا مکان ڈر کا مقام آفت کا گھر قیامت کی جگہ ہے ہے کچھ نہ پوچھو خیال کرنے سے بدن کے روئیں کھڑے ہوتے ہیں میں ایک کونے میں زانو پر سر رکھ کے بیٹھ رہی لڑکی ایسی چھوٹی کہ پھر یا د تک نہ آئی اپنے حال پر بیٹھی رو رہی ہوں کہ ہاے واے کی آواز آئی ٹوٹ لی ہوئی اس

صدائیں مگر ڈرتی بھی جاتی تھی جیسے ہی اُس آہ کرنے والے کے قریب پہنچی اُس نے ڈر کر وہ چیخ ماری کہ میں خود اچھل پڑی کون کون کی دونوں طرف سے آوازیں آئیں جب ایک پر دوسرے کی دشمنی نہ ثابت ہوئی تو دردِ دل بیان ہونے لگے قریبے اور آواز سے معلوم ہوا کہ بڑی باجی ہیں پوچھا ہے ہے باجی تم کب سے ہو کما کہ بن کیا پوچھتی ہو بہت دن سے ہوں میں نے کہا کہ آخر یہ کون سی جگہ ہے کہا کہ قید خانہ ہے جو کسی پر عیب تھوپتا یا تہمت لگاتا ہے وہ یہاں قید کیا جاتا ہے میں نے کہا کہ تم نے کس پر عیب لگایا انھوں نے کہا تمہارے بیٹے اور اپنی بہو پر میں نے کہا ہے ہے یہی حال تو میرا بھی ہے اب ہم دونوں بنیں وہاں زندگی کے دن پورے کرنے لگے آٹھویں روز ایک صاحب تشریف لائے اور مجھے میرے جرم کی کیفیت بیان کر کے کہا کہ تو اس لیے قید کی گئی ہے کہ اگر زندگی میں ہو واما د سے قصور بخشو لیا تو بہتر ہے عجبے میں کام آئے گا نہیں تو اس خرابے میں خرابی سے ایک دن جان جائے گی اور وہاں نہیں معلوم کیا کیا سزا پائے گی میں رونے لگی اور اُن سے کہا کہ بہت اچھا آپ مجھے چھوڑ دیجیے تو میں آپ کا کما کروں وہ بندہ خانا غائب ہو گئے اب جو میں دیکھتی ہوں تو باجی نہیں ہیں ادھر ڈھونڈو ادھر ڈھونڈو پھرتے پھرتے بڑی دور نکل گئی وہاں کچھ روشنی دکھائی دی ایک روشندان پایا اس میں سے دیکھتی جو ہوں تو وہی باغ ہے اور

وہی سب عورتیں ایک اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ دیکھو وہ ہماری بی بی کی گتہ گار جہاں تک رہی ہیں اس نے کہا کہ بہن ہو گا بھی اُدھر نہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ بی بی سن پائیں کہا سن پائیں گی تو کیا ہو گا وہ ذرا الین دیکھو میں ابھی تو سامنا کرانے دیتی ہوں وہ بکڑ کر بولیں کہ دیکھو بہن نیکی ایسا نہ ہو کہ اس وقت بیوی کا مزاج راہ پر نہ ہو تمہارا کہا اکارت جائے وہی کہاوت نہ ہو کہ نیکی برباد گناہ لازم اس نے کہا بہن عقل اگر میرا کہا نہ کریں گی تو بڑے ابا (صبر) سے نہ کہہ دوں گی کہ وہ چھٹے چچا خلق کو سمجھا دیں گے یہ کہہ کر وہ آنکھوں سے اوجھل ہو گئی پھر کیا دیکھتی ہوں کہ ساجدہ میری ہو ان سب کے بیچ میں اس طرح گھری ہوئی کھڑی ہے جیسے پروانوں میں شمع عقل نے اشارہ کیا نیکی نے میری سہی کی ایک لمبا سا مرد واسو کھا سا کھا چپ چاپ ساجدہ کے پہلو سے لگا ہوا کھڑا تھا نیکی نے اس سے کہا کہ بڑے ابا ذرا چچا جان سے کہہ دیجیے کہ وہ بڑھکر سمجھا دیں ایک بیچاری کا کام ہو جائے انھوں نے اشارہ کیا فوراً ساجدہ آگے بڑھیں میں خطا بخشوانے کو تو ان صاحب سے سن ہی چکی تھی اور اس کی بیگناہی کا بھی کامل یقین تھا ہاتھ جوڑ کر داؤ خواہ ہوئی اس نے شرم سے سر جھکا کر کہا آپ پریشان نہ ہوں میں نے معاف کی میرے خدائے معاف کی یہ سنتے ہی مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ پھول گئی اور ساری ایذا بھول گئی وہ خرابی بہت شداد سے اچھا ہو گیا مڑی ہوں کہ وہی صاحب پھر آئے اور کہا کہ چلو

تمھاری قید کی بٹری کٹ گئی مین نے اُن سے نام پوچھا کہا مجھے
 احسان کہتے ہیں باہر آتے ہی اتنے وزن کی تکلیف جسم و دماغ سے
 ایک ہی ہوا کے جھونکے مین نکل گئی اور مین اس باغ مین پہنچی رہنے
 ملکر مجھے میرے مکان مین پہنچا دیا وہاں جیسے ہی جاتی ہوں کہ داد کا
 سامنا ہوا ہاتھ جوڑ کر ادھر بھی خطا معاف کرانے کو بڑھی وہ بیچارہ خود
 ہی مجھ پر ہو کر افسردہ تھا اُلٹا آپ ہی عذر خواہ ہوا اور میرے ہاتھ
 کھول کر کہا کہ حضرت آپ کا قصور بخشا اب آپ مجھے گنہگار نہ فرمائیے
 مین خوشی ہو کر اُس کو دعا مین دیتی اٹھی تھی کہ سامنے سے بہو کو دیکھا
 کہ وہ مسکراتی ہوئی ناز کا ہاتھ ہاتھ مین لیے یہ کہتی چلی آتی ہیں کہ
 واہ امان جان آپ اپنی رہائی کی خوشی مین اُن کو دہن چھوڑ کر چلی آئیں
 مین سچ کون مجھے اُس وقت تک لڑکا لڑکی کچھ نہیں یاد تھے اُنکی
 صورت دیکھ کر خیال آیا کہ اے ہے سچ تو ہے میری بھول پر کیسیست
 ٹوٹی تھی کہ چلتے وقت احسان سے اُس کے چھوڑ دینے کو نہ کہا خیر
 خدا کا شکر کہ میری سچی پر بھی میری نیک ہونے ترس کھایا خوشی
 مین آکر اس کے گلے لگنے کو جو جلدی جلدی چلی پانچون مین پر
 اُلجھا گری اور آنکھ کھل گئی اس خواب کو دیکھ کر مجھے اپنے لڑکے
 کا لڑائی والے روز کی طرح مین بھرے کپڑے پہنے صبح کو آنا یاد آیا اُس
 سے بلا کر پوچھا اُس نے وہی خواب کی سرگزشت بیان کی دوسرے
 روز سوار ہو کر اجی کے یہاں گئی یہ اُس کے ایک روز پیشتر یہاں

آپکی تھین مجھسے کہہ کر داماد کو ہلوا یا اور اُسے ہزار منٹ و سہادت رخصتی
 کیا میں نے اپنا خواب اُن سے کہا اُنھوں نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے
 بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے میں قید تھی کہ تم آئیں پھر بیان احسان
 نے مدد کی طاہرہ کے مدد قے سے نجات پائی یہ تو اپنے بیان سنار عیال
 اور آزاد ہو کر گئی تھیں مجھے یہ صلاح دی کہ چالیسویں میں چل کر میری طرح
 سے تم بھی ساجدہ سے قصور معاف کراؤ اور اپنا خواب سناؤ میں نے
 داماد سے تو خطا بخشو ابھی لی تھی آج ہو کی باری ہے آپ سب
 صاحب اگر میری مدد کریں تو جہنم میں جلتے سے بچ جاؤں میں معلوم
 ساجدہ بیگم کہاں ہیں؟ دو چار بول اٹھیں کہ یہ ہیں یہ ہیں وہ بیچاری
 یہ کہہ کر بڑھیں کہ میری بیوی خدا کے واسطے انھیں جانے نہ دینا میں
 آئی جا کر قدیون پر گرین وہ رونے لگیں دونوں ہاتھوں سے سر اٹھا کر کہا کہ
 امان جان بس ہو چکا خطا اور قصور کیسا اور اگر ہے بھی تو جان و دل
 سے میں نے بخشا خداوند عالم آپ کی عقبے بھیر کرے اور دنیا میں کسی
 طرح کا رنج نہ دے یہ سارا سچا خواب ایسا نہ تھا کہ دُہری تہری شہادت
 پر بھی کوئی اس پر شک نہ کر سکے چار طرف سے الہ اکبر سبحان اللہ کی
 صدائیں اور تیری قدرت کے حد قے تیری شان کے نثار کی آوازیں
 دیر تک آئیں ایک دوسرے سے کہہ کہہ کر اُسکی غاوندی اور کنتیہ نوازی پر
 جھومتا تھا کسی نے سجدہ کیا کسی نے درود پڑھا کوئی خوشی میں آکر ساجدہ
 کے گلے سے لپٹ لیا کوئی اس کے ہاتھ چومتا تھا کوئی محبت کی نظر سے

دیکھتا تھا مجھے بھی آج کے خواب سننے سے ساجدہ کے پاک صاف
 ہونے پر نقطہ خوشی ہی نہیں ہوئی بلکہ دل سے ایک بڑا خیال دفع ہوا جو
 بیگم امان کے قلب ماہیت ہو جانے سے میرے دل بین نانا باوا کے
 نتیجے والے دن سے کریدنی کر رہا تھا خدا کا شکر کہ اتنی سی بھی میرے
 تردد کی بات میرے بندہ پر درماکاک کے خلاف گزری اور کچھ دن نہ کٹے
 تھے کہ اپنے تفضل و عنایت سے مجھے ہر طرح کے غم و الم اور تکلیف و ایذا
 سے بچا دیا خدا بخواتہ اگر میں بے صبر ہو جاؤں تو نہ روز جزا صلا ملنے کی
 امید وار ہو سکتی تھی اور نہ یہ عجیب و غریب سیر دیکھنے میں آتی جو ہوا خدا
 کے دوسرا دکھا ہی نہیں سکتا تھا درحقیقت اُس کی رحمت سے مایوس
 نہ ہونا چاہیے روز کی مصیبت الگیزنا میرے اسکان سے باہر تھا اور
 اس پر صبر کرنا محال لیکن اُس نے فضل کیا اور اپنے صدقے سے
 یہ نیا تماشا دکھایا دنیا میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ بوڑھا آدمی جس کی عقل زراں
 ہو چکی عادت بگڑ چکی دل میں کتنی چٹکی شیطان پٹی پڑھا چکا اپنے خیالوں
 پر یقین آچکا ہو وہ یوں سنسنھل جائے یا سادل جائے یہ سارا نتیجہ میرے صبر
 دکھانے اور بد دل نہ ہونے کا تھا سچ ہے نیک کام کا نیک انجام محنت
 کے بعد راحت اور رنج کے بعد خوشی ضرور ہوتی ہے خداوند اتو سب
 کو مصیبت میں بد دل اور بے صبر ہونے کی آفت سے بچانا اور عقل و
 تحمل سے کام لینے کی ہدایت فرمانا میں دل ہی دل میں یہ دعا کر کے
 بیگم امان کے پاس گئی میوی امان بھی بیٹھی ہوئی یقین ساجدہ بھی یقین سب

کے سب باتیں کیا کیے مگر خواب کا خیال دل سے نہ جانا تھا جب باتوں میں رات زیادہ آئی میں نماز کے خیال سے سوئے کو یہ کہہ کر چلی کہ صبح کو آنکھ نہ کھلے گی پھر تو سب ادھر ادھر ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ جا کر سو رہے صبح کو بعد نماز وغیرہ جب سب پھر ایک جگہ ہوئے تو امجدی بیگم اور بختاور وطن نے خالد جان سے پوچھ کر وہ خواب یاد کر لیا فاتحہ کے بعد جب سوار ہونے لگے تو بیوی اماں نے سہرھن سے کہا کہ تاجدار روٹھا کو بیچ دیجیے گا کئی روز سے نہیں آئے ہیں ان سب کے جانے کے بعد میں نے دوسرے روز اباجان سے سسرال جانے کی درخواست کی اُسی دن داماد بھی آئے اُنھوں نے بھی کہا الغرض کچھ اور ایک مہینہ رہ کر میں سسرال میں آئی اب تو زندگی جس خوبی اور لطف سے کٹی ہے اُس کا شکر ادا کرنا میرے امکان سے باہر ہے سب کو نئے نئے خطاب ملے اپنے اپنے درجے کے موافق مرتبے پڑھے بڑے مولوی صاحب جناب قبلہ دیکھ اور ہمارے میر صاحب چھوٹے مولوی صاحب مشہور ہوئے یا تو میں چمرخ نقات ڈانگر تھی یا نازنین اور کامنی سے نامزد کی گئی عجیبہ تھل تھل اور بھسکے شاندار بنی زحمت سے رحمت پھر بوار رحمت ہو میں چھو چھو سوراں اور پٹ پٹ سے چھو چھو بی کھی جانے لگیں اور بختاور بد نصیب بد میں سے ایک دن پھر بختاور قدم کی گئیں پھر یہی نہیں پھر بدل ہوا بلکہ سب کے ساتھ محبت کو بھی ترقی ہوئی اور ایک ایک کا پاس خیال بھی نہایت مناسب طور سے

ہونے لگا اس اس خوبی اور بزرگی سے انھوں نے ہم سب کی رکھیا
 کی ہے کہ اُس کا شکر زبان سے نہیں ادا ہو سکتا ہے یکم امان کی وہ
 محبت اور عنایت جب یاد آتی ہے اس وقت بھی دل بیتاب
 ہو جاتا ہے کسی برس تک جو انھوں نے دفعہ دفعہ اتفاقات سے میرے
 ساتھ بڑے سلوک کئے اس کے بدلے اور معاوضے میں تھوڑی ہی
 مدت کے اندر جو انھوں نے نیکیاں مجھتین اخلاص پیا ر خاطر مارات
 بیحد و بے انتہا کی تو ان سب کا ایک پہاڑ بن گیا جو کسی وقت اور
 کسی طرح میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوتا تھا اور وہ متفرق برائیاں
 ایک ایک کر کے اگر کبھی سامنے بھی آجاتی تھیں تو انکے من میں بالکل
 نہیں سما تیں کیونکہ پہاڑ کے آگے ایک پرگاہ کی حقیقت اور
 زیادہ کے آگے کم چیز کی ہستی کیا ہے لیکن افسوس کہ زمانہ ناپائدار
 نے اُن کی جدائی کی تندرست پھر اگر دغادمی زندگی مستعار نے وفات کی
 اس عیش و عشرت میں مجھے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ انھوں
 نے ایک ہفتہ علیل رہ کر عارضہ تپ محرقہ میں انتقال فرمایا شاید
 کوئی چھ مہینے وہ بعد نانا جان کے زندہ رہی ہوں مجھے اپنی ساس
 کے مرنے کا بہت غم ہوا تعلق و محبت یا اُن کی بزرگی و سرپرستی
 کی وجہ سے نہیں بلکہ دو سبب سے ایک تو پہلا سبب کہ اُن کے
 جبر ظلم شدت زیادتی پر میرا صبر کرنا اور اسی صبر کرنے سے خدا بے برتر
 کی سرکار میں میرا مرتبہ جو بڑھ رہا تھا اس کا موقوف ہو جانا نہ کوئی صبر

کرنے والا رہا نہ مرتبہ بڑھوانے والا خدا انہیں بخشے انہیں کے صدارت سے یقیناً پروردگار عالم نے مجھے صابرون میں لکھ لیا ہوگا اور بہت بڑا صلہ دیا ہوگا مجھے اس کا حال نہیں معلوم اندازہ نہیں کر سکتی لیکن میرے حوصلے اور گمان و خیال سے کہیں زیادہ ہوگا یہی ایک بات کیا کم ہے کہ خداے برحق ہر وقت میرے ساتھ تھا جس کے سبب سے شیطان اور میرے نفس نے مجھ پر کبھی قابو نہ پایا ان الذریعہ السابریں دوسرا سبب غم اُن کے دل اور عادت بدل جانے کے بعد محبت و لغت کرنے کی حالت میں دفعۃً اُن کا ہمیشہ کے لیے جا ہو جانا تھا ان دونوں غمون کو جس نے میرے دل سے نکالا وہ یا تو خداے قہار کا خوف تھا یا یہ خیال کہ الحمد للہ وہ دنیا سے پاک و صاف اٹھیں نہ میری مشغول اندر رہیں نہ داماد کی گنہگار جیسا اُن کا انجام بخیر ہوا ہے خدا جملہ جہان کی عورتوں کا انجام بخیر کرے بھائی بندوں کا نام بخششوں کی خطا روز محشر بے انتہا ذلت و بوائے گی خدا ہمیں ایسی توفیق اور عقل رسا عطا کرے کہ ہم ان باتوں پر اپنے دنیا سے جانے کے پہلے ہی نظر کر کے اپنا کھانا بخشوا لیا کر بن اور کسی کا بوجھ کسی طرح کا جھگڑا اپنی گردن پر نہ لے جائیں تاکہ وہاں خالق عادل کے سامنے چارہ بخششوں میں اُن کے گنہگار بن کر خفت و ندامت نہ اٹھائیں بھگدڑ و آلہ ہمارے خوش و امین صاحبہ کی وفات سے جزو کل گھر کا انتظام ہمارے اختیار میں آیا غمی کی سب تقریریں کیں یہ

سال کچھ ایسا لگا کہ اس میں اکثر چاہنے والے بڈا ہو گئے جس میں
بعض کئی جدائی عارضی تھی اور بعض کی دائمی اسی سال کے آخر ہماری
دونانیوں نے اسی تپ میں انتقال کیا اسی سال مولوی صاحب نے
ہجرت کر کے مدینہ منورہ کا سفر کیا اسی سال بیوی امان بیارہوئیں اور ان کے
بجائی نقل مکان اور تبدیل آب و ہوا کے لیے اپنے گاہن پرے گئے
کئی مہینے رہیں دوسرے سال وہ بیچارے اپنا مقدمہ ہر جانے سے
زیر بار ہو کر بہن کو پھر گھر پہنچا گئے جب ان پر مہاجن نے اپنے
قرضے کا دعوے کیا تو وہ مذمت کے مارے نہ گئے وہاں علم پیرو
میں مقدمہ ہر گیا مہاجن نے وارنٹ و قرقی ساتھ نکلائی یہ بیچارے
چھپ کر وہاں سے لکھنؤ چلے آئے اُس نے مکان گاڑی خانہ پانچپار
دوکانیں اسباب نقد جنس قرق کرا کے ڈگری کرایا خرچہ اور باقی کے
روپے کے لیے وہ ڈگری منتقل کرا کے لکھنؤ میں آیا وارنٹ بھی
ساتھ تھا یہ ناداقف ایک دن راہ چلتے چلتے مٹ بھیڑ ہو گئی
وہ اُن کی تلاش میں تو پھرتا ہی تھا پکڑے گئے بہ زبردستی اس کو لیکر
گھر پر آئے اباجان گاہن پر سدھارے تھے مامون جان سب کو
باہر ٹھہرا کر اندر گئے بہن سے ذکر کیا گاہن پر کاروپہ آیا رکھا
ہوا تھا اور کئی برس کا تھا لیکن انھوں نے ایک نوا اباجان کے نہ ہونے
سے دوسرے میری امانت کے خیال سے صاف انکار کر دیا اور کہا
کہ بجائی روپیہ تو موجود نہیں ہاں اسباب حاضر ہے مکان ہے گھر ہے

اس میں سے جسے وہ قبول کرے تم معاملہ کر لو وہ گئے اور اُس سے بیان کیا مہاجن ایک لالچی تھا اور لکھنؤ میں ایک مکان کی برسوں سے تمنا بھی رکھتا تھا گئے پاتے کا تو صاف انکار کیا مکان پر اس شرط سے راضی ہوا کہ کچہری کا خرچہ اور اپنے آنے جانے کا خرچہ تین روپیہ بیکڑا کا سود پہلے قرضے کا باقی روپیہ نقصان ہر جا سود و رسد اگر ان سب کا ایک کاغذ پندرہ روز کی میعاد کا لکھد و تو خیر ان کو تو غرض ہی تھی جو جو اُس نے کہا قبول کرتے چلے گئے اصل کا تو ہزار ہی روپیہ تھا اُس نے ایک ایک کے دس دس جوڑ کر کم کو زیادہ کر کے پورے پانچ ہزار کا پکا کاغذ کر لیا انھوں نے لکھ دیا کہ اگر یہ روپیہ پندرہ دن کے اندر نہ پہونچے تو مکان پر قبضہ کر لینے کا اختیار ہے یہ بھی نہ دیکھا کہ مکان پانچ ہزار کا ہے یا زیادہ کا وہ کاغذ لے گیا یہ گھر میں آئے بہن سے بیان کیا وہ سناٹے میں آئیں اور ارادہ کیا کہ کسی طرح سے گانوں پر اس بات کی خبر پہونچے پاسی انھوں میں روز خیر خبر کو آتا جاتا تھا وہ بھی جب ابا جان کو وہاں زیادہ دن رہنے کی ضرورت ہوتی تھی اُس فصل میں اناج کٹ رہا تھا سب اپنی اپنی محنت مزدوری میں لگے تھے پندرہ دن میں دس دن گزر گئے اور کوئی نہ آیا اسوقت امان جان نے بیتاب ہو کر بھائی سے کہا کہ یا تم خود چلے جاؤ یا کسی کو گانوں پر بھیج کر اپنے بھائی کو بلواؤ دن کم رہ گئے ایسا نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے اور کف افسوس ملتا پڑے اب تو جو ہونا تھا ہو چکا

ایسا نہ ہو کہ مکان قبضے سے نکل جائے سستی اور کاہلی اچھی نہیں
 میں نے تم سے مکان کو جو کما تھا تو اُس سے کیا یہ طلب تھا کہ تم جا کر اُسکو
 اقرار نامہ لکھ دو کہ پندرہ دن میں ہم تجھے قبضہ دے دیں گے گھر سے
 نکل جائیں گے جو تو چاہنا سو کرنا تم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ پاس ہزار کی
 عمارت ہم ہزار روپیہ پر لکھے دیتے ہیں اور پھر کس طرح کہ بالکل بے سمجھ
 بوجھے کا شے تم کہنے سے پہلے مجھی سے پوچھ لیتے وہ چپ بیٹھے
 سنا کیے پھر کہا کہ میں جاؤں گا تو آپ اکیلی ہو جائیں گی اور کسی کو
 بھیجنا چاہیے غرض اس دن تو کوئی نہ ٹھہرا دوسرے دن ایک روپیہ
 روز پر ایک آدمی کو مقرر کر کے روانہ کیا اٹھ پہر کار راستہ تھا وہ
 یہاں سے چلا اور تیسرے دن گائون پہونچا شام کو جب ابا جان آئے
 تو اُن کو رقعہ دیا اُنھوں نے فوراً جواب لکھ کر پاسی کو اُنسی وقت
 دوڑایا وہ رات رات چل کر صبح دم آپہونچا اور رقعہ دیا اس میں لکھا
 تھا کہ جو روپیہ تمہارے پاس طاہرہ بیگم کے رکھے ہیں اُس میں سے
 ہزار روپیہ دے کر مکان کی جان بچاؤ امان جان نے یہ سن کر فوراً
 ہزار روپیہ مامون جان کو گن دیے وہ روپیہ لے کر باہر جا کر بیٹھ رہے
 دینا تھے یا پنج ہزار لے ہزار مہاجن پاس جا کر کیا کہیں بہن سے
 ہزار روپیہ کو کہہ چکے تھے نہ یہاں آنے کا موقع تھا نہ مہاجن کے
 پاس جانے کا اُس اُلجھن میں وہ کچھ ایسے مضطرب اور پریشان
 ہوئے کہ وہ ہزار روپیہ بھی لے کر شہر سے اُسی دن نکل گئے اور

ایسے مفقود الحضر ہوئے کہ پھر کسی نے لکھنؤ میں انھیں نہ دیکھا وہاں
 ابا جان پاسی کو بھیج کر بھی اطمینان سے نہ بیٹھ سکے رات بھر نیند نہ آئی
 صبح سویرے سب کام اُسی طرح سے چھوڑ کر سوار ہو آئے پورا پندرہ گھنٹہ
 دن تھا کہ شام کو یہ گھر پہنچے دیکھا تو بیوی نہایت افسردہ اور مغموم
 بیٹھی ہوئی میں پوچھا خیر تو ہے کہا کہ خیر کیا تمہارے لکھنے کے بموجب
 میں نے ہزار روپیہ انھیں دئے وہ کل سے غائب ہیں کہیں تپہ نہیں
 آج صبح کو رحیم بخش کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے ہزار روپیہ دیے
 کاغذ پانچ ہزار کا ہوا ہے یہ سُن کر میرے ہوش و حواس جاتے رہے
 اور اُس وقت سے طرح طرح کے دہم میں گرفتار ہوں اُن کے
 نہ آنے سے ادبھی الجھن ہو رہی ہے ابا جان باہر گئے رحیم بخش
 سے پوچھا اُس نے کہا کہ مجھے اُس کا مقام نہیں معلوم دو گنواں
 سُتا ہوں وہیں آکر اُترا ہے ابا جان نے پنس نکلوائی دو گنویں گئے
 بارہ بجے تک ڈھونڈھا کہیں تپا نہیں آخر عاجز ہو کر پلٹ آئے
 امان جان نے کہا کہ کسی قانونی سے پوچھو ابا جان نے فرمایا کہ
 نہ مجھے کسی کچری کے ملازم سے ملاقات ہے نہ وکیل سے راہ درسم
 کہاں جاؤں اور کیا کروں دوسرے رات کے بارہ بج گئے ہوقت
 کس کے پاس جاؤں اور کوئی کیوں اپنے گھر سے نکلنے لگا وہ بھی
 سمجھ کر چپ ہو رہا صبح سویرے نماز سے فرصت کر کے ابا جان میرے
 پاس آئے اور سب حال بیان کیا میں نے کہا کہ اگر پانچ ہزار روپیہ

دے کر اپنی بات اور بزرگوں کی چیز قبضے سے باہر نہ جائے تو بہت اچھا ہے اُنھوں نے فرمایا کہ ہزار روپیہ تو وہ لے جا چکے اور وہ بھی تمھارے اب کہاں سے آئے مین نے کہا کہ جو کچھ آپ کے پاس جمع ہے وہ لیجیے باقی کی فکر کیجیے کچھ میرے پاس ہے سب ملا کر اُس کی جمع نکل آئی گی وہ یہ سُکر سوار ہو کر گھر پہنچے آدمی سے سنا کہ مہاجن آیا تھا اور کہہ گیا ہے کہ مین کل دو دفعہ آچکا آج پھر اطلاع دے چلا اب کچھری جاتا ہوں اباجان نے رحیم بخش سے پوچھا کہ کل کس وقت آیا تھا کہا کہ جی مجھے نہیں معلوم فرمایا کہ تم کہیں کام کو گئے ہو گے کہا کہ جی مین دروازے کے باہر تک تو نظر نہیں کہا کہ پھر وہ کس وقت آیا جو متعین معلوم نہ ہوا تم نے نہ کہا بندہ خدا مین یہاں سے ہلا تاک نہیں اور تو صریحاً منہ پر جھوٹ کہہ رہا ہے کہا کہ جی یہ تو مین بھول گیا عمر بھر مین اُس روز اتا جان کو اس قدر غصہ آیا جو اُس سے فرمایا کہ تم کچھ سٹھیا گئے ہو عجیب کرپنے کی حرکت کی ہے پھر گھر مین جا کر روپیہ نکا وایا سو اوپر چار ہزار روپیہ تھا چار سو امان جان سے لیے ڈیڑھ سو اپنے پاس تھے پانسو مجھے طلب کیے سب ملا کر کچھری جانے کا سامان جلدی جلدی کر ہی رہے ہیں کہ شیخ مختار احمد صاحب آئے اباجان کو پریشان دیکھ کر حال پوچھا سب سُن کر کہا کہ گاڑی منگوائیئے مین آپ کے ساتھ چلون میرے ایک دوست وکیل ہیں اُن سے دہین صلاح مشورہ کر لیا جائے گا

ابا جان اُن کو ساتھ لے کر کچہری گئے رحیم بخش کو ساتھ لیا اور کہا کہ جب
 مہاجن کو دیکھنا ہمیں دور سے دکھا دینا رحیم بخش چارون طرف مہاجن
 کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں اور کہیں پتا نہیں ملتا ابا جان شیخ صاحب کے
 کے ساتھ وکیل صاحب کے پاس گئے اور سب حال دُہرایا انھوں
 نے کہا کہ بے اطلاع نامہ آئے یا کاغذ دیکھے ہم کچھ راے نہیں
 قائم کر سکتے شیخ صاحب نے کچھ اور کہنے کا ارادہ کیا کہا بس صاحب
 ایک دفعہ تو آپ کو سمجھا دیا ہم آپ کی طرح بیکار نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ
 کی ٹھاک ٹھاک میں اپنا وقت ضائع کریں ودفون صاحب مایوس
 ہو کر اٹھ آئے رحیم بخش کو ڈھونڈھ کر پوچھا کہ ارے بھئی کہیں اُسے
 دیکھا کہا جی ابھی تو نہیں ملا ایک ایک کو گھور رہا ہوں کہیں دکھائی
 نہیں دیتا یہ مجبوری کی حالت میں دہن کھڑے ہو رہے دیکھا کہ
 ایک گول سول چارون چولین برابر کا آدمی سر پر پھٹا دوپٹہ لپیٹے
 سیلی دھوتی باندھے موٹے گاڑھے کامزائی پہنے رحیم بخش سے کچھ
 پوچھ رہا ہے اور وہ اقرار انکار پر اٹنا سیدھا سر ہلارہے ہیں شیخ صاحب
 وہاں گئے کچھ مُسکرتے سے دریافت کیا کہ ہونہ ہو یہی مہاجن
 ہے میان رحیم بخش نے تو اُس کو پھر اُڑایا تھا شیخ صاحب اُسے الگ
 لے گئے اور پوچھا کہ تم اُس آدمی سے کیا پوچھتے تھے اُس نے
 کیفیت بیان کی شیخ صاحب نے کہا کہ بھئی تحقیق ڈھونڈتے ڈھونڈتے
 تو دیوانے ہو گئے کب سے مارے مارے پھر رہے ہیں تمہارا کہیں پتا

نہیں رات کو سارے دو گنہگار کی خاک چھانی چلو اپنا روپیہ لو وہ ایک دفعہ لوٹ گیا محل گیا کہ واہ کیسا روپیہ ۹ روپیہ تو میں ہرگز نہ لوگا واداد (دھڑ) مل گیا وکت (دقت) نکل گیا اب مکان میل ہو چکا میں عدالت سے مدد لے کر اُس پر کجبہ (قبضہ) کرنے جاتا ہوں یہ سنتے ہی شیخ صاحب گھبرائے ابا جان کو اشارے سے بلا کر اُس کی تقریر سنوائی اُن کے ہاتھوں کے تو تے اڑ گئے بیچارے یہ بھے آدمی نہ قانون جانیں نہ قاعدے نہ کبھی کچھری گئے نہ دربار گھبرا کر پھر انھیں وکیل پاس گئے اور کہا کہ جناب وہ مہاجن آیا ہے روپیہ نہیں لیتا اب کچھ تدبیر کرنا چاہیے آپ مہربانی فرما کر اُس سے دو دو باتیں کر لیجیے کاغذ ملاحظہ کیجیے وعدے میں فقط ایک رات گذری ہے وہ بھی لاعلمی سے روپیہ کس نے لیا دینا پڑا ہم کو آدمی رات گئے تک اس کا مکان ڈھونڈھا کسی طرح نہ ملا اس میں ہماری کیا خطا ہے وکیل صاحب خبر بھی نہ ہوئے کہ بکتے کیا ہو جب اُنھوں نے نذرانے کے پانچ روپیہ ہاتھ میں تھمائے اُس وقت سر اٹھا کر کہا کہ آپ نے کیا کہا ذرا پھر تو کیجیے اُنھوں نے دہرایا پھر منکر فرمایا کہ تم کتنے کا ہے کہا کہ پانچ ہزار کا فرمایا اڑھائی سو روپیہ مختار قانونی ہوا وہ عنایت کیجیے تو کچھ کارروائی کی جائے۔ پچاس لے لیجیے نہیں۔ تنو لیجیے۔ ڈیڑھ لے لیجیے۔ نہیں۔ دوسو روپیہ دینے کہے اُس وقت کہا کہ خیر آپ کی خاطر ہے مگر نذرانہ کا پچاس روپیہ

اور دینا ہوگا اگر بے لڑائی جھگڑے آپ کا مکان بچ گیا تو۔ جھک مار کر وہ بھی دینے کو کہے اُس وقت ایک آدمی سے کہا کہ آپ کے ساتھ جاؤ ابا جان سے کہا کہ دور سے اُس مہاجن کو اُنھیں بتا دیجیے گا اور ہمارے روپے یہاں رکھتے جائیے شیخ صاحب نے کہا کہ میں لائے دیتا ہوں آپ خاطر جمع رکھئے ابھی لیجیے کہا کہ تو معاف کیجیے فرصت نہیں یہ کہہ کر منہ پھرایا آخر چپکے سے گن کر دو سو چہرے بار نذر کیے اس وقت وہ شخص پھراٹھا اور کہا کہ چلیے راہ میں اپنی مٹھائی کا بھی دعویٰ کر دیا اور ثبوت دعویٰ میں بہتیری دلیلین بھی پیش کر کے آخر کو پانچ قبولائے ابا جان نے دور سے اسے دکھا دیا اور بوجہ حکم اُن درمیانی کے خود بیچ سے نکل گئے بلکہ سامنے سے ٹل گئے وہ بندہ خادواں گیا باتون باتون میں اس سے خوب سیل کر کے نام دریافت کیا پھر کریا کریا کر سارا حال پوچھا پھر کچھ کان میں پھونک کر گمبھ کبوتر کی طرح لگائے چلا یہ دونوں صاحب بھی الگ الگ ساتھ تھے وکیل صاحب نے دیکھتے ہی لالہ صاحب کی خوب آد بھگت کی دعویٰ کے دائر کرنے کے نسبت پوچھا اس نے سب بیان کر کے کاغذ سامنے رکھا کہا اس کے دیکھنے کی تو مہلت نہیں زبانی کہو کان میں اُس دلال نے کہا کہ کچھ نذر دو تو کاغذ دیکھیں اُس نے دھوتی میں سے ہزار خرابی اٹھنی نکال کر دکھلائی دلال نے نیلی پیلی آنکھیں دکھا کر کہا کہ واہ اتنا تو ہم بھی نہ لیتے ارمان کیسے سیٹھ ہو

تھیں شرم نہیں آتی کہ اتنا بڑا مقدمہ اور اول درجے کا وکیل آٹھ آنے پیسے بہت کئے سننے سے دو چوہان دو دفعہ مین کر کے اُس نے اور بڑھائیں کاغذ اور وہ اُن کے ہاتھ میں دیا لے کر پڑھا کچھ سُنھ بنا یا کچھ صورت بگاڑی کچھ ہنسے کچھ افسوس کیا پھر کاغذ اُس کو دے کر کہا کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے پائون پر کلہاڑی ماری مکان کسی کا یہ کاغذ لکھا کسی نے کیا عدالت میں ایسا بھی اندھیر ہے کہ ایک کا مال دوسرے کو اٹھا دیا جائے اور تمھارے بدلے میری گردن پر چھری پھیر دی جائے ابھی صاحب مکان بھی آئے تھے اور وہ عذر داری کو کہتے ہیں مجھے تو محتاتہ نہیں چکا کسی دوسرے وکیل کی تاک میں گئے میں سب سے بڑھکر جھگڑا تو ساری فکٹ کا ہے کیونکہ چھ مہینے کے اندر وہ ماتا نہیں جب ساری فکٹ مل لے تو جن صاحب پر تمھارا روپیہ ہے اُن کی رشتے کی پھوپھی زاوہن کا اپنے ستونی باپ کی جاہداد میں حق ثابت ہوا بھی پہلی ہی بسم اللہ غلط ہے یونہی تو عمارت کا ہے پراٹھاؤ گے جڑ نہیں تو شاخیں کس میں نکالو گے اس کاغذ کو بتی بنا کر رکھ چھوڑو اور ہولی دیوالی نکال کر دیکھ لیا کر نادل خوش ہو جائیگا تم اتنے دن سے لین دین کرتے ہو یہ کاغذ کرایا ہے جس پر صاحب جاہداد کے مہر و دستخط ایک طرف نشانی تاک نہیں جاؤ اور شہر لگا کر چاٹو یہ کہہ کر گھن گرج ایک فقہ لکھا وہ ایسا گھبراہ دانت نکال کر قد مون پر گر پڑا اگر گزرا کر ہاتھ جوڑے پہلے تو خوب ٹیڑھے ترچھے

ہوئے خوب گمکے گرجے ڈرائی آوازیں نکالیں جب دلال نے ہاتھ جوڑے اور اپنی طرف سے جھپٹا جھپٹا پکاس کے سوا اور سوکے دوسو کر دیے اُس وقت لٹکے ہونٹ اور پرچہ بھاگ کر کہا کہ پھر لاؤ جلدی دلو اور مہاجن نے بھی بوکھلا کر پیشتر کی قسم سے دوسو کا پکا وعدہ کر لیا تب خدا خا کر کے وکیل صاحب راضی ہوئے وہ بھی اس شرط پر کہ تم نے روپیہ ہمارے حق کا کم دیا ہے ہم اُدھر سے بھی لین گے تم نہ کھنسا نہ کھنسانا وہ راضی ہوا دلال صاحب دوڑے گئے اور سبق پڑھا کر اباجان کو لے گئے پہلے تو یہ بھی دونوں صاحب تہمتے کھینچتے رہے آخر کو معاملہ ہو گیا دوسو روپیہ مہاجن سے لیے اڑھائی سو اباجان سے اینٹھے کاغذ اور رسید شیخ صاحب کے حوالہ کی روپیہ اُس کو سونپا دلال نے الگ گھاتا پایا ایک بجے اباجان گھر پر آئے رب کیفیت بیان کی امان جان اپنے بھائی کو چاہتی تھیں مگر اس حرکت سے بے انتہا ناخوش ہوئیں بیماری سے اٹھ کر یہ غم ایسا اٹھایا کہ پھر بیمار پڑ گئیں اور قریب مرگ ہونے کی حالت میں اپنے اوپر نذرمان کر جج واجب کر لیا بارے خدا کر کے چھ سات مہینے کے بعد اچھی ہوئیں غسل صحت کیا طاقت آنا تھی کہ تیاری سفر شروع کر دی شعبان کے عید والے دن مانا جان کی پنشن سے معرفت بابو دین دیال صاحب کے ثلث کٹ کے دوسو روپیہ امان جان پر مقرر ہوئے وہی بذریعہ حیات نامہ اپنی بسر اوقات کے لیے وہاں بھیجنے کو کہہ کے باقی

سارا بھرا پُرا گھر مع عابدہ بیگم اور اپنی پنشن کے مجھے عنایت فرما کے شہزادہ کی ترہوین کو دونوں صاحب سدھارے عابدہ بیگم کوئی آٹھ سات برس کی تھی نہ اُس کو اس قدر ملال ہوا کہ ٹپٹی بلبلائی روتی پیٹتی نہ امان جان کو مطلق رنج ہوا اباجان کو چونکہ اُن کے ارادے کا حال معلوم تھا اس وجہ سے بہت کچھ سمجھایا کہ طاہرہ بیگم کی جدائی ہمارے واسطے کیا کم ہے کہ تم عابدہ کو بھی چھوڑے جاتی ہو اُنھوں نے ہرگز نہ مانا اور کہا کہ میرے پاس سے یہاں اچھی طرح رہے گی امان جان بارادہ ہجرت لگتی تھیں حتماً قصداً نے کا نہ تھا مجھے اُن کے ارادے سے بالکل خبر نہ تھی لیکن انتظام اہتمام طریقے قاعدے البتہ مجھے آگاہ کر رہے تھے کہ شاید اب ان کا ارادہ پھرنے کا نہیں ہے اُنکے جانے کے بعد بواچھو چھو نچتا اور عجوبہ نے انتقال کیا خیراتن اور محمدی خاتم رحیم بخش اُن کے ساتھ گئے نوڈیان نانا جان کے مرنے کے ساتھ ہی تین تفرقہ ہو گئیں جس کا جدھر سینگ سمایا چلی گئیں بیری والی حویلی کو مٹھی دالا مکان محل سرا بنیہ دیوان خانہ بالکل خالی ہو گئے رحمت راحت وزیر النسا محبت ان چار آدمیوں کو خدمت عابدہ بیگم اور مبارہ بیگم پر اور باہر خزانہ بخش اور نظام علی کو ایک دور وز کے واسطے چھوڑ کر مین سسرال لگئی اور میر صاحب سے کہہ منکر صلح مشورہ کر کے وہاں سے اُٹھ آئی مکان اُنھیں رمال صاحب کے حوالے کیا اُس میں ایک گریہ دار کو اُنھوں

نے اُتار دیا اس درمیان مین مین نے اپنا ذکر بے محل سمجھ کر جموڑ دیا تھا ان تین چار برس کے عرصہ میں خداوند عالم کی سرکار سے دو لڑکیاں تلے اوپر اور دو جوڑوان پیدا ہوئیں یہ وہ سب ملا کر پانچ تھیں عالمیہ۔ آئینہ راضیہ۔ صادقہ۔ ان چاروں لڑکیوں کے نام تھے عابدہ اور صابرہ ملا کر چھ بچے میرے گھر کی رونق اور میرے پہلو کی زینت تھے خدا کا دیا سر آنکھوں پر اُس کی دین اُس کی مصلحت جو عنایت کرے مجھے تو نہ رنج تھا نہ ملال بلکہ اُن ہر ایک کے پیدا ہونے پر اُس کا شکر بجالائی مجال نہ تھی جو یہ کہتی کہ لڑکا عنایت کر نہی خوشی اُن کی خدمت اور پرورش میں مصروف ہوئی لیکن میرے صاحب کو ان لڑکیوں کے دنیا پر آنے سے باطن میں نہایت رنج ہوا میں اُن بچوں کو اور وہ اپنے اُس ملال کو پالنے لگے گو مجھ پر ظاہر نہیں کیا لیکن قرینے سے مجھ پر یہ ضرور ظاہر ہو گیا کہ انھیں کوئی نہ کوئی رنج ہے گو اُس کی وجہ نہ ظاہر ہوئی شادی کے بعد سے میں نے کوئی دقیقہ اطاعت و فرمان برداری گریستی اور گھرداری کا اپنے نزدیک اٹھا نہیں رکھا کیونکہ اُستانی فاطمہ بیگم صاحبہ کی نصیحتیں مجھے خوب یاد بلکہ دل پر نقش تھیں لیکن میں نے اپنے میان کو اپنی جانب بہت کم ملتفت و مخاطب پایا چونکہ ابتدا ہی سے اُن کی طبیعت کا یہ انداز تھا اس وجہ سے مجھے تمیز نہ ہوئی نہ لڑکیوں کو اس عدم التفاتی کا سبب خیال کر سکی دل ہی دل میں بخیاں آزمائش جب اور لوگوں کی نسبت اُن کی

طبیعت کے لگاؤ کو جانچا تو کچھ اپنا ہی سارنگ نظر آیا یہ صورت اور میرے اطمینان کا باعث ہو گئی ثابت ہوا کہ مجھ اکیلی ہی سے اُنکا یہ حال نہیں بلکہ اپنے عزیزوں اور مان باپ بھائی بہن سے بھی کچھ ہی نقشہ ہے تب میں سمجھ گئی کہ اُن کا مزاج ہی کچھ ایسا ہے نہ کھوج کر نا چاہیے نہ خیال پھر میں نے اس کی کریدنی کرنا بالکل چھوڑ دی اور جھوٹوں بھی خیال نہ کیا حال یہ اور راضیہ کے بعد جب پھر چھٹی لڑکی ہوئی اور عابدہ سمیت ساتوین تو میر صاحب کی توجہ اور کم ہو گئی ایک تو اُن کی توجہ سرے ہی سے نہ تھی اور جو تھی وہ ایسی تھی کہ دکھائی نہ دیتی تھی اس میں سے جو رتی ریزے برابر اور کم ہو گئی وہ بھی بالکل نہ دکھائی دی اور میں اُس کو ہمیشہ اُن کی عادت پر محول کرتی رہی۔ ادھر لڑکیاں چلی آتی تھیں اور اُدھر وہ توجہ چلی جاتی تھی اس لڑکی کا نام زکیہ رکھا گیا اس کا دنیا میں آنا تو بالکل اُن کی توجہ کا جانا تھا خیر گزری کہ یہ لڑکی کوئی پندرہ سولہ مہینے کی تھی کہ میر صاحب کے والد ماجد کا خط طلب، مہینہ منورہ سے آیا جس میں اُن کی بیماری کا حال لکھا تھا میرے لے لے کرنے سے آمادہ تو ہوئے مگر گھر سے جو کبھی نہ لکھے تھے اور یہ اتنا لمبا چوڑا سفر خشکی و تری کا تھا اس سے مُنہ چھپاتے اور جی چراتے تھے پورا مہینہ سمجھاتے سمجھاتے گزرا آخر راضی ہوئے لیکن ساتھی اُس کے یہ بھی کہا کہ دو تین مہینے بعد جاؤں گا تاکہ حج

وزیر اہل سنت سے شرف ہون جب تک جائین جائین کہ بیمار پڑ گئے وہاں
خدا کی قدرت سے مولوی صاحب اچھے ہو گئے جب ان پر خدا نے
فضل کیا تو ایک خط اور آیا لیکن اُن کے بلانے چلانے کو کچھ نہیں کھانا تھا
یہ خط اباجان کا تھا اس خط کو پڑھ کر میر صاحب کچھ سرگرمیاں ہوئے اور
گو طاقت نہیں آئی تھی مگر تہیہ کر کے ماہ مبارک کے آخر آخر روانہ ہو گئے
جتنے دن وہ سفر میں رہے مجھے تھوڑا سا وقت ملا جو لڑکیاں قابل تعلیم
ہو چکی تھیں اُن کی بسم اللہ کر کے عابدہ بیگم کے سپرد کر دیا عابدہ بیگم
ماشاء اللہ میری ہر ایک بات کی پوری تصویر تھی صابرہ کی صورت
مجھ میں ایسی نہیں ملتی تھی جیسی عابدہ ہمشکل تھی میں نے اس بات
کا انتظام کر لیا کہ کسی لڑکے نے میرے یہاں زبان نہیں کھولی مگر
یہ کہ پہلے اللہ کہا ہو دنیا جہان کے لڑکے مان باپ کے نام سے
اپنے کلام کی ابتدا کرتے ہیں میرے بچوں میں سے کسی نے نہ میرا نام
لیا نہ اپنے باپ کا یہی ایک امر اُن کے حافظے اور ذہن وغیرہ
میں برکت کا بہت بڑا سبب ہو گیا بڑے مشکل مشکل سبق جن سے
نہ زبان آشنا تھی نہ وہ شنا تھے مگر بہت جلد پڑھ لیتے تھے اور کسی
طرح دقت نہ پڑتی تھی کمان عربی اور کمان بھون کی زبان فرق نہ میں دیکھتا
لیکن میں اس نام پاک کے صدقے جس کی برکت سے کوئی
اڑی نہ رہی میں نے کچھ کھیل نکالے تھے جو زبان کھلنے کے ساتھ ہی
اُن کے آگے رکھ دئے جاتے تھے جس میں کسی کھلونے کا نام اچھا تھا

کسی کا ہنوز اور اسی طرح پر کوئی الف تھا کوئی بے کسی کا نام ایک تھا کسی کا دو اور وہ کھلونے لکڑی کے ایک دفعہ بنا لیے تھے سنگین بھی حرف و اعداد کی سی تھیں حسنی جھنجھے کے عوض میں الف بے سے کھیلے تھے اور ایک دو سے آخر تک اُن کے کھلونے تھے نہ میرے بچے گودیوں میں بہت رہے نہ جو جو بچو کوئے ہوئے بھل بندر سے ڈرائے گئے پھول پان سے بچے جن کی اُلٹ پلٹ الگ تھلگ سے چاہیے گودیوں میں ہر وقت ٹنگے رہنے سے بالکل مڑجھا اور کھٹلا جاتے ہیں دودھ پلانے کے زمانے سے بعد تک اور اُس کے پہلے گھٹی دینے کے وقتوں میں اس بات کا ضرور لحاظ چاہیے کہ اسے زیادہ نہ ہو جائے بچوں کا سارا پہلا جسم ہی کیا ہوتا ہے نہ کہ پیٹ پھر اس میں بھی معدہ وہ بھی دنیا میں سے کسی چیز کا عادی نہیں ایسی اندھیری کوٹھری میں ذرا سمجھ بوجھ کر ہاتھ ڈالنا چاہیے رفتہ رفتہ بڑھانے کا مفاہقہ بنیں اور گھٹی تو ایک قسم کی دوا ہے پھر دوا کی جو مقدار بڑے بوڑھوں کے لیے ہے وہ بھی ظاہر ہے بچے تو بچے ہی ہیں پیٹ بھرنے کے واسطے دودھ بھی ایک انداز سے دیا جائے یہ کچھ ضرور نہیں کہ دن بھر میں دس دفعہ بچہ روئے تو دس ہی دفعہ دودھ دینے روئے کی بھلی چلائی دنیا پر اگر نہ روتا کیا اختیاری بات ہے ایک ذرا میں وہی دودھ رجو اکیر و امرت کا حکم رکھتا ہے اور ہزار نعمتوں سے افضل سارے بیوون سے بڑھ کر ہے) تمھنوں کی راہ سے نکل جانا ہے

امبکیان میں اور تلی ہے نہ بیچارہ قہر کرنا جائے نہ آئے لیکن دودھ
 مگل رہا ہے حالانکہ وہ فعل طبیعت کا ہے کہ اُس نے زیادتی وغیرہ کی
 وجہ سے نہیں قبول کیا مگر تکلیف تو بچے پر ہے اس کی وجہ سے مان
 کو بھی ایک قسم کی ایذا ضروری رکھی ہوئی ہے پھر سرے ہی سے
 کیون نہ ڈھنگ سے علین دائی جانے والی جس کو صاحبان علم و فہم
 نے قابلہ کا خطاب عنایت کیا ہے ایسی ناقابل اور بے علم ہوتی ہے
 کہ جس کی حد نہیں میں نے اپنی صابرہ کے پیدا ہونے سے پہلے دایوں
 کو بلانا اور امتحان لینا شروع کر دیا تھا آٹھ دس روز کے عرصے میں
 ایک سدر نامے دائی البتہ کسی قدر میری مرضی کے موافق نکلی کیونکہ
 اپنے فن میں بالکل بے بہرہ اور نادان نہ تھی ہاں ذرا مزاج کی جھلی
 تھی اس سے لوگ اُس کو کم بلاتے تھے چکٹ لگائے پھٹے حالوں
 سے جب وہ میرے سامنے آئی تو میں پہلے فقیرنی سمجھی جب معلوم ہوا
 اور امتحان کے بعد وہ میرے کام کی بھی نکلی تو اسی وقت میں نے
 اس کو ایک جوڑا دو روپیہ دے کر کہا کہ اب تم زندگی بھر کو ہماری
 موچکین اُس نے دعائیں دین میں نے دو چار باتیں فروری اس سے
 اور پوچھیں جن میں کچھ حالہ کے کھانے پینے اور کچھ چلنے پھرنے سونے
 بیٹھنے کے متعلق تمہیں اور کچھ اُسی کی ذات سے تعلق رکھتی تھیں ایک
 آدھ بات کا تو اُس نے منقول جواب دیا اور جو نہ جانتی تھی اُس کا
 انکار کیا میں نے ہمیشہ کے لیے اُسے پاک صاف رہنے اور ہاتھ

ناخن کٹوانے نرم دھات رکھنے کے نسبت تاکید سے کہا مجھے نہ بیچاری
 نے بد مزاجی کی نہ بگڑی خوشی خوشی جو کہا قبول کیا بلانے کا قول و قرار
 لے کر رخصت ہو گئی اور پھر وہی ہمارے ہاں وقت پر آئی بی بیون میں
 جب مجھ ایسے صاحب غرض کو ایک عورت ہاتھ لگی تو بے غرض
 لائق ڈاکٹر یا حکیم جب امتحان لین گے تو میں جانتی ہوں ایک بھی
 پوری نہ اترے گی درحقیقت جب تک قابلہ نہ ہو اس نازک
 کام کے قابل ہی نہیں مگر وہ تو حلال خویون کی طرح سے گھر اور
 محلے بیٹے ہوتے ہیں جو قدیم سے آتی ہے وہی آئے گی چاہے کچھ
 جانے اور چاہے نہ جانے حمل کے زمانے سے پیدائش کے وقت
 تک اور پھر دودھ پینے کے ہنگام سے چلنے پھرنے کے زمانے
 تک بڑی بڑی نگہداشت دیکھ بھال روک تھام کرتا پڑتی ہے
 دانت نکلنے کے بعد سے پھر ذرا آسانی ہو جاتی ہے زبان کھلتے
 ہی تعلیم و تربیت کا وقت ہے جو ہوشیاران عقل سے کام لیکر
 اسی وقت سے استاد بن بیٹھتی ہے اور کھانے پانے کا لگا لگا
 دیتی ہے جس سے مکتب یا مدر سے جانے کے وقت تک وہ
 طرح طرح کی خوبیوں اور نیکیوں سے اپنے بچے کو آراستہ کریں
 میں نے اس باب خاص میں بھی ضروری باتیں لکھ دی ہیں جن کو
 حرب و عہدہ دیا چہ یہاں نقل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں جو
 دیکھتی ہوں تو یہ حصہ بہت بڑھ جائے گا اور جو اس سے خاص

متعلق ہے وہ ناتمام رہے گا اس لیے میں اس ذکر بے محل کو بیان
 سو قوت کر کے اپنے مطلب کو شروع کرتی ہوں اگر میری بہنوں
 نے اُس حصے کے لیے بھی خواہش ظاہر فرمائی تو ترتیب دے کر پھر
 حاضر کروں گی تھوڑا بہت تو اب بھی نکال سکتی ہیں جو میں نے
 جا بجا دونوں حصوں میں لکھا ہے ہاں نقص اتنا ہے کہ ایک
 سلسلے سے نہیں ہے اس خیال سے اُن صاحبوں کی قدر و خواہش
 پر یا خود ہی زمانے کے ہاتھوں سے فرصت لے کر میں انشاء اللہ
 سلسلہ بھی لکھنے کا وعدہ کرتی ہوں خداے پاک اس کے بھی
 مرتب ہونے کا وقت لا کر مجھے اپنی ہم قوم اور ہم وطن بہنوں
 کے حق غارت سے ادا کرے الغرض میں عائدہ اور صابرہ کی
 تعلیم میں اور وہ دونوں اپنی چھوٹی بہنوں اور بھانجیوں کی تعلیم میں
 مصروف تھیں کہ میر صاحب کا ایک خط آیا جس سے حال انتقال
 جناب مولوی صاحب معلوم ہوا برسم تعزیت تقریباً تم میں سب
 عزیز و غیر جمع ہوئے باوصف اطلاع انجمنی بیگم کے ہاں سے
 کسی کا نہ آنا خبر سنکر ناال جانا میرے تردد کا سبب ہوا آدمی بھیجا
 سال چھی طرح سے نہ کھلتا تب میں نے بوارحمت کو بھیجا وہ دن بھر
 رہ کر جب آئیں تو معلوم ہوا کہ وہ مکان پر نہ تھیں خبر کرنے والا کسی
 آدمی سے کہ آیا تھا اُس نے تذکرہ بھی نہ کیا رحمت کی زبانی سنکر
 اُن کو سخت قاق ہوا آدمیوں پر خفا ہوئیں کہ تم اسی وقت ہم سے

خبر دینے کیون نہ آئے رحمت سے عذر کیا اور کہا کہ میری طرف سے
 بقسم کتنا کہ مجھے اصلاً نہیں معلوم ہوا اور نہ میں سرانکھوں سے آتی مجھے
 مولوی صاحب کے انتقال کرنے سے نہایت صدمہ ہوا خدا ان کو
 بخشے اور آپ کو صبر عطا فرمائے جب رحمت دن بھر مہمان رہ کر
 آنے لگیں تو کہا کہ میری طرف سے بندگی اور معذرت کے بعد کہہ دینا
 کہ جمعہ یا جمعرات کو میں ضرور آؤں گی اور بختاورد وطن سے بھی کھلائے
 بھیجتی ہوں کیا عجب کہ وہ بھی آئیں اگر یہ سانحہ نہ بھی ہوا ہوتا تو
 بھی ہم دونوں میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آتا کیونکہ آپ سے ایک
 ضروری بات عرض کرنا ہے اور بے آپ کے وہ کتنی کچھ لگے گی نہیں
 ہم تو پندرہ روز رہے اور بختاورد وطن مہینہ بھر سے ہین روزی ہی ذکر
 ہوتا تھا مگر فیصلہ ہونا تھا نہ ہوا رحمت نے پوچھا کہ آخر وہ بات تو معلوم
 ہو کیا ہمارے سننے کی نہیں امتحانی بیگم نے کہا کہ کیون ہے کیون نہیں مگر
 بواشیطان کی آنت ہے ذرا اسی بات نہیں کہ تم کھڑی رہو اور میں
 جھٹ سے کہہ دوں اب ایک ہی دفعہ سن لینا رحمت سوا رہا میں
 اور سب حال بیان کیا کوئی دو چار روز گزرے تھے کہ دونوں ننہ
 اپنی اپنی روئی صورت بنائے ہوئے ڈولی سے اتریں سلام بندگی
 ملنے کے بعد کہا کہ اُستانی جی صاحب دیکھیے اب آپ کی بات کا دس گیارہ
 برس بعد ظہور ہوا سطوت آرا بیگم بھی کوئی دم میں آتی ہی ہوں گی
 میں نے کہا خیر تو ہے کیا جاتی دنیا دیکھی میرا گھر اور ان کا قدم کیونکر

مانون میری باتوں سے گھن کھاتی ہیں صورت سے نفرت کرتی ہیں وہ لو
 میرے یہاں آئیں آخر ایسی اُن کے دشمنوں پر کیا گاڑھ پڑی بختاوردو لکھن
 ہنسے لیکن اور کہا کہ جی ہاں کچھ تو ایسی کٹھن ہے جو اُن کا بل نکال دے ذکر تھا
 کہ اُن کی سواری آئی ڈولی ہی سے ہستی کھل کھلاتی اتریں اور بنگیوں
 کا تار باندھ دیا پھر قریب آکر دہنا قدم مانگا پھر تعریفیں شروع کیں
 میں نے گلے سے لگا کر بٹھایا اور ہنس کر پوچھا کہ کچھ کیسے تو سہی زیادہ ہنسے
 سے مجھے خیال ہوتا ہے کہ میرے منہ میں تو کچھ نہیں لگا وہ اس بات پر
 اور زیادہ لوٹیں اور کہا کہ جی ہاں آپ کے منہ پر تو کچھ نہیں لگا مگر آنکھوں
 میں موہنی تو ضرور ہے اور آپ کا حکم آپ کی زبان سے نکل کر اس طرح
 سے دونوں میں مضبوط بیٹھا ہے کہ عزیزوں کے لاکھ لاکھ زور لگانے
 سے بھی نہیں نکل سکتا نہیں معلوم کونسی ساعت اور کیسی گھڑی تھی جو
 آپ نے وہ کاغذ کرا یا بیوی سارے کنبے میں ایک ایک سے گنتی پھرتی
 ہوں کوئی نہیں سنتا جو ہے میں جو ہے انکار نہ خوشامدست کو بائیں نہ
 قرابت و ملت کو بائیں ٹکڑا توڑ کر صاف ہاتھ پر رکھ دیتے ہیں کہ ہم تو
 شادی نہ کریں گے چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے نہ بگڑنے سے
 تے میں نہ بُرا ماننے کا خیال کرتے ہیں لڑکی جن کر کس غضب میں جان
 پڑ گئی جی چاہتا ہے زہر دیدوں یا گلا دبا کر سلا رکھوں تمام زمانے میں
 لڑکے والے پیام دیتے ہیں اسم نویسی بھیجتے ہیں میں باغیب لڑکی والی
 ہو کر ایک ایک کے گلے لگاتی پھرتی ہوں اور کوئی جھوٹا نہیں قبول کرتا

یہ میرے اُس بڑے بول کا نتیجہ ہے جو اصغر کی شادی میں بولی تھی قاضی کا پیادہ ہو کر میری جان کے پیچھے پڑ گیا الٹی سری ٹیک کرتی ہوں کینزری میں دیتی ہوں کوئی بات نہیں پوچھتا میری شاست اعمال سے اُس میں بھی پنجاہ عیب شرعی نکل آئے اپنوں کے صاف جواب سے اور نکلنا تھی ہوں میں نے کہا کہ آخر بلبلہاٹ کا ہے کی آٹھ نو برس کا سن ایسا سن نہیں ہے کہ جلدی پڑ جائے کہا کہ جی ہاں یہ تو بجا ہے مگر تہ دلی جو نہیں ہوتی اطمینان ہو جائے بات ٹھہر جائے پھر چاہئے دس برس بعد ہو وہاں پہلی ہی بسم اللہ غلط ہے جو ہے اون ہوں کے سوا کچھ جانتا ہی نہیں سارا کنبہ ایک دل ایک زبان ہو گیا میں اکیلی ٹرڈون ٹون رہ گئی آپ میری طرف داری کیجئے مدد فرمائیے تو کام بنے میں نے کہا میری شراکت تو اُس وقت کام دیتی کہ میں کچھ قابلیت رکھتی ہوتی کچھ دباؤ ہوتا یہ بات تو ہے نہیں وہ سب عہد کر کے لکھا پڑھی کے علاوہ خدا کو بھی درمیان دے چکے ہیں اگر میں آپ کی خاطر سے اٹھ بھی کھڑی ہوں تو وہ نہ کہیں گے کہ تم کون ہو جو ہمارا عہد تڑواتی ہو آپ خود اس بات کو سمجھیے کہ جب آپ کی بات نہیں سنتے کہا نہیں مانتے تو مجھ غیر کے کہنے سنتے پر کیوں عمل کرینگے اور میں کہوں تو کس منہ سے جس منہ سے پابند کرایا اسی منہ سے اُن کو قول سے پھرنے کو کہوں زبان کے نیچے دوسری زبان بھی نہیں در نہ یہ کام میں اسی سے لیتی اگر آپ نے کوئی تدبیر ایسی ٹھہرائی ہو جس سے اُن کا عہد بھی رہے آپ کا کہا بھی ہو جائے تو اُسے بیان کیجیے سلطنت آریا

نے کہا کہ جی سب سے بڑھکر تو یہ صورت تھی کہ مین نے توبہ کرنے کو کہا اور اُن کے عہد نامہ میں شرکت قبول کی سب کے سامنے ہاتھ جوڑے دو چارنے تو یہ کہا کہ اُس وقت نہ سوچیں آج تم کو غرض ہے اُس وقت ہم کو تھی نہ تم نے ہماری بات مانی نہ ہم تمھاری ملتے ہیں چلو فرصت دو دنوں پہلے برابر ایک بیوی نے کہا کہ صاحب اُن سی باتوں کے علاوہ تمھارے مزاج سے ڈر معلوم ہوتا ہے تم انتہا سے زیادہ منہ پھٹا جٹ اکھڑ ہو آئی دیدہ طوطا حشمت اور اکھل کھری ہو ایسی ہی کچھ تمھاری لڑکی بھی ہوگی جیسی مان ویسی بیٹی جیسا سوت ویسی بھٹی بڑے بڑے نام بیکار کیا کریں گے انھیں ناموں کے ساتھ پڑی پڑی زبانیں بھی ہین یہ ڈر کیا کچھ کم ہے دوسری بولیں کہ ہون گی کیسی مین اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی جیسی مین بہت اچھی مین یہ ٹانگ کھولو تو لاج وہ کھولو تو لاج وہ بڑی اٹھان اٹھانی گئی ہے کہ نوج کوئی اٹھائے ایک کلمے دراز نے بے تکان کہہ دیا کہ اگر موتیوں میں سفید اور سونے میں سیلی کر کے دو اور میرے لڑکے کے برابر جو اہر تول دو پاندان کی تنخواہ کرو جینر سے سارا گھر بھر دو تو بھی مین شادی نہ کروں حلال خوری کی لڑکی سیاہ لاؤں اور تمھاری لڑکی سے نہ کرنا ہے نہ کروں چاہے لڑکیوں کا اوڑا پڑ جائے کال ہو آپ ہی بتائیے کہ یہ سن کر لڑکی اجیرن ہو جائے کہ نہ ہو جائے اُستانی صاحب یہ ساری آپ کے کرتوت ہین کہ مجھ نگوڑی ماری کو چھوٹ سے بدتر کر دیا حلال خوری

سے گئی گذری مین نے کہا کہ بیگم صاحب میرا تو نام آپ بے واسطے
 کو لیتی ہیں مین بیجاری کہاں اور وہ کہاں نہ مین سکھانے گئی نہ
 پڑھانے کہا کہ جی ایک ہی دفعہ آپ کی پٹی پڑھانا عمر بھر کو کافی ہو گئی
 مین نے کہا یہ حلال خوری کی لڑکی کو نہی بیوی پن کرتی ہیں کہا کہ جی میری
 بڑی باجی جان جن مین خون ملا ہے ایک پیٹ سے نکلی جان کی جگہ
 مین اور ون کی کون کسے پھر مزایہ کہ سب کی دیکھا دیکھی سو لگا کے
 شہیدون مین ملتی ہیں ع۔ ہم بھی ہیں پانچوین سوارون مین ۱۰ روز کی
 ٹھاک ٹھاک آئے دن کی ڈانڈا میٹری تو انھیں سے ہے نہ اُس
 شادی مین شریک نہیں نہ کاغذ دیکھا فقط سب کو ایک منہ دیکھ کر
 آپ بھی انھیں کی شریک ہو گئیں بھلا اور تو جاسے بھی کہتی ہیں یہ میری
 بیچی مین کیڑے ڈالنے والی کون کیا کہون بڑی مین نہیں مین بھی
 اس کا مزا چکھا دیتی مین نے کہا کہ خیر اب زیادہ نہ گرڈ گرڈیے ورنہ
 سچ مچ لڑکی کھٹائی مین پڑ جائے گی تھوڑے دن کا ون مین تیل
 ڈال کے بیٹھ رہیے بلین کہ داہ اُستانی جی صاحب یہ تو آپ نے
 خوب کمی مین بہتری سون کھنچون خبر نہ ہون جب دل بھی مٹا مانے
 ادھر رات کو سونے لیٹی اور وہی خیال سنانے آیا یا س نے اپنی
 مردنی بھری صورت دکھائی اور جی ڈرا پھر نیند کیسی سونا کہاں رات
 رات بھر پھڑکتے گذر جاتی ہے پلاک سے پلاک نہیں لگتی چھاتی
 پر کھانا دھرا رہتا ہے دن کو قسم لیجیے جو مین نے گئی مینے سے کچھ کھایا ہو

ایک وقت کی غلغلہ گئی وہ بھی قدرے قلیل تا بنے تاثر نام چار کے دکھانے کو کچھ کھلتی
ہوں کہ جی ہے تو جہان اور تو اور مبارکہ باجی کو دیکھیے میرا خیال نہ کریں
اپنے بھائی کی تو بات مابین سب سے زیادہ یہ ہوا کے گھوڑے پر مین
مین نے چاہا تھا کہ اصغر کے ساتھ شادی ہو جائے پیام دیتے ہی
انہوں نے وہ باتیں کہیں کہ کلیجہ پھٹ گیا مگر کروں کیا خدا کسی کو
بے بس اور مجبور نہ کرے ہر پھر کے اسی پر نگاہ جاتی ہے جب کہتی
ہوں آنکھ پھیر لیتی مین مین اس بے مروتی کی بھی قائل ہوں ایک
بات تھی ہو گئی اے ان لوگوں نے تو اس طرح مضبوطی سے اُسکی
اڑ پکڑی ہے کہ گویا ان تلون مین تیل ہی نہیں تھا دیکھیے بیٹھی مین مین اُنکے
منہ پر کہتی ہوں کہ سب سے بڑھکر مجھے ان سے گلابے اللہ ہم ہذر
کرتے مین ہاتھ جوڑتے مین روتے مین ترپتے مین اس غم مین گھل
گئے روز کی کو وقت کھائے جاتی ہے مرے جاتے مین اور انھیں ہمارا
خیان نہیں ایسا بھی انسان کو دل پتھر کر لینا نہ چاہیے آدمی کو آدمیت
شرط ہے مین کچھ جواب نہیں دینے پائی تھی کہ بختاؤ رُوطن خود بول
اٹھیں کہ بیوی اس مین ہمارا کیا قصور تمھیں سے سیکھا ہے تمھیں پر
چھاٹیں گے کیون ہماری بات تم نے خاک مین ملائی کیون اپنا
کہا کیا اُس دن کا کیا آج آگے آیا اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے
کا معاملہ ہے اپنی اس روز کی باتوں کا حال ہمارے دل سے پوچھو
تم منس منس کر چر کے لگاتی تھیں اور ہم دل ہی دل مین زخمی ہو رہے تھے

نہ وہ زخم بھرن گئے نہ دل صاف ہوگا اُستانی جی کا اختیار لڑکیوں پر ہے اصغر کی شادی کے بارہ مہینہ کیوں کہنے لگیں لڑکیوں کے بارے میں اُن کی صلاح میں اگر نہ ہوں تو میری نالائقی اور صفر کے بارے میں وہ دخل دین تو اُن کی بزرگی میں نے کہا کہ ہاں سچ ہے مجھے کیا دخل دو مہینے میں آٹھ مہینے میں ٹھیکر آپ جانیں وہ جانیں لڑکیوں پر بھی جب ہی تک زور تھا کہ وہ میرے پاس تھیں اب نام خدا وہ سمجھا رہی ہیں شادی بیاہ کے وقت آئے اگر حق ہے تو مان باپ کا صلاح اُن کی مشورہ اُن کا مان کا پان بہت ہے اتنا کہ دینی ہی سے میرا کلیجہ ہاتھوں بڑھ گیا نہ وہ دن ہے نہ زمانہ مولیٰ اپنے پتوں گرفتار میں ان بچوں کا آگاتا گالوں گھر کا کام دھنڈا کروں کہ صلاح مشورہ دون اُسکے علاوہ وہ دل دماغ ہی نہیں رہا نہ کہیں جانے آنے کے قابل ہیں جب اپنا اختیار تھا خود مختار تھے اب دوسرے کے قبضے میں ہیں اُس زمانے میں اگر شادی کا گھولو اڑتا ایر پھیر ہوتا تو تڑپڑ سلجھ بھی جاتا نہ یہ کہن ہوتی نہ الجھن اب کیونکر جائیں اور کیا کریں اگر میرے ہی اوپر دار و مدار ہے تو اتنے دنوں اور صبر کیجیے کہ میرا صاحب آئیں اُن کی بے اجازت ایک قدم تو اٹھانہیں سکتی سطوت آرا بگیم تو یہ شکر چپ ہو مین بخدا و دلہن نے کہا کہ اُستانی جی صاحب یہ تو آپ نے بہت بُری سناٹی میں بھی ایک غرض لے کر آئی تھی آپ کی شاگردوں کی بات ٹھہری ہوئی ہے تین برس گزر گئے بیچ میں اُن کے ہاں سمیان ہو ہو گئیں

بات بڑھتی چلی گئی اب خدا خدا کر کے یہ سال امی جی سے کٹا ہے وہ لوگ بہت مضر ہیں کہ اور کچھ نہ ہو تو سنگین کر لوین نے تنگ آکر اقرار کر لیا گھوڑے بیان باہر میں خیر وہ ہوں چاہے نہ ہوں آپ تو خدا رکھے موجود ہیں اُن کی ایسی ضرورت نہیں اب میرے عذر وہ کسی طرح نہیں سنتیں اور کیونکر نہیں انھوں نے تو اپنی پسند کے موافق نسبت میرے یہاں ٹھہرائی بیچ میں کوڈ پڑیں اُن کی جانی بڑ کا ماشا اللہ پڑھا لکھا بہت ہے چھوٹے سے سن میں نام خدا اُس نے بڑا نام کیا ہے اُس کی باتیں سن سن کے انھوں نے کنوؤں میں باتیں ڈالے غیرت کو سلام کر کے صلح کا پیام دیا اگلی پھلی لڑائی کو لیپ پوت برابر کر ڈالا ہیل سیل کر کے راہ رسم بڑھا دی آمدت شروع ہوئی خود دس دفعہ گئیں دو دفعہ سمرھن کو بھی جانا پڑا لیجیے راہ کھل گئی پھر لڑکا بھی بلایا گیا خاطر مدارات سے آنکھوں پر بٹھایا تعریفیں کر کر کے بچے کو دیوانہ کر دیا پھر تھوڑے دن بعد بتولون میں بندہ احسان بنا کے دل ہاتھ میں لے کے کہا کہ بیٹا گھڑی دو گھڑی کے واسطے روز آجایا کرو آنکھیں ڈھونڈھا کرتی ہیں جب وہ روز آنے لگا تو اپنی ٹیری لڑکی نازنین گیم عرف پھندن کو اُس کے سامنے کر کے کہا کہ اسے پڑھا دیا کرو لیجیے دس میں سبق ہوئے رفتہ رفتہ دونوں کی شرم کم ہوئی ہواؤ ٹوٹا آنکھیں لڑنے لگیں یہ خبر ہمارے سمرھن کو ہوئی وہ بہت بگڑے اور لڑکے کو جھڑکا خفا ہوئے راہ رو کی ایک آدمی اُس پر تینیاں (تعیینات) کیا کچھ سے کچھ ہو جانے کے خیال سے دولہا والوں نے ناک میں دم کر رکھا ہے

مشاطہ برابر ایرے پھیرے کر رہی ہے مین آپ سے پوچھنے آئی تھی کہ جو دن تاریخ ٹھہرا دیکھیے مین اُن سے کہلو ابھجوں اور سب باتوں پر تو وہ راضی مین لیکن سنگنی کرنے پر اڑے ہوئے مین اُن کے بچہ ہونے سے مجبور ہو کر مین نے بھی ہامی بھر لی تکلف کرنے کو منع کر ابھیجا ہے سمجھی باہر جانے کو مین چاہتے مین کہ میرے سامنے بات پکی ہو جائے مین نے کہا کہ میری مجبوری تو ظاہر ہے کسی طرح گھر سے نکل نہیں سکتی دن تاریخ ابھی دیکھے دیتی ہوں میرے نزدیک تو اُس سنگنی ڈھگنی سے شادی کر لینا بہتر تھی ایک ہی دفعہ دونوں کی شادی رچا دیتین چھٹی ہو جاتی یہ بار بار جھگڑا پھیلانا بات بڑھانا تو اچھا نہیں ایک دن دونوں دولہا آئیں دونوں دولہنوں کو سیاہ لے جائیں نہ دہرائچ ہو گا نہ دہری زحمت کرنا ضرور ہے پھر یہ کیا فرض ہے کہ دو دفعہ ایک بات کی جائے بختاورد دولہن بھی ہان مین بھی یہی چاہتی تھی مگر اُن لوگوں کی صدر سے کچھ نہیں بن پڑتا لیکن چاہے بگڑ مین چاہے روٹھیں آپ نہ بیٹھیں گی تو شادی بھی اُٹھ رہے گی اس مین کچھ ہی کیون نہ ہو جائے مین نے کہا کہ نہیں سمجھا کے کہلو ابھیجیے اب ایسا کیا اندھیر ہے کہ وہ اتنی سی بات نہ مانیں گے بختاورد دولہن نہ مانیں گے نہ سہی کچھ جبر ظلم تو ہے نہیں گون ہو کر مین نہیں جانے دین گرے پڑے گا تو سودا ہے نہیں کہ خواہ مخواہ گلے منڈھ دین دن بھر ایسی ہی ایسی باتیں رہیں پھر دونوں وقت ملتے تینوں صاحب سوار ہو گئیں چند روز نہ گزرے

تھے کہ نند بھاوجین پھر آئین اور کہا کہ ہم نے کھلو ابھیجا تھا سمدھن بہت
 اچھلین کو دین جو منہ میں آیا مشاطہ کو برا بھلا سنا یا مجھے صلواتین بنائیں
 اسم نویسی کی دھیان اڑائیں اُن کے سیان ایک معقول آدمی تھے
 آنھوں نے بیوی کی روک تھام کر کے کہا کہ تم اس قدر جلے سے باہر
 نہ ہو میں خود جاؤں گا اور طے کر لاؤں گا یا تم سوار ہو کر جاؤ چڑیوں ہاتھ
 سندیا کا گون ہاتھ سلام کچھ ٹھیک نہیں مشاطہ یوں ہی ادھر کی
 ادھر کیا کرے گی اس کے کہنے پر نہ جاؤ دیکھو تو وہ کیا غر پریش کرتی
 ہیں اگر اُن کا کہنا جاسے ہے تو نہ سننا بیجا ہے بارے وہ بھی کچھ
 سمجھیں کہ بنی بنائی بات بگڑتی ہے نئے رشتے میں گتھی پڑتی ہے لاؤ
 میں ہی چلی جاؤں کل صبح کو کھلو ابھیجا پھر خود آئین میں نے صاف صاف
 اُن سے سب حال کہہ دیا کہ یہ یہ نہ ہوگا اور یہ ہوگا مگر دو چار مہینے کے بعد
 اس کی وجہ پوچھی میں نے آپ کے نہ شریک ہونے کا حال بیان کیا
 پھر وہ بات تو گئی گزری وہ آپ کا حال پوچھنے کو میرے پیچھے پڑ گئیں
 چلتے وقت پتا نشان پوچھا کہا کہ میں بھی کل ضرور اُن کے ہاں جاؤں گی
 عجب نہیں جاتی ہوں ذرا کھانا اُن کے ہاں دن چڑھے کھایا جاتا ہے
 شاید اسی وجہ سے دیر ہو گئی دوپہر کو بختاوردوھن کی سمدھن فضل ہو
 صاحب آئین یوں دل کھول کر تجھے ملیں جیسے کوئی برسوں کا بچہ ہوتا
 ہے بڑی دیر تک میں آنھیں ادروہ مجھے دیکھا کین جب ادھر ادھر کی
 باتیں ہونے لگیں ایک نے دوسرے کو اپنا اپنا پتہ نشان دیا تو معلوم ہوا

کہ ہمارے اُن کے دورِ کارِ شتہ بھی ہے امان بیوی کے مامون زاد بھائی جو باہر چلے گئے تھے یہ اُن کی سوتیلی بہن کی بیٹی تھیں پھر تو اور زیادہ ہیل سیل ہوا اور اپنا گھر سمجھ کر دو روز تک رہیں تیسرے روز آپس میں اقرارِ مدار ہو کر وہ لوگ اُدھر گئے اور میں اپنے کاموں میں مصروف ہوئی تھوڑا سا دن باقی تھا کہ ہرکارہ خط لایا کئی مہینے سے خط پتہ نہ آنے سے کچھ خیر خبر نہیں معلوم ہوئی تھی خط کھول کر جو پڑھتی ہوں تو غم نامہ ہے خط کا ہے کو ہے ایک صفحہ میں ہماری امان بیوی کی وفات کی سُنانی اور دوسرے میں ابا جان کی علالت کا حال خط پڑھ کر دیر تک سناٹے میں رہی پھر مولوی صاحب اور امان بیوی کی خوش نصیبی پر عیشِ عش کیا کہ سبحان اللہ کیا اچھی جگہ اُن کی تقدیر میں موت لکھی تھی سٹی عزیز ہوئی دو سانچے ایک دفعہ ہو جانا اور اُس پر بیدل اور پریشان نہ ہونا ذرا مشکل بات تھی مگر جو خدا سے ڈرتے اور اُس کی عظمت و جلالت پر خیال کرتے ہیں وہ کیسی بڑی مصیبت ہو اُسے بڑا نہیں جانتے پیدا کرنے والے ہی کو مٹانے والا اور بنانے والے ہی کو بگاڑنے والا سمجھتے ہیں نہ میں باخدا تھی نہ خدا شناس لیکن خدا بخشتے اُستانی جی کو یہ اُن کی صحبت و تربیت کا اثر تھا جو بہت بڑا صادر ہے میرے دل کو دکھانہیں سکتا تھا ان دونوں بزرگوں کے لیے اعمالِ نیک سے ہدیہ اور تحفہ میں روانہ کر رہی تھی کہ پورے ایک مہینہ دس روز بعد ایک خط اور آیا جس میں ابا جان کے دنیا سے سہارا نے کا حال لکھا تھا اُن کی

بیاری ہی سن کر دل کہہ چکا تھا کہ اب ان کا خدا حافظ ہے اور یہ جدائی بہت بڑا طول کھیتے معلوم ہوتی ہے چونکہ پہلے سے اس کا یقین ہو گیا تھا اور وہ یقین کسی قدر معموم کرنے پایا تھا جو صبر نے تسکین کے کلمات نادیدے تھے اس وجہ سے اس خبر کے سننے سے چندان رنج نہیں ہوا یہ ایسی تنائی تھی کہ جس کے سننے سے تاب ضبط باقی نہ رہتی مگر خدا کے صدقے جائیے جس نے میرے پاؤں راہِ رضامین ڈگنے سے بچا لیے فقط دل ہلکا اور کلیجہ تلکلا کر رہ گیا اسی خط میں ایک کنارے باریک ظلم سے جناب میر صاحب کا یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ بعدِ چلم میرا ارادہ روانہ ہونے کا ہے اس خط آنے کے پورے دو مہینے بعد میرے یہاں طیبہ لڑکی پیدا ہوئی اُسکے بڑے نہان کے دن میر صاحب دینہ سورہ سے حاجی اور زائر ہو کر آئے ایک مہینے کا طیبہ کو وہ پیٹ میں چھوڑ کر گئے تھے کچھ کم سال بھر کا سفر اتنے دن کی جدائی پھر آئے تھے تو بچوں سے خوشی خوشی ملتے یا مجھے بہ محبت پیش آتے وہاں اس کے برعکس ظہور ہوا طیبہ کے پیدا ہونے کی علامت دیکھتے ہی اُنھوں نے بے اختیار لا حول بھیجی اور پھر اس زور سے کہ کمرے کے اندر زچہ خانے میں بن نے بھی سُنی یہی لڑکیوں کا غم وہ لے کر گئے تھے یہی لے کر وہ واپس آئے جہاں پہنچ کر طیبہ کی خبر ولادت سنتے ہی وہ ملال پاؤ بھر سے سوایا ہو گیا اور ہر توانے دن کی جدائی اور عدم تعلق سے ایک طرح کا کھنچاؤ اور علی لگی طبیعت میں پیدا ہوئی اور ادھر تنہائی کی عادت پڑی سونے

مین سہاگابی طبیبہ سیکر ہو گئیں اب تو ہر ایک بات اور ہر ایک نظر سے دلی نفرت ٹپکنے لگی کبھی رو میں مکان کو چڑیا خانہ کبھی چونیٹون بھرا کباب کھا پھر دو ہی چاروں کے بعد گھوڑیوں کا طویلہ ہو گیا ایک طرح سے یہ اُن کا کہنا بھی سچ تھا کہ سوا اُن کے اتنے بڑے گھر میں کوئی مرد نہیں پانچ چھ ماما مین اٹھ سات لڑکیاں دو انا مین ایک مین سب ملا کر سولہ سترہ عورتیں اور ایک مرد جب جڑوان لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں تو مین نے ایک اتنا نوکر رکھ لی تھی دو لڑکیوں کے پیٹ کے موافق دودھ نہ تھا دوسری انا طبیبہ کے لیے بلوائی تھی اس کے پیدا ہونے کے پہلے دونوں سانچے ایسے عظیم گذرے تھے کہ سیرا خون خشک ہو جانے سے دودھ بالکل ہی جاتا رہا تھا سیر صاحب کی کچ خلقی اور بار بار ہے کا اُجٹ پنا اُن نسی اُناؤن تک پر گران گزرتا تھا لیکن مین وہ بیر خیان دیکھ کر باتیں سُکر ٹال ٹال جاتی تھی کوئی تدبیر یا علاج سیرے امکان میں نہ تھا کہ اُسے گر گزرتی زیادہ خیال دوڑانے اور لمبے چوڑے تصور سے کام لینے کا نتیجہ اپنا جی جلانا اور کوفت کھانا ہے لیکن یہ کون کتنا اور کس کا سنہ پڑتا آخر کو انھوں نے جلتے جلتے گھر چھوڑا اور نانا جان کے کمرے میں باہر رہنا اختیار کیا فقط دو وقت آکر کھانا کھا جاتے تھے بعد کھانے کے اتنا بھی ٹھہرنا گران گزرتا تھا کہ ہاتھ دھوئیں پان کھائیں دسترخوان پر سے جو اُٹھے تو سیرے باہر جا کر حوض پر بیٹھے کلی غراہ کیا منہ دھویا کوٹھے پر کمرے میں چلے گئے چھوٹے چھوٹے بچے چاند سی

صورتیں گورے چٹے گل گو تھنا سے سڑ سڑ دوڑتے پھرتے ہیں خدا کی
 قدرت کا زندہ باغ کھلا ہوا ہے گھر آباد ہے اور وہ کبھی کن انکھیوں
 سے نہیں دیکھتے نگاہ بھر کر دیکھنا یا پیار ڈال کر کیا سمجھا رہا ہے
 میں اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہیں اول تو گھر میں آتے ہی نہ تھے
 اور اگر آتے بھی تو جادو سب ہوئے اُدھر رخ نہ کیا آنکھ پھرے
 منہ پھر اُٹے دسترخوان پر چلے آئے گردن جھکا کر جلدی جلدی تلے اپر
 پانی کے سہارے دو چار نوالے حلق کے نیچے اُتارے اور بلا کالی
 ایک دن بگڑ کر کہا کہ میرے ساتھ تم چنگی پوٹوں کو لیکر دسترخوان پر
 نہ بیٹھا کرو مجھے کھانا حرام ہو جاتا ہے اور کچھ کچھ سے دلی نفرت ہے
 یہاں تو یہ فکر تھی کہ کسی طرح اُن کا دل سٹے خون میں جوش آئے اُنھوں
 نے ہمارے نخل آرزو کی جڑ ہی کاٹ دی اب دو دسترخوان بچھنے لگے
 ایک پر عابدہ صابرہ سب کو لے کر بیٹھتی تھیں ایک پر ہم دونوں
 آدمی پھر باہر رہنا بھی دو وقت گھر میں آنے کی وجہ سے نہ اچھا معلوم
 ہوا اس سر کے کو بھی مٹا کر گاؤں چلے گئے جج سے آکر شاید کوئی مہینہ
 بھر وہ رہے اس میں بیویوں طرح کی بے لطفیان اور بد مزاجیان کین
 مگر میں نے دم نہ مارا جب بختاورد وطن کی لڑکیوں کی شاوی ٹھہری
 اور وہ پھر بلانے آئیں تو میں نے انھیں کے ہاتھ سے اپنے جانے کے
 بارے میں اجازت لینے کا ایک رقم لکھوا بھیجا جس کے جواب دینے
 کے بعد انھوں نے یہ بھی لکھا کہ لڑکیوں کو بھی لینی جانا شاید ایک آدمی

کو فرزند یمن و ہان کوئی لے لے جو بلا کم ہو جائے وہی غنیمت ہے
 ساتھ راہن سے تمھاری جان تو چھوٹے سیراگھن کھانا تو کم ہو یہ فقرے
 کوئی دوسرا پڑھکر نہیں معلوم کیا حال کرتا اور کس قدر ملال ہوتا مگر مجھے
 بالکل سرخ نہ ہوا ہان وہ رقعہ احتیاط سے رکھ چھوڑا اور جانے کی تیاری
 کرنے لگی دو دن باقی اور بہترے کام جلدی جلدی پھیلا ہوا کام سمیٹا
 گڑگوڑ لپٹا نہائی دھوئی عابدہ اور صابرہ کو نہلایا درست بلچے میں دو دو
 جوڑے رکھکر ایک پٹارے میں بند کیے نماز کو چلی ہی تھی کہ سری والی
 حویلی ایک کراہیہ دار کو پسرائی باہر ہی باہر شاید پہلے پوچھ گچھ گئے تھے
 آج انھوں نے سرخط اور ایک مینے کا پیشگی کراہیہ بھیجا ہوا رحمت نے
 تین روپیہ اور کاغذ مجھے دیا پوچھنے سے حال کھلا میں نے جانے کی
 بو کھلا ہٹ میں اور کچھ نہ دریافت کیا نہ کچھ سوچی نہ سمجھی صندوقچی میں
 دونوں چیزیں رکھکر نماز پر کھڑی ہو گئی سواری تو ڈیوڑھی میں موجود
 ہی تھی بعد نماز میں سوار ہو کر وہاں گئی ارادہ دو ہی تین دن رہنے کا
 تھا مگر انھوں نے مجھے روک لیا عابدہ بیگم سردار کی چوتھی والے روز
 چلی آئیں میں وہاں رہ گئی یہاں سری والے گھر میں جو صاحب آکر
 رہے تھے اُن کی چاروں لڑکیاں اور بیوی سوار ہو کر ایک روز
 ہمارے ہاں آئیں عابدہ بیگم نے خاطر مدارات اور آؤ بھگت سے دن
 بھر رکھا چاروں لڑکیاں نہایت شوخ طرار چلیلی کپڑے لتوں سے
 درست تھیں سانولے رنگ کتابی چہرے کھڑے نقشے مٹول ہاتھ پائون

ٹھکے قد گول گول بدن سب سے اچھی اور چھوٹی جمیل النساء تھیں جن کا سن کوئی چودہ پندرہ برس کا تھا کتابی چہرہ چھوٹا ماتھا کھلا ہوا گیہوان رنگ پیاری سوتوان ناک بے رس کی بڑی بڑی آنکھیں پتلے پتلے ہونٹ سفید سفید دانت دہانہ چھوٹے سے منہ کی ایک ڈوبیا تھی جس میں بتیس چھوٹے بڑے سوتی بھرے تھے اکرا بدن میانہ قد صاف چمڑا ہونے کے علاوہ کچھ خلقی دھان پان بھی تھیں اور آئے دن کی بیماریوں سے اور بھی لاغر ہو گئی تھیں لیکن صاف ستھری بنی سنوری رہتی تھیں اور اوڑھنے پہننے رنگنے بندھنے کا بہت شوق تھا اور بہنوں کے نقشون کو تو چھچک نے بگاڑ دیا تھا جا بجا سے اونچے نیچے ہو گئے تھے رنگتیں کاجھوین پڑ گئی تھیں مگر ان کا چہرہ ان آفتوں سے بچا ہوا تھا جب ہمسائی جانے لگیں تو عابدہ بیگم سے کہا کہ میری بچی ہم جس محلے سے اٹھ کر آئے ہیں وہاں کھڑکیوں ہی کھڑکیوں دس بارہ مکانوں میں چلے جاتے تھے وہی خصلت لڑکیوں میں بھی ہے جہاں یہ اپنا کام دھندہ کر چکیں اور ان کا دم الجھا عادی ٹھہر میں اُس محلے کی یہاں ایک مکان میں بند ہو کر اس قدر پھڑپھڑاتی ہیں کہ میں خود بوکھلا جاتی ہوں اپنی رعیت سمجھ کر ہم پانچ چھ دسوں کو قید سے چھڑا دو تو بڑا احسان ہو گا گویا لونڈیاں مول لے کر آزاد کر دیں عابدہ نے ان کے گھلیا نے اور دانت نکالنے پر کہا کہ آخر کچھ کیسے تو سہی معلوم بھی تو ہو میرے مکان میں جہاں تک ہو گا میں آنا کافی

نہیں دون کی اُنھوں نے کہا کہ اور کچھ نہیں فقط روز آنے کی اجازت
 و در راہ ہم خود پیدا کر لین گے وہ ہنس کر بولیں کہ بھلا یہ بھی کوئی بات تھی
 جس کے لیے آپ اتنی پریشان ہوتی تھیں آپ کا گھر ہے شوق سے
 آئیے وہ دعائیں دے کر چلی گئیں لڑکے سے دو مزدور اُسی وقت
 پکڑوا بلوائے اور بادریچی خانے کی کوٹھری میں کھڑکی تڑوائی جب مزدور
 بنائو کر جا چکے ہیں اس وقت لکڑیاں لینے کو دولت کوٹھری میں
 گئی دیکھا تو داہ داہ دیوار میں بھجھا تھا بھی ہوا اور پیو نہ بھی لگا اُسے
 آکر عابدہ بیگم سے کہایا اٹھ کر دیکھنے کو گئیں کھڑکی دیکھ کر ماتھا کوٹا کہ
 بے ہے یہ کیا ظلم کیا باجی امان آکر مجھ پر بہت خفا ہوں گی بھئی داہ
 یہ دوستی مجھے نہ بھائی دولت ذرا ہمسائی کو بلوائو تو سہی اُس نے آواز
 دی نہستی ہوئی سب کی سب کوٹھری کے اندر آگے آگے وہ یہ کہتی
 ہوئی آئیں کہ موئے مزدور بیچ میں اڑ گئے تھے پہلے لڑکے سے چھ آنے
 پر راضی ہوئے اب آٹھ آنے مانگتے تھے سمجھایا نہ مانا آخر کو اٹھ ہی کہنے
 میں نے دیے میری دل کی آرزو تو نکل گئی پردا اُلٹ کر آنے ہی کو تھیں
 کہ کسی نے آواز دی دیکھو یہ دو روپیہ کو میں نے کھڑکی منگوائی کیا
 پیاری کھڑکی ہے نہ بہت بڑی نہ چھوٹی ایک ذرا جھک کر آدمی
 بخوبی آجا سکتا ہے عابدہ بیگم سر جھکائے اُن کی یہ باتیں سنا کی پھر کہا
 کہ آپ نے بھی غضب کیا دو لٹا ابا گھر میں جمی جمی باجی امان
 شادی میں سدھارتی ہیں کمان آپ نے آنے کو پوچھا کمان بیچ میں

رخنہ نکال دیا وہ گھر میں آکر مجھ پر بہت آزر دہ ہون گی بیگم صاحب دوڑ کر
اُس کے پٹ گئیں اور گلے سے لگا کر کہا کہ میری جان میں قربان اگر
تمھاری حاجی امان راضی نہ ہون گی تو میں جیسی دیوار تھی ویسی ہی بنوا
دون گی تم خاطر جمع رکھو ڈرو اور گر ٹھونہیں اُن کی آنکھ میں مردت تھی
دوسرے ایک بڑی بوڑھی نے گر گر کر کہا عابدہ چپ ہو رہیں جب شادی
سے میں آئی تو دیکھا کہ عقیل النسا جمیل النسا شکیل النسا تینوں بنیں
عابدہ بیگم کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں مجھے دیکھتے ہی جمیل النسا اٹھیں
اور دوڑ کر گلے سے پٹ گئیں خیر صاحب سلامت کے بعد میں نے
عابدہ بیگم سے کہا کہ کچھ ان صاحبوں کی تعریف کر وہ کچھ بولیں بقیہ
کہ جمیل النسا پٹ سے بول اٹھیں کہ ہم سے پوچھیے آپ کے زیر سایہ
رہنے والے دعا گو بنکھوار میں چپ ہو رہی جب وہ باورچی خانے میں
جا کر غائب ہو گئیں تو میں نے پوچھا کہ یہ ادھر سے کہاں راہ اٹھوں
نے نکالی عابدہ بیگم تو شرم کے مارے کچھ نہ بولیں دولت نے سارا
قصہ بیان کیا بہن کے درمیان ہونے کے علاوہ خلاف انسانیت
بھی تھا جو میں کھڑکی چھوٹنے یا بند کرنے کو کہتی گو کھڑکی ایک فساد
کی راہ ضرورتی مگر چارہ کیا تھا میں بھی عابدہ کی طرح چپ ہو رہی اتنی
باتیں ہوئی تھیں کہ اب کی دفعہ پانچ عورتیں آئیں دو سے پھر بغلیگر موٹا پٹا
تین بیسیان جانب کا رتھیں دو انجان قرینے سے معلوم ہوا کہ ایک مان
چار بیسیان میں کھڑکی تو ہو ہی چکی تھی اُسی کے ذریعے سے راہ درسم

اس قدر بڑھا کہ دن دن بھر اُن کی نشست ہونے لگی سب سے زیادہ جمیل انس ابگیم نے مجھ سے ربط ضبط بڑھایا تھوڑے ہی دن میں عابدہ بیگم سے بھی سوا اُنھوں نے خون ملا لیا اور اس قدر خلا ملا ہوا کہ میں شمع تھی وہ پردانہ میں گل تھی وہ بلبل جب ایک آدمی اس طرح گر پڑے ملے گا تو دوسرا کہاں تاک کھینچے گا مجھے بھی جھاک مار کے اُن سے بلطف و محبت پیش آنا پڑا رفتہ رفتہ وہ اپنے نزدیک ایک روح دو قالب سمجھنے لگیں ہر وقت کا بیٹھنا اُٹھنا کام کاج کی شرکت جان توڑ توڑ کر اُن کا تختیوں میں پل پڑنا میری بھی تالیف قلب کا سبب ہو گیا اور خواہ مخواہ کی محبت کرنا پڑی سب پر طرہ یہ ہوا کہ اُنھوں نے مجھ کو احراری اور سست بنا کر میرنش اور میرزا پھوہا کر دیا کسی کام میں ہاتھ نہیں لگانے دیتی تھیں میں بیگم صاحبہ اور وہ داروغہ تعین اس درمیان میں دو چار مزیہ میر صاحب گائون پر سے آئے اور روپیہ لائے دو دو چار چار روز رہ کر چلے گئے جمیل انس ابگیم کو گائون مکان باغ و کانین محسرا سب کا حال جب ابھی طرح سے معلوم ہو گیا اس وقت دل میں یہ خطور پیدا ہوا کہ یہ مال اُن کے میان کلبے چنانچہ ایک دفعہ اُنھوں نے باتوں باتوں میں مجھ سے پوچھا بھی میں صاف دل کی آدمی دوسرے اپنا بتانے میں ایک طرح کی فوقیت اور ایک عنوان سے بیگانگی اور غیریت پیدا ہوتی تھی بے تامل سہارا مال تال میر صاحب کا بتا دیا وہ سن کر دل میں لے رہیں اور میرے

عیش اور چین کرنے پر انھیں دل میں خصوصیت پیدا ہوئی اس دشمنی کو جس نے دور زیادہ زور پہنچایا وہ میر صاحب کی مجھے بے التفاتی اور کم توجہی تھی جس کو وہ بخوبی سن چکی تھیں لیکن باوصف ان خیالوں کے انھوں نے اپنی محبت کی حرکتیں اور دنیا داری کو بال بھر کم نہیں ہونے دیا دوستی کے پردے میں انھوں نے میرے ساتھ یہ دشمنی کی کہ وہ میر صاحب کو صاحب مال اور جائداد والا سمجھ کر اس کے درپے ہوئیں کہ کسی طرح یہ سونے کی چڑیا میرے پھندے میں پھنسے جس کے لئے انھوں نے فکر کرتے کرتے اپنے تئیں بیمار ڈال دیا اور ادھر بیٹھے بیٹھے سستی اور کاہلی کی مجھے بیماری ہو گئی اور کسی مرض کی روانہ رہی برسوں کی عادت کا دفعۃً چھٹ جانا پڑی خرابی کا سبب ہے مجھے اپنی عادت بگڑنے کے رنج و فکر کے علاوہ ان کی بھی خیر نہ آتا پڑی کیونکہ میں بے ہاتھ پائوں کی ہو کر رہ گئی تھی ذرا مزاج میں انکسی جوانی وہ سستی پر اور بھی روغن فائز ہو گئی بندہ بشر بعض وقت انسان کا ٹکڑا نوڑے کو جی نہیں پاتا یہی کچھ خیال کر کے عابدہ اور صابرہ میں سے ایک نہ ایک جھیل انسانا کا نائب بن کر میرے کام کرنے لگا لیجیے اُنکے کو کھیلنے کا بہانہ ہو گیا منظور تو یہی تھا کہ کوئی ہاتھ بتائے کام دھندا چلائے اوپر ہی دل سے انھیں روکتی اور منع کرتی تھی جس کی انھوں نے سماعت نہ کی میں اسی طرح سے پھر میر فریش کی میر فریش ہی رہی وہاں انھوں نے بیمار ہو کر بھی پیری

خبر گیری نہ چھوڑی دو وقتہ گرتی پڑتی ہوئی روز آتی تھیں اور اپنا دوار
 کر جاتی تھیں جوان آدمی مزاج میں حرارت انگ کے دن طبیعت
 میں زور اس پردل کی دشمنی آخر کو برداشت نہ کر سکیں پڑے پڑے ایک
 رات کو سوچیں کہ اس دل موسے اور جی جلانے سے کام نہ چلے گا کچھ
 ہاتھ پیر ملانا چاہئیں اسی ادھیڑ میں اور سوچ بچار میں آنکھوں پر رہنے
 لیکن دیکھیے اس موئے بکخت شیطان کی بد ذاتی سستی کی بیماری
 تو مجھے ہو ہی چکی تھی اُس نے انھیں یہ سبق دیا کہ کسی عین سے خاک
 دھول کھلا کر انھیں اچھی طرح سے بیار ڈالو اور جب لت پت ہو جائیں
 تو دو ا کے بہانے کچھ دے دو بد پرہیزی کی چوٹیں الگ کرتی جاؤ اور
 لیجیے یہ خطرہ دل میں گذرنا تھا کہ اُن کی مراد آئی تمام عمر جو چیزیں
 نہیں کھائی تھیں آنکھوں نے اس کا تار لگا دیا جھوٹ موٹ کی تو بیماری
 تھی یہ نسخہ ہاتھ لگتے ہی اچھی بھلی ہو گئیں اور قاعدہ ہے کہ جو بیماری
 سے اٹھتا ہے دنیا کی چیزوں پر اس کی نیت دوڑتی ہے آج تیل کا
 پکوان چلا آتا ہے اور کل گڑ کی تل شکری جوار کے لڈو پر سون باجرے
 کی ٹکیاں نکال بٹھال کے فصل ریت کی تبدیلی ہو ا زدگی موجود اُس پر
 یہ الم غم بلا بوجہ ٹھوسا ناچار ہی پانچ دانوں چلے تھے کہ میں چوٹ
 گرمی اور نزلے نے بگاڑ کر جان پر بنادی میر صاحب کو بلو ابھیجا بہانہ سمجھ کر
 ہال گئے دوا ہو تو کس کی نہ حکیم نہ ڈاکٹر مرض نے بڑھنسا اور طاقت
 نے گھٹنا شروع کیا دس بارہ دن خوب بگاڑ کر بنانے کی فکر میں شروع

ہوئیں اور وہ دو اہل دین جن سے بدر پرہیزی نہ ہو درجے اچھی تھی اس پر
 طرہ غذا کی مخالفت صرف کیا دیکھتی ہوں کہ کبھی مضر نہ ہو سکتا ہے مگر وہ
 مصر میں کہ حکیم صاحب کا حکم ہے شوق سے کھاؤ واہ ایسا ہو سکتا ہے
 کہ آدھ تو مرغی سے طاقت گھٹے بیمار ی زور توڑے اور مضر غذا سے
 بھی توڑی جاؤ تا بنے تاثیر کبھی مضر کیا کرے گا بے اس کے چار دن
 میں جھلنگا ہو جاؤ گی اُن کی دیکھا دیکھی صابرہ اور عابدہ بھی لیٹ
 گئیں یہاں ایک تو آدمی سیسی سے بات کرنا دشوار دوسرے حلق
 پکا پھوڑا ہو رہا ہے آنکھ بھون سے لاکھ انکار کرتی ہوں سنتا کون
 بے کھلائے پر کھلایا ایسی بوی اس نے حلق سے اُترتے ہی اپنا کام
 کیا چار پہر نہ گذرے تھے کہ مرض دونا ہو گیا اب تو اُن کی توجہ سے
 بخار بھی آنے لگا اور انھیں کی معرفت سے درم بھی نازل ہوا اٹھو اس
 میں سوچ پھول کے کیا ہو گئی گھر والے سب کہتے پھرتے ہن پانی پھرا
 پانی پھرا روح آئی افاقہ ہوا میرے گرنے کے ساتھ ہی سب کی
 عقلیں بھی اوندھی ہو گئیں مہینہ بھر نہ گذر تھا کہ پلنگ سے اُترنا اپنے
 پاؤں سے چوکی پر نہ سانا خود کروٹ لینا محال ہوا یہ معلوم ہوتا تھا
 کہ میں وہ ہوں ہی نہیں بیماری مان کے پیٹ سے ساتھ لانی تھی
 مہینہ اور سال کیسا بالکل چھٹی والے دن کی بیمار معلوم دیتی تھی چلنا
 پھرنا بات چیت کرنا بالکل بھول گئی عابدہ بیگم جب بہنوئی کو خط
 لکھنے کی صلاح لیتی تھیں بیگم صاحب منع کرتی تھیں اور کہتی تھیں

لکھو خواجہ خواہ اپنی بات کھونا ہے خط جائے گا جواب نہ آئے گا پھر کون
لکھو میری تو صلاح نہیں آگے تعین اختیار ہے اور اس کے علاوہ خدا
نہ کرے وہ بیماری ہی ایسی کیا ہیں کون سی دشمنوں کو سخت بیماری
ہے جس سے گاڑھ پڑ گئی اور کمٹھن ہو گئی کیا کوئی ماندہ نہیں ہوتا چاند
بین خدا نے چاہا تو اچھی ہو جائیں گی اول تو وہ آئین گے نہیں اور شاید
دل میں آئی چلے آئے تو کیا ہو گا باہر کرے بین جا کر بیٹھ رہیں گے
جیسے کنھیا گھر ہے ویسے رہے بدیس تین نہ تیرہ سلی کی گرہ سے کام
ہی کیا نکلے گا اگر کچھ سمجھتے ہوتے تو نہیں معلوم تم کیا کیا ناز کرتین وہ
خدا کا بندہ منہ نہیں لگاتا بات نہیں پوچھتا یہ دن رات دولہا ابا
دولہا بھائی چپا کرتی ہیں مجھے یک طرفہ محبت سے بھی نفرت ہے
ایسی ایسی باتیں کر کے عابدہ کا ناطقہ بند کر دیتی تعین مطلب یہ تھا
کہ اچھی طرح کام تمام ہو جائے پھر کوئی آئے گا تو کیا بنائے گا ایک
دن اتفاق سے بیٹھے ہی لیٹے ضعف و نقاہت کی وجہ سے مجھے غش
آگیا دہنے بائیں سب لڑکیاں بیٹھی تعین صابرہ رونے لگی عابدہ
اپنے کمرے سے دوڑیں رحمت پائنٹی بیٹھی ہوئی تلوار سے سہلا رہی تھیں
عابدہ بیگم کو دیکھ کر کہا کہ صاحبزادی اب کیا قیامت کے دن میان کو
اطلاع کر دگی اس کی منتظر ہو کہ خدا نہ کرے حشر ہو چکے تب خبر دو
کیسی صلاح اور کیسا مشورہ تم ابھی ابھی لکھو کہ ان کے دشمنوں کا
غیر حال ہے دیکھنا ہے تو دیکھ جاؤ حیلہ بہانہ کیسا قسم کھا کر لکھو کہ

دائی بندی کی چھت سے آنکھیں لگ گئی ہیں دشمن بیری دو چار روز
 کے مہمان میں جلد آئیے کہ کسی اچھے حکیم کی دوا کی جائے پٹ پٹ
 سے کچھ نہ ہو گا روز بروز طبیعت بگڑتی جاتی ہے اور تھوڑے
 دن دشمن ہوا کھاتے ہیں عابدہ سلیم نے رو رو کر اپنے بھائی کو خط
 لکھا وہ لکھ رہی ہیں کہ جمیل النساء میں گھور کر دیکھا مگر منع نہیں کیا
 ایک تو اب انہیں میرے جتنے بچنے ہی کا یقین نہ تھا دوسرے بے پوچھے
 گچھے بیچ میں بول اٹھنا بے موقع تھا ناگوار طبع ضرور گندہ اگر یہ چوٹ
 کھا بدین یکن اب اس کی فکر ہوئی کہ ان کے آتے کے ساتھ ہی
 اومہر پیام سلام شروع کر دیا جائے اور ایک نئے عشق میں مبتلا
 کر لو تا کہ ان سے جو ذرا ظہور منہ دیکھے کی محبت ہے وہ اپنا کام
 نہ کرنے دے جب تک وہ خط جائے جائے اور وہ آئیں آئیں
 یہاں ایک علامہ کٹنی جمیل النساء کی اُستانی کی دسالت سے
 چھوڑ دی گئی جس نے سب کے پہلے دروازے کے اوپر پر صاحب
 سے ملاقات کر کے اپنا باخدا ہونا ظاہر کر دیا اس وقت تو وہ گھبرائے
 ہوئے تھے اچھی طرح اس کی باتیں دل میں نہیں چھپیں جب وہ مجھے
 دیکھ بھال کر حکیم کی تلاش میں باہر نکلے اس وقت اس کو خوب موقع
 ملا کانپتے ہوئے سر اور لڑکھڑائی زبان سے میرا نام لے لیکر دعا میں
 دین اور آپ ہی بھوت پریت جن آسیب کے زور و طاقت کو
 بیان کر کے کہا کہ اس میں کوئی قباحت کی بات نہیں اگر دوا کے

ساتھ دعا تو یہ بھی ہوتا جائے کلام خدا میں بڑا اثر ہے آدمی کے ہزاروں دشمن ہیں بیٹا مجھے تو جھپٹیا معلوم ہوتا ہے اور اس کو کوئی ایک مہینہ سات روز گزرے بھی ہیں ہونہ ہو مشکل کا دن تھا زکام سے پہل ہوئی ہو اتو تھی ہی ہوا زندگی کے بہانے اُس نے اپنا کام کیا اور آتا تو وہ کوئی تین چار مہینے سے تھا پہلے دل اُن کا دنیا کے کاموں سے پھیرا ہوا تھا پانوں بھاری کئے ایک جگہ سست بنا کر بٹھایا آنکھوں پر غفلت کا پردہ ڈالا پھر جا بجا بدن پر قبضہ کیا پھر سر پر سوار ہوا سب طرف سے غافل کر کے مبعوث بنا کے ہوا اور پانی میں ملکر پیٹ میں پہونچا اب تونس تونس میں سا گیا رگ رگ میں بھر گیا نہ ورم ہے نہ بخار نہ درد ہے نہ آزار کہیں اسکی گرمی ہے کہیں زیادتی آنکھوں پر جھپان پڑے رہتے ہوں گے مطلب یہ ہے کہ سوا میرے کسی اور کو نہ دیکھیں زبان کو بالکل بند اور بے قابو کر دیا ہوگا کہ کسی سے گھر میں بات نہ کر سکیں اور اگر کبھی کچھ کہتی ہوں گی تو سمجھائی نہ دیتا ہوگا اُس مردے نے تو اپنی زبان سکھا دی ہے نا پھر جن کی زبان بیچارے آدمی کیا جانیں اگر کسی وقت آنکھ کھل جاتی ہوگی تو معلوم ہوتا ہوگا کہ خون کا ٹورہ ہے جسے دیکھے سے ڈر لگتا ہے با باتم کچے ہو کیا جانو نہ یہاں عقل کام دیتی ہے نہ علم جو جانتا ہے وہ جانتا ہے یہ بڑا موزی پکا جن ہے میں ہی اس کو خوب جانتی ہوں کئی دفعہ سنا ہوا چکا ہے ابھی چار روز کی

بات ہے کہ تمھارے مکان میں جو کرایہ دار رہتے ہیں اُن کی پرزاد
 جو صورت نوجوان بچی کو اُس نے دھڑکڑاتا تھا میں ہی سار کی تھی
 جو اس سے اُس کا پیچھا چھوڑا یا جان بچا کر یہاں آیا ہزار بسوہ وہی
 ہے اگر یہ سب علامتیں ہوں تو اور خدا کرے وہ نہ ہو مجھے بھی تو
 ناکون چنے چباننا پڑیں گے لیکن اب کی موت کو جیتنا چھوڑتی بھی
 نہیں جہاں ملے گا سدا کے لیے خاک درخاک کر دوں گی یہ ہو
 بیٹیوں کا جیتانے والا غارت ہو خدا اس کا منہ کالا کرے سو اٹکٹا
 بے غیرت ایک ایک پر عاشق ہوتا پھرتا ہے کہیں مل جائے تو مزا
 چکھا دوں بڑا دھڑکا مجھے اُس بچی کا ہے کہ اس کا کورا پٹا چاندی
 شکل تیرہ چودہ برس کا سن پھول سا بدن بھولا بھالا چہرہ سادی وضع
 اچھوتی طرح ہے کہیں یہ آگ کا سوختہ اندھیرے آجائے اُس کے
 بُرا چاہنے والے کو آنچ نہ پہونچائے میں قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی
 ہوں آج مری کل دوسرا دن شیطان کے کان بہرے اگر یہ نگوڑا
 اچھا چھکا ہاتھ نہ آیا اور میرے بعد اُسے ستایا تو پھر کون میں مودی
 کی روک تھام کرے گا جو چاہے زک پہونچائے جو چاہے رنگ
 دکھائے زندگی میں اس کی درد سنا بنالوں نہیں قبر میں ٹرپوں گی زمین
 سے پیٹھ نہ لگے گی اور ایک حساب سے اس موت کا بھی حق بجانب
 ہے خدا نے میری اُس پیاری جان کو بنایا ہی ایسا ہے اُسکی صورت
 کا کیا پوچھنا جس کے دیکھنے کو ہر صبح و شام آفتاب و مہتاب آئین اور

دو وقتہ اپنے دل کی لگی بجھائیں جب ایک دو روز کو بھی چاند نہیں آتا ہے اُسی غم میں گھٹ جاتا ہے مان باپ ہر ہر قدم پر آنکھیں بچھاتے ہیں عزیز صدقے قربان جاتے ہیں غیر جی جان سے پیار کرتے ہیں اپنی جان میں ایڑی چوٹی پر سے تار کرتے ہیں مرد تو مرد میں عورت ہو کر اس بڑھاپے میں ٹھوکرین کھاتی دو وقتہ روز دیکھنے کو جاتی ہوں ایک آدھ بات کی پاس بیٹھی آس پاس پھری بلائیں لین دلائیں دین اور چلی آئی جس دن نہ جاؤں دیوانی ہو جاؤں خدا اُس کے حسن و جمال میں دن دوئی رات چو گئی بڑھتی کرے عورتوں کی ناک اور لکھنؤ کی جان ہے جس محفل میں ٹبعا دوسرا گھر اُس کے گرد آ بیٹھے کیا اچھا نصیب اس کا ہو گا جس کے گھر یہ پری بیاہ جائے گی“

سیر صاحب اس دورنگی تقریر سے بڑھیا کے سحر میں پھنس کر بیچ اوٹھ میں لٹک گئے حکیم کی طرف جاتے ہیں تو یہ ہاتھ سے نکلی جاتی ہیں اُن کو پکڑتے ہیں تو حکیم صاحب کے ہاں جانا رہا جاتا ہے چونکہ اُن کی باتوں میں مزا اور جادو بھرا تھا یہی مناسب سمجھے کہ ان علامتوں کو پہلے دیکھ کر ٹیری بی — سے کچھ کہہ سن لوں پھر حکیم صاحب کے پاس جاؤں یہ سوچ کر انھیں اپنے کمرے میں بٹھایا اور گھر میں تشریف لائے مجھے نہیں خبر مگر ٹیری دیر تک انھوں نے مجھے دور سے دیکھا اور جانچا پھر سب حال پوچھا بڑھیا کے کہنے کو بلا تشبیہ آیت و حدیث سمجھ کر کوٹھے پر گئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپ نے جو جو فرمایا وہ

سب ٹھیک پایا یہ بھی خیال نہ کیا کہ منہ پر تعریف کرنے سے اترا جائے گی وہ سکرانی اور کہا کہ ہاں جانی ہم نے بال و صوب میں تھوڑی سفید کیے میں خیر اب تم ہمارے کہنے پر عمل کرو گے؟ بولے جی ہاں کہا تو اچھا اب ہم کل آئیں گے یہ وقت تو ہماری پیاری جانی کی زیارت کا ہے اس وقت تو دنیا اندھیر ہے کچھ نہیں ہو جانی دیتا اندر سے دل لوٹ رہا ہے آنکھیں بے نور ہو رہی ہیں ایک نظر آسے دیکھ کر آنکھیں سینک آئیں تو دل ٹھہرے اور آنکھوں میں نور آئے میر صاحب تعریف منکر لوٹ پوٹ تو ہو گئے ہیں گر شرم کے مارے کچھ کہتے ہیں بتا بات ہونٹوں تک آ کر لپٹ جاتی ہے بڑھیا تاڑ گئی ہے کہ تیر نشانے پر بیٹھ چکا لیکن دل کا مضبوط ہے اس سے اثر نہیں ہوتا یا انیلا اور گھینگلا ہے کتے شرماتا ہے اور اس میں بھی یہی دونوں باتیں تھیں اس وقت تو بڑی بی بی کہتی ہوئی چلیں کہ اس موئے دل نے مجھے اور تنگ کر رکھا ہے کیا مجال ہے جو ذری دیر ہو جائے اور وقت آیا اور اس نے بلبلاناڑیا پٹھر کنا شروع کیا سچ ہے محبت بُری بلا ہے گھر کے جانور تک تو اس پر دم دیتے ہیں ہر وقت اسی میں آنکھیں لگی رہتی ہیں کیون نہ ہو خدا کی قدرت کا وہ بھی تو نمونہ ہے اس پر سیرت ایسی نہیں کہ بات کرنے کا وہ ڈھنگ کہ ہنسی کلی بکتا معمول شرمائے طوطے کے پنجرے کے پاس گئی اور وہ قید غم سے آزاد ہو گیا کیا پر کھول کھول کر بولتا ہے

کیسا باغ باغ ہو جاتا ہے اُس کے آئینہ سے گال سامنے آئے اور تو تانا
 طوطی بن گیا بکری دین میں (کر کے جان دے دیتی ہے ادھر کھول دیا
 اور اس کے ساتھ ہوئی رات بھر یا ننتی پڑی قیامون پر لوٹا کرتی ہے
 ایک بات ہو تو کون فیرون کو اپنا کر لینا کوئی اس سے یکھ جائے
 کمرے سے زینے تک جاتے جاتے بڑی بی نے میر صاحب کو پر سب
 تنایا دس دفعہ اٹھیں دس دفعہ بیٹھیں خدا خدا کر کے دفع دفان ہوئیں
 اُن کا جانا اور میر صاحب پر آفت آنا سرشار اور بے خود ہو کر رہ گئے
 ذرا تھوڑا سی کا خیال تھا اُس کا سامنے سے ٹلنا اور ان کا ناگ
 بدلتا اُلٹی پلٹی سانسین لینے لگے اور چپکے چپکے ہارے کے نعرے
 شروع ہوئے بڑی خرابی اور دقت سے رات کا می صبح کو وہ آفت
 ناگمانی کی طرح پھر موجود دس باتیں ادھر کی کہیں ایک آدھ بات
 سیرے نفع کی بھی کہہ دی پھر ایک تعویذ دیا کہ اسے پانی میں گھول دینا
 وہی پانی پلانا کچھ روک ٹوک نہیں جس کا چاہے وہ پانی پیے اثر
 انھیں کو ہو گا کیونکہ انھیں کے نام پر لکھا گیا ہے شام کو میں ایک
 گنڈا دون گی وہ اُن کی کمر میں باندھنا کل ایک سری منگا رکھنا مگر کالی
 بکری کی ہو پانچ روز دو وقفہ آکر بڑی بی نے گنڈا تعویذ کیا بکری کی
 زبان میں کیلین بٹھو کیں ایک نقش زمین میں دفن کیا پھر گلے کے
 تعویذ دیے دہلیز کے نیچے کچھ گڑا دیا کورا چراغ جلوایا چولھے میں
 ایک اینٹ دبوائی جس پر ہر وقت آگ سلگا کی پھر کہا میان سنا

خبردار کسی کا غڈ پتر کو کھول کر نہ دیکھنا ورنہ آلٹ ہی پڑے گا پھر مجھے کچھ بھی نہ ہو سکے گا ادھر تو قاعدے سے علاج شروع ہوا حکیم صادق نے ہندی کی چندی پوچھی بال کی کھال کھینچی مطلب پر پونج کر پوری تشخیص سے علاج کیا جو دوسرے ہی روز سے نفع دکھانے لگا نام ہوا بڑی بی کا میر صاحب کو اُن کا ایسا اعتقاد تھا کہ پتھر کی لکیر ہو گیا جو جو انھوں نے کہا وہ کیا کیسی شرع تراکیا علم و فضل ایک پری کی محبت میں دیوانے ہو گئے پہلے تو بڑھیا نے لینے کے نام سے کافون پر ہاتھ رکھا تھا جیسے ہی میرے سنبھلنے کی خبر پائی اور اُس نے اینٹھنے کا رنگ باندھا یہ ہوتا اور وہ ہوتا چلے کھینچا جاتا زکوٰۃ دے کر میں ایک عمل تمام کر ڈالتی تو ہمیشہ کو نجات ہو جاتی پہلے تو میں اُسے بند کروں گی ذرا دہنہا کر پاک صاف ہو جائیں تاکہ اس کا زور کم ہو اور دوبارہ قابو نہ چلے پھر شیشے میں اتار کر وزن ہلکا کرونگی دوسرا چھو نہیں سکتا ہاتھ لگایا اور غضب آیا اور پھر خود دریا پار لے جاؤنگی اور رات کو بارہ بجے توپ آؤں گی بڑی محنت ہے کچھ ٹھکامہ ہے میرا سن اس کھکیڑ اٹھانے کا تھوڑی تھا لیکن کیا کروں ان بی صاحبزادی نے نہ مانا جاؤ جاؤ لے لے کر کے مجھے یہاں بھیجا اپنی محبت کی وجہ سے میری جان عذاب میں ڈالی اس کا بھی میری محبت پر دوکھ ہے اُن سے کیا مطلب نہ اُن پر مرتی نہ ایسا ہوتا اب تو ہاتھ ڈالا اوصور اکیونکر چھوڑا جائے پھر ان کا سامنا کرنا ہے کچھ بنتا نہیں

بعضی بات ایسی گوگو کی ہوتی ہے کہ نہ کہتے نہ کہتے نہ سکوت کرتے
 اچھا پھر ایک کام کرو کاغذ لو میں جو جو چیزیں لکھو اور وہ چیزیں لکھو اور وہ
 مجھے یہ درد سری کہان کہ ایک ایک سودا خریدتی پھر دن اپنی ٹانگیں
 توڑوں میرا صاحب علم کے بندے تھے فلم ہاٹ لے بیٹھے کاغذ اٹھا لکھنا شروع
 کیا اور این سکہ کا تھان آدھ پاؤ پھول وار لو لکھیں کا فور دی پوری
 چلتی کہیں سے ٹوٹی پھوٹی نہ ہو پاؤ بھر گول کوڑیاں بان اگر کا عطر
 جس میں اور کوئی چیز ملی نہ ہو اسی طرح خالص مشک کا عطر چار چار
 تولہ چینیسی کا دو سیر تیل جس کے پھولوں میں ڈنڈیاں نہ ہوں دھوئے
 تیل سوم کی شمع چکنی مٹی کے چالیس چراغ سیر بھروئی جو گنوا ری کے
 ہاتھ کی دھنکی یا تو می اور کاتی ہوئی ہو سو پاؤ بتا سے سو پاؤ برنی
 روز کے حساب سے دو سیر میں سو پاؤ چھوٹی الاچیان پانچ آنے
 روز کے حساب سے چراغی تلخ بادام کی لکڑی جس سے گندلی کھینچی
 جائے گی سفید بے داغ شیشہ شعلہ لکڑی کی ڈانٹ من بھر کوٹے
 دس سیر آٹا یا میدہ دھانی سیر گھی الغرض سب ملا کر کوئی ساٹھ روپیہ
 کا تنہا سا لٹکا تھا میرا صاحب چیزوں کے نیچے رقمیں بھی لکھتے چلے گئے
 اور بوکھلا ہٹ کے مارے ایک کے دو دو جوڑ کاٹھ کر پانچ ادھر سو
 کا حساب لگایا پھر اس کی مشکوں کو دیکھ کر یہ سہل معلوم ہوا کہ میرے
 سر کے جن اتارنے کے واسطے یہ رقم خرچ کے کاغذ پر ان کے نام
 لکھ دیں اس لیے گھر میں سے سو سو روپیہ لے جا کر پانچ جیب خاص

سے ملا کر ہاتھ جوڑ کر اُن کے آگے رکھ دیے خوشی خوشی نذر دی اور کہا کہ ہم سے تو کچھ نہ ہو سکے گا آپ سامان کر لین کسی بات میں اگر کچھ کسر رہ جائے گی تو ساری محنت اکارت ہوگی پہلے تو وہ ہلتے سر کو اور ہلایا کہیں پھر اُلٹا احسان کا چھپر رکھ کر منع بنا کر وہ پوٹلی اٹھالی گھر میں جا کر چرندم خوردم کر ڈالا اُن کے نزدیک پہلے بیٹھیں پورے ایک مہینہ گیارہ روز بعد بڑی بی تشریف لائیں مساکر کے کوئی دو پیسہ بھر چنبیلی کے تیل کی ایک شیشی جس میں ایک حصہ مچون کا پانی بھی ضرور تھا میر صاحب کو دے کر کہا کہ اسے رکھو اور حال کہو بیوی نہائیں انھوں نے کہا کہ جی ہاں پر سون انھوں نے غسل صحت کیا بڑی بی نے سر ہلایا یعنی مہین معلوم ہے ان بندہ خدا کو اُن کے اس علم و خبر پر اور زیادہ یقین بڑھا پھر منہس کر کہا کہ اپنے ہاتھ سے بارہ قطرے اس تیل کے اُن کی چنیا پر ڈال دینا معلوم ہو گا کہ آگ لگ اٹھی وہ گھبرا کر اُن کا پیچھا چھوڑ دے گا بھاگ کر یہاں آئے گا سو اس شیشے کے اور کہیں جگہ نہ پائے گا میں اس کا منہ اُدھر کیے ہو تیار بیٹھی ہوں لے جلدی جاؤ ابھی مجھے بڑے بڑے کام ہیں وہ بوکھلائے گھر میں آئے اور تیل میرے سر میں لگا یا تیل کا پڑنا تھا کہ سچ مچ معلوم ہوا کسی نے آگ لگا دی سارا سر جلنے لگا ہزار ہزار ضبط کرتی ہوں نہ ہو سکا آخر کو کہہ بیٹھی کہ یہ کیسی بلا سر میں چھونک دی وہ یا تو تالو میں تیل کھپا اور سر سہلا رہے تھے یہ سنتے ہی شیشی لیکر کا فور ہوئے بڑی بی

نے وہاں اتنی دیر میں سوا منہ شیشہ پانی اور بالوں سے بھر کر ڈانٹ لگا کر لکھیا لیا اور کپڑے سے پانی پونچھ کر کمرے کے اندر رکھ چھوڑا کچھ گوگل کچھ بال کچھ چمڑا آگ پر رکھا جس کی چراہند اور بد بولنے سارا گھر سڑا دیا میر صاحب جو آئے تو دماغ کے لالے پڑے ناک بند کیے کمرے میں پہنچے دیکھا کہ بڑی بی لکچھ سینٹ سمیٹ رہی ہیں اشارہ سے انھیں آنے کو منع کیا وہ اُلٹے قدم باہر گئے رات کو بڑی بی اُس شیشے کو دونوں ہاتھ سے پکڑے کلیجے سے لگائے باہر نکلیں پیٹ میں سانس نہیں سہاتی تھی بوجھ سے مری جاتی تھیں باہر نکل کر کرسی پر لا کر دے مارا اور کہا کہ موٹے کو جلا بھنا کر خاک میں ملا دیا سارا زور کم کر ڈالا اُس پر اتنی بھاری لاش ہے کہ کمرے سے یہاں تک آتے آتے شل ہو گئی گوشتی پار جانے میں تو مر مر جاؤں گی میر صاحب کے دل میں آیا کہ ذرا میں بھی تو دیکھوں بڑی بی نے بند کر کہا کہ تنہا ابھی جی چاہتا ہے اچھا آنکھوں پر پٹی باندھ کر یا منہ پھیر کر اٹھا دیکھو وہ دل کی بات پہچان جانے سے ادب بھی گرویدہ ہو کر مرید بن جانے پر تیار ہو گئے غرض کہ اُس شیشے کو اسی طرح سے اٹھایا بڑی بی کو اُس کی ڈانٹ پر لپٹنے کو کچھ نہ ملا اُن کا رومال پڑا تھا وہی لے کر اُس پر انھوں نے پیٹ دیا کہ منظم سے وہ رومال لائے تھے میں نے اس کے ایک کونے پر پھول بنا کر اُن کا نام کٹھ دیا تھا اسی طرح ہر رومال پر ایک ایک نام کڑھا تھا بڑی بی نے

اُن سے پوچھا کیون کچھ بھاری ہے ایک تو اتنی شیشہ دو سرے
 ملبب پانی سے بھرا ہوا کیونکہ بھاری نہ ہوتا میر صاحب کے اعتقاد
 نے اُسے اور زنی کر دیا کہا کہ جی ہاں بہت بھاری ہے بولیں دیکھو
 یہ سن اور یہ بوجھ اٹھا کر اتنی دور لے جانا پھر نہ مزدوری نہ دھنوری
 یہ کہہ کر بٹوا کھول کر چکنی کا چورا اور تبا کو کھلایا ایک صافی مین پانچ چار
 گلوریان لمپی تھیں انھیں کھولا چوما چاٹا آنکھوں سے لگایا پھر تبا کر دیا
 پھر آپ ہی پوچھا کہ پان کھاؤ گے دیکھو کیا یاد کرو گے عمر بھر تو نہ کھائے
 ہوں گے تم بھاری خاطر ہے وہ بیچارے پان کا مزا اور ذائقہ کیا جانیں
 جو دے دیا وہ کھالیا دوسرے تبا کو نہ کھاتے تھے نقطہ دو وقت کھانے
 کے بعد پان کے عادی تھے اس گلوری کا کھانا تھا کہ پسینہ آگیا پانچ
 سات بیگی پان کتھا چونا ڈھیروں الاچی چکنی کا چورا کیوڑے اور شک
 کی خوشبو وہ مزا ملا کہ پان ہو چکے کے بعد بھی ہونٹ چاٹا کیسے بڑی بی
 جب جانے لگے لیکن تو چار گلوریان اُن کے پاس اور تھیں وہ بھی بے لین
 اور اس شرط سے کہ روز دیا کرنا یہ نہیں کہ مزا ڈلوا کے اراگ ہو جاؤ
 بڑی بی نے کہا کہ روپیہ خرچ ہونے سے بھی یہ پان نہیں نصیب ہوتے
 ہوشیوں کے ہاتھ کے ہیں کہ باتیں اُنھوں نے پوچھا معلوم ہوا کہ
 بڑی بی کی چاہتی جمیل النسا بیگم صاحب کی بنائی ہوئی گلوریان
 تھیں ادھر تو بڑی بی میر صاحب سے رخصت ہوئیں دریا کے بہانے
 بیری والے مکان مین ہمسائی کے ہاں پہنچیں اور ادھر عابدہ بیگم نازل

ہوئیں والان مین پردے کے اندر اک درے کے دروازے سے
 لگی ہوئی بیٹھی مین اور ادھر جمیل النسا اور بڑی بیٹھی راز و نیاز
 کر رہی مین آج انھوں نے پورا قصہ بیان کیا مگر کچھ نام و نشان کسی کا
 نہ تھا بعد اس کے شیشہ دیا کہ اسے کہیں اچھی جگہ رکھ کر بھول جاؤ
 انھوں نے کوٹھری مین لے جا کر الماری کے ادھر چور خانے مین اندر آ
 کر دیوار سے لگا کر آٹھ مین رکھ دیا پھر پانوں کی بات چیت ہوئی تیل
 کا ذکر آیا جن کو بند کرنے کا حال کما جتنی دیر عابدہ سلیم بیٹھی رہی یہی
 باتیں سنا کہیں چلتے وقت گلے سے لگا کر بڑی بی نے تسلی دی اور کہا کہ
 گھبرا نا نہیں فقط انھوں کی سوئیاں باقی رہ گئی مین مین سب اپنا
 کام کر چکی وہ ایسا کچھ شرمیلا مرد ہے کہ کسی طرح سے مکمل ہی نہیں چکا
 قصہ کرتا ہے اور رہ جاتا ہے کل مین الاپچیان پڑھو کر لاؤں گی
 وہی پان مین تم دیا کرنا وہی چاروں مین یہ ساری شرم جاتی رہی
 مین ابھی کہہ کر چھپر سکتی ہوں لیکن اچھا نہیں مزا تو جب ہے کہ وہ لے
 اور مین انکار کر دے ہاں ہاں کہہ کر جمیل النسا نے انھیں رخصت کیا
 کنڈی بند کی پھر سیدھی کھڑکی کی راہ ہماری طرف آئیں جب عابدہ
 کو ادھر نہ دیکھا تو پھر اپنے ہاں گئیں اور والان مین اک درے
 کے قریب انھیں بیٹھا دیکھ کے حواس جاتے رہے گھبرا کر پوچھا کہ
 ہائیں تم یہاں کب سے بیٹھی ہو ان صاف گونے کہہ دیا کہ بڑی دیر
 ہوئی جمیل النسا کے دل پر ایک چوٹ پڑی اور دیر تک حیرت و سکوت

میں کھڑی رہیں اس پر عابدہ بیگم نے کہا بھی کہ کیوں میرا بیٹھنا کچھ ناگوار ہو تو میں چلی جاؤں وہ ایسی بے خود تھیں کہ اس کا بھی کچھ جواب نہ دیا عابدہ بیگم ان کی یہ سجا حرکت خلاف عادت دیکھ کر یہ کہتی اور مسکراتی اٹھیں کہ امی لوسیوی تم خفا نہ ہو میں جاتی ہوں ان باتوں نے ان کی حیرت کو اور زیادہ بڑھا دیا عابدہ کھڑکی سے نکل کر کنڈی لگا کر وہیں کھڑی ہو رہیں اور کسی خیال سے نہیں فقط اس وجہ سے کہ دیکھوں یہ اس وقت کہیں مجھی سے تو کچھ رکی ہوئی نہیں ہیں اور اگر رکی ہیں تو کس خطا پر وہ ان اٹھوں نے ان کا مزہ لیا کہ سبحان اللہ تم تو خوب آدمی ہو نہ کچھ سنو نہ دیکھو میں تو اُدھر معمولاً بیگم سے باتیں کر رہی ہوں اور تم نے عابدہ بیگم کو سر پر بٹھا رکھا سیر میں جو ہوش گئی ہوں اٹھوں نے کہا کہ میں کیا جانوں تمھاری صحیحی میں کون ہے کون نہیں ہے تمھیں چاہیے دیکھ بھال کے باتیں کرو اُلٹا چھڑا اچھپر رکھتی ہو مجھے کیا خبر کہ کیا ہو رہا ہے ایک نو درمیں پردا پڑا ہوا دوسرے سنی کم ہوں دیر تک جمیل النسا بیگم بیٹھی ہوئیں مان کو اُٹھنے دیا کہیں پھر اپنے مقام پر آگیا کہ اب یہاں رہنا صلاح نہیں اقتاد سے آدمی مجبور ہے آمد و رفت لگی رہے گی خا خدا کر کے تو مولائی آتی ہیں مہینوں میں اتنا سہارا ملا ہے آسرا لگائے آج تک بیٹھے تھے اُٹھ ہی جانا مصلحت ہے نہ انکھ جھپے گی نہ راہ رسم میں فتور پڑے گا آپ ہی دیوار میں چھبید کیا راہ کھولی آپ ہی چھب پالگائیں یہ بھلا کوئی بات ہے منع کر نہیں سکتے

اپنے ہاتھ سے اینجن چھوڑ گھٹین میں پڑنا میل ملاپ میں برمول لینا
کس خدا نے کہا ہے یہاں کے رہنے میں کام اور صور رہے گا بدنامی
اٹھائیں رسوا ہوں اور پھر بیکار نہ بیل سڑھے چڑھے نہ آنسو
پچھیں وہ سنتی نہیں قرنا پھونکا جائے سارا محلہ سنے جب اُنھیں خبر ہو
ابا جان آئیں آج ہی تو پیام دیتی ہوں کہ یہاں سے اٹھ چلے عایدہ گیم
یہ سب منصوبے سُکھ ہو نہ لٹکائے منہ منہ تھوٹھائے میرے پاس
آئیں میں نے کہا خیر تو ہے کیا ہوا کہا جی کچھ نہیں شاید ہمسائی کو
اس وقت میرا جانا ناگوار لگتا رہتا تھا کہ اٹھ جاؤں گی میں نے
کہا کہ یہ کیا بات یا تو وہ زور ازوری یا یہ بے نکلی ابھی تھوڑی دیر
ہوئی کہ جمیل النسا بیگم تمھیں پوچھنے کو یہاں آئی تھیں تمھارے
اُن کے کچھ بات چیت ہوئی سہی سہا کا معاملہ تھا کیا تھا کیا کہا
کہ جی کچھ بھی نہیں میں اُن کی امان جان پاس بیٹھی ہوئی تھی ایک
بڑی بی مولا بیگم برقع اوڑھے وہاں آئیں اور دیر تک اُن سے
باتیں کیا کیں کہ میں نے یوں اُتو بنایا اور یوں روپیہ لیا تمھارے
ہاتھ کے پان کھلائے گنڈے تعویذ دے شیشے میں جن کو بند کیا
جن کو سچ مچ جن سمجھے حالانکہ اُس میں پانی اور بالوتھی تمھاری
تعریف کرتے کرتے میں نے اُن کو مدھوش کر دیا سو روپیہ چلے
کھینچنے کے نام سے لے لیے چیزیں وہ اڑنگ بڑنگ لکھو ادین کہ
اُن کے فرشتوں کے ہاتھ نہ لگیں اب کچھ دیر نہیں فقط حجاب ڈھونڈنے

کا عرصہ ہے دین خاک نہیں سمجھی کہ ماندہ کون تھا علاج کس کا ہوا
 ا تو کون بنا جن کیسا شیشہ کہاں کا پاں کس نے بنائے کس نے
 کھائے سنا بیشک سب کچھ لیکن جب سمجھ ہی میں نہ آیا تو سنا نہ سنا
 برابر وہ جو ادھر سے گئیں مجھ کو بیٹھے دیکھ کر تصویر ہو کر رہ گئیں جس
 سے صاف کھل گیا کہ ہمیں سے چھپنا منظور تھا تو ہماری ہی باتیں
 بھی تھیں لیکن میں نے اس پر بھی کچھ نہیں کہا سکراتی ہوئی اپنے
 گھر چلی آئی ہاں یہ ضرور کہا کہ تمہیں میرا بیٹھنا گوارا نہیں ہے تو تو میں
 جاتی ہوں امی لیجیے وہاں تو بات ہی یہی نکلی کھڑکی بند کر کے ٹھہری
 رہی اُنھوں نے میرا بدلا اپنی اتی سے لیا وہ تو دھڑے اڑا تین
 مگر بارہ آواز نکلنے اور بھید کھلنے کے خیال سے وہ بیٹھیں اب تو یقین
 ہو گیا کہ دال میں کالا ہے آپ کا میرا اور اسی گھر کا ذکر تھا۔ عجب
 نہیں جو دو لٹھا ابا سے وہ بڑھیا ملی ہو میں نے کہا کہ نہیں بہن اُن
 بیچارے سے کیا مطلب کہا وہ مطلب کیوں نہیں جتنی باتیں اُسے
 اشارے کنایہ میں کہیں میں جانتی ہوں سب اُنھیں کی نفیس بھلا آپ
 کا غر حساب کا تو دیکھیے سو روپیے اگر کسی تاریخ میں لکھے ہوں تو
 وہ مولیٰ ہی لے گئی ہے میں نہس کے چپ ہو رہی دوسرے دن صبح کو
 کھڑکی کھولی گئی اور جمیل النساء آئیں میں نے اُن سے کہا کہ بہن کسی
 نے تمہارے بہنوئی کو ابھار دیا وہ کھڑکی کے پیچھے پڑ گئے دو چار روز
 وہ یہاں اور میں اگر عایدہ صابرہ تمہاری طرف نہ آئیں تو تم اور کچھ اپنے

اپنے دل میں خیال نہ کرنا میں نے اُن سے کھڑکی بند کرنے کو کہا یا
 ہے اس لیے اُن کی بھی راہ روکی گئی ہے وہ سُن کر چپ ہو رہیں
 اچھا بُرا کچھ نہ کہا میں یقین جانتی تھی کہ میرا صاحب اب گانون پر
 تشریف لے جائیں گے وہاں ایک ہفتہ گزر گیا اور وہ جانے کا
 نام نہیں لیتے باہر مولا بیگم میں اور خاطر مدارات رات دن وہ
 جمیل انسان کی کہانی بیان کرتی میں اور وہ سُن سُن کے عیش عش
 کرتے میں جب روز کا یہی دکھڑا آئے دن کا یہی چرچا ٹھہرا اور آدمی
 بھی برابر آیا جایا چاہیں ایک دفعہ غلام علی نے بھی سنا اب تو اُس کو
 دل لگی ہو گئی روز بڑی بی کے پیچھے پیچھے سایہ کی طرح رہنے لگا سب
 بھید لے کر ایک دن اُس نے رحمت کو بلایا اور کہا کہ بواجی صاحبزادی
 کو کچھ خبر بھی ہے مردار مولاروز یہاں آکر میان کو درغلانتی ہے پہلے
 دعا تعویذ کا حیلہ تھا اب پوری کٹنی ہو کر نسبت ٹھہراتی ہے پردن
 پڑوسن کی لڑکی کی باتیں کیا کرتی ہے سنتے سنتے وہ بھی پھسل چلے
 ہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کے پھندے میں پھنس جائیں بلا کی عورت ہے
 رحمت نے کہا کہ بھیا میں تیرے صدقے ذرا مجھے اُن سے ملاقات
 کرو ادینا میں اپنی لڑکی کا حال پوچھوں گی مگر میرا پتہ نشان نہ بتانا
 اور تمھاری بات میں سب آج ہی تو بیوی سے کہتی ہوں کہ آپ بیٹی کن
 خیالوں میں ہیں ذرا روک تھام کیجیے غلام علی نے چلتے وقت بڑھیا
 سے کہا کہ ایک عورت تم سے ملنا چاہتی ہے اور بڑا ضروری کام ہے

ذرا اٹھ جاؤ تو میں اُسے لے آؤں بڑھیا کو بتا دے کہ غلام علی نے کمرے
 میں بند کیا اور دولت کو پکار کر چپکے سے رحمت کو بلوایا اور چنچ کر کہا کہ
 ذرا تم پر دے پاس کھڑی رہو میں ابھی آیا مولانا پتھرے میں بند تھیں
 خبر نہیں کہ کیا ہو رہا ہے وہ تھوڑی دیر پھاٹک میں کھڑا رہا بربنوا
 رحمت کو آتے دیکھا پھاٹک کھول ساتھ ہولیا کمرے میں لے گیا دونوں
 کو ملوایا ہماری رحمت بھی علامہ روزگار تھیں جن کی نوکر تھیں بے نام
 بتائے اُن کی برائیاں شروع کر کے اپنی بیٹی کا حال کہا ایک روپیہ
 چڑھایا درپردہ میرے مزاج بدلنے کی درخواست کی پوچھا کس کی نوکر
 ہو کہا بیوی ایک شہزادی ہیں تم میرا کام کرو تو میں تھیں وہاں بھی بچوں
 انھیں دو باتوں کی بڑی آرزو ہے ایک چننا سا میان دوسرے پھندنا
 بچا جو کھوگی وہ کرین گی جو مانگوگی وہ دین گی یہاں کہاں آتی ہو اُس نے
 اجنبی جان کر دبی زبان سے کچھ کہا مگر گول گول رحمت نے کہا کہ معقول
 وہاں بھی بات چیت ہو چکی ہے اور ادھر تم بھی ٹانگیں توڑ رہی ہو مگر
 میرے نزدیک تو بیکار کی دوڑ دھوپ ہے اللہ رکھے اُن کے کروڑ مال
 مال کے آگے دوسرے کو میرا صاحب کیوں پوچھیں گے لیکن بیوی خدا
 کے لیے کہیں اُن سے نہ کہہ بیٹھا ورنہ میری جان کے دشمن ہو جائیں گے
 اور سو امیرے دوسرا اُس راز کو جانتا نہیں میں ہی پھا پھا کتنی ہوں میرے
 روزگار پر نہ پانی پھر جائے چار روپے کا سہارا ہے ایک ٹپس لگی ہے
 لڑنے موئے پڑ موئے کا نقشہ ہے تمھارے بڑھاپے اور روز کی محنت پر

خیال کر کے مین نے کہا کہ انھوں نے اچھی دودھڑ گار کھی ہے ادھر
 اُن کے پھانسنے کی تدبیر کی ہے دودھڑ دوسری جگہ سٹے سٹے لٹا رہے مین
 اچھے آدمی معلوم ہوتے ہیں بڑی بی بوارحمت کے قدموں پر گر پڑیں اور
 کہا کہ بیوی مین سرانکھوں سے تمھارا کام کر دوں گی لو یہ اپنا روپیہ لو
 بلکہ پانچ روپیہ کی مٹھائی اور تھیں دون گی تم آٹھ روز گاؤ گھپ مین یہ
 بات ٹال دو پھر مین یکسوئی کروں گی تمھارے کہنے سے آج یہ راز کھلا
 مین بھی کتنی تھی کہ اگر سو برس کے بوڑھے کے آگے مین اس طرح سے
 کسی عورت کی تعریف کرتی تو وہ بھی مشتاق ہو جاتا یہ بندہ خدا کیسا آدمی
 ہے کہ سنتا ہے اور ٹال جاتا ہے کسی طرح دل نہیں سمجھتا یہ سبب تھا کہ
 ادھر ہزاروں کے دارے نیارے ہوتے مین پھر شاہزادی مین عورت
 بھی بڑی نہ ہوگی۔ رحمت صورت عورت اُن کی دس بیس ہزار مین
 ایک ہے اور روپیہ کی تو گنتی نہیں ہزاروں کیسے لاکھوں کو بڑی بی۔
 میری بیوی مین صدقے وہ شاہزادی مین اُن کے ہزاروں گاہک ہو جائیگے
 یہ ایک غریب کی لڑکی ہے ثواب کا کام ہے تم اسی کی بات ہو جانے
 دو۔ رحمت واہ واہ اور میرا فائدہ ہو یا تمھ سے جانا رہے گا اُسکا زودار
 کون ہے بے واسطے تو مین نے یہ کام سر پر لیا نہیں کچھ تو اپنا نفع دیکھا
 ہوگا۔ بڑی بی ہان بیوی یہ تو سچ ہے ادھر تو ڈھاک کے مین پات
 مین نہیں مین تم سے وعدہ کر لیتی دو چار سو تک البتہ مین دلو سکتی ہوں
 اور سو پچاس اپنے پاس سے دے نکلوں گی۔ رحمت پھر کب ناقبت

کا وعدہ کل تک میں اپنے گھر پر اور ہون پر سون چلی جاؤں گی آٹھ روز کی تو شمشیر لے کر آئی تھی مولا بیگم میں کل ہی اس کی تدبیر کرتی ہوں تم گھبراؤ نہیں رحمت سر پر پانوں رکھ کر پہلے بھاگیں اور مولا آٹھ کر سیدھی پھر کوٹھے پر پہنچیں سر پر کڑ کر نڈھال ہو کر بیٹھ رہیں میر صاحب مولا کو پھولا لگا دیکھ کر گھبرائے نہرا نہرا پوچھتے ہیں کچھ نہیں کہتیں منت خوشامد کرا کے بولیں کہ آج مجھے بڑا غم ہے میری پیاری مجھے بچھڑتی ہے اُس کے چچا نے بلا بھیجا ہے وہیں شادی ٹھہرائی ہے اب کا ہے کو وہ چاند سی صورت دیکھوں گی میں تو ساتھ چلی جاتی مگر کیا کروں بے بس ہوں گوڑی ناٹھی نہیں پیچھے لٹ بھر لگی ہے یہ کہہ کر رونے لگیں میر صاحب نے کہا کہ آخر کوئی صورت اُن کے یہاں ٹھہرنے کی بھی ہے کہا کہ ہاں ہے کیون نہیں کہیں شادی ٹھہ جائے ان کو لکھ بھیجیں کہ جس لیے بلاتے ہو وہی بات جب نہیں تو آکر کیا کریں مگر شادی کہاں ٹھہراؤں کس کے پاس جاؤں کون ایسا سخی داتا ہے جو اس وقت میرے آڑے آئے اور سر سے یہ بلا لٹائے میر صاحب نے کہا سخاوت کا یہاں کیا کام ہے بڑھیا نے کہا کہ اُسکی آتو داتوں، اب باہر جا کر کسی رئیس کے یہاں نوکر ہوئی ہے اُس نے یہ بس بویا ہے وہ بھی تو آتی ہے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھے پانسو روپے آنھوں نے دیئے کہے ہیں میر صاحب جھپ سے بول اٹھے کہ اچھا وہ روپیہ اس کو دے دو اور کہو کہ تمہیں اپنے کام سے کام ہے

روپیہ لو گھر کو بلا دو گیا تمھاری نسبت تمھاری مل گئی و مولابگیم کون دیگا
 میر صاحب (شرما کر) ہم دین گے و مولابگیم (میر صاحب) کل مگر۔
 مولابگیم اگر مگر کیسا۔ میر صاحب پہلے جیسے مگر اُس کے عاجز کرنے سے
 بول اٹھے کہ ہمارے ہی ساتھ نسبت تمھارا دینا و مولابگیم (مولابگیم) ادا
 ساتھ وہ کیون راضی ہونے لگیں چوٹیوں بھرے کباب دیکھ لگی
 لکڑی تو ہو رہے ہو لیکن میں تا مقرر زور لگاؤں گی۔ میر صاحب
 زور و زور میں نہیں جاتا وعدہ کرو تو اسی وقت روپیہ دیتا ہوں (مولابگیم)
 روپیہ تمھاری زبان پر ہے کیا میں جانتی نہیں لیکن وعدہ کیونکر کروں
 نہ راضی ہوں تو جھوٹی پڑوں تم سے پھر چار آنکھیں ہو سکیں گی۔
 میر صاحب تم چاہو گی تو سب ہی کچھ ہو جائے گا نہ راضی ہونا کیا معنی
 مولابگیم تو اچھا کل پر رکھو میں اُن کے مزاج کی ذرا تھاہ لے لوں
 میر صاحب چپ ہوئے پھر کہا کہ میں کل پر سوں نہیں جانتا جو کچھ
 ہو اسی وقت ہو جان پر کھیل کر تو میں نے ایک بات کہی ہے کل
 خدا معلوم یہ ارادہ رہے کہ بدل جائے اس فقرے پر بڑی بی سمجھ
 کہ بیشک دوسری جگہ بھی بات چیت ضرور ہے ایسا نہ ہو کہ وار
 اچٹ جائے سچ ہے جو کچھ ہو بھی ہو کہا کہ یہ تو نئی ضد ہے اچھا روپیہ
 تو منگو او وہ جلدی اٹھے اور الماری کھول پورے چار سو گن دیے
 باقی کے لیے گھر میں آئے مجھے کہا کہ سو روپیہ کی ضرورت ہے میں نے
 کنبان پھینک دیں خوشی خوشی روپیہ لے گئے پورے پانسو لے کر

وہ اُدھر کھسکین میر صادق گھر میں کھانا کھانے آئے بڑی بی کے دلپر
 تو چوٹ پڑی تھی اسی وقت غلام علی سے کہا کہ بھتیجا ذرا ان بیوی کو پھر
 بلا دینا وہ اسی طرح کمرے میں اُن کو بند کر کے یہ کہہ کر باہر نکلا کہ آپ
 بیٹھیے میں کھانے کو پوچھ لوں تو جاؤں ڈیوڑھی پر جا کر بوارِ رحمت کو پکارا
 وہ اُس کے ساتھ باہر پہنچیں بڑی بی نے پوٹلی اُن کے آگے کھسکادی
 کہ لو بیوی یہ تو اس وقت موجود ہے اور آگے اور بھی خدمت کی جاوے گی
 رحمت پہلے کچھ رکین پھر یہ کہہ کر اٹھالیا کہ اب تو میں اقرار ہی کر چکی
 ہوں خیر بہتر آٹھ روز تک بالکل زبان بند رکھوں گی مگر اس مدت
 میں تم اچھی طرح راضی کر لینا کہ وہ ایک طرف ہو رہیں مولانا ہان کو کہے
 وہاں سے رخصت ہو گئیں جب وہ جا لیں تو بی رحمت گھر میں آئیں
 اور چپکے چپکے روپیہ رکھ کر ملی ہوئیں قابو ڈھونڈنے لگیں کہ میر صاحب
 جائیں تو سب حال کہیں وہ بیٹھے ہی ہوئے ہیں کہ دروازے پر رونے
 کی آواز ائی کوئی دوڑا گیا معلوم ہوا کہ رحمت کا گاہک ہے وہ گھبرا
 ہوئی گئیں اُن کی لڑکی نے بلایا تھا برسہا برس بیمار رہ کر سیکے میں آئی تھی
 اس کا غیر حال تھا رحمت نے کچھ دیر ٹالا جب میر صاحب نہ ملے
 تو رخصت لے کر سوار ہو گئیں وہاں پہنچیں تو اس کا آخری وقت
 تھا انھوں نے رونا شروع کیا اُس بیچاری نے انتقال کیا وہ تو
 جا کر اُدھر پھنسین صبح کو بختاوردو لھن اور سطوت آرا بیگم پھر آئیں وہی
 دکھڑا چھیڑا میں نے وعدہ کر لیا کہ اچھا میں اب آکر آپ کی گتھی کو

بھی سلجھا دوں گی جمعہ ٹھہرایا گیا دن بھر رہ کر وہ سوار ہو گئیں تیسرے دن جمعہ نکھار میں تو اُدھر گئی یہاں بی مولا جان نے میر صاحب کا عقد کر دیا اور اتفاق سے میرے جانے کے دوسرے دن نہ دیکھا ہفتہ نہ دیکھا اتوار جمعہ کا نکاح ہفتہ کا طلاق سا نکھار یہاں ہو کھلا ہٹ کے مارے ہفتے ہی کو نکاح ہو گیا کعبہ کی نیو بھی بگتے ہی کو پڑی تھی مہر پر کچھ بات بڑھنے کو تھی کہ بی مولا نے جمیل النسا کی مرضی سے اُس بحث کو بھی موقوف کیا شرعی مہر نہ رہا جمیل النسا تو یہ خوب سمجھ چکی تھیں کہ پانچون انگلیاں گھی میں سر کر اہی میں بے پھر وعدہ وعید قول قرار کرتا کیسا وہاں میان صاحب فقط پندرہ روپیہ کے مالک تھے اُس میں سے بھی پانچ ساجدہ کے تھے اور دوس اُن کے میں آٹھ روز وہاں رہی اور اصغر کے ساتھ سطوت آرا بیگم کی لڑکی کی بات ٹھہرا دی بڑا قصہ چکا جمعہ کو پہر دن رہے میں گھر پر آئی تو ساجدہ بیگم کو دیکھا رو کر وہ گلے بلیں اور مامدگی میں اپنے نہ پہنچنے کا غار کیا سر شام شہر یار دو لھا بھی آئے ایک مدت سے نہیں آئے تھے یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں دولت باہر والے کوٹھے والا کمرہ جھاڑ کر بہت سے کاغذ لائی کہ ردی چھانٹ دیکھیے تو میں گھڑے میں ڈال دوں اس میں فرماشی کاغذ نکالو جو مولا بیگم نے میرے چھپٹے کے علاج کے لیے لکھوایا تھا میں اُسے دیکھ رہی ہوں کہ غلام علی نے دولت کو پکارا وہ باہر گئی کہا کہ میری دالے مکان

کے کرایہ دار اٹھے جاتے ہیں کچھ کرایہ تو ان کے ذمے نہیں ہے
عابدہ بول اٹھیں کہ کیوں ہے کیوں نہیں دیکھو میں کا غدر دیکھتی ہوں
کا غدر دیکھ کر انھوں نے کہا کہ پورے پانچ مہینے کا کرایہ ہے یہ دن
چھوڑ کے میں چاہتی ہوں کہ منع کروں وہاں دولت اسے پیام دے
آمین اس نے جا کر اسباب روکا ہمسائی کا لڑکا بگڑنے لگا اس کو تو
زور ہی کچھ اور تھا غلام علی میرے بل پر اکڑا اور کہا کہ ٹیڑھے تر چھ
کسی اور سے ہونا میں کھڑے کھڑے روپیہ لے لوں گا اس نے کچھ
سخت سست کہا غلام علی نے لکڑی سیدھی کی ادھر تو ان سے
جھگڑا ہو رہا تھا اور ادھر عابدہ یہ کہتی ہوئی کوٹھری میں پہنچیں کہ
دیکھو تو ان سب کی بے مروتی آٹھ روٹے انھوں نے اسی لیے
کھڑکی بند کر لی تھی چلتے وقت بے اعتنائی کی کیا ضرورت پڑی تھی
ہائین یہ انھوں نے منہ کیون چھپایا میں بھی یہ سن کر باہر نکلی دولت
سے کہا کہ ارے بوا غلام علی سے تم نے کچھ اور تو نہیں کہہ دیا اُسے
کہا جی نہیں بویو بی نے بتایا تھا وہی کہا میں انگنائی تک یہ سنتی
ہوئی آئی ہوں کہ عابدہ ادھر سے پریشان نکلیں اور کہا کہ باجی امان
ہمسائی کے لڑکے سے کوئی ہمارا آدمی لڑ رہا ہے کرایہ کرایہ کئی
دفعہ میں نے سنا ان کی امان جان بڑا بھلا کہہ رہی ہیں کھڑکی ادھر
سے بند ہے میں نے بھائی شہ یار دولہا سے کہا وہ باہر گئے
بیچ بچاؤ کیا لڑکے کو سمجھایا اور کہا کہ بھئی یا روپیہ دیا اسباب

چھوڑ جاؤ۔ لڑائی بھڑائی کیسی بھلے آدمیوں میں کہیں ایسی باتیں ہوتی
 ہیں غلام علی تو چپ بھی ہو رہا لڑکے کا غصہ کسی طرح کم نہیں ہوتا۔
 شیر کی طرح سے آسے دیکھ رہا ہے دور سے بیٹھا کھائے جاتا ہے
 سر ہلاتا ہے اور لٹکاتا ہے گھورتا ہے اور رہ جاتا ہے جب غلام علی
 نے دو چار مرتبہ دیکھا کہ وہ رہ رہ کر ہونٹ چبا رہا ہے اس وقت
 پھر وہ اٹھا اور کہا کہ سیان جاؤ پندرہ روپیہ ڈھیٹے کرو نہیں ساری
 بیخی کر کر رہی ہو جائے گی غصہ دھرا رہ جائے گا میں نیلی پیلی آنکھوں سے
 ڈرنے والا نہیں دھکیان اپنی پھر کے لیے رہنے دو کسی لونڈے
 لاڑھی کو دکھانا وہ تباہ کر مزدوروں پر تھلا یا کہ ارمان تم اٹھاؤ بھی
 کہنے دو ایسے بہت سے بھونکا کرتے ہیں غلام علی بھی جھنجھلایا اس
 کی ایک ایک جھڑپ ہو گئی وہ لپا ڈکی کو تیار تھا پھر شہر بارہا
 بیچ میں کود پڑے اور کہا کہ ارمان کچھ عجیب طرح کے آدمی ہو
 بڑے بہت چھٹ اور جھگڑا لومعلوم دیتے ہونچھیں بڑا سا دیتا ہے
 تو روپیہ کیوں نہیں دے دیتے وہ بیچارہ نوکر آدمی صاحب مکان
 سے کیا جا کر کہے گا خواہ مخواہ کی تو تو میں میں کرتے ہوں نہ اس سے
 غیرت آتی ہے نہ سمجھائے کا اثر ہوتا ہے اس ٹھکانے سے کیا ہوگا
 نہ وہ طرح دے سکتا ہے نہ اُس کی اختیار سی بات۔ بے لیے
 تو وہ نہیں ملے گا اسی چوکسی کا نوکر ہے تم روپیہ کے عوض اپنی آبرو
 بیکار مصنیٹ دیتے ہو کوڑک بانگے نہ بتو تہا نہ دکھاؤ سبھی طرح سے

کہو ہاں کیا کہتے ہو روپیہ نہ دو گے جب ایک سے دو ہوئے اُس وقت وہ سٹپٹایا اندر گیا ہاں سے کہا آخر اُنھوں نے روپیہ دیا بھائی شہر یار دلو! وہ روپیہ لے کر گھر میں آئے اور ساری حقیقت بیان کی غلام علی وہیں ڈٹا بیٹھا رہا جب سب اسباب اُٹھ گیا گھر میں پہونچا کھڑکی کھولی دولت کو آواز دی مکان کو جھاڑ اکوڑا کر کٹ پھینکا دروازہ بند کر آیا پھر دھڑکی پر آیا عابدہ مکان خالی ہونے کی خبر سنتے ہی پھر اُدھر گئیں دل شیشے میں لگانھا چور خانے سے اُسے لے کر میرے پاس آئیں میں جو دیکھتی ہوں تو رومال میر صاحب کا ہے کسی ضرورت سے دولت دروازے پر گئی غلام علی کو دیکھا کہ بیٹھا ہوا زڑ مار رہا ہے پوچھا پوچھے کے پاس آکر کہا کہ بوا دولت اُنھوں نے تو میان کے ساتھ اپنی لڑکی بیلا بنے کی تدبیر کی تھی ایک کٹنی اُن کے ہاں آتی جاتی تھی جو پہلے دعا توید کے بہانے کھسی پھر نسبت کا پیام دیا خوب ہوا اُٹھ گئے بڑے پا جی معلوم ہوتے ہیں اُس نے آکر مجھے خبر دی یہ سنتے ہی دل پر ایک چوٹ لگی اور بے تردد یقین آ گیا کہ آہا ہا یہی باتیں اُس دن عابدہ نے سنی تھیں اسی سے میر صاحب نے گانون پر جانا چھوڑا اب کیئے آج حال کھلا کچھ دیر میں نے سکوت کیا تھا کہ ساتھ ہی اچھے مین پھر سنبھالا اور یہ خیال گذرا کہ جو حق بچوں کا ہے اُسے بچانا چاہیے میں نے ساجہ بیگم سے کہا کہ بہن تمہارے بھائی تو خوشی خواہاں ہیں یا مینوں گانون پر رہتے ہیں یا مینوں نہیں

جاتے تھے اپنے میان کو بھیج دو تو اچھا ہے وہ راضی ہوئیں میر صاحب
اب رات کو بارہ بجے آنے لگے آئے اور باہر سو رہے نہ گھر سے کام
نہ مجھ سے دوسرے دن میں نے سب مکانوں کے کاغذ لکھ کر ایک
ایک مکان اپنی لڑکیوں کو دیا اور شہر یار دو لکھا سے کہا کہ بھائی ایسا
کاغذ کرادو کہ بعد میرے کچھ جھگڑا فساد نہ ہو اور جاتی زندگی کا کچھ
اعتبار نہیں اور گانوں کے کاغذ میں ان سب کے نام لکھ کر برابر کی
تقسیم کر دو انھوں نے کاغذ لکھا ایک ہفتہ کو میر صاحب نے عقد کیا
دوسرے کو یہ کاغذ لکھے گئے فقط بڑا مکان جو مجلسرا کے نام سے
مشہور تھا وہ رہ گیا جب شہر یار دو لکھا کاغذ لکھ چکے تو بھائی سے
ذکر کیا انھوں نے کہا کہ شاید یہ صلاح آپ نے دی ہے شہر یار دو لکھا
جی نہیں میں نے تو نہیں صلاح دی ہاں آپ کی بہن نے دی ہے
کہا خیر کوئی ہوا چھی بات ہے انھوں نے کہا تو آج آپ کو بھی ٹھہرنا
ہوگا رجسٹری ہوگی کہا بہتر لیجیے سہ پہر کو پخت و پز سے کاغذ ہو گیا سب
جمع ہیں کہ جمیل النسا کا بھائی آیا اور سب حال دیکھ بھال کے
گھر گیا ساری کیفیت بیان کر کے کہا کہ آج دیان مکانوں کی لکھا
پڑھی ہو رہی ہے جمیل النسا کا تو دم نکل گیا کہ ہے ہے یہ کیا ہوا
جب تک میر صاحب جائیں جائیں انھوں نے اپنے تین گھونٹ
گھونٹ کے رکھا ان کا جانا تھا کہ وہ دن بھر نہ آنے کا چھوڑ رکھ کے
ابل پڑیں رہے آٹھ روز کی دھن نقصان ہمارا بیٹیوں نے لکھ وہ وہ تانسا

کہ بھاگتے رستہ نہ ملا میر صاحب کو تو کم رغبتی اس سے ہوئی کہ ندوہ پری
 نکلیں نہ حور آدمی کا بچہ تھیں جوانی تھی تو وہ کی گھڑی کی بیگم صاحب
 کو کچھ اپنی غلط تجویز پر غصہ کچھ ان مکانوں کا حال سن کے خربہ کچھ غلام علی
 کے تقاضے اور زیادتی کا رنج آخر کریدنیان کر کر کے انھوں نے میر صاحب
 سے قبلوا چھوڑا کہ بیگم کی جائداد تھی انھوں نے اپنے بچوں کے نام مکانوں
 اور مکان لکھ دئے یہ سنتے ہی اُن کے چہرے پر ہوا نیان اڑنے لگیں
 اور اُسی وقت سے مولائی تلاش ہوئی جب وہ پکڑ آئیں تو ان سے
 رو رو کر اپنے حال کا مرثیہ کہا وہ اٹھی ہوئی میر صاحب کے پاس گئیں
 اور ادھر ادھر کے جھانسنے سے دے کر اس بات پر راضی کیا کہ تم
 بڑا مکان لکھ دینے کا قول دو اور کچھ تنخواہ کرو میر صاحب نے اپنے
 دس روپیہ کا نام لیا مولائی چھین چلائیں انھوں نے پندرہ کر دیے پھر چھین
 کو دین میں کیے ہوتے ہوتے تیس روپیہ تک نویت پہنچی بی مولائی
 نے اور ہاتھ پاؤں پھیلا نا چاہے تھے کہ انھوں نے قسم کھائی مولائی
 چپ ہو رہیں پھر کہا کہ اچھا دس روپیہ اپنے کھانے اور مالک کے اور بیٹا دو
 نہیں بہت بڑا ہوگا میر صاحب دھمکی میں آگئے اور وعدہ کر لیا پندرہ
 کے مالک تو تھے ہی سات روپیہ کرایہ مکان کے آتے تھے اٹھارہ
 کی یہ فکر کی کہ کہا راو خد شکار چھڑا دوں آخر میرے لیے نوکر میں اولیٰ ہو گئیں
 بیگم ہر طرح سے تنخواہ دین گی میں سوار ہو کر نکلون چاہے جو تیان
 چٹھنا پھروں بی مولائی نے اُن سے گما وہ مالک بھوں کی طرح کر رہ گئیں

یہاں تو چو طرفہ سے سمیٹ کر چالیں کی بھرتی کی گئی وہاں خطرے میں بھی نہ آیا خیر اس روز میر صاحب کو آٹا نہ ملا دوسرے روز پھر قید کیے گئے پیر کو بڑی خرابی سے تھوڑی دیر کی رخصت ملی منہ زوہ نہیں آئے مین کہ رحمت آئین بندگی کر کے میری اور لڑکیوں کی بلالیں لین پھر سیدھی اناج والی کوٹھری میں چلی گئیں وہاں سے ایک مشکلی لے کر تختوں کے پاس آئیں اور روپیہ نکالی کر میرے آگے رکھ کر کہا کہ انکے بیویوں میں میری نبیڈ بھوک اڑ گئی تھی لڑکی کا منہ رنج سب بھول گئی آپ میں جان لگی تھی اور ان روپیوں میں دھیان نہ آتا کہ اناک چلے تو ان کی کہانی کون مین نے کہا کہ یہاں کون غیر ہے تم کو وہ ساجدہ بیگم کی طرف دیکھ کر چپ ہو رہیں انھوں نے اٹھنے کا قصد کیا مین نے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور رحمت سے کہا کہ ان سے پردہ کیا رحمت نے ساری روداد بیان کی ساجدہ بیگم کی تو رنگت اڑ گئی اور عابدہ صابرہ نے رونا شروع کیا اتنے میں شہریار دوٹھا آئے اب تو ساری باتیں آئینہ ہو گئیں مین نے عابدہ اور صابرہ کو تسمین دے کر گلے سے لگایا آنسو بوجھے تھو تھو کر کے ایک ایک کور و کا تھا ما ہے کہ میر صاحب شریف لائے ساجدہ بیگم پٹ سے بول اٹھیں کہ بھائی صاحب آپ کہاں تھے سارے گھر کو تشویش رہی کہہ کے جایا کیجیے وہ کچھ ہاں ہون کر کے رہ گئے باہر سے کہا روں اور خدائے گارون کو سو قوت کرتے ہوئے آئے تھے

تنخواہ اُن کی مجھے ملتی تھی جب وہ برطرف ہوئے تو سلام بندی
 انھوں نے کھلو ابھیجا اور کہا کہ سرکار سے کہو ہماری خطائیں بخش
 دین محرمی خانم نے پیام دیا میں لاعلم تھی پوچھا ارے کس نے
 چھڑایا کیون جانتے ہیں وہ پھر دوسری گئیں کہا ابھی جانا نہیں
 ٹھہر جاؤ سرکار پوچھتی ہیں کس کے حکم سے جاتے ہو انھوں نے
 بیان کیا محرمی خانم نے مجھے کہا اس وقت مجھ کو کوئی چارہ نہ ہوا
 میر صاحب سے سبب پوچھا اگر بیان میں منہ ڈال کے چپ ہو رہے
 جب دوبارہ میں نے کہا تو فرمایا مجھے پندرہ روپیہ مہینے کی ضرورت
 ہے اس لیے میں نے یہ تخفیف کی شہریار دولہا نے ضرورت کو پوچھا
 میں نے کہا خیر ہوگی اس سے کیا مطلب لیکن خدا نہ کرے ایسی
 تنگی تر نشی بھی نہیں ہے کہ دس میں روپیہ مہینے میں نہ ہو سکیں
 پھر تمھارے لیے تم اُن کو موقوف نہ کرو ایک تو ڈیوڑھی کی رونق
 دوسرے بے سواری کے تمھارا کہیں آنا جانا مناسب ہے اُن
 سے کھلو ابھیجو کہ وہ نہ جائیں یہ سن کر محرمی خانم اُدھر گئیں اور انھیں
 بحال و برقرار رہنے کا حکم سنایا شہریار دولہا نے پھر پوچھا کہ خیر تو ہے
 کہ آخر دو روز آپ کہاں رہے بھابھی صاحب کتنی تھیں کہ مدت بعد
 آپ نے پیٹ سے پانوں نکالے ہیں یہ کیا بات ہے میں نے کہا
 تم چاہتے ہو ابھی بھانڈہ پھوٹ جائے یہی ہے تو بسنو ہاں صاحب
 یہ بی مولا سیدانی کون صاحب ہیں میں نے سنا ہے کہ بڑی صاحب کمال

مین ذرا انھیں بلاؤ تو مین بھی دہنا قدم لون یہ کیسی سیدانی مین جن کے
 ایمان کا ٹھکانا مین بڑی بوڑھی ہو کر یہ تنگنڈے سو روپیہ تم نے اُنکو
 دیے اور انھوں نے شیشے مین آسیدب اتار تمھاری سمجھ مین نہ آیا
 کہ یہ مگاری اور جاسازی ہے پڑھا لکھا آدمی ہو کر ایسا نا سمجھ اور
 نادان بن جائے مین نے مردوؤں کو چھو چھکے کا مقلد مین دیکھا تھا
 عورت مین البتہ ضعیف الاعتقاد مین ذرا مین پھسل پڑتی مین نہ عقل سے
 کام لیا نہ سوچے سمجھے بھوت پریت جن آسیدب کیسا بے اصل بات
 کو سننا ہی کیا ضرورت تھا کھاری کنوئیں مین روپیہ پھینک دیتے خیرات
 کرو تینے وہ اچھا تھا تمکو نہ تمکو لے چو لھے مین جھو کو میرا روپیہ ایسی
 دیسیوں اور مرداروں کے لیے تھوڑی تھا کہ تم نے اس بلا کو دیدیا
 لے ذرا اس کی کرتوت دیکھو ارے وہ شیشہ تو اٹھالانا مال سچو اکر
 مین نے کہا لیجیے یہ وہی جن ہے جو سو روپیہ خرچ کرا کے آپ نے بند
 کرایا تھا یہ تو ناہی کے اس پار گاڑا گیا تھا یہاں کیونکر آیا اب آیا
 ہے تو کیوں بند رہے لاؤ مین اُسے آزاد کر دوں خیر کیا یاد کرے گا یہ
 کہہ کر مین نے اُسے انگنائی مین پھینک دیا پانی جو بہا شہر پار دو لھا
 سنس کر کہنے لگے کہ ہائیں یہ جن تھا کہ برف کا ٹکڑا لیجیے وہ تو گھل کر
 بہ گیا مین نے ہنسر کہا کہ جی ہاں یہ آبی جن تھا تم نے آتش سنے
 ہوں گے اس کو بھی دیکھ رکھو یہ کہہ کر مین نے رحمت کو آواز دی
 میرے حکم سے اس نے ساری روداد بیان کی پھر مین نے وہ روپیہ

منگا کر رکھے میر صاحب بولے کہ رحمت اب تمہیں ہوش آیا پہلے تو وہ فطرت کی اور پھر یہ غفلت دکھائی اُس نے کہا کہ دلہا سب ان خدا کی قسم مجھے وقت نہ ملا مجبور ہو گئی فرمایا کہ پھر اب کیا ہوتا ہے رشتہ کیسے بے راز جنگ یا د آید برکتہ خود باید زد جو ہونا تھا ہو چکا ساجدہ حکیمؒ پر کر بولیں کہ کیا ہو چکا کہا کہ نکاح شادی بیاہ یہ سنتے ہی سب چانون چانون کرنے لگے مین نے ہاتھ سے سب کو روک کر کہا کہ خدا مبارک کرے جو پرانے اس سے کہو ہم تمہاری راحت اور خوشی کے شریک ہیں لے اب تو کھل گیا چھپانا لا حاصل ہے بیان تو کر دو کیونکر ہوا کس سے ہوا میر صاحب نے از ابتدا تا انتہا ساری سرگزشت بیان کی مین نے کہا اس کا تو غم نہیں کہ کیون ہو اگر یہ ملال ضرور ہے کہ تم نے ہمیں دشمن سمجھ کر چھپایا اگر ہم پر پہلے ہی مولا کا آنا جتا دیتے تو دھوکا نہ کھاتے اب بھی کچھ نہیں گیا ہے جو ہونا تھا بقول تمہارا ہو گیا بیوی کو یہاں لے آؤ اُنک رہنے میں مولا کا ساتھ نہ چھٹے گا اور وہ بلائے بے دربان ہے بیوی تمہاری لالچی مین کا زن مکان روپیہ پیسہ دیکھ کر گری مین یہ بات گویا کہ مین اپنے کا دن سے سنی ہوئی کہتی ہوں اگر دہان بٹھا کر سو روپیہ معینہ بھی دو گے تو نظروں مین نہ سمائے گا دوسرے نام انھیں اوگون کا ہوگا چالیس پچاس روپیہ کی تو کوئی اصل نہیں ایک دفعہ فقرے پر چڑھ چکے ہو دوبارہ نہ فریب کھا جاؤ مجھے نہ اپنا خیال ہے نہ سوتا پے کا لال مگر جو کچھ میرے

پاس بزرگون کا صدقہ ہے یہ عابدہ اور تمھاری سب لڑکیوں کا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ آفت روزگار تمھیں پھانس پھونس کر میرے بچوں کی حق تلفی کرائے اور تم دم دھاگے میں آ جاؤ یہاں لے آئے میں نہ کسی کو بہکانے کا موقع ملے گا نہ دو عملے میں تمھارا نشان ہوگا نہ مجھے اپنے بچوں کے خیال سے بھینپی رہے گی آئندہ تمھیں اختیار ہے مجھے بڑا کھٹکا اپنے بچوں کا ہے خدار کھے وارث ہم سب کے تم ٹھہرے تمھیں جب بگڑ جاؤ گے بھڑکانے سے دشمنی کرو گے تو دوست ہمارا کون ہوگا اور فریاد کس سے کریں گے کون ہمارا مددگار ہوگا اور کون اس بیڑے کی ناکھائی کرے گا میرا صاحب نے سب سن کر قسم کھا کر کہا کہ بخدا لڑکیوں کا حق تو میں شانے دلے پر لعنت کرتا ہوں ایک مولائین ہزار مولائین کہیں اب رہا ستخواہ کا دنیا وہ چالیس روپے میں کہہ چکا ہوں میں نے کہا اب بچا س کہہ دو مگر اس شرط سے کہ یہاں آکر رہیں میری اس بات کو سوچو سمجھو صلاح مشورہ کرو تمھاری بہن نہنوئی ہیں ان سے پوچھو کچھ جو اپنے حق میں بہتر دیکھو کرو نہیں جانے دو میں نے یہ بات منہ دیکھے کی محبت سے کہی ہے نہ دنیا داری سے بلکہ تمھاری اور ان بچوں کی بہتری کے لیے نانا دادا باپ ان سب نے کئی کئی محل اور بیسیاں کہیں میں نے انھیں بزرگون کی جایداد پائی تیر کہ لیا یہ بات بھی اسی ترکے میں ملنا چاہیے تھی اور اگر ایسا نہ بھی

ہوتا تو بھی میرا کیا زور تھا تمھاری کوئی اتالیق تو ہون نہیں ہر شخص
اپنی مصالحت کو نیک جانتا ہے اور جو کرتا ہے اپنے نزدیک اچھا
کرتا ہے اگر تم یہ خیال کرو کہ وہ کیا منہ لے کر آئیں گی تو یہ تمھارا
خیال ہی خیال ہے اگر میرا اُن کو پاس و لحاظ ہوتا تو وہ ایسی جرأت
نہ کرتیں جب ہنا پا کر کے اُنھوں نے سوتا پایا کیا تو منہ دکھانے کو
کیا ہوا تم انکے تھلک رہو میں جاؤں مل جل کر صمان بلاؤں اور پھر
یہاں بٹھا رکھوں سب نے ہاں ہاں کی میر صاحب بھی راضی ہوئے
دوسرے دن صبح کو میں وہاں پہنچی اور اسی طریقے اور قاعدے
سے ملکر بے لے چلے چلے آنے کا شکوہ کیا سب کے سب جیسے جیسے
مے تین پر رہ کر میں اُنھیں ساتھ لے کر سوار ہوئی تو دس بجے رات
تک تو وہ گھر میں میرے اور ساجدہ بیگم کے پاس بیٹھی رہیں جب
سونے کا وقت آیا تو میں نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور جان ان کے لیے
آرام کی جگہ بنائی تھی وہاں لے کر آئی میر صاحب کو دیکھ کر کچھ کٹمنائیں
سٹ پٹائیں جی نہیں آپ کہاں لے آئیں نیچے سر میں کہا کین میں نے
سماعت نہ کی ایک کا ہاتھ پکڑ کے دوسرے کے ہاتھ میں دے دیا
اور پلنگ پر بٹھا کر میں چلی آئی وہاں نہیں معلوم گلے شکوے ہوئے
کہ منہسی دل لگی صبح کو جب سب پھر اکٹھا ہوئے تو میں نے جمیل انسا کو
گلے سے لگا کر کہا کہ عیوی تمھارے شرمانے کی کیا بات ہے خدا نہ کرے
آنکھ لگا کے غیرت گنوا کے نہیں آئیں جھینپو کیون مان باپ نے

جس کے ساتھ چاہا بیاہ دیا تمہارے سر کی اور صابرہ کی جان کی
قسم مجھے نہ تم سے رنج ہے نہ تمہارے میر صاحب سے اپنا گھر سمجھ کر
ہنسی خوشی رہو یہ کہیا ناہن کیا اس سے تو وہی وقت اچھا تھا کہ
پہلے تم اپنا گھر سمجھ کر ہر کام میں لگ جاتی تھیں جب اتفاق سے
سچ مچ کا گھر ہوا تو کنارہ کر بیٹھیں نہ ہو بولو چلو پھر اپنے گھر کا کام کاج
کرو یہ نداشت اور خفت کیسی کچھ انوکھی تھیں نہین ہو سیکڑوں لڑکیاں
بیمیوں پر بیاہ گئی ہن روزیوں ہی سمجھا کر ان کو دھیر کیا وہاں تو
جو کچھ تھا بناوٹ کا تھا لیکن مجھے سکوت نہ کرنا چاہیے تھا اس لیے
اُن کو دو چار روز میں کھینچ کھانچ کر قریبی انداز پر لے آئی کسی دفعہ اُنکے
گھر سے آدمی آیا پھیر دیا گیا آٹھویں روز میں نے اُن کو ہمیشہ کے لیے
رہنے کا پیام دیا اور ساتھ ہی اس کے پچاس روپیہ کا لالچ بھی دیا
سن کر پی گئیں پھر کہہ کر میں نے اُن سے جواب مانگا کہ کیا میں امان جان
سے پوچھ لوں میں نے کہا تعجب ہے کہ امان جان تمہاری نفع کی بات
کو نہ منظور کریں کھانا کپڑا میرے ساتھ پچاس روپیہ اُس کے علاوہ
لو جو جی چاہے وہ کرو چاہے گنا بنا و چاہے لٹاؤ آٹھون نے پھر
وہی جواب دیا میں نے کہا کہ دیکھو میں تم نہیں سمجھتی ہو اس میں تمہارا
سب طرح کا نفع ہے غور سے دن میں انشاء اللہ سر سے پانؤن
تک سونے میں پلے موتیوں میں سفیر ہو جاؤ گی اور وہاں رہنے میں
تمہارے پکے کچھ نہ پڑے گا پچاس روپیہ پچاس راہ ہو جائیں گے

جھوٹا کھاتہ میں بیٹھے کے لیے سوتا پے کی جلن گوارا کر دزم گرم اٹھاؤ
دھری تھری اطاعت کرو اور بیکاروس روپیہ اُن کو بھیج دو گی تو
بھی چالیس روپیہ بچیں گے پانچ سو روپیہ سال میں جو کچھ کم ہو گا وہ بھی
میں دون گی انھوں نے پھر نہیں کہا میں نے گلے سے لگا کر بلا میں لیکر
ہاتھ جوڑے سنت کی پیار کیا اس وقت یہ کہا کہ ہم آپ سے کیوں
لین میں نے کہا کہ مجھے اور اُن سے کیسا جو کچھ ہے سب ہی کا تو ہے
جیسے میرا ویسے اُن کا ویسے ہی تمہارا کہا کہ ہاں کوئی آپ کا سا دل
کمان سے لائے ہم تو اُن سے لین دار ہیں میں نے کہا اے وہی تو
دین گے اور نہیں کیا میں دون گی میں کہا میں سے لاؤں گی جو کچھ ہے
انہیں کا ہے کہا اُن کا ہے تو ہمیں دہان دین بیان تو ہزار روپیہ بھی
ہم نہ لین گے میر صاحب بھی سن رہے تھے سنتے سنتے جل گئے اور کہا
کہ بس بیگم اب کچھ نہ کہو دہیں بیٹھ کر لینے دو دیکھیں تو کیونکر لیتی ہیں
میں نے اُن کو روکا کہ تمہارا بیچ نہ تم سے مطرب تم بے واسطے کیوں
غصہ کرتے ہو میں اُن سے کہتی ہوں وہ مجھے جواب دیتی ہیں تمہیں
خدا واسطے غصہ آگیا یہ کہہ کر میں ادھر مڑی اور کہا کہ تم اس کا سوچ
سمجھ کر جواب دینا کہا کہ جی بس سوچ چکی جیسا کیا ویسا پایا اب مجھے
رخصت کیجئے میرا دل گھبراتا ہے اور دم الجھتا ہے میں نے کہا کہ
میں تمہیں رخصت کرنے کو تھوڑی لائی ہوں کہ چار روز بعد چلتا دھندا
کرو بلکہ اس لیے لائی ہوں کہ گھر کی مالک بنو ان بچوں کو اپنا بچا

سمجھو مجھ کو اور عابدہ کو اپنی بہن جانو کبھی کبھار کھڑی سواری گھر بھی چلی جایا کرنا کما تو کیا آپ نے قید کرنے کو بلایا ہے بہن نے دیکھا کہ اس وقت ان کا مزاج ہاتھ سے نکل چلا ہے کچھ کہنا سننا بے فائدہ ہے پھر کسی وقت دیکھا جائے گا طرح دے کر اٹھ گئی اور وہ گردن جھکائے بڑی دیر تک افسوس میں وہیں بیٹھی رہیں پھر کچھ سوچ کر اٹھیں اور کہا کہ اجی جناب میر صاحب ذرا ڈولی کو حکم دیجئے کہ لونڈی اپنے گھر چلی جائے بس سرفراز ہو چکی خوب پھل پائے نہال ہوئی وہ چپ بیٹھے کتاب دیکھا گئے کچھ جواب نہ دیا اپنے نزدیک انھوں نے غصے کو ٹالا وہاں اس خیال سے اور غصہ آیا کہ انھوں نے ہماری بات سن کر اوڑادی ددڑی ہوئی گئیں اور دونوں ہاتھ سے سر پکڑ کر اونچا کیا اور کان میں زور سے کہا کہ اجی حضرت میں آپ سے کہتی ہوں اب بھی سنا کہ نہیں انھیں یہ حرکت خلاف طبع گزری اور زور سے ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا پھر اپنا منہ چھڑا کر کہا کہ عجب بیہودہ اور نالایق ہو یہ کونسا بات کا انداز ہے کہا کہ جی بہت بجا ہے بڑے ہودہ تو آپ اور آپ کی بی گھر سی بہن جن کی ریٹون پر آپ پلتے ہیں اور جو آپ کا کیا نباہتی ہیں دن کی امان جان یہ سننا تھا کہ وہ تھر تھر کانپنے لگے اور بہن کو آواز دی کہ لہذا اس ملعونہ شقیہ کو میرے سامنے سے دور کرو نہیں تو میں ایک منہ کے چار منہ کر دوں گا وہ دوڑیں اور جلدی

سے دونوں کے بیچ میں کھڑی ہو گئیں اُن سے کہا کہ میرے بھیا آپ باہر چلے جائیے عابدہ نے منکر مجھے خبر دی میں دوڑی گئی ادھم دھولن سند بھاو میں مل کر اُن کو دالان سے باہر لے آئے عابدہ اور صابرہ نے کہا کہ کوئی باہر آیا ہے اُن کو اس بہانے سے اُدھر ٹالاجیل لٹا نے چکون پہکون رونا شروع کیا اور اسی میں میرے منع کرنے اور سمجھانے پر غفا ہوئیں ہاتھ جھٹکا دوہڑ مارا اسی افراتفری میں اُن کی امان جان کی ڈولی نازل ہوئی میر صاحب نے باہر ہی باہر روکا اور غلام علی سے کہا کہ رحمت کو بلا کر کہو کہ جلدی اس بلا کو گھر سے نکالو اور خبردار ڈولی نہ اترنے پائے ورنہ مجھے برا کوئی نہیں اُنھوں نے جو یہ سنا پردہ اکٹ چلچلاتی ہوئی نکلیں اور گھر میں گھسین پھر تو مان بیٹھوں نے ملکر وہ وہ ادھم مچایا سے کہ خدا کی پناہ کوئی دقیقہ لڑائی جھگڑے کا اٹھانہ رکھا گیا لیون کی بچا اور کو سنون کی بھر مار کر دی سب ٹل ٹل گئے میں اور رحمت بیٹھی رہ گئی دروازہ بند کر دیا تھا کہ کہیں میر صاحب یہ باز کے سے چھلکے ادھیڑتے نہ دیکھ لیں سنتے کا کوئی علاج نہ کر سکی منع کرتی تو وہ دونوں ملکر مجھے مارتیں میر صاحب باہر ٹل رہے تھے اس ہنگامہ کی صدا سنتے ہی ڈیوڑھی میں آگئے اور دروازہ دھب دھپایا پھر چلائے چیخے رحمت نے سنا وہ گئی تھیں وہیں دے کر اُنھوں نے دروازہ کھلوایا اور مجھے قریب بلا کر کہا سب کو

لے کر کمرے میں چلی جاؤ جلدی جاؤ خبردار جو بیان ٹھہرین خود باہر جا کر
تینوں آدمیوں اور پانچوں کماروں کو حکم دیا کہ اندر گھس کر ان بلاؤں
کو باہر پکڑ لاؤ اور اندر سے پھاٹک بند کر دو آدمی گھس آئے اور
غلام علی نے اُن پر اپنا چادر اڈال کر دونوں کو ایک میں چھپا لیا
اور لیٹ لیٹ لپاٹ کھینچ کھانچ ایک ڈولی میں ٹھونس دیا پردہ
چھوڑ کر اپنا چادر اٹھینچا کماروں کو آواز دی وہ پردہ اُلٹ کے
پھر نکلی پڑتی تھیں کہ غلام علی نے دوڑ کر باند کی ڈوری سے
چو بندری کس دی ڈولی اُدھر گئی میر صاحب گھر میں آئے ہم سب
باہر نکلے گو یہ حرکت میر صاحب کی میرے خلاف طبع گذری مگر
کچھ کہنا مناسب سمجھ کر سکوت کیا دیر تک سناٹا رہا اور ایک
دوسرے سے نہ بولا میں نے اپنے دل سے اتنی دیر میں جو باتیں
کہیں وہ یہ ہیں کہ ہا افسوس ان نیکی بخت بیوی نے کیا بے جا غصہ
کر کے اپنا کام بگاڑا ہے پہلے ہی سوچ سمجھ لیا ہوتا میں نے تو
کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اُن کو ہر ایک بات بری ہی معلوم
ہوئی اب کیونکر اصلاح ہوگی اس وقت تو غصہ آگیا کل اپنی
اپنی جگہ پر دونوں کو ندامت ہوگی میں نے کچھ چاہا تھا اور اُن کی
زبان اور طبیعت نے کچھ کر دکھایا اپنی آنکھوں کی قسم جو میں نے
کسی اور وجہ سے اُن کے یہاں رہنے کو تجویز کیا ہو خدا بہتر جانتا
ہے جو میرا ارادہ تھا ہائے افسوس کہ وہ ناتمام رہا کیا کروں جو

دونوں پھر ایک جگہ ہون کہیں وہ اپنے دل میں یہ نہ سمجھیں کہ انھوں نے اپنے گھر لے جا کر مجھے ذلیل کرایا اسی پاک پروردگار تو خوب واقف ہے کہ میرے دل میں بدی نہ تھی انھوں نے آپ اپنا کمیل بگاڑا درحقیقت دونوں کو بے طور غصہ آگیا ہے جس کا علاج دشوار ہے میں تو یوں بھی موجود ہوں کہ وہ پچاس روپیہ مہینہ مجھے دیا کریں باقی سارا گھر آپ لیں اگر ان کو میرا ساتھ نہ منظور ہوگا تو میں دوسرے مکان میں چلی جاؤں گی ان کی خوشی مجھے ہر طرح منظور ہے ایک بات کی ہے تو انجام تک پہنچائیں جھوٹا کھاتے ہیں میٹھے کے لیے اس کا بھی سامان کیے دیتی ہوں کہنے میں بڑی بدنامی اور رسوائی ہوگی ایک تو جان بوجھ کے مکھیوں کے چھتے کو چھیڑا جب شہد نکلنے کا وقت آیا تو ہاتھ کھینچا ہائے کیونکر ان کے دل میں اپنا دل ڈالوں میں اپنے دل سے یہ کہہ رہی ہوں اور طبیعت نہایت پریشان ہے کہ بھائی شہریار دولہا آئے سب کو منتشر اور بدحواس دیکھ کر میوی سے پوچھا ساجدہ بیگم نے رب حال دہرایا مگر چھکے چھکے ایک دفعہ میر صاحب نے سر اٹھا کر اپنے بہنوئی سے کہا کہ بھئی آج عجب طرح کی واردات لگدی اول سے آخر تک سا کر کہا کہ بھائی میں تو اب دہان جاؤں گا نہیں تم کسی طرح سے جا کر ان لوگوں سے میرا چھٹکارا کرادو بڑا احسان ہوگا اپنا منہ لیں میرا چھپوڑ دین بلا سے کچھ روپیہ زیادہ اٹھ جائے

لیکن اب اُن کا سامنا نہ ہو عمر گزری آج تک اس مکان پر ایسا ڈنگا
فساد نہ ہوا تھا خدا شاہد ہے کہ مجھے سخت غلطی ہوئی مولا چڑھی مارنی
نے بڑا جال پھیلایا بڑے سیانے کو پھنسیا یا اس لگاتار کے پھندے
میں آکر کیا میرا بُرا دُرد سا ہوا ہے لا حول ولا قوۃ اپنی حماقت پر آپ
رنج ہوتا ہے لیکن کیا حاصل شہر یا ردو لھانے تو چُپ سا دھی مین نے
کہا ان باتوں کا حال کسے معلوم تھا مردوں میں چار نکاح خدا کے حکم
سے حلال ہیں تم نے کوئی نئی بات نہیں کی تھی شیطان کے بیچ مین
کو دپڑنے کو کون جانتا تھا کیا بات تھی کیا ہو گیا مجھے اس وقت سے
یہ رنج ہے کہ میں اُنھیں لائی کیوں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے دل میں یا انکی
مان مجھے بانی فساد ٹھہرائیں مجھے اس قرار اُن کا پاس تھا کہ زیادہ
سمجھا یا بھی نہیں دو ایک دفعہ کہہ کہہ کر اُنھیں کی عقل پر چھوڑ دیا کہ بہن
تم خود غور کرو اگر میری بات تمھارے حق میں سب طرح سے بہتر
اور مفید ہو تو قبول کرو نہیں جانے دو خدا معلوم وہ اس میں عیب
کیا سمجھیں اور میرا نفع کیا دیکھا جو کسی طرح نہ سُنا نہ ماننا تھا نہ ماننا خدا کی
قسم مجھے اُن کے بے پردہ کر کے نکالے جانے پر انتہا کا ملال ہے
بس نہ تھا کمرے میں پھڑپھڑا رہی تھی اپنی بہن سے پوچھو کہ اُس وقت
میرے چہرے کا کیا حال تھا اساجدہ بیگم، حال کیا دشمنوں کے منہ پر
مردنی چھائی ہوئی تھی رنگ مٹی ہو گیا تھا میرا صاحب نے سب کی
شکر کہا کہ وہ اسی قابل تعین جیسا اُن کے ساتھ کیا گیا اور اب جو

مناسب ہو گا وہ کیا جائے گا۔ ساجدہ بیگم۔ ہاں مزاج تو انکا کچھ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے بھابھی جان آپ کی بلا پریشان ہو کیا مفت کی جان ہے کہ ایسی ایسی مرد اردن کے لیے ہاکن کیجیے ہو گا بھی شہر یار دولہا جی ہاں کچھ اور باتیں کیجیے یہ کلمہ درد بان تھا کہ غلام علی نے پکارا رحمت گئیں معلوم ہوا کہ تھانیار اور برقتنار آئے ہیں۔ شہر یار دولہا اور میر صاحب باہر گئے وہاں اُن مان بیٹوں نے جو جو منہ میں آیا لکھوا پورا دفتر انھوں نے پڑھ کر سنایا میر صاحب نے جو اصل بات تھی صاف صاف کہہ دی اُنھوں نے کہا کہ ذرا آپ بھی تکلیف کر کے چلے چلیے میر صاحب کچھ شرماتے تھے شہر یار دولہا ساتھ ہوئے تھانے سے رات کو سب پھر کر آئے معلوم ہوا کہ تھانہ دار نے دھوکے دھڑی دے کر پچاس روپیہ مہینہ اُن سے قبلوایا اُس وقت نہ قبول کرنے کا سبب پوچھا وہ کیا بتائیں تھانہ دار خفا ہوئے اور کہا کہ ایک عالی خاندان شخص کو آپ لوگ بدنام کرنا چاہتے ہیں ہزار دفعہ عرض ہو اُن کے گھر میں رہیے آپ کے گھر میں ایک چھنی نہ ملے گی جاؤ جی ڈولی بھاؤ باپ بھائی بھی ساتھ تھے اُنھوں نے سب کو دتکار بتلائی اپنا اپنا منہ لے کر وہ ادھر گئے اُن کو تسکین دے کر ادھر روانہ کیا میر صاحب کے بار بار کہنے سے شہر یار دولہا نے اُن کے سسرے کو پیام دیا اُنھوں نے جواب صاف دے کر ٹالاجب طلاق اور مُردینے کے بارے میں تھانہ کا زور ڈالا گیا تو اُنھوں نے مجبور ہو کر وعدہ کیا دن بد

مولایم صاحب اُن کو سوار کر کے لے چلین باپ بھائی پہلے سے
 کہا روں کو پتا دے کر چلے تھے وہ بیٹھے بیٹھے مجبور ہو کر اُٹھ آئے اور
 ڈولی نہ پہنچی مولایم کو لے کر اُٹگین مدتوں تلاش رہی ڈھونڈھیا
 پڑی کہیں پتا نہ لگا مان باپ روپیٹ کر بیٹھ رہے پھر تھوڑے دن
 کے بعد شہر یارو دولھا خبر لائے کہ وہ کسی رئیس کے گھر میں ہیں ایک
 چلہ کھینچ کر وہاں سے بھی نکل بھاگین در بدر خاک بسر بھرین نت نیا
 پانی دانا روز نیا پنجرہ نیا خانہ رہا آخر کو کھلے خزانے اڈا بنا کر ایک جگہ
 بیٹھ رہیں باپ دادا کو بدنام کیا نام بدل کر اپنا کام کیا کسی طرح میں
 اُن کا نہ اس جگہ کا نام لے سکتی ہوں نہ کچھ پتا دے سکتی ہوں بولوی تھا
 نے جو اپنے دل سے عہد کیا تھا اس کے بموجب مہر کا روپیہ الگ رکھ
 چھوڑا تھا پورے تین برس کے بعد شہر یارو دولھا کی دوڑ دھوپ سے
 وہ مشکل حل ہوئی اور طلاق پڑھا گیا تین مرد اور چوتھی عورت کے ہوا
 کسی پر یہ حال نہ کھلا جب فارغ البال ہو چکے تب مجھے معلوم ہوا وہ
 بھی شہر یارو دولھا کے ذریعے سے اس ذکر سے جہان تک نہ غیرت
 پکڑی جائے وہ تھوڑی ہے خدا ہر بلا سے بچائے اس سانچے یا حلوئے
 کے بعد میر صاحب تھوڑے دن بہت سلامت رومی سے چلے بعد
 چنانچہ اُنھوں نے لگی ہوئی طبیعت کو اکھیڑنا اور بڑھتی محبت کو
 پھر گھٹانا شروع کیا پھر اگلے دہم نے قابو پا کر اُن کو ستایا اور لڑکیوں
 کی طرف سے طرح طرح کے خیال اُن کے اکھڑے دل میں پیدا کرنا شروع

کیے جس سے وہ بالکل اور ہو گئے از سر نو بدل گئے اگلی دفعہ سے بھی کچھ زیادہ ضبط نے گھیرا اسی زمانے میں دونیک بخت مان بیٹیاں بیری والے گھر میں کرایہ کو آکر رہیں ان کی بھولی بھالی باتوں سے سب بچوں کا نہایت دل بہلتا تھا علی الخصوص صابرہ کا اور اس حالت میں کہ زکیہ کھیلتی کودتی تھکتا رہے (ہفتہ) میں چٹ پٹ ہو گئی تھی جب عابدہ بیگم کی شادی شہر یار دوٹھا کے چھوٹے بھائی سے ہوئی تو میں نے کوٹھے پر ان کے رہنے کے لیے کمرہ سج دیا یہ کمرہ باہر والے کمرے سے ملا ہوا تھا اور دیوار میں الماریوں کے اوپر بڑی بڑی کھڑکیاں تھیں آواز باہر نکلنے کے خوف سے جو وہاں بیٹھتا تھا بہت چپکے چپکے بات چیت کرتا تھا کہ باہر مردانے میں کوئی آواز نہ سنے ایک دن صابرہ بیٹھی ہوئی ہے کہ میر صاحب کے ہم محلہ رمال کرایہ دینے کو آئے مولا بیگم تو ان کو سبق دے کر ڈھل مل یقین بنا ہی چکی تھیں میر صاحب نے اپنے ہاں لڑکیاں ہونے کا شکوہ کیا وہ کچھ خجوم بھی جانتے تھے میں سمجھ گن کر کہا کہ اب بھی تو لڑکی ہی ہوگی کنیا راس ہو کہ بائیں میر صاحب پھٹ سے کہہ بیٹھے کہ میں وہ ڈر باہی پھونک دوں گا نہ کھنڈری ہوگی نہ جوین پڑیں گی صابرہ کو یہ سن کر اس قدر قلق ہوا کہ بھرا ہوا دل لے کر ہمسائی کے ہاں گئی اور کونے میں بیٹھ کر خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی وہ دیکھ کر دوڑی آئیں مجھے کہا کہ بیوی تم نے بٹیا کو کیا کہا جو اس نے رو رو کر جل تھل بھرے ہیں

مین نے حیرت سے کہا کہ مین کہاں وہ کہاں آپ کے سر کی قسم جو
 مین منہ سے بھی بولی ہوں وہ گھیرائیں اور کہا کہ پھر خدا نہ کرے دیوانی
 ہو گئی خدا واسطے رو رو کر جان ہلکان کیے ڈالتی ہے مین نے ہنسر
 کہا کہ اس کا کیا علاج مین قسم کھاتی ہوں آپ کو یقین نہیں آتا اور
 وہ تو کوٹھے پر تھی بھلا اُسی سے جا کر پوچھیے وہ گئیں اور پھر آکر کہا کہ نا
 میری جان مین نہ پوچھوں گی وہ تو یوں بلبلا اٹھی جیسے کٹے پر نک
 مرچ چھڑک دیا ذرا چلو تو دیکھو وہ اپنا کیا حال کر رہی ہے مین گئی
 اور لائی پیار کیا پھر آنسو پونچھے پوچھا کہ کیا ہوا اُس نے کچھ نہ بتایا جب
 بڑی ہمسائی چلی گئیں تو مین نے کہا اللہ صابرہ ہم کب سے گڑبڑا
 رہے مین تم نہیں بتاتیں مجھے نہ کہو گی تو دیوار پا کھوں سے کہو گی کہا کہ
 جی رونا تو اسی پر آتا ہے کہ مین کہہ نہیں سکتی ادھر تو آپ نے منع کیا
 ہے اور ادھر کتاب مین لکھا دیکھا ہے ایسا نہ ہو کہ مین کہوں اور
 غیبت ہو جائے مین نے کہا کہ تم کچھ نہ کہو اتنا بتا دو کہ کہاں تمہیں اور
 کہاں سے سُن آئیں صابرہ نے کہا کہ جی کوٹھے پر تھی اور یاہر کی آواز
 تھی مین خود کوٹھے پر چلی گئی اس وقت بھی اتفاق سے وہی باتیں
 ہو رہی تھیں میر صاحب کے کھجانے کو وہ بار بار یہی کہتے تھے کہ
 کتنی لڑکیاں لوگے اور وہ ہر مرتبہ وہی جواب دیتے تھے جو صابرہ
 سُن گئی تھی یہ کلمہ میرے دل میں بھی نشتر سا چبھا لیکن ٹال کر سنتی ہوئی
 صابرہ کے پاس آئی اور کہا کہ تمہیں انہیں باتوں کا رنج ہے جو رمال

سے تمھارے ابا نے کہیں اُس نے سکوت کیا میں نے اُسے گلے سے لگا کر کہا کہ بیٹا تم نا سمجھ ہو اصل بات تمھاری سمجھ میں نہیں آئی سنو لڑکیاں اپنی ماں کی بیٹیاں اور لڑکے باپ کے بیٹے ہوتے ہیں اُن کا حق بجانب ہے اگر لڑکا ہوتا تو آج باہر کمرے میں اس طرح سے اُن کے پاس بیٹھا ہوتا جس طرح تم میرے پہلو سے لگی بیٹھی ہو جیسے مجلس معرکہ اگر کہیں ہو اور وہ جائیں تو بیشک یہ دل چاہتا ہوگا کہ لڑکا ہوتا تو ہم اُسے اپنے ساتھ لے جاتے جس طرح میں تمھیں اکثر بیاہ شادیوں اور مجلسوں میں لے جایا کرتی ہوں یہ بات اس رشاک کی وجہ سے (جس کا مادہ تھوڑا بہت ہر شخص کی طبیعت میں ہے، پیدا ہوتی ہے حق بات پر لگڑنا سچ امر پر بُرا ماننا نہ چاہیے تمھیں غور سے دیکھ کر کہو کہ وہ سچ کہتے ہیں یا نہیں مگر یہ غور انصاف سے کرو بدون سیری محبت کے اگر اسے ملا کر غور بھی کرو گی تو بیکار جائیگا صابرہ تمھارا نام ہے تمھیں ہم سے بھی زیادہ صبر کرنا چاہیے اس کے معنی جانتی ہو صبر کرنے والی - وہ - جی ہاں - میں - تو بس تمھیں ہر طرح کے رنج پر اس طرح برداشت کرنا چاہیے کہ کسی پر اس رنج و مصیبت کا اظہار نہ ہو آئندہ سے اس کا بہت بڑا خیال رکھنا تحمل ایک ایسی عمدہ صفت ہے کہ جس سے شرافت اور آدمیت ظاہر ہوتی ہے اس بچی نے پھر دم نہ مارا اسی وقت میرا صاحب گھر میں آئے مگر چہن باہر و تہور پر بل تھوڑی دیر میں کھانے کا وقت آیا کھانا کھا کر

باہر چلے گئے بارہ بجے رات کو آکر پکارا سارا گھر پڑا سو رہا تھا میں نے
 جا کر قفل کھولا اب یہی معمول کر لیا پھر کچھ دن رات رات بھر غائب
 رہنے لگے دل تو برفا ستہ تھا یہی پہلو بگاڑ کے ڈھونڈتے تھے مگر
 ایک نہ ملتا تھا جتنا وہ چھیڑتے اور ستاتے تھے میں سستی جاتی تھی
 آخر کو یون بھی زور نہ چلا قابو نہ ملا آپ ہی دس پندرہ روز میں تھک کر
 بیٹھ رہے اب بات چیت چھوڑ دی تن پہن شروع کی میں تو خطاب
 کے قابل نہ تھی جو کہنا ہوا کسی ماما یا لڑکی سے کہا اور خوب بدمزاجی
 کی ٹیڑھے ترچھے ہو کر زبان بھی چلا بیٹھے جاڑے کے دن اور میں
 اپنے لحاف میں دبکی پڑی ہوں وہ کمرے میں آ موجود ہوئے خواہ مخواہ
 اٹھ کر دروازہ کھولنا پڑا پھر آئے تو چین کے خمیر کی طرح اٹھتے ہی نہیں
 پھر اُٹھے تو باہر چلے گئے پھاٹک بند کرنے کو خود ہی گئی آدمی سوتے
 ہیں کس کو جگاؤں گے بلاؤں جاڑے میں سب اپنے اپنے گودڑ
 میں گھسے ہوئے ہیں ہر طرح سے تکلیف ہوئی لیکن وہ رحمت اس
 قابل نہ تھی کہ اُن کا حق یا لحاظ فراموش کیا جاتا چھیڑ چھیڑ کر اس غرض
 سے باتیں کرتی تھی کہ اُن کو اپنا ملال مجھ پر کھل جانے کا حال نہ کھلے
 اور میرا رنج بھی ڈھکا رہے ایک دن کتاب دیکھتے دیکھتے مجھے
 پکارا میں امان جان والے کمرے میں رہتی تھی اُٹھ کر اُن کے پاس
 بڑے دالان میں گئی کہا لڑکیاں سو گئیں میں نے کہا ہاں بڑی دیر ہوئی
 کہا مجھے تم سے ایک بات پوچھنا ہے میں نے کہا پوچھو کہنا نہ کو یہ بھی

معلوم ہے کہ مدت سے مجھے ایک طرح کا رنج ہے مین نے کہا مجھے
 نہیں معلوم کہا ضرور معلوم ہے مگر چھپاتی ہو بھلا میرے سر پر تو ہاتھ
 رکھو مین نے کہا بے ہاتھ رکھے مین صاف کئے کو موجود ہوں کہا پھر کیا
 ہے بتاؤ تمہیں نہیں معلوم مین نے کہا معلوم ہے مگر اس کا اتارایا
 علاج میرے امکان مین نہ تھا نہ ہے اس لیے صبر و سکوت کر کے
 بیٹھ رہی کہا اچھا ہمیں کیا رنج ہے مین نے کہا لڑکیوں کی افراط کا
 ملال ہوتا ہے کہا کیا خوب بچا ناز و دھم تو بیشک ہو مگر ساتھ ہی اُس کے
 بد قسمت مین ہنس کر چپ ہو رہی کہا ہنسن کیا مین نے کہا اس
 بات پر ہنسی کہ تم نے بد قسمت اور زود فہم کا خطاب دیا اور یہ دونوں
 باتیں ایسی ہیں جو مین نے آپ سے اپنے مین نہیں جمع کیں بلکہ خدا
 نے دی ہیں جس سے میری مجبوری ظاہر ہے اور تمہارے کئے
 سے یہ ثابت ہوا کہ مین مجبور نہیں ہوں اسی بات پر مجھے ہنسی آئی
 یہ شکر آپ بھی مسکرائے اور فرمایا کہ خوش فہم ہی نہیں بلکہ خوش تقریر
 بھی ہو مین نے کہا کہ یہ سب تمہاری صحبت کا اثر ہے ورنہ مجھے
 بات کرنا تک تو آتی نہ تھی اس وقت تم نے خود ہی چھڑ کر مجھے
 پوچھا ہے ادھر ادھر کی باتوں مین کام کی بات رہ جائے گی اگر
 اجازت دو تو مین اُس کا اعادہ کروں کہا شوق سے میرے بھی
 دل مین اس وقت کچھ سی اگیا مین نے کہا اسی وجہ سے مجھ کو بھی
 حوصلہ ہوا کہ تم مخاطب بن کر بیٹھے رہو گے اور دل سے سُنو گے اچھا

اب بتاؤ کہ تمہیں مجھ سے ملال کرنے کا کیا سبب تھا کچھ نہیں مین نے
 کہا پھر کیون تم ایک مدت سے بکیدہ اور کشیدہ ہو لڑکیاں خانے
 دین سو اتھارے مین نے آج تک اپنے اور تمہارے گھر انے مین
 کسی مرد کو اس قدر لڑکی سے بیزار نہیں دیکھا کسی راجپوت سے بھی
 تم سے ایسی گہری ملاقات نہیں جس کی صحبت کا اثر پڑا آخر اس کا
 کیا باعث کہا کوئی وجہ نہیں مگر لڑکیوں کی صورت دیکھ کر مجھے پ
 چڑھتی ہے اور خون اونٹنا ہے اور ان کے پیدا ہونے کا ایک
 سبب قومی تم سے متعلق ہے لہذا تم سے بھی تکرار ہوتا ہے مین نے
 کہا کہ یہ تو دوسری بات ہے کہ ایک چیز سے دلی متفر ہے مگر
 یہ بتاؤ کہ تم نے مجھ ایسی ضعیف کو سبب قومی کیون ٹھہرایا ان کی
 پیدائش کا باعث یا سبب حکم قادر مطلق ہے میری ذات اور
 میرے اختیار کا معاملہ نہیں ورنہ جس دن تمہاری رجس کا حال مجھ پر
 کھلتا اسی روز پھر بدل کر دیتی اور نوبت اس قدر طول کلام کی
 نہ آتی کہا کہ ہاں یہ سب مین بھی جانتا ہوں مگر دل کو کیا کروں وہ
 میرے قابو میں نہیں ہزار ہزار چاہتا ہوں کہ اس رنج کو دل سے
 نکالوں اس فکر کو ٹالوں لیکن میرے بنائے کچھ نہیں بتاؤ کسی طرح
 کاٹے کٹتا ہے نہ مارے مرنے کا ہے مین نے کہا اگر اس ارادے کو
 مضبوطی اور پائنداری ہو اور خفا ایسا عزم کر لیا ہو تو کیا مشکل ہے
 چار دن مین طبیعت بدل جائے گی اور دل راہ پر آجائے گا مین ذمہ

کرتی ہوں کہ اس رنج و ملال کو تمہارے صاف دل سے نکال
 دوں گی مگر میرے کہنے پر چلو اگر ایسا نہ کرو گے تو عمر بھر کی ضیق اور
 ہر روز کی کاہش میرے اور تمہارے لیے رکھی ہوئی ہے غم نداری
 بنیخ کا معاملہ ہو گا لڑکیوں کے پیدا ہونے کے زمانے سے آج تک
 میرا صاحب نے کسی کو منہ نہ لگایا تھا نہ نظر بھر کے دیکھا تھا عدم تعلق
 اور زیادتی وہم سے وہ اپنی اولاد کے دشمن ہو رہے تھے اس
 لا علاج مرض کی دوا بھی خدا نے مجھے مرحمت کی تھی جس کے
 استعمال سے میں کامیاب ہوئی محلے کے مرد و عورت تو میرے بچوں
 پر جانیں نثار کر رہے اور نہ رنج کرے تو باپ یہ عالم اسباب میں
 ایک سبب پیدا ہوا تھا جس کی درستی و اصلاح سے میری ناموری
 ہونے کو تھی اور اپنے میگانون میں سرخروئی اُدھر تو مال نے
 یہ کہا کہ تمام عمر لڑکیاں ہی پیدا ہوں گی اور کثرت ہر چیز کی بُری ہوتی
 ہے ادھر بی جمیل النساء والا معاملہ پیش نظر تھا ان دونوں باتوں
 نے ان کو ایسا عورتوں کی طرف سے بدظن کر دیا کہ جس پر طرح طرح
 کی دلیلیں عقل کے زور اور وہم کی مدد سے بٹھا کر وہ ان معصوموں
 کے دشمن جان ہو گئے اور ان کے ساتھ لگے ہاتھ میرے بھی خون
 کے پیاسے لیکن باوصف ان باتوں کے اس تقریر سے بوجہ حق پسند
 ہونے کے وہ کچھ قائل بھی ہوئے حالت مجبوری میں آخر کہہ گذرے
 کہ میرے بنائے کچھ نہیں بننا درحقیقت ادھر تو جمیل النساء کے

تجربے نے اُن کے وہم کو ابھارا اور ادھر کثرت سے لڑکیوں کی طرح طرح کے خلجان ہوئے جس سے بوکھلا کر رہ گئے مجرب قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی وہم کو دل میں جگہ دے گا یہ زور ہی پکڑتا چلا جائے گا جب تک وہم کو نہیں نکالے گا بُرے بُرے خیالوں کو بھی نہیں مٹا سکتا آخر کو میں نے سب سے پہلے اس کی فکر کی کہ اُن کے وہم کا علاج کروں کیونکہ یہ سب اسی کے باندھنوں ہیں اس لیے میں نے راتوں کو حضرت خواجے ذکر سے جناب فاطمہ علیہا السلام کے ذکر تک اُن سے بیان کیے پھر اور اور نیک زنون کی باتیں کر کے ایک رات کو اپنا اور ساجدہ کا حال دہرایا اُن کے ہوشیار کر دینے کو یہ بھی کہا کہ اگر جمیل انصار کی بات آنکھوں دیکھی ہے تو یہ بھی سُنی سائی نہیں وہ اکیلی ہیں اور مردو ہیں اپنے کنبے اور عزیزوں کے علاوہ بھی اگر غور اور فکر سے دیکھو گے تو صاف کھل جائے گا کہ سب مرد اور عورتیں یکساں نہیں ہوتیں صورتوں کی طرح سیرتوں میں بھی فرق ضرور ہے انھیں میں اگر جمیل انساہ میں تو اسی گروہ میں سلما بھی تھی جس کی عفت و عصمت اور پاک دامنی کا حال قابل قدر بلکہ ہم لوگوں کے واسطے لائق فخر و ناز ہے دو چاند سے بچے یوسف اور حیتہ نقد عزت پر سے قربان کیے ماما کو خاطر میں نہ لائی کنوین میں

۱۵ دیکھو تفسیر عفت مولفہ مرزا محمد عباس حسین ہوش لکھنؤی مطبوعہ بتان فربری

کا صفحہ ۸۷ لغایت ۸۸۔

گر کر اپنی آبرو بچائی سب سے بڑھ کر عبرت اور حیرت کا وہ ذکر ہے جو
 سید بہار الدین رازی نے بیان کیا ہے صاحب طبقات ناصری لکھتے
 ہیں کہ خوارزم شاہ نے سید موصوف کو چنگیز خان کی سلطنت اور لشکر کی
 حالت دریافت کرنے کو شہر خطاروانہ کیا جب وہ وہاں پہونچے تو
 حوالی خطا میں ایک برج کے نیچے ہڈیوں کا انبار ڈیرا دیکھا چونکہ ایک
 مقام پر ہڈیوں کا پہاڑ دیکھ چکے تھے متعجب ہو کر اس کی وجہ پوچھی
 لوگوں نے کہا کہ جب یہ شہر فتح ہوا تو ساٹھ ہزار بن بیاہی کنواری
 لڑکیوں نے مغلوں کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچا کر لال سی جانین دین
 اور برج سے زمین پر گر کے ہلاک ہوئیں یہ اُن کے پاک بدنوں کی
 ہڈیاں ہیں اس ذکر سے بند بند کا نپٹتا ہے اور روئیں کھڑے ہوتے
 ہیں غیرت حمیت آبرو عزت کے علاوہ اُن کی عصمت و عفت پر
 تصدق ہونے کو جی چاہتا ہے کہ وہ اپنی جانین شاہ کرہارے لیے دنیا
 پر ایک مثال چھوڑ گئیں ایک کے مقابل میں ساٹھ ہزار کی کثرت دیکھو
 اور اُس سن میں اُن کی یہ جرات دیکھو اسی طرح سے خدا خدا کر کے میں
 ریوڑی کے پھیر سے نکلی اُس وہم کو اُن کے دل سے نکالا جو خواہ مخواہ
 عورتوں کی بُرائی اور بدی اُن کے دل میں بٹھا چکا تھا عجب شواہد
 از زن کہ زن پارسا راست ہے اور ع۔ اس پر وزن و شمیر وفادار کہ دید
 میر صاحب اٹھتے بیٹھے پڑھا کرتے تھے بیسیوں نیکی جھوٹوں اور پارسا

۱۵ دیکھو سطور ۱۱۱ الانظار مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۱۵۴ کی سطر ۱۳ سے ۲۳ تک

بسیوں کے قصے سنانے کے بعد آٹھ دس روز کی باب باب اور مہر نزن سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ میر صاحب کو ان معرعوں کے بدلے ایک دن نماز صبح کے بعد یہ شعر ۵

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد
 پڑھتے سنا اسی وقت میں نے دو رکعت نماز شکر کی پڑھی یقین آیا کہ
 محنت ٹھکانے لگی سر پھرانا رایگان نہیں گیا رفتہ رفتہ جب اس دہم
 کا بالکل خاتمہ ہو چکا تو میں نے سب سے پہلے چھوٹی لڑکی کو رجو
 بہت پیاری پیاری باتیں کرتی تھی سب لڑکیوں کی طرف سے
 وکیل کر کے میر صاحب کے اجلاس پر پیش کیا وہ ڈرتی تھی میں نے
 اُس کو چیز بست کا لالچ اور اپنی خفگی کا ڈر دلا کر بھیجا سب سے پہلے پان
 دے آئی انھوں نے اُٹھا کر جیسے ہی منہ میں رکھنا چاہا اور اُس نے
 یسم اللہ پڑھی وہ کھا چکے اور یہ تعالیٰ لے کر بھاگی آدمیوں کو سمجھا دیا
 کہ بچوں کے لایق جو کام ہوں وہ تم نہ کرنا ان کو لگا دینا جب انھوں
 نے کتاب کا غز قلم دوات پانی جانا زائینہ کنگھی رومال جریب تبتج
 انگوٹھیاں کھڑاؤں وغیرہ میں سے کوئی چیز مانگی اور آمنہ عالیہ کو رحمت
 و دولت نے اُکسایا کہ جلدی جاؤ دیکھو تمہارے ابا جان کیا مانگتے ہیں
 کوئی دوڑی گئی اور کام کر دیا دوہی چار دن میں ڈر نکل گیا کسی کے کہنے
 اور بھیجنے کی ضرورت نہ رہی ہر وقت ایک نہ ایک باری داری کی طرح
 سے حاضر کیا مجال ہے جو ان کی کوئی چیز قاعدے سے بے بقاعدہ یا جگہ سے

بے جگہ ہو جائے وہ پھینک پھینک جاتے تھے اور بچے دھرتے اٹھلتے تھے آٹھ ہی دس روز میں میر صاحب کن انکھیوں سے دیکھتے دیکھتے آنکھ بھر کر دیکھنے لگے اور چھوٹی کے سٹر سٹر چلنے اور بھدر بھدر دوڑنے پر پیار آنے لگا مگر برسوں کی نفرت ایک ایسی دل سے کیونکر نکلتی دوسرے یہ بھی خیال تھا کہ گوجر بے مگر ضرور سمجھتی ہے کہ یہ باپ ہیں اور پھر کیسے باپ جنہوں نے جھوٹوں منہ نہیں لگایا اگر میں بلاؤں اور وہ نہ آئے یا یہ کہ بیٹھے کہ آج کیا ہے تو بڑی لڑکیاں شکوہ شکایت کے دفتر کھول دیں گی میں نے جو آتے جاتے اُن کی نظر سے محبت ٹپکتی دیکھی نہیں دکنے والی چیز دن کو خیال کیا تو وہ باتیں ذہن میں آئیں جب وہ باہر گئے تو چھوٹی لڑکیوں کو سمجھا دیا کہ اگر وہ بلا میں تو رک نہ جانا خبردار دوڑ کر گلے سے لگ جانا نہیں وہ پھر اپنے کمرے میں گھسنے نہ دین گے اور نہ پھر کبھی چیز لا دین گے جب وہ خالی ہوا کرین تم بھی پاس جا کر بیٹھا کرو وہ وقت پیار سے باتیں بنانے کا ہے جس میں اُن کا دل ہلے اکیلے میں گھبراہٹ نہیں جب کتاب دیکھتے یا لکھتے ہوں اس وقت چلی آیا کرو جب پھر بلا میں دوڑ جایا کرو اگر ذرا بھی کام پوری کی اور دیر ہوئی تو مجھے بُرا کوئی نہیں دونوں مل کے نہیں بلکہ جدا جدا جایا کرو اُسی دن سے چار پلانا صابرہ کے نام کیا پان عالیہ اور آسنہ کے سپرد کیے گئے دوسرے ہی روز صابرہ نے چار دی عالیہ پان لے گئی یا تو بھاگ آتی تھی آج بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں بگھارنے لگی پہلے

تو میر صاحب سُن سُن کر خوش ہوا کئے پھر اس کی طرف ہاتھ پھیلائے کہ دیکھو آتی ہے یا نہیں میں سامنے بیٹھی دیکھ رہی ہوں کہ اس کو میرا کمنایا دے کہ نہیں چوہ اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی پھر تو میر صاحب کے بھی خون میں جوش آیا ضبط نہ ہو سکا گو دین لے کر چھ سات برس کا پیار اکٹھا کر لیا آمنہ نے جو دیکھا رساتن رساتن جا کر پٹی کے پاس گون متھون ہو کر کھڑی ہو گئی جب میر صاحب کی نظر پڑی تو اُس کے چہرے سے سمجھے کہ اس کا بھی جی چاہتا ہے کہا بی حرصہائی کیون کیا ہے اُس نے دونوں ہاتھ بڑھا دئے اور کہا کہ ہمیں نہیں میر صاحب نے جلدی سے اُسے بھی زانو پر بٹھالیا تنھی تنھی باہن گلے میں ڈال کر وہ بھی لپٹ گئی اب دونوں طرف سے میر صاحب گتھ گتھ گئے کسی کام کے لیے رحمت اُدھر سے گزریں یہ رنگ دیکھ کر اُٹے پاؤں پھریں اور زاکیرہ راضیہ کو بھی ٹھیل ٹھال اور دھکیل دھکال کر بھیجا تجھے آکر کہا کہ اس وقت میر صاحب خوب دل کھول کر لڑکیوں سے ماساژ الد پیار و لار کر رہے ہیں میں نے صابرہ سے کہا کہ جاؤ تم بھی اپنی بہنوں کی شریک ہو جاؤ پہلے وہ کچھ شرابی پھر میرے کہنے سے رکتی تھمتی وہاں پہونچی زاکیرہ اور راضیہ دور سے کھڑی دیکھ رہی تھیں جب میر صاحب کو اُن کے آنسو بھری آنکھیں نظر پڑیں بتیاب ہو گئے اور ان دونوں کو پاس بٹھا کر اُن کو اشارے سے بلایا اور گو دین بٹھا کر اُن کو بھی دل بھر کر پیار کیا سب سے چھوٹی راضیہ تھی وہ رونے لگی

میر صاحب کا بھی دل بھرا یا زکیہ روئی عالیہ آمنہ نے بہنوں کا ساتھ دیا
صابرہ کھبے سے لگی کھڑی تھیں وہ رو بہن رحمت یہ دیکھ کر میر صاحب
پاس گئیں اور چٹ چٹ بلاتیں لے کر کہا کہ میں قربان جاؤں ٹہری صاحبزادی
کو بھی گلے سے لگا لیجیے میں بھی طیبہ کو انا سے لے کر وہاں جاہو سچی تھی
اڑ سے صابرہ کو اشارہ کیا وہ خود بڑھی اور دوڑ کر قادیون پر لوٹنے لگی
یہ سیر بھی قابل دیکھنے کے تھی میں بھی رہنمائی ہوئی اب بالکل قریب
پہنچ گئی جب میر صاحب صابرہ کو بھی گلے سے لگا چکے تو میں نے
طیبہ کو گرانا شروع کیا جب وہ گود سے پلنگ کی طرف جھلنے لگی
تو میں نے میر صاحب سے کہا کہ ذرا اُسے تو دیکھو یہ اس وقت سے
تھمارے پاس آنے کو لوٹی جاتی ہے اُنھوں نے جو دیکھا تو دونوں
ہاتھ لٹکائے دہ جھکی ہوئی تھی جلدی سے اُسے بھی مسکرا کر گود میں
لے لیا پھر سب کو باتوں میں لگایا چاروں طرف ٹٹولا کچھ نہ ملا تب
صندوچی سے روپیہ نکال کر ایک ایک روپیہ سب کو دیا کہ اس کی
چیز کھانا وہی ایک روپیہ طیبہ کو بھی دیا سب نے خود سلام کیا اس کا
ہاتھ پکڑ کر میں نے سلام کرایا اس دن سے خدا نے اُسکے دل کو سب طرح
کے دوسو سن سے پاک کیا اور شرم الحاظ بڑے دہم و خیال بالکل
دل سے نکل گئے تھوڑے ہی دن بعد پھر تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ندوہ
میر صاحب ہیں نہ وہ لڑکیاں روز بروز عروج ہوا اور میر صاحب کی
سرکار میں سن کے ساتھ اُن کے مرتبے بھی بڑھنے لگے ایک تو اپنے

بچے دوسرے صاف شفاف نہائے دھوئے ہوئے بھولی بھولی صورتیں پیارے پیارے مکھڑے میٹھیان گندھی ہوئیں مناسا سو باف ٹرا ہوا بالوں میں تیل آنکھوں میں کاجل نہ ناک میں رینگٹ نہ آنکھ میں کچھ گلے میں ہیکل یا تعویذ اس میں ننھے ننھے رومال بندھے ہوئے نہ میل نہ کچل اُچلے کرتے ٹوپیان پانچاے پنپے چھوٹی چھوٹی اوڑھنیاں اوڑھے مکان کو آباد کرتے پھرتے تھے جس طرف جاتے تھے کچھ رونق ہی اور ہو جاتی تھی جب تک میر صاحب نے نہیں دیکھا تھا نہیں دیکھا تھا جب اُنکا سامنا ہوا اور وہ اس ترکیب سے منھ لگے ادھر تو خون میں جوش آیا محبت پدی نے سر اٹھایا ادھر انکی صفائی اور ستھراپے نے پیار دلایا درحقیقت بچوں کا بنا سنورا اور اُھلا نکھرا رکھنا فقط اُن کی صحت اور پھپھکنے ہی کا سبب نہیں بلکہ عیون تک کو پیار دلانے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے ایک بات میں نے یہ بھی ضروری سمجھی کہ اُن کے جو ہر میر صاحب پر کھل جائیں سب سے زیادہ ماشاء اللہ ہوشیار صابرہ تھی اُس سے کہا کہ کبھی کبھار اپنے باپ سے جا کر اپنے سبق میں سے کچھ پوچھ لیا کرو اُن چاروں سے کہا کہ تم بھی اپنا سبق رُتی ہوئی اُن کے سامنے سے نکل جایا کرو جب کھیلنا منظور ہو تو چاروں مل کر اُن کے سامنے کھیلنا یہ پٹی میں نے ایسی پڑھا دی تھی جس سے اُن کی عزت بڑھنے کے علاوہ محبت کو بھی پختگی ہوئی یا تو سامنے آنے کے روادار نہ تھے یا دود ڈیڑھ مینے کے

اندر پھرتو لڑکیوں کا وہ چاہ ہوا کہ میرا آنکھ دکھانا اور ٹیڑھی نگاہ کرنا ان کی طرف میر صاحب کو برچھی کی انی معلوم ہوتا تھا ایک دن عالیہ کو صابرہ نے سبق دیا اور فی بوٹ جراب گلو بند کے پھنرے نکلاوائے ٹانگے بھر دوائے جالی پر وضع ڈلوائی بعد اس کے کہا کہ یہ ٹکڑا رکھا ہے اسپر ایک سداک ابھارونا کے جوڑیجیہ بھر جاؤ اس نے کوئی بالشت بھر بنا کے کپڑا کہین پھینک دیا اپنے کاموں سے فرصت کر کے جب صابرہ سب کا امتحان لینے بیٹھی اور کاموں کا جائزہ ہوا تو بجیہ کا کپڑا نہ ملا پوچھا کہا کہ میں بنا چلی ہوں مگر یہ یاد نہیں کہ اس کو کہاں رکھ دیا صابرہ نے کہا کہ اگر تم سب چیزوں کو ایک جگہ رکھتین تو وہ کیوں کھوجاتا یہ تو ادھی کا کپڑا تھا اگر کوئی بیش قیمت چیز ہوتی تو کیا ہوتا۔ عالیہ جی پتہ پر کو ہم یوں پھینک کیوں دیتے۔ (صابرہ) تو یہ کہو جان بوجھ کر پھینک دیا عالیہ چپ ہو رہی صابرہ نے کہا کچھ نہیں تم نے اسے بنایا نہیں اور عورارہ گیا ڈر کے مارے ملیا میٹ کر ڈالا کہ نہ ہو گا نہ کام سے جی چرانا کھلے گا میں کچھ نہیں جانتی اگر بنایا ہے تو مجھے لا کر دکھاؤ میں کہیں گرا ہوا گا گھر سے تو اڑ نہیں گیا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ میر صاحب آئے اور پردے کے پاس ٹھٹکا رہے جب عالیہ ادھر ادھر دیکھ کر بیٹھ رہی تو صابرہ نے پوچھا کہ کپڑا ملا کہا جی نہیں تو وہ اٹھی کہ بقی سے اور کوئی ٹکڑہ نکال کر دون یہ سمجھی کہ مجھے مارنے کو آتی ہیں نہیں با جی جان میری بڑی با جی کہہ کر دون ہاتھ منہ پر رکھ کر رونا شروع کیا آنکھیں تو

بیوقوف نے پہلے ہی بند کر لی یقین نہ یہ دیکھ سکی کہ ادھر آتی ہیں نہ یہ معلوم
 ہوا کہ اور طرف جاتی ہیں بس سیویں اس کا رونا تھا کہ شیر کی طرح گمک کر میر صاحب
 گھر میں آئے اور ڈیج ماری کہ صابرہ اور عالیہ کیسی ہیں اچھل پڑی صابرہ
 ادھر بچی ادھر کھلی ہاتھ میں لے کر رہ گئی اور عالیہ اپنی جگہ دہل کر
 ہاک دھاک بھوچکا ہو گئی مگر جو دیکھتی ہوں تو میر صاحب میں بے دیکھے
 بھالے غصہ تو کر بیٹھے اور گھر میں آئے بھی بہت جھپٹ کر مگر عالیہ
 کے قریب جو کسی کو نہ دیکھا آپ ہی کچھ شرمندہ ہو کر بیچ انگنائی میں
 کھڑے ہو گئے اُن کی خفت بہت جلدیوں ظاہر ہو جاتی تھی کہ غصہ
 فوراً جاتا رہتا تھا اور گردن جھکا لیتے تھے اُن کے چپ ہو کر سنائے
 میں آجانے سے میں نے دریافت کر لیا کہ اُن کو ندامت ہوئی اب
 باز پرس کا موقع ہے جلدی کمرے سے باہر آئی اور اشارے سے
 انھیں انگ بلایا دمایہ ہوا کہ عالیہ صابرہ دونوں اپنی اپنی جگہ سم
 گئیں اور یہ نہ معلوم ہوا کہ خفا کس پر ہوئے جب وہ کمرے میں آکر
 بیٹھے میں نے مسکرا کر پوچھا کہ تم کیوں جھنجھلائے کیا سمجھے کہا میں سمجھا
 صابرہ عالیہ کو مارتی ہے میں نے کہا اول تو میرے ہاں تعلیم و تربیت
 میں مار پیٹ کا طریقہ ہی نہیں ہے۔ دوسرے ادب دینے یا ڈرانے
 کے خیال سے اگر ایسا بھی ہوتا تو کیا استاد کا حق مارنے کا نہیں ہے اپنا
 جی جلانے سر کھپانے صبح سے دوپہر تک اپنا وقت گنوا تی ہے انھیں
 پھوٹتی ہے بھیجا پکاتی ہے اگر اتفاقاً کبھی گھبراؤ سے بھی غصہ آجائے

تو بندہ بشر ہے سدا مزاج کسی کا یکسان نہیں رہتا بچا ہو کہ بوڑھا پتہ صوب
 رکھتے ہیں آج تک سوا دم دلا سے کے اُس نے تو تاک نہیں کہا بچا یوں
 اور چمکاریوں سے کام نکالا خواہ پڑھائے خواہ سکھائے اس مزے
 سے بتاتی ہے کہ شوق بڑھتا ہے اور جی لگتا ہے ذرا کسی روز تم چھپکر
 اُس کو پڑھائے سنو گو کہ ابھی وہ نا سمجھ ہے اور آٹھ نو برس کی عمر ہی کیا ہے
 مگر محلے کی بڑی بوڑھی اور جوان عورتوں سے اشارہ انداز سہر میں
 سلیقے میں دو گنی تگنی ہے مجھے تو نہیں یاد پڑتا کہ اُس نے عالیہ یا آسنہ کو
 کبھی مارا ہو بڑی بڑائی غصے میں کبھی ہوئی اور اس سے کام بگڑا تو اتنا
 کہہ دیا کہ بن اب تم مار کھاؤ گی جب یہ کام تمہیں آئے گا ہم چاہتے
 تھے کہ اس کی نوبت نہ آئے مگر تمہیں خود ہی اپنی مرمت منظور ہے
 چھوٹی بنوں کے آگے ذلیل ہوگی بہتر غیرت کو رخصت کرو اتنا کہنا
 اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے تھرا جاتی ہے نہ وہ مار کی عادی نہ
 جھڑکیوں کی خوگر جلدی جلدی اتنی سی بات پر جو کچھ ہوا یاد کر لیا اور
 بنا ڈالا مار ڈھاڑ تو بے غیرت بچوں کے واسطے ہے غیرت دار کے لیے
 اس کی کیا ضرورت بھلے آدمی کو ایک بات بھلے گھوڑے کو ایک چابک
 تم میرے اور لڑکیوں بلکہ سارے گھر کے مالک اور خداوند ہوں جس
 بات کے لیے چاہو مزاحم ہو جسے چاہو منع کرو لیکن بہر خدا بچوں کے
 بارے میں دخل نہ دینا میں نے بڑے بڑے گھروں کی بیٹیاں بیاہ جانے
 کے بعد سخت مصیبت اور نہایت تکلیف میں مبتلا اور روز کی کامشون

میں گرفتار دیکھی ہیں جن میں کی اکثر ابھی تک تو نہیں پھین گھونگھٹا لٹتے
 ہی زبان کھلی اور زبان کھلتے ہی پہلے ساس ہوؤں پھر میان بیویوں میں
 رد و بدل ضد ضد شروع ہوئی آخر کو نہ بنی یہ اپنے گھر خوش وہ اپنے
 گھر خوش آمد و رفت پیام سلام حصہ بجز املنا جلنا سب موقوف تال میل
 کے بدلے کٹ کٹا کی صید ہو گئی یا باپ مارے کا بیر میں نے جہان تک
 اس کی وجہ دریافت کی لڑائی کی ابتدا چھیڑ چھاڑ کی بنا ہوون کی
 کی طرف سے ہوتی ہے گو بعض گھروں میں اس کے خلاف بھی ہو
 بہر تقدیر بہو کی طرف سے ہو خواہ ساس کی جانب سے دونوں کی کم علمی
 نادانی وہم کے پتلے دسو سے کے بندے ہونے کا پورا ثبوت ہے
 زیادہ خیال ہوون کی طرف جاتا ہے کیونکہ وہ سب شباب کی وجہ
 جوانی کے زور سے اپنا رعب داب پہلے روز بٹھاتا چاہتی ہیں اور
 اس کا ڈھنگ نہیں معلوم نہ ادب جائیں نہ قاعدہ نہ ملنا آئے نہ بگڑنا
 محبت ہے تو بیہوشنگی اور عداوت ہے تو کاواک بالشت بھر کا دل
 ہاتھ بھر کی زبان نہ آنکھوں میں جیا نہ مزاج میں غیرت نہیں ہے تو
 بے انتہا پکے انار کی طرح دانت نکلے پڑتے ہیں ردنا ہے تو بے ہر
 ذرا یوں سے دون ہوا اور لگا ٹپکا ٹپکے چشم نم کا نہ اولتی کی حقیقت
 ہے نہ ریتی کی جلنے میں ڈبیاد یا سلائی کی بے آگ جلاو "برسنے
 میں کالے بادل سے لڑاوغصہ ناگ پر دھرا ہوا مزاج میں گلوئی نیم
 کی طرح بل کے ساتھ کڑواہٹ وہم دسو سے خط ہر وقت گھیرے رہتے

میں بڑے بڑے خیال آٹھ پندرہ چھاپہ نہیں چھوڑتے اپنا اچھا کپڑا بڑا اور کا
 بڑا اچھا کوئی شے آنکھ میں نہیں ساتی بے ڈینگ مارے بات کرنا نہیں
 آتی میرے تو جو اس اڑ گئے جب کل دوپہر کو ایک بہو کا قصہ سنا اور
 میری والے مکان کے اس طرف ایک رفوگر رہتے ہیں اُن سے
 لڑکے کی شادی ہوئی بہو بیاہ لائے چوتھی کے دوسرے ہی روز
 لڑکی نے رونا شروع کیا اور رونا بھی اس طرح سے کہ عابدہ نے کوٹھے
 پر سے سنا دوسرے روز اس کے ساتھ جو عورت آئی تھی وہ ہمسائی
 کے ہاں سے ادھر بھی انکلی عابدہ بیگم نے پوچھا کہ تمہارے ہاں
 رونا کون تھا کہا بیوی لڑکی تھی کہا کیوں روتی تھیں بولی کہ اللہ رکھے
 خفقانی مزاج ہے نئی دودھن ٹھہری آج سے ترق نہ بٹھائے تو
 بات کیونکر بنے میان کوئی آدمی رات گئے آئے اسے اور شبہ
 ہوا جب اس پر ظاہر ہوا حال کھلا اور قسم اقسام ہوئی جب جا کے
 اس کا دل ٹھہرا آج میری بچی نے چار نوالے کھائے بیوی لڑکا بھی
 بڑا غریب ہے نہیں اس زمانے میں کون کسی کی سنتا ہے روتی ہو
 رویا کرو اپنے دیدے کھویا کرو عابدہ سنا کی منہ دیکھا کی جب وہ
 چلی گئی تو بڑی دیر تک مجھ کو اس کی باتوں پر ہسی آیا کی اور علی الخصوص
 خفقانی مزاج کے ساتھ اللہ رکھے والے فقرے پر ایک ہفتے میں
 سبھی کچھ تو ہو گیا چالے نہیں ہونے پائے شبہ نہیچ میں کو دپڑا خدا کی شان
 ہے اب زمانے نے یوں پلٹا کھایا ایک وہ دن تھا کہ دودھن سانس

سسرے کیسے اور میان کمان کے اپنی نندون تک سے بات
 نہیں کرتی تھیں اور پھر تو تن تک ایک یہ دن آئے کہ بیاہ آتے ہی
 دباؤ ڈالے جاتے ہیں۔ قرق بٹھایا جاتا ہے قسم اقسام ہوئی تو یہ کرائی
 آپ ہی بگڑیں آپ ہی ملیں آپ ہی روئیں دھوئیں آپ ہی جاگیں
 آپ ہی سوئیں تقدیر کے لکھے کی تو کیا خبر اور نہیں معلوم نصیبہ کیسا ہو
 لیکن تا مقدور اس راہ رویہ پر لڑکیوں کو لگا دینا چاہیے کہ شادی کے
 بعد اپنا یا بیگانہ عزیز ہو کہ غیر کوئی الزام نہ دے نام نہ رکھے جب کوئی
 منصف مزاج بیچ میں پڑے اور دو پار چھپائیں پھوئیں لڑائی بھڑائی
 کچھ ہو تو لڑکیاں بے خطا نکلیں میں نے ابتدا سے اُن کی تعلیم اور تربیت
 اسی ڈھنگ سے کی ہے کہ اس زمانے کی لڑکیوں کی طرح سے یہ
 کھل نہ کھیلیں انشاء اللہ اُن کی شادی کے بعد اگر میں جیتی رہی
 تو اُمید کرتی ہوں کہ مجھ تک اُن کی شکایت نہ آئے گی بلکہ جو اُن کی
 سسرال والا آئے گا شکر گزار آئے گا اور دعائیں دتا جائے گا
 یہ میری تعلیم کی تعریف نہیں ہے بلکہ جناب اُستانی صاحبہ کی تربیت کا
 اثر اور اُنکی زبان کی برکت ہے (میر صاحب) کون اُستانی میں نے کہا اُستانی
 فاطمہ بیگم میر صاحب۔ تو ہاں اُن کی تعلیم کی برکت کیا ہے اور زبان
 کا اثر کیا ہے میں نے کہا ان لڑکیوں میں جو جو نیک خصلتیں اور
 اچھی اچھی عادتیں ہیں انہیں معظّمہ سے میں نے سیکھیں اور مجھے
 ان سب نے آخری وقت انہوں نے ایک وصیت نامہ لکھا تھا

جس کو مین نے داخل وظیفہ کر لیا ہے بعد نماز روز اُس کو پڑھتی ہیں تاکہ اس کے مطلب میرے دل سے نکلنے نہ پائیں پھر صابرہ کو بلا کر جانا منگوائی اور وہ کاغذ نکال کر دیا میر صاحب نے اُس کو بڑے غور سے دیکھا اور کئی دفعہ پڑھا نہایت تعریف کر کے کہا کہ مجھے اس کاغذ کے دیکھنے سے اُن کے ساتھ دلی محبت ہو گئی درحقیقت عجب قابل بی بی تھیں تو ہاں کیا تم نے اُن سے کچھ پڑھا بھی ہے مین نے کہا کچھ کیا جو کچھ پڑھا اُنھیں سے پڑھا یا جان سے فقط انوار سہلی اور اخلاق محسنی پڑھی پہلے اُنھیں ہی نے پڑھا یا قرآن مجید دو چار اُردو کی کتابیں مسئلے مسائل نماز روزے کے رسالے اسکے بعد قرآن مجید یاد کر لیا لگے ہاتھ ضروری کام بھی سکھاتی گئیں کوئی دو تین برس سے مین پڑھ رہی تھی کہ اُن کے چچا مولوی حافظ یوسف علی صاحب آئے اور قرآن مجید کا امتحان لے کر ایک قلمدان مع ساندو سالان اور عمدہ جلد کی دو کتابیں (انوار سہلی اور اخلاق محسنی) جو انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھیں مجھے عنایت کیں وہ کتابیں اور قلمدان مولوی صاحب کی نشانی اور یہ کاغذ اُستانی جی کی نشانی مین نے ٹیری احتیاط کے ساتھ اپنی جان سے لگا رکھی ہیں بزرگوں کی دی ہوئی چیز کی قدر و منزلت کرنا چھوٹوں پر فرض ہے۔ میر صاحب ذرا ہم بھی دیکھیں صابرہ الماری کھول کے کتابیں اور قلمدان نکال لائیں اُسے دیکھ کر کہا کہ افسوس تمہارے جو ہر ہم سے بالکل چھپ ہوئے تھے

آج تک ہم نے جس عزت سے تمہیں دیکھنا چاہیے تھا نہیں دیکھا اور جو قدر و منزلت تمہاری واجب تھی نہیں کی اس وقت نہایت انکسار کے ساتھ ہم تم سے عفو کے طلبگار اور معافی کے امیدوار ہیں اسی کے دوسرے روز متفرق جگہ سے کلام مجید سنا اور مصافحہ کیا پھر نہایت خوش ہو کر کہا کہ اُس کے بھید تو کوئی کیا جانے مگر ظاہر اسباب ہماری عقل ناقص میں جو بات اس وقت آئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر تمہارے یہاں لڑکیاں نہ ہوتیں تو یہ جو ہر ذاتی تمہارے بالکل ظاہر نہ ہوتے سچ ہے ہر کسے راہر کارے ساختند یہ کہہ کر میر صاحب اُٹھے کمرے سے باہر جانے کو مڑے ہیں کہ اُدھر سے عالیہ کو اخبار النساء کا پرچہ بیے ہوئے آتے دیکھا جیسے ہی باجی جان باجی امان کرتی وہ سامنے آئی کہ میر صاحب نے وہ اخبار اُس کے ہاتھ سے لے لیا۔ یہ اخبار دلی میں چھپتا تھا اور ایسا صاف ستھرا چھپتا تھا جس کو دیکھ کر پھر ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا تھا عورتوں کی زبان اُنھیں کے محاورے اُنھیں کے مضمون کیا بتاؤں کیا اچھا اخبار تھا پھر ویسا اخبار دیکھنے میں نہیں آیا، میر صاحب نے اول سے آخر تک اُس اخبار کو بہت دل لگا کے پڑھا اُس میں ایک مضمون کے نیچے میرا نام لکھا تھا میر صاحب اُسے دیکھ کر مسکرائے اور اخبار تمام کر کے مجھے کہا کہ دیکھو تمہاری کسی ہمنام نے کیا عمدہ مضمون لکھا ہے عالیہ جھٹ سے بول اُٹھی کہ واہ ہماری امی جینا ہی نے تو لکھا ہے ہمنام کیسا باجی جان

ہم سے کہہ چکی ہیں میر صاحب میری طرف پھرے اور کہا کہ سچ کہو یہ
مضمون تم نے لکھا ہے یا اس سے یوہین کہہ دیا میں نے کہا کہ جھوٹ
کہنے سے کیا فائدہ بچا ہوا بوڑھا ہر ایک سے سچ بولنا چاہیے۔ میر صاحب
تو یہ مضمون تمہارا ہے؟ میں نے کہا ہاں یہ سُکر پھر وہ مضمون دشمنی کی
رنگاہ سے پڑھ کر تقسیم کہا کہ خوب لکھا میں نے کہا ایک نپختہ دو کاج ہونے
کے علاوہ یہ تو دیکھو کہ میں نے اس میں اپنے دل کی بھر اس کس خوبی
سے نکالی ہے اور ساری دنیا کی بیوی بیویوں کو ایک قسم کی نصیحت
کس طرح سے کی ہے (میان بیوی میں لڑائی کیا) اس مضمون کی
سرخی تھی جس وقت میر صاحب نے اخبار مجھ تک پہنچنے کا سبب
پوچھا تو میں نے کہا کہ جب اُستانی جی نے انتقال کیا تو اُن کی مفاقت
کے صدے اور اُنکھن میں میرا عجب حال تھا زیادہ بے چینی اسکی
تھی کہ نہ میں روئی نہ دل کی آگ کم ہوئی کلیجہ سگاہ رہا تھا اور دنیا
خاک معلوم ہوتی تھی اسی تلملا ہٹ میں منہ سے کچھ لفظ نکلے جو موزوں
تھے اباجان کو دکھائے اُنھوں نے فرمایا کہ مجھے تو دخل نہیں میرے
ایک دوست ہیں دیکھو میں اُن کے پاس بھیج کر اُن کا عیب صواب
دریافت کیے لیتا ہوں یہ کہاں اپنے رقصے کے ساتھ وہ شعر میری
حالت سمیت منشی مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش کی خدمت میں
بھیج دیے وہ اُنھیں یہے ہوئے اباجان کے پاس آئے اور اُس پر
ایک غزل کہی جو میری تسکین کے لیے بہت بڑا سبب ہو گئی

میرا تخلص لکھ کر ابا جان کو ایک کتاب سمیت دی جس میں شاعری کے
 تمام سے لکھے تھے) اور کہا کہ پہلے اس کتاب کو سرے سے پڑھ جائیں پھر
 شعر کہیں موزون طبع ہیں بہت جلد کہنے لگیں گی جب وہ میرے استاد
 ہو چکے تو میں نے ایک مناجات کی جو حصہ اول کے آخر میں ہے
 بھر رہا عیان موزون کہیں پھر سبیل نجات لکھی پھر پانچ چار مضمون
 لکھے جن میں کا ایک یہ بھی ہے اور اخبار ملتے نہیں یہ سب مضمون
 استاد صاحب کی فرمائش سے لکھے گئے اور انھیں کی معرفت
 اخبار والوں کو پہونچے غور سے دن ہوئے کہ ایک کاغذ پر کچھ ردیف
 تافیہ لکھ کر مجھے بھیجوائے تھے جس پر غزلیں کہنے کا حکم تھا دو نت
 نئے رنگ بدلتا ہے زمانہ کیا کیا، اور ماتم کیسا - غم کیسا اور دو جو تو تقدیر
 دکھائے گی وہ ہم دیکھیں گے۔ اور ہم کسی رنج میں آنکھوں کو جو ہم کرتے
 ہیں، اور دو آگ ہمایہ درویش سے ہرگز تو نہ مانگا، بنگھر سے جو اٹھتا
 ہے اُس کے وہ دھوان ہے دل کا، اور غزلیں تو میں نے کہہ لیں
 مگر آخری غزل یوہین پڑی رہی بیچ میں اور ایک بات ذہن پر
 چڑھی جس کو بڑی دقت سے مرتب کر کے تمام کیا اب تمھارے ذریعہ
 اور صلاح سے وہ کتاب اُن کی خدمت میں بھیجنے کو تھی لیکن وقت
 نہ ملا اور تمھارے منہ نہ لگانے سے حوصلہ نہ پڑا اُس کا تو یہ وقت بدا
 ہوا تھا اب فرصت کے وقت اُسے بے چلے جاؤ تو بڑی بات
 مگر ذکیہ کے مرنے کی تاہن اُس غزل کے شعر اور کتاب استاد صاحب

کو دے آؤ۔ میر صاحب ذریعہ تک تو خیریت ہے مگر میری صلاح کی کیا ضرورت ہے میں نے کہا کہ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں میرا تمھارا اور تمھارے گھر کا سارا حال ہے اس لیے مشورے کی ضرورت ہے میر صاحب نے یہ سُکر وہ کتاب مانگی صابرہ نے میری مٹی کمانی اُن کے آگے رکھ دی اُسے دن بھر پڑھا کئے جب کتاب ختم ہوئی تو صابرہ کو پکارا جب وہ حاضر ہوئی تو شفقت سے اُس کی طرف دیکھا کہ کیا تمھاری امان جان کے ہم بڑے خطا دار ہیں کہ سُکر ہماری خطائیں محل کرادیتیں پہلے تو وہ لحاظ سے چپ ہو رہی اُن کے مسرہوں نے پر پھر یہ جواب دیا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ اور خطاوار ہوں یہ بات کچھ میری سمجھ میں نہیں آتی پہلے اُس خطا کا تو حال کھلے جو آپ کے دشمنوں سے سرزد ہوئی ہے (میر صاحب) ای ایک یہی خطا کیا کم ہے کہ جس رتبہ اور لیاقت کی وہ ہیں اور جیسی قدر و منزلت اُن کی چاہیے تھی وہ ہم سے نہیں ہوئی (صابرہ) اگر آپ اُن کے مرتبہ اور عزت کو جانتے ہوتے تو البتہ ایسا خیال ہو سکتا تھا اور جب آپ اس سے بالکل نادانف تھے تو بے خطا بھی ہیں بلکہ میرے نزدیک امان جان خود آپ کی خطا دار ہیں ایک یہی قصور اُن سے کیا کم سرزد ہوا کہ جس جوہر و خوبی کا ظاہر کرنا اُن پر فرض تھا اُس کو انھوں نے چھپایا میں ہاتھ جوڑ کر عرض کرتی ہوں کہ آپ خود اُن کا قصور بخش دیجیے یہ سنتا تھا کہ میر صاحب نے واہ واہ کہہ کر اس کو گلے سے

دکایا اور کہا کہ ارے میری جان یہ تو باتیں کر رہی ہے یا معاذ اللہ
 کوئی ولی خدا ہے خدا تجھے خوش رکھے اور نظر بد سے بچائے اُس
 روز سے صابرہ کا بھی سکھ اُن کے دل پر بیٹھا میرا نقش تو پہلے ہی
 جم چکا تھا تھوڑی دیر بعد میر صاحب صابرہ سلیم کو ساتھ لیے میرے
 پاس آئے اُس کی تعریف کے ساتھ میری بھی بہت کچھ توصیف
 کر کے کہا کہ یہ کتاب تم نے نہیں لکھی بلکہ میرے دل کی آرزو پوری
 کی خدا تمہیں جزاے خیر دے سبحان اللہ ما شاء اللہ تمہاری ذہانت کی
 تعریف نہیں ہو سکتی ایک بات میرے نام کی بابت بیشک مشورہ
 طلب تھی وہ بھی تم نے خود ہی نکال ڈالی اب نہ میرا نام ہے نہ میری
 صلاح کا کام بلکہ میرے نزدیک صلاح کیسی اصلاح کی بھی کچھ حاجت
 نہیں معلوم ہوتی اگر تمہاری مرضی بھی ہو تو وہ غزل اور تاریخ جہان
 مناسب جاؤ اس کتاب میں ضرور شامل کر دو اُن کی خاطر سے
 اُسی وقت میں نے دونوں چیزیں لکھ کر کتاب اُنھیں یہ لکھ کر اس
 دی کہ اگر ایک نظر مرزا ہوش صاحب بھی دیکھ لیں تو کوئی مضائقہ
 نہیں تم ضرور لے جاؤ گے بہتر جب کتاب جا کر اصلاح ہو آئی
 اُس وقت میں نے میر صاحب سے کہا کہ دیکھو کس قدر اصلاح
 کی ضرورت نکلی کیا کیا بڑھا اور کس قدر کم ہوا اور لو اُسی کمی کرنے
 میں اُستاد صاحب نے اپنی غزل بھی نکال ڈالی یہ سن کر دوبارہ اول
 سے آخر تک کتاب دیکھ کر کہا کہ درحقیقت ایسے لکھنے والے کے لیے

ایسا ہی اُستاد بھی چاہیے تھا گو اُنھوں نے وہ غزل نکال ڈالی ہے
لیکن تم ضرور لکھو اُن کی خاطر سے میں نے اس شرط پر یہ کہنا قبول کیا
کہ تم مرزا صاحب سے اجازت لا دو تو کیا مضائقہ وہ فرض کر کے پھر اُسی
دن گئے اور اُن سے کاغذ لکھو لائے اب ملاحظہ فرمائیے وہ غزل یہ ہے

ہاتھ سے اکرن ہے کھونا خاک کا
اِس کا صاحب ہے کھلونا خاک کا
جیسے واجبِ ظہر میں ہونا خاک کا
اک ہے پتلا اک کھلونا خاک کا
اشخو انون کو بچھونا خاک کا
مر کے ہے تاحشر رونا خاک کا
خود ہو جب پیونار ہونا خاک کا
ہو گیا ایک ایک کونا خاک کا
یا دکر اک روز سونا خاک کا
پھل کبھی دیگا نہ پوتا خاک کا
اوڑھنا ہے اور بچھونا خاک کا
ہر مکان میں جیسا کونا خاک کا
ظلم ہے پانی سے دھونا خاک کا
خاک میں ہے تخم بونا خاک کا
اُجلے کپڑے اور بچھونا خاک کا

بھول کر عاشق نہ ہوتا خاک کا
سختیوں سے دل جو ٹوٹے کیا عجب
اب ہے ہر ملین کدورت یوں ضرور
خوبصورت ہو کہ بد صورت بشر
خاک جب مر کر ہوئے ہم تب ملا
زلست میں آہ ہو اکور دئے کون
کیون کرین پیوند کے کپڑوں سے مار
گھر گئی تربت میں چو طرف سے لاش
ڈر گئی کچھ گرد بستر پر تو کیا
تخم ذرہ سے ہنیں اوگنا شجر
پپ گئے اسی آسمان اہل زمین
اہل دنیا سے الگ کر یوں قیام
جنس پر کر رحم نہ ہاتھوں سے پونچھ
قبر میں میت کا رکھنا بہر حشر
کیا قیامت ہے یہ اہل قبور

کی بدی مردے سے بخت شورنے قبر کے تختون سے بھی گرتی ہے گرد کس قدر انجام سے غافل ہیں وہ ہیچ ہے اسی ہوش اپنی موت زیت	بن گیا قسمت سے لونا خاک کا رور ہے ہیں یہ بھی لونا خاک کا جو بنا لیتے ہیں سونا خاک کا ایک ہے ہونا نہ ہونا خاک کا
---	--

کھیلتی کھاتی پالی پوسی ایک لڑکی جب میرے ہاتھ سے جاتی رہی تو میں نے اُس کے مرنے کی ایک تاریخ کہی جس میں زبانی غم کا اظہار معلوم ہوتا ہے لیکن چارون مصرع پڑھنے سے غم کے بدلے ایک طرح کی خوشی بھی پائی جاتی ہے اور وہ قطعہ تاریخ یہ ہے

قطعہ تاریخ

میری پیاری نے انتقال کیا لکھ دعائے سال منقوٹی	کم ہے جو طاہرہ تجھے غم ہو داخل قصر خیلد جم جم ہو
--	---

القصہ فضل خدا اور بزرگون کی دعا سے میں نہایت امی جی سے ہنسی خوشی رہنے لگی نہ مزاجوں کا اختلاف تعانہ طبیعتوں کی مخالفت دو دل ایک نہیں ہو سکتے میرے گھر میں پندرہ سولہ دل اس طرح ایک تھے جیسے توڑے میں روپیہ یا خاندان میں عزیز ایک دوسرے کی باتوں سے خوش ایک ایک کے کام سے راضی نہ جھگڑانہ فساد نہ بیرہ عناد - نہ زد نہ ہٹ - نہ کد نہ کاوش - بڑوں کے حکم سے چھوٹوں کی خوشی چھوٹوں کی خوشی سے بڑوں کو غرض نہ مزاج مخالف نہ زبان برخلاف ایک سے دوسرے کا دل

صاف گھر تھا کہ آئینہ خانہ مکان تھا کہ عشرت کرہ۔ گلشن اتفاق
 پھولا ہوا ہر ایک زمانے کی روش پر چلنا بھولا ہوا۔ سب کو اپنے
 کام سے کام ایک کی راحت سے دوسرے کو آرام زندگی میں
 بہشت کا مزلا کیا ایک دوسرے کو راحت دیا کیا۔ صبح شام
 لطف و مسرت میں بسر ہوئی دو ڈھائی برس بعد صابرہ کی شادی
 ٹھہری پہلی بچی کے پروان چڑھنے کا خدانے زامہ دکھایا ختم کتاب
 کا بہانہ ہاتھ آیا میرا وعدہ پورا ہوا اب اپنے بچوں کی شادی میں
 پھنسون گی اس لئے آپ صاحبون سے رخصت لیتی ہوں
 اور بندگیان کر کے یہ نذر دیتی ہوں لے خدا حافظ کیے قبول کیا

رباعی

پورا ہوا صد شکر ارادہ میرا	ضائع نہ ہوا وقت زیادہ میرا
کیا طرفہ دکھائی اُسکی قدرت نے بہار	سوزناک اور اک خیال سادہ میرا

خاتمہ الطبع از جانب مصنفہ

قرآن اس خدائے پاک کے جس نے اپنے فضل و کرم سے اس کتاب کو تمام پر پہنچایا اور
 مجھ کو بھی صاحب تصانیف بنایا۔ اور نثار احمد مختار و حیدر کرار کے جن کے صدقے
 میں میں نے یہ فیض پایا۔ مجھے امید ہے کہ میری بیماری یمنین جب اس کتاب کو
 پڑھیں گی تو مجھے دعاے خیر سے ضرور یاد کریں گی اور خدا رکھے میرے استاد کو جس کے
 تفصیل سے مجھے تعلیم ملی ہے۔ ہزاروں دعاؤں میں دیں گی۔ اچھا لود خدا حافظ
 تم سب کو امام خاسن ثامن کے سپرد کرتی ہوں۔ اگر زندہ رہی تو پھر ملوں گی۔
 ورنہ میرا گناہ معاف کرنا۔ فقط

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

یہ مسئلہ مسلم الثبوت ہے کہ امر تعلیم میں مرد اور عورت کا حق برابر ہے اور دلی دختر پر فرض ہے کہ مثل پدر کے اُس کی بھی تعلیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرے ورنہ اگر لڑکی جاہل رہی تو بعد رشد اُس کے امور دین میں جو جو خرابیاں پڑیں گی اور جس قدر نقائص واقع ہونگے ان سب کا مظلمہ اُس کے ولی کی طرف عائد ہوگا بلکہ اس کا مشغول الذمہ اور جواب دہ پیش خدا قرار پائے گا۔ لڑکی جب علم سے بے بہرہ ہے تو اگر اُس کو اپنے امور دین کی بابت کسی مسئلہ کا خیال بھی آئے تو اُس کی حقیقت کے دریافت کرنے میں کیونکر کامیاب ہو۔ پردہ نشین ہے کسی عالم کے پاس جا نہیں سکتی باپ چچا وغیرہ اپنے مردان محارم سے کیونکر پوچھے شرم دامگیر ہے۔ مان خالہ وغیرہ سے مسائل کے بتانے میں کس طرح مدد ملے وہ بیچاریاں مثل اسکے خود جاہل ہیں بموجب مثل رع او خویشتم گم است گرا رہبری کنندہ دیکھو کیسے غفلت کے پردے مردوں کے دیدہ ہائے بصیرت کے سامنے پڑ گئے اور کیسی دلون میں اُلٹی سما گئی کہ پڑھانے لکھانے سے عورت کی بیش بہا عفت میں نقصان آجائے گا اور خاندانی عزت و شرافت میں خلل واقع ہوگا۔ یہ خیال محض غلط ہے کیونکہ جس قدر جمالت میں ارتکاب جرائم کا خوف ہے علم میں ہرگز نہیں

جب جرم کو جرم ہی نہ جانا اور اُس کی پاداش و مکافات کی خبر ہی
 نہیں تو پھر اُس سے احتراز کس لیے ہوگا۔ عورت بیجاری کو مرد دن
 سے زیادہ تعلیم کی ضرورت ہے کہ اُس پر مذہب مقدس کی طرف
 سے نو برس کا رین پورا ہوتے ہی نماز و روزہ واجب ہو جاتا ہے پس
 جب اُس کو اس سن سے بوجہ تعلیم کے نماز پڑھنے کی تاکید اور ترک
 نماز کی عقوبت و تہدید معلوم ہوگی تو اس کم سنی کی عادت عبادت
 کیسا طبیعت ثانی کا مزاج حاصل کر کے آخر عمر تک اُس کا ساتھ دیگی
 اور بموجب آیت قرآنی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ارتکاب
 جرائم سے باز رکھنے میں کیسی مدد کرے گی۔ رہا عذر کم مائیگی کہ نادار
 جاہل لوگ اپنی اولاد۔ اُنات کو کیونکہ تعلیم دلوائیں سو بفضلہ اس
 عہد دولت مہد جناب عالی القاب فیصرہ منہد دام اقبالما و ازاد اہلما
 میں یہ عذر بھی مرتفع ہو گیا کہ متعدد مدارس تعلیم نسوان جاری ہو گئے اور
 مصنفان عالی شان کا شکر یہ کہ صد ہا کتابیں خاص تعلیم نسوان کے لئے
 تصنیف ہو کر شایع ہو گئیں حق تعالیٰ ہم لوگوں کے دلوں میں شوق تعلیم
 نسوان کا جو مذہب کی رو سے بھی ہم پر فرض ہے علی العموم پیدا کر دے
 کہ گھر گھر تعلیم کا چرچہ پھیل جائے اور ہر عورت کو بے جہالت سے نکل کر
 شاہراہ علم پر آجائے۔ پھر تو کچھ مشکل ہی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک ماں اپنی
 لڑکیوں کی تعلیم میں اپنے گھری میں معلمہ کا کام دے گی اور دوسری
 جگہ بھیجنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی طریق تعلیم یہ امر کہ لڑکیوں کو

نزاکت اس سے تو کم تعلیم نہ ہو کہ لڑکی اپنے عقائد مذہبی سے اچھی طرح واقف ہو جائے اور خط کتابت میں اتنی ہو جائے کہ بلا مدد وغیرے خط لکھ لے اور پڑھ لے۔ خط کا لکھ لینا اور پڑھ لینا بھی ضروری بات۔ فرض کرو کہ اس کا شوہر سفر میں ہے پس وہ اس کو اور یہ اس کو حالات سے اطلاع دینے میں قاصر ہیں اور اگر دیتے ہیں تو دوسرا پڑھنے والا مطلع ہوا جاتا ہے پس بہتر یہ ہے کہ لڑکی کو الف بائے فارسی پڑھا کے جس کتاب کو ہم بتائیں وہ پڑھا دیجائے اس کے بعد کتب مذہبی پڑھائی جائیں جو کتاب ہم بتائیں گے وہ ایسی نہیں ہے جس سے لڑکی کو فقط نوشت و خواند میں مہارت ہوگی نہیں نہیں اس کتاب کو ہم نے کل کتابوں سے جو تعلیم نسوان کے لئے آج تک تصنیف ہوئی ہیں ہرام میں منتخب کیا ہے اس کتاب کو پڑھا اور دنیا بھر کی بایمن مثل تہذیب عمدہ چال چلن۔ طریق نشست و برخاست۔ حسن معاشرت۔ سینا پرونا۔ امور خانہ داری۔ انجام مہنی۔ کفایت شعاری۔ طریق گفتگو وغیرہ وغیرہ کی حاصل ہو گئیں۔ یہ کتاب خاص عورتوں کے محاورے میں ہے وہ محاورہ جو آرو وے معلیٰ کو شرماتا ہے اور خاص لکھنؤ کی شریف زادیوں اور امیر زادیوں کی بول چال ہے۔ لطف بیان اس کتاب کا ایسا ہے کہ اگر ایک صفحہ ادل کا کوئی پڑھ لے پھر کیا ممکن ہے کہ بغیر تمام کتاب پڑھے

نویسندگان توہمہ ظاہرین تو اس کتاب کی مصنفہ محترمہ نے اپنی سوانح عمری
 بیان کی ہے جو دبستگی کا وسیلہ ہے اور باطن میں ہزاروں طرح کی نمیختوں کا
 مجموعہ ہے جسکی عمدگی سوائے مطالعہ کے بذریعہ تحریر ادا نہیں ہو سکتی نام اس
 کتاب فیض انتساب کا عریضہ طاہرہ و صحیفہ نادرہ المشہور افسانہ ناو جہان
 ہے مصنفہ محترمہ کا نام نامی واسم گرامی عفت مآب عصمت قیاب عالمہ فاضلہ
 ناب طاہرہ سکیم الملقب بہ نواب فخر النساء ناو جہان سکیم صاحبہ ہے
 حق تعالیٰ حضرت مصنفہ ممدوحہ کو اس محنت تصنیف کی جزائے خیر دینا و اعقبہ
 میں عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے انکی مرادات دلی بر لائے اور عمر
 خضر عطا کرے۔ ہم نہایت سچے دل اور خالص اعتقاد سے ان محترمہ محترمہ
 یعنی مصنفہ ممدوحہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انکی اس محنت تصنیف اور مشقت
 تالیف کا بار احسان تمام ہندوستان کی شریف زادیوں اور خاتونوں پر
 ہے اور ان پر فرض ہے کہ مصنفہ ممدوحہ کے واسطے شب و روز درگاہ جناب
 باری میں دست بدعا ہیں بموجب آیہ شریفہ کَلَّا جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ
 الحمد للہ کہ یہ کتاب نایاب بحصول حق تصنیف از مصنفہ ممدوحہ نہایت
 آب و تاب سے مطبع نامی و گرامی مشہور نزدیک و دور منشی نو لکشمور
 واقع لکھنؤ میں بار سوم حسب ایامے منشی نشن نرائن صاحب
 مالک مطبع بابو موہن لال صاحب منیر بک ڈپو نے ماہ ستمبر ۱۹۱۴ء
 مطابق ماہ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ ہجری چھپوا کر شائع کی۔
 اعلان۔ حق تصنیف اس کتاب کا بحق نو لکشمور پریس محفوظ و محدود ہے

